وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

الحمد لله کہ تفسیر الفاظ و آیات کتاب مبین ورد شبہات پادری عماد الدین تصنیف نبذہ الافاضل عمدۃ الاماثل مولوی سید احمد صاحب دام ظلہ و صنہ و شرہ و افادہ المسمی بہ اساۃ الضالین



بسعی اسعی المومنین اکرم المخلصین ذی الہمم خصوصا بہ و اجمع الحسنات و الخیرات لمتبعہ المتقی الیہ علی تقی خلف اللہ تقی حاوی الفضائل الفاخرہ حائز المناقب الزاہرہ مولوی السید ابو الحسن خان اسکندر اللہ فی ایمن

فہرست مطالب

پہلی فصل اون الفاظ مفردۂ قرآنیہ کی فصاحت کے اثبات مین جن کو پادری صاحب نے بحوالۂ قول ابوبکر واسطی غیر فصیح لکھا ہے اور شواہد اشعار قدیمہ ۔ ۸

دوسری فصل اون آیات کی فصاحت کے اثبات مین جن کو پادریصاحب نے غیر فصیح لکھا ہے اور مسیلمۂ کذاب کے قرآن مصنوعی کی عبارت کے عیوب اور بعض آیات قرآنیہ کے صنائع و بدائع و لطائف و نکات ۔ ۲۵

تیسری فصل اون آیات کے معانی کی تفسیر مین جنکے مضامین مین پادریصاحب نے تخالف و تناقض ظاہر کیا ہے ۔ ۳۹

چوتھی فصل اون آیات کی تفسیر مین جنکے مضامین پر پادریصاحب نے جہرت کا اتہام کیا ہے ۔ ۴۱۶

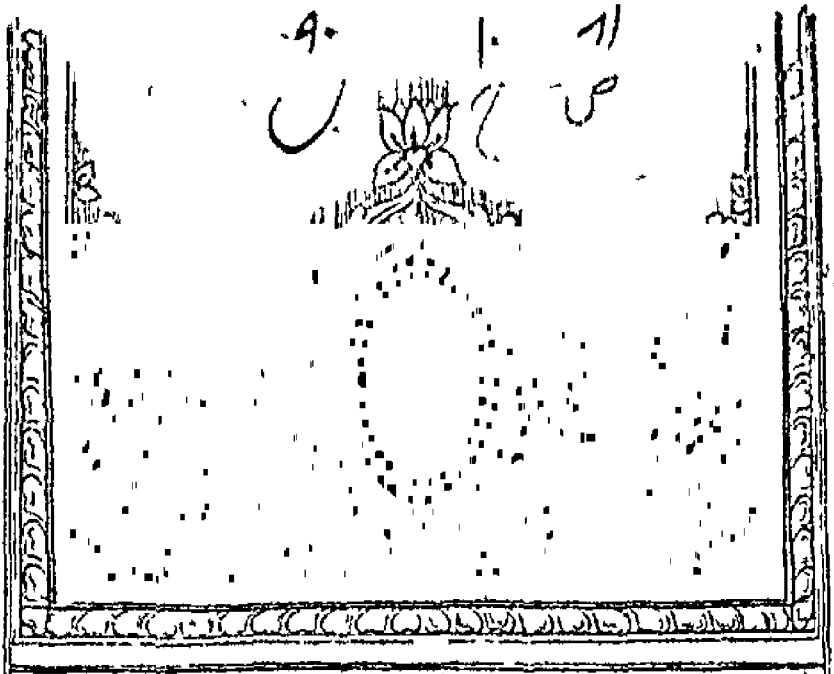
پانچوین فصل تحریف قرآن کے ابطال مین اور بیان اس امر کا کہ اصل انجیل گم ہے اور انجیل موجودہ مطابق اقوال محققین نصاریٰ نہایت محرف ہے اور تحریف بھی قصداً ہوئی ہے اور حواریان مسیح غیر معتبر اور مقدوح تھے ۔ ۴۹۱

هذه مكتبة امام الادباء سند الفقهاء قدوة المتورعين العارفين
اسوة المتكلمين المتألهين العالم الرباني والنور الشعشعاني واحد
الناس مولانا السيد محمد عباس لازالت الدنيا مستنيرة بوجوده ومجده

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق الانسان علمه البيان وانزل على عبده كتابا عربيا اخرس به مصقع
قحطان وشقاشق عدنان صلوات الله عليه والرسادة الانس والجان اما بعد فمن
تقاليب الزمان ان بعض من نشأ بالهند ولم يعرف الادب ولا لسان العرب ولم يميز غثه عن
ثمينه ارتد عن دينه فجعل يتكلم في الكتاب الذي اعجز العرب العرباء واقحم كافة الفصحاء
والبلغاء والمشاهير المعروفين في سوق عكاظ بطلاوة الكلمات وحلاوة الالفاظ فمنهم من اختار
الرب واستيصال فرعه واصله ولم يعارض القرآن باقصر سورة من مثله وهكذا استمر الزمان
فكان فيه من كان كبديع همدان وابي القاسم الحريري هو اولى منه بالاعجاب ولكنه لم يفضل كتابه
على الكتاب وذلك لانه كان عارفا باللسان واقفا على فضل القرآن مطلعا على مزاياه بالوجدان
وهذا الرجل ليس له فهم وعلم مثل ما عقلوا والناس اعداء ما جهلوا فطفق يقول ان في القرآن لغاما
وحشية غريبة منافية لفصاحته ويريد ان يستر الشمس المضيئة براحته فايد الله سبحانه السيد
الاريب الاديب الحسيب النسيب العالم الفاضل الفاصل بين الحق والباطل الزكي الذكي
الالمعي الحوذي الحامي لثغر الاسلام عن ايدي اللئام الطغام المؤيد المسدد السيد محمد
ادام الله معاليه فاسهر لياليه في نصرهم كلام القدماء من العرب العرباء واستخرج منه الشواهد
الصادقة عنهم في المصادر والموارد فشكر الله مساعيه وصانه شر الفئة الباغيه والحمد لله على
نعمائه المتواليه والصلوة على محمد وعترته الطاهرة الزاكية فقط مهر نقل

لا اله الا الله الفوز



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی خلق الانسان ، علمه البیان ، وجعل اللسن شرفا للسان ، وروحا للجنان ، والصلوة علی مصلی میدان الرسالة ، ومجلی مضمار النبالة ، محمد سید الانس والجان ، المؤید بواضح البرهان ، المبعوث بالکتاب العلی الشان الشافی للارواح والابدان ، الذی حاز فی یدالعرافانینه کافة الفصحاء من اهل اللسان ، وما رفی معارضة روائع اساالیبه ذوو الشنان والطغیان ، فحمدت بطلاوته شقاشق حدنان ، وهمدت بتلاوته مصاقع قحطان ، وآله الطاهرین البالغین اقصی البراعة فی التبیان ، المنعوتین فی الصحف الاولی والفرقان ، الراسخین فی العلم العارفین بتاویل القران ، الذین هم مع القران والقران معهم لا یفترقان ، حتی یردا الحوض علی صاحب المقام المحمود فی الجنان ۵

بعد حمد وصلوٰۃ کے خادم دین احمدی محمد بن سید اولاد علی المیکی حشرہما اللہ مع محمد وعلی اہل علم وفہم کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ بتوفیق الہی اصول اور عقاید اہل اسلام کے ایسے متین اور معقول ہین کہ جس قدر انمین غور کرو اوسی قدر اذعان بڑھتا ہی اور جتنی اون مین بحث ہوا وتناہی اطمینان زیادہ ہوتا ہی

یہان تک کہ غیر سلطنت اسلامیہ کے عقلا رو کملا بلکہ خاص انگلستان کے تعلیم یافتہ حکما جن کو
شاید کسی مسلمان سے بھی اختلاط نہ ہوا ہو اون کا یہ حال ہی کہ بقول مشہور ع نادیدہ جمال و مہرش
بدلم سرزد ہزار بوسہ بڑے جوش و خروش سے اسلام کی تائید کر رہے ہین اور دور و دراز بیٹھے اسی دین
کا کلمہ پڑھ رہے ہین اور اسی وجہ سے ہم اہل اسلام یقین رکھتے ہین کہ کوئی بالغ اور عاقل بدون مصلحت
دنیا اس دین سے ارتداد نہین کر سکتا اور کوئی دانا بغیر غرض نفسانی اس سے منحرف نہین ہو سکتا اور
اگر بسبیل ندرت کوئی ہوا ہو گا تو ملحد ہو گیا ہو گا نہ عیسائی یا موسائی اور اسی اطمینان و اذعان کے سبب ہم
کسی مرتد کے حال سے متعرض نہین ہوتے اور ابتدا کسی سے مباحثہ و مناظرہ نہین کرتے کیونکہ
مناظرہ راستباز حق جو سے کیا جاتا ہی اور مباحثہ حق پسند منصف مزاج سے ہوتا ہی لیکن آج کل جو
شخص عیسائی ہو جاتا ہی وہ حتی المقدور کچھ تالیف و تحریر بھی کرنا لابدی سمجھتا ہی گویا اپنی دانست
مین پہلے دوستون سے ندامت رفع کرتا ہی اور ولایتی پادریون کو اپنی لیاقت اور اعتقاد کا وثوق کراتا ہی
اور بعض بعض اسپر بھی اکتفا نہین کرتے بہت کچھ بیباکیان کرتے ہین چنانچہ پادری عماد الدین نے جو پہلے
بلا تحقیق واجبا و مسلمان تھے اور بعد خدا رعیسائی ہو گئے ہین ایک کتاب ہدایۃ المسلمین لکھی ہے اور اسکے
اوائل مین اونھون نے اپنی دانست مین اعجاز عیسوی کا رد کیا ہی اور اواسط مین آنحضرت صلعم
کے حالات اور تعلیم یعنی طریقہ عبادات و معاملات پر اور قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اور
نیز مضامین پر اعتراضات کر کے اپنا مبلغ علم و فہم ظاہر کیا ہی اور آواخر مین اصول و عقائد نصاریٰ
کو لکھکر اپنا دل خوش کر لیا ہی بعد مطالعہ کے منشا اوس تحریر کا محض تعصب اور مکابرہ ظاہر
ہوا اور نتیجہ اوس کا صرف مغلطہ سمجھا گیا کیونکہ کہین یہ حال پایا کہ پادری صاحب اولاً
اعجاز عیسوی کی عبارت کو اپنے مطلب کے موافق خلاصہ کر کے پہلے ہی سے لائق جواب
کر دیتے ہین پھر ذرا سا جواب لکھدیتے ہین اور کسی جگہ بلا سند یا بیربط بات اپنی طرف سے بنا کر اور وہیں

کہکر عقب گزاری کر جاتے ہین اور اکثر جگہہ خصوصًا مقامات تحریف مین درسل اعتراض کو قبول کر لیتے ہین اور سہو کاتب یا اختلاف ترجمہ پر ٹال جاتے ہین اور کسی جگہہ اپنے علما اور تفاسیر پر حوالہ کر جاتے ہین کہ ہماری تفاسیر مین بسیطرح ہی یہ پانچون صورتین جواب کی کافی نہین جا پر صورتون کا کافی نہونا تو ظاہر ہی اور تفاسیر کا حوالہ اسواسطے کافی نہین کہ اگر اون کی تفاسیر کافی ہون تو قرآن شریف کی تفاسیر کیون نہین کافی۔ کیا ان اعتراضون کے جوابات تفسیرون مین نہین جو پادریصاحب نے ناحق عرق ریزی کی ہی حالانکہ اون کی تفاسیر مین آیات بائبل کے معنی و تاویلات علمای عیسائیہ کے اکثر خیالی اور عقلی اقوال ہین اون کا سلسلہ کسی نبی سے نہین ملتا اور قرآن کی تفاسیر مین کبھی رسول مقبول صلعم کے اقوال ہین یا ایسے اصحاب کے اقوال ہین جو موارد آیات و مدارک معانی و محاورات سے واقف تھے اور آنحضرت صلعم کے حالات و شریعت پر جو اعتراضات دیکھے تو معلوم ہوا کہ وہی اعتراضات کیسکہ قدیمی اور وہی تقویم پارینہ جنکے ہزارہا جوابات اہل اسلام لکھہ چکے بلکہ انگلستان کے تعلیم یافتہ عقلا و حکما مثل گاڈفری میگنس و جان ڈیونپورٹ وغیرہ جواب دے چکے۔ اگر کوئی متعصب ایسی بے لوث اور بے غرضانہ گواہی اور محاکمہ کو بھی تسلیم نکرے تو اپنے دماغ کا علاج کرائے اور قرآن کے اعتراضات فصاحت کا یہ حال دیکھا کہ اتقان سیوطی مین ہے ایک عالم کے قول کا خلاف واقع اور غلط مطلب سمجھکر تمام اعتراضون کی بنیاد اوس پر قائم کی ہے حالانکہ اوس قول کا وہ مطلب بسیطرح نہین ہو سکتا کما سیاتی پس اعتراضون کی بنیاد بھی وہین منہدم ہوگئی اور باوجود اس غلط فہمی کے ان اعتراضون کے جوابات تک ہن شرط پر مشروط کیا ہی کہ شعرای عرب جو محمد صاحب سے پہلے تھے اون کے کلام سے سند لاکر اعتراضون کو رفع کرین اور جنھون نے اسی قرآن سے عربی پڑھنا سیکھا ہی اون کی گفتگو کی لاحاصل کو چھوڑ دین الی آخرہ صفحہ ۲۵۲ پادری صاحب نے سوچا کہ اس زمانہ مین خصوصًا ملک ہند مین آنحضرت صلعم سے پیشتر کی کوئی

کتاب دستیاب نہین ہوتی اور اگر کچھ معدودہ چند اشعار مثل حماسہ و سبعہ معلقہ و عقد ثمین کے ہین تو اسقدر نہین کہ اون مین سب الفاظ قرآنیہ ہون کیونکہ بوجہ اختلاف مضمون قرآنی و شعری کے شعرا کو ایسے الفاظ و اعظانہ کے بولنے کی حاجت کم ہوئی ہی پس نہ کسی کو ان الفاظ کی سند و شہادت حسب شرط مفروضہ ملے گی اور نہ کوئی اسکا جواب لکھے گا لیکن پادری صاحب کو مناسب تھا کہ پہلے علم ادب مین مہارت حاصل کرکے ان الفاظ و تراکیب قرآنیہ کو دواوین مذکورہ موجودہ ہندوستان مین دیکھ لیتے اور نیز تفاسیر مبسوطہ یا خاص لغات و اعراب قرآن کی تفاسیر مین دیکھ لیتے جب ان کو فصحاء عرب کے اشعار مین نپاتے تب ہی اسقدر دماغ سوزی کرتے اور پادری صاحب جو یہ عذر و حیلہ کرتے ہین کہ ہم پہلے تفسیرون کو دیکھ لیتے ہین جب وہان پر تسلی نہین ملتی تب اعتراض کرتے ہین صفحہ ۱۷۱ — سو درحقیقت انکو تسلی نہین ملتی ہوگی کیونکہ تفاسیر مختصرہ مین بلکہ کسی ایک تفسیر مبسوطہ مین بھی ہر آیت کے تحت مین قواعد صرف و نحو و فصاحت جو مقدمات تفاسیر ہین اس تفصیل سے مذکور نہین ہوتے کہ مبتدی جملہ امور کو وہین دیکھ لیوے — ان علوم کے واسطے کتابین بلکہ تفسیرین جداگانہ ہین — پس اگر پادریصاحب کو مقدمات تفاسیر کی مہارت ہوتی تو تفسیرون کی مختصر عبارت سے تسلی ہوجاتی اور میرا گمان تو ایسا ہی ہے کہ پادری صاحب نے نہ کسی تفسیر مبسوط کو دیکھا اور نہ مختصرات کو پڑھا — کیونکہ اتقان کے صرف ایک صفحہ مین جس سے یہ اعتراضات لفظیہ بنائے ہین ایسی فاش غلطیان کی ہین کہ ادنی طالب علم بھی نکر سکتا چنانچہ کئی جگہہ تو عبارت کا مطلب نہین سمجھے اور نہ الفاظ صحیح پڑھے گئے اور بعض الفاظ غیر قرآنیہ کو قرآن کے الفاظ لکھہ دیے اور اسم کو فعل سمجھے ہین اور تفسیر جلالین کی عبارت کو قرآن کی دوسری عبارت اختلافی لکھتے ہین اور تفسیر کبیر کو جلال الدین کی بتاتے ہین اور انکے سوا چھوٹی چھوٹی غلطیونکا تو ذکر ہی نہین

۱ دیکھو بخاری مین کتاب کے شروع الفاظ مین قول ۱۲۶ و ۱۶۲ و ۱۶۴ اور لفظ اس کتاب ۱۶۵ اور وقت آئے گا جبکہ کتاب اوس وقت کی نفع سی ۱۸۹ اتقان کی نفع سی ۱۸۹ مطبوعہ مطبع احمدی کانپور دیکھو صفحہ ۱۲ جا بجا ۱۲ سنہ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ دیکھو الفاظ مین قول ۱۲۶ و ۱۶۲ و ۱۶۴ اور لفظ اس کتاب ۱۶۵ انکے ایسی غلطیون کا تو ذکر ہی نہین کہ سورہ انفال مین آیت کو سورہ نساء کی بتاتے ہین اور

۲ سورہ کہف کی آیت کی سورہ طٰہٰ اور سورہ ہود

۳ دیکھو نجومی اس کتاب کی دوسری فصل مین قول ۱۲ آل عمران مین

۴ دیکھو پہلی فصل مین قول ۱۲ حاشیہ کی سطر ۳ کو اور اگر کہیں ایسا ہو تو بخاری اس کتاب کی صفحہ ۲۸۱ مین پہلی آیت کی تفسیر مین دیکھو

۵ دیکھو صفحہ ۱۲ سطر ۱۲ و ۱۳

اگر پادریصاحب کو تالیفات کی بہت عجلت اور ضرورت تھی تو اون امور مین قلم اوٹھاتے جن سے دین عیسوی کے اصول وعقائد مضبوط ہوتے قرآن پر زبان درازی کرنے سے تو معاملہ برعکس ہوگیا اور رہا سہا اعتبار بھی بگڑ گیا کیا معنی کہ اسلام ترک کرنے سے بعض ناواقف مسلمانون کو یہ شبہہ ہوا ہوگا کہ شاید دین اسلام مین کچھہ نقص اور دین عیسوی مین کچھہ عمدگی ہوگی جو یہ عربی پڑھا مسلمان عیسائی ہوگیا لیکن جب اونھون نے ہدایۃ المسلمین کو پڑھکر سمجھہ لیا ہوگا کہ آپ کو قرآن سے ایسی اجنبیت اور عدم واقفیت ہی کہ آیات کا نشان نہین لکھہ سکتے قرآن اور تفسیر کی عبارت مین امتیاز نہین کرسکتے الفاظ غیر قرآنیہ کو قرآن کے لکھتے ہین تفسیر کے ایک صفحہ کا بھی مطلب صحیح نہین سمجھہ سکتے اور مشہور تفسیرون کے نام نہین جانتے اور جہان کہین مفسرون نے دفع وہل اور رفع توہم کیا ہی تو اوس شبہہ کو اپنا اعتراض ظاہر کیا ہی اور اوسکے جواب کو چھوڑ دیا ہی تب اون ناواقفون اور غیر ملاقاتیون پر بھی پادری صاحب کے علم اور فہم اور دیانت کا حال کھل گیا ہوگا اور سمجھہ لیا ہوگا کہ ہرگاہ پادری صاحب کا حال حالت اسلام مین ایسا تھا تب ہی اسلام کو ترک کردیا۔ حق یہ ہی کہ اس کتاب سے بہت مسلمانون کو ہدایت ہوگئی ہوگی اور نام کے مطابق سچ مچ ہدایۃ المسلمین ہی الغرض ان وجوہ سے بندہ نے تمام وکمال کتاب کو ہیچ وپوچ سمجھہ کر رکھدیا اور اطمینان ہوگیا کہ یہ ایسی تصنیف متین نہین جسے کوئی عاقل وعالم پسند کرے اور ایسی کتاب نہین جس سے کوئی جاہل اور مستضعف مسلمان بھی گمراہ ہوجاوے لیکن چونکہ پادریصاحب نے آنحضرت صلعم اور دین اسلام کی نسبت بہت کچھہ کلمات سخت اور درشت لکھے ہین۔ اور نیز صفحہ ۲۵۰ مین پادری صاحب لکھتے ہین کہ اگر ہم کسی امر مین غلطی پر ہین تو ہمین سمجھاوین اور قرآن پر جو اعتراض کئے جاتے ہین اون کے جواب مرحمت فرماوین ورنہ خدا سے ڈر کر توبہ کرین اور اس جہالت قدیمی سے جو

عرب کے نادان ملک سے یہان تک پہنچی ہی نکل آوین فقط لہذا اعتراضات قرآنیہ کے جوابات
کا ہونا ضروری سمجھا گیا اور بعض اہل عصر کا انتظار کیا مگر جب کسی طرف سے جواب نہوا تب
ناچار اس امر عظیم کا بار سر پر اوٹھایا اور اپنی فرصت و وسعت کے موافق پادری صاحب کی
شرط کو پورا کر دیا اور ہم نے ایسے ہی شعراء کے کلام سے استشہاد و استناد کیا ہی جو آنحضرت صلعم
سے پیشتر تھے یا جنھون نے اس قرآن سے عربی پڑھنا نہین سیکھا یقین ہی کہ اس جواب کے
ملاحظہ کرنے سے پادری صاحب کے وساوس رفع ہوجاوین گے اور فصاحت قران کو قدر و
مرتبہ مین اعلی اور طاقت بشری سے بالا سمجھ لین گے اور خدا سے ڈر کر توبہ کر کے جہالت جدیدہ سے
نکل آوین گے جسطرح انگلستان کے علماء و حکما نکلتے آتے ہین اور ملک عرب کی تعلیم و شریعت
کو پسند کرتے جاتے ہین اور اگر پادری صاحب ان جوابات کو تسلیم نکرین تو جواب الجواب سے
دوبارہ اہل اسلام کو تکلیف ندین بلکہ چند اشخاص عربی دان و لامذہب کو جو مشاہیر ملک یورپ و عرب کے
ہون ثالث اور حکم مقرر کر کے ان جوابات کو اون کے پاس بھیجدین اگر ہمارے جوابات کو ان اعتراضات
کے واسطے کافی و وافی لکھین تو پادری صاحب بھی تسلیم کرین اور اگر وے کسی جواب مین اپنی رائے
کے موافق نقص بتاوین گے تو ہم اوسکو پھر رفع کر دین گے اسکا مضائقہ نہین مجھکو پادری صاحب
کے دعوی حق جوئی اور تحقیق اور راستبازی سے امید ہی کہ میری اس شرط کو ضرور قبول کرین گے
اور دین و ایمان کے باب مین لیت و لعل نفرماوین گے اور اگر بنظر مصلحت اس محاکمہ کی تعمیل نکرین
تو اسی قدر مہربانی فرماوین کہ ایسی حرکات سے باز آئین اور اہل اسلام کے دل کو نہ دکھائین
بہرحال اب اصل مطلب کو شروع کرتا ہون اور جناب مسبب الاسباب سے توفیق کا امیدوار ہون
اور اتمام کا مستدعی۔ اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

فصل اوّل فصاحت الفاظ کے بیان مین

قولہٗ باب ہشتم قرآن کی تردید مین - فصل اول قرآن کی فصاحت و بلاغت کے رد مین
سورۂ بقر کے دوسرے رکوع مین لکھا ہی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ پس اگر تم قرآن کے برابر نہ بنا سکو اور ضرور نہ بنا سکوگے
تو ڈرو اوس آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین سورۂ بنی اسرائیل مین ہی لَئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا تم قرآن کے برابر ہرگز نہ بنا سکوگے اگرچہ آدمی اور جن
ایک دوسرے کی مدد کرین آن دعووں کے موافق بعضے مسلمانون نے بلا تحقیق یقین
کر لیا ہی کہ ضرور قرآن ایسا ہی ہے **اقول** اگر انسان غشا و عصبیت کو ہٹا کر چشم بصیرت
کو کھولے اور پردۂ نفسانیت کو اوٹھا کر عین انصاف سے دیکھے تو یقین ہو جاوے گا کہ یہ
دعوی نہایت سچ اور برحق ہے اور کمال مسلم الثبوت اور متحقق ہی اور جس شخص کو
عربی زبان مین مہارت یا واقفیت نہو تو وہ عہد نبوت کے فصحا و بلغا کی مہارت اور
ذوق سلیم پر اعتماد کر لیوے جنکے سامنے یہ دعوی کیا گیا اور بجز خاموشی کے کسی سے کچھ جواب
نہ آیا بلکہ اکثر اون مین لطف فصاحت سے بیخود ہو کر ایمان لے آئے اور بعضون نے اگر بامر اضر
نفسانیہ ضبط کیا مگر نکر سکے اور خال خال جو دام شیطانی مین پھنس گئے وہ ایسے عاجز ہوئے
کہ اونھون نے تلوار سے لڑنا اختیار کیا جان و مال کا تلف گوارا کیا مگر قرآن کے مقابلہ
و معارضہ مین اونسے ایک فقرہ بھی نکہا گیا اور نہ اوسکی فصاحت سے انکار کیا گیا پھر اونسے
زیادہ کسکو واقفیت ہو سکتی ہی اس سے زیادہ فصاحت قرآن کے ثبوت مین کیا دلیل
ہو سکتی ہی اور بعد اونکے جو کوئی غیر عرب بلکہ ایسا عربی دان جو لفظ تردید کو مثل عوام الناس کے

بمعنی ابطال بولے قرآن کی فصاحت پر اعتراض کرے نہایت عجیب بلکہ عجب بلکہ اس سے زیادہ ہی اور پادری صاحب نے جو یقین کی نسبت بعض مسلمانون کی طرف کی ہی کہ بعضے مسلمانون نے یقین کر لیا ہی یہ بھی غلط ہی بلکہ کل مسلمانون نے یقین کر لیا ہے کہ قرآن ضرور ایسا ہی ہی اور اوسکی فصاحت درجۂ اعجاز پر ہی اور اہل اسلام کی طرف سے عدم تحقیق کا دعوی کیا ہی یہ بھی عجب حق پوشی اور خلاف بداہت ہی کیونکہ مسلمانون کے دو طبقہ ہین

پہلا طبقہ اصحاب رسول صلعم کا ہی جو پہلے کافر تھے اور آنحضرتؐ کے سامنے مسلمان ہوئے

دوسرا طبقہ اون اشخاص کا ہی جو بعد آنحضرتؐ کے پیدا ہوئے الی یومنا ھذا بلکہ قیامت تک پس طبقۂ اولی کی نسبت خصوصًا اون اصحاب کی نسبت جو قبل غلبہ اسلام یا از خود مسلمان ہوئے یہ اتہام کرنا کہ وہ لوگ بلا تحقیق فصاحت قران مسلمان ہو گئے ایسا ہی جیسا کوئی آفتاب کی روشنی یا آگ اور پانی کی حرارت و برودت کا انکار کرے۔ مین اہل انصاف سے پوچھتا ہون کہ کیا لبید بن ربیعہ سا فصیح و بلیغ شاعر و مصنف معلقہ ربیعہ بلا تحقیق فصاحت قران مسلمان ہو گیا تھا یہ وہ شخص تھا جس نے اپنے قصیدہ کو بوجہ کمال فصاحت خانہ کعبہ پر آویزان کر دیا تھا اور خانہ کعبہ پر آویزان کرنیسے اوسوقت یہ غرض ہوتی تھی کہ یہ کلام فصاحت مین نہایت عمدہ ہی اور صاحب کلام کی لوگ عزت کرین یہ شاعر بقول جان ڈیون پورٹ چند آیات قرآنیہ کو کعبہ پر آویزان دیکھکر اور شنا کر اپنے قصیدہ کو اوتار لے گیا اور مسلمان ہو گیا اب کہو کہ اس نے فصاحت قران کو معجزہ سمجھا یا نہین کیا کعب بن مالک شاعر بے بدل مذاق فصاحت سے بے بہرہ تھا جو آنحضرت صلعم کی طرف سے کفار کے اشعار کا اشعار سے جواب دیتا تھا کیا حسان بن ثابت سا شاعر طوطی عرب فصاحت مین غیر محقق تھا جو آنحضرتؐ کے باب مین نہایت دلسوزی و غمخواری

ہیگا کہ اوس نے قرآن کی فصاحت کی تحقیق کر لی تھی اور اوسی تحقیق کی بنا پر اوس نے قرآن کو معجزہ سمجھا تھا اور ایمان لایا تھا

لہ اور پیمبر صاحب کے مصاحبون مین سے جو مسلمان ہوئے تھے اون کی نسبت تو کہنا ہی کیا ہی

مصنف کی فصاحت قران کی تحقیق

کہ آنحضرتؐ نے فصاحت قران کی تحقیق کی تھی

فصاحت قران کی تحقیق کرنیکا حکم

فصاحت قران کی تحقیق کرنیکا حکم

فصاحت قران کی تحقیق کرنیکا حکم

رہتا تھا کیا عباس بن مرداس جیسا نامی گرامی شاعر بلا تحقیق فصاحت قرآن مسلمان
ہو گیا تھا کیا عبد اللہ بن قیس بن عدی قریشی سا فصیح و بلیغ شاعر سخن شناس نکتہ سنج
فصاحت و بلاغت سے ناواقف تھا جو مہاجرین حبشہ سے قرآن کو سنکر وہین مسلمان
ہو گیا کیا ابو ذؤیب الہذلی سا مشہور و معروف شاعر ذوق فصاحت سے ناواقف تھا جو
آنحضرت کے مرض الموت مین مدینہ کو روانہ ہوا اور ایسے وقت مین پہنچا کہ آنحضرت صلعم
رحلت فرما چکے تھے لیکن یہ مخلص خدا ترس اسلام سے مشرف ہو کر دفن مین شریک ہوا اور
بعد مدت کے غزوۂ روم مین شہید ہوا کما فی شواھد المغنی للسیوطی کیا اعشی یعنی
میمون ابو بصیر بن قیس بن ثعلبہ سرآمد شعرائے روزگار مدارک فصاحت و بلاغت سے بےبہرہ
تھا جو از خود ملک یمامہ سے مدینہ کو روانہ ہوا اور ایک قصیدہ مدحیہ کہکر لایا بنا بر ایک روایت
کے مسلمان ہو گیا اور بنا بر ایک روایت کے مدینہ تک نہ پہنچا کہ ابو سفیان وغیرہ قریش نے
اوسے ڈرا کر اور بہکا کر پھیر دیا اور رستہ مین اونٹ سے گر کر مر گیا کما فی الشواھد کیا ولید
بن مغیرہ سا شاعر محقق اور کافر متعصب لطف فصاحت سے بےنصیب تھا جو عبارت
قران کو بوجہ کمال بلاغت کے سحر کہتا تھا یہ وہ شخص تھا کہ جس سے ابو جہل وغیرہ قریش
فصاحت قران کو دریافت کیا کرتے تھے اور جو یہ کہدیتا تھا اوسی بات کو وہ کہتے تھے اس
شخص کو اپنے مہارت اشعار کا یہ دعوی تھا کہ میرے برابر کوئی شخص قصائد و رجز و اشعار عرب
و جنات سے واقف نہین اور جب ابو جہل قران کا حال پوچھتا تھا تو وہ یہی جواب دیتا تھا
کہ مین نے ایسا کلام نہین سنا یہ تو سحر ہی چنانچہ یہ حال اور یہ مقولہ ولید کا سورۂ مدثر مین
باعلان و اشتہار مذکور ہوا ہی قال اللہ تعالے ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ
وَاسْتَكْبَرَ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ اور سورۂ سبا مین ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ

إن هذا لهو السحر مبين - اور آنحضرت صلعم کو بھی ساحر کہتے تھے اور کیا نابغہ جعدی سا شاعر بے بدل و سن و عمر فصاحت و بلاغت زبان عرب سے ناواقف تھا جو خالص نیت سے مسلمان ہوا اور اسلام و قرآن و رسول مقبول کی مدح کرتا تھا یہ شاعر نابغہ ذبیانی سے بھی مقدم و سن و تجربہ کار تھا ایک سو بیس یا ایک سو اسی یا دو سو برس زندہ رہا جب آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے تو یہ سن تجربہ کار شاعر بھی بصدق دل ایمان لایا چنانچہ اسکے اشعار سے اسکی عمر اور فصاحت اور صدق نیت کا حال کچھ ظاہر ہوتا ہے اشعار قالت امامة کم عمرت زمانة ؛ وذبحت من عتر علی الاوثان ؛ ولقد شهدت عکاظ قبل محلها ؛ فیها وکنت اعد من فتیان ؛ والمنذرین بحرق فی ملکه ؛ وشهدت یوم هجائن النعمان ؛ وعمرت حتی جاء احمد بالهدی ؛ وقوارع تتلی من القران ؛ پھر کہتا ہے شعر بلغنا السماء مجدنا وجدودنا ؛ وانا لنرجو فوق ذلک مظهرا ؛ اس شعر کو جناب رسول خدا صلعم نے سنکر نابغہ سے فرمایا کہ یا ابا لیلی این المظهر یعنی اے ابو لیلی کہاں ہے مظہر نابغہ نے عرض کیا کہ جنت یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ ہاں ان شاء اللہ تعالی کذا فی الغرر والدرر للسید علم الهدی - اور کیا کعب بن زہیر سا شاعر نکتہ سنج فصاحت زبان عرب سے ناواقف تھا جو اپنی قوم سے چھپ کر شب کے وقت ناقہ پر سوار ہو کر کپڑے سے منہ لپیٹ کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں آیا اور اسلام سے مشرف ہوا اور ایک قصیدہ بھی آنحضرت صلعم کی مدح میں کہکر لایا تھا جو نہایت مشہور اور مروج ہے - اور کیا سواد بن قارب سا شاعر کاہن بھی مذاق فصاحت سے بے بہرہ تھا جو نہایت خلوص قلب سے ایمان لایا تھا اور نعمائے بہشتی اور آنحضرت صلعم کی شفاعت کا کمال مشتاق تھا چنانچہ اوسکے اشعار سے ظاہر ہے - اور کیا حضرت علی ابن ابی طالب و حمزہ و جعفر طیار و عثمان بن طلحہ و عبداللہ بن مسعود و زبیر بن عوام و زید بن حارثہ و عمار و سعد بن وقاص و ابو سلمہ مخزومی و ابو عبیدہ بن الجراح

وابو عبیدہ بن الجارث وسعید بن زید وابو جندل بن سہیل وغیرہم اشراف ورئیس مکہ بلا تحقیق فصاحت قرآن کے معتقد تھے اور کیا مصعب بن عمر رئیس بنی اشہل اور تمام بنی اشہل اور بریدہ اسلمی اور دیگر بشر اشخاص رئیس اور اہل علم مدینہ خصوصاً عبد اللہ بن سلام وغیرہ فصحائے یہود بلا تحقیق فصاحت قرآن کے معتقد تھے اور کیا عبد اللہ بن عوف اور منذر بن عامر اشیع ودلاور وغیرہم رؤسا وامرا عرب اور فروہ بن عمرو صوبہ دار عمان وبلغار عامل ہرقل سلطان روم نجاشی عیسائی اور ایک امیر ومصاحب حارث شاہ دمشق نجاشی نصرانی اور جبلہ امیر غسانی اور منذر بن ساوی سلطان بحرین اور حارث بن ضرار امیر بنی مصطلق اور باذان حاکم یمن اور نجاشی بادشاہ حبشہ بلا تحقیق فصاحت قرآن کے معتقد ہو گئے تھے یہاں مینے ہر ایک فرقہ مین سے ایسے ایک ایک دو دو شخصون کے نام لکھے ہین جو اپنے اپنے فرقہ اور قوم اور پیشہ مین منتخب اور سرآوردہ تھے اور عوام اور آحاد الناس کا تو کچھ ذکر بھی نہین ان مین کوئی تاجر تھا کوئی زمیندار اور کوئی حرفت پیشہ تھا اور کوئی امیر وسردار کوئی فقیہ اور عالم اور کوئی بادشاہ اور حاکم اور کوئی فن حرب وضرب مین ہوشیار اور کوئی معاملات دنیا مین تجربہ کار انھون پر یہ احتمال بھی نہین ہو سکتا کہ بطمع مال یا بخوف جان مسلمان ہو گئے ہون یا فریب اور دھوکے مین آ گئے ہون بلکہ یہ سب ایسے لئیق اور آزمودہ کار آدمی تھے جنکی رائے اور اعتقاد اور معاملات دنیاوی قابل اطمینان واعتماد تھے اور بڑی دقت اور امتحان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تھے بخلاف حواریان ومعتقدان مسیح کے کہ اکثر آحاد الناس بلکہ ملاح وماہی فروش ناخواندہ تھے جو بہت آسانی سے دھوکا کھا سکتے تھے اور قبل ایمان کے کچھ لیاقت ذاتی نہ رکھتے تھے خود پادری صاحب اپنی تاریخ محمدی مین لکھتے ہین کہ ۱۸۰ شاعر آنحضرت صلعم کی خدمت مین تھے پس اہل عقل وتجربہ غور

کرین کہ حریف کا عاجز ہوکر سر جھکانا کیسا مشکل امر ہی اور عرب کے جیسے متکبر و خود پسند آدمی
باوجود مخالفت ایمان کے اور باوجود تائید رؤسا اعصر کے اوسی امر مین جو کہ اونکا مایۂ فخر
و عزت تھا یعنی فصاحت و بلاغت کلام مین کیسے کچھ عاجز ہوکر مطیع اور معتقد ہوگئے کہ
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان و مال فدا کرتے تھے ایسی صورت مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرسبز اور غالب ہونا بغیر تائید الٰہی محال عادی تھا حق یہ ہے
کہ صرف لبید[1] اور نابغہ جعدی اور عباس بن مرداس سے مُعَمَّرین کا ملین اور حسان اور کعب
وغیرہ کا مسلمان ہونا اور اعشی کا بارادۂ اسلام مدینہ کو آنا اور ولید سے کافر اشد اور
سخن شناس کا اس کلام کو سحر کہنا فصاحت معجزہ اور بلاغت علیا کے واسطے کافی ہی بعد
اسکے کسی دلیل و برہان کی حاجت نہین بلکہ اگر تمام عرب اور غیر عرب کے مسلمان قیامت
تک قرآن کی فصاحت کا اثبات کرین تاہم ان چند شعرا کی تصدیق کے برابر معتبر نہین
اب جو کوئی شخص کہ فصاحت قرآن پر حرف گیری کرے خواہ عرب ہو یا عجم کامل ہو
یا ناقص وہ اس قابل ہوگا کہ بجز خاموشی کے اوسکو کچھ جواب نہ دیا جاوے —
جب پادری صاحب سے ایسے امر بدیہی کا کچھ جواب نہین آیا تو عاجز ہوکر تاریخ محمدی
مین عجب جواب متعصبانہ لکھا ہی کہ ۱۸۰ شاعر آنحضرت صلعم کی خدمت مین بہ طمع
مال و زر رہتے تھے جسطرح سلاطین دنیا کے پاس رہتے ہین اور مدح کرکے صلات
اور انعام پایا کرتے ہین اسکا جواب یہ ہی کہ اگر یہ شعرا آنحضرت صلعم کی خدمت مین
بامید صلات و انعام رہتے تھے تو یہ امید اونکو بہ نسبت آنحضرت صلعم کے اپنے دشمنون
سے زیادہ تھی کیونکہ فقر و مذلت کے باعث جسکی مؤرخین نصاری بھی شہادت
دیتے ہین آپ سے روپیہ ملنے کی امید موہوم تھی اور امرا اور رؤسا کفار عرب سے یقینی تھی

[1] لبید نے اسلام لاکر کہا تھا کہ الحمد للہ کہ اللہ نے مجھکو اسلام کی توفیق دی اور
اسلام کے بعد میں نے کوئی شعر نہین کہا ہی اور اسلام سے پہلے میرے اشعار
کی تعداد ۳۵۰۰ ہی اور اسلام کے بعد ۱۲۰ ہی اور ۱۲۰ کی تعداد ۳۵۰۰ کے
مقابلہ مین کچھ نہین ہی اور اسلام کے بعد میں نے کوئی شعر نہین کہا ہی
مگر ایک شعر کہ اسمین اسلام کا ذکر ہی اور وہ یہ ہی
الحمد للہ اذ لم یاتنی اجلی حتی لبست من الاسلام سربالا
اور ایک شعر کہ اسمین اسلام کا ذکر ہی اور وہ یہ ہی
ما عاتب المرء الکریم کنفسہ والمرء یصلحہ الجلیس الصالح
اور ایک شعر کہ اسمین اسلام کا ذکر ہی اور وہ یہ ہی
ان تقوی ربنا خیر نفل وبإذن اللہ ریثی وعجلی
اور ایک شعر کہ اسمین اسلام کا ذکر ہی اور وہ یہ ہی
الا کل شیء ما خلا اللہ باطل وکل نعیم لا محالۃ زائل
اور ایک شعر کہ اسمین اسلام کا ذکر ہی اور وہ یہ ہی
وما المرء الا کالشہاب وضوئہ یحور رمادا بعد اذ ہو ساطع
اور ایک شعر کہ اسمین اسلام کا ذکر ہی اور وہ یہ ہی
وکل ابن انثی وان طالت سلامتہ یوما علی آلۃ حدباء محمول
اور ایک شعر کہ اسمین اسلام کا ذکر ہی اور وہ یہ ہی
وکل اناس سوف تدخل بینہم دویہیۃ تصفر منہا الانامل
اور ایک شعر کہ اسمین اسلام کا ذکر ہی اور وہ یہ ہی
اخشی بارعۃ المطی وارحلہا ان المنایا یرصدن الاکبر

علاوہ اسکے اگر ایک سو اسی شعرا آنحضرت صلعم کی مدح مین مشغول رہتے تھے تو اقل درجہ ہر ایک نے ایک ایک قصیدہ ضرور کہا ہوگا کیونکہ بغیر اسکے مال حاصل نہین ہو سکتا پادریصاحب کو لازم ہی کہ ۱۸۰ قصائد مین سے صرف سو قصائد کا نشان دین یا پچاس کا ہی پتا بتائین ہمیں دانست مین بجز چند قصائد معدودہ کے زیادہ نہین مل سکتے سو وہ بھی غزوات مین اشعار کفار کے مقابلہ مین کہے گئے ہین اور اونمین بھی خاص آنحضرت کی مدح مین دو دو چار چار اشعار ہون گے ورنہ اکثرون مین یہ بھی نہین اور ان اشعار کو بھی خدا نے شعرا کی زبان پر اسواسطے جاری کر دیا ہی کہ دشمنان دین بعد عہد نبوت یہ نہ کہین کہ اگر آنحضرت مین کمالات نبوت ہوتے تو اون کے ہمعصر اونکی مدح کرتے اور اوسی وقت اونکی تصدیق ہو جاتی بلکہ اگر آنحضرت صلعم رسول اللہ نہوتے تو اپنے فضائل کی شہرت کے واسطے ہزارہا قصائد کہواتے اور اون کے حفاظت کے واسطے تابعین کو بہت تاکید فرماتے اور مسلمان بھی بنظر زبان دانی و ثواب اونکی بہت حفاظت کرتے۔ کمال تعجب ہے کہ جو شخص اسقدر کمالات نفسانی رکھتا ہو اور بقول مخالفین صاحب ملک و اقتدار بھی ہو اور پھر باینہمہ اوس کی مدح مین بجز چند اشعار کے کچھ نہو۔ افسوس ہو دشمنون کے تعصب پر کہ جو برگزیدۂ خدا الفقر فخری فرما کر فقر و فاقہ کو اپنی عزت و جاہ سمجھے اور اللھم احشرنا مع المساکین کہکر دعا کرے اور قریش کو حسب و نسب پر فخر کرنے سے زجر و توبیخ کرے اور تین تین روز پیٹ سے پتھر باندھ کر اوندے لوگون کے ہمراہ محنت کرے اور اپنی اولاد و احفاد کی فاقہ کشی اور گرسنگی کو دیکھا کرے اور اون کو بجز دعا کے کچھ نہ دے سکے اوس پر یہ اتہام استغفراللہ۔ یہان تک اول طبقہ کے مسلمانون کی تحقیق کا بیان تھا

اب دوسرے طبقہ کے مسلمانون کی تحقیق کا حال سنو کہ جیسے اہل اسلام نے بعد عہد نبوت
اپنی کتاب کی تحقیقات مین محنت وجانفشانی کی ہی کسی فرقہ نے اپنی کتاب مین نہین کی
اس بارہ سو برس مین جسقدر علماے اسلام ہوئے ہین سب نے بقدر فرصت و وسعت
قران مین غور و خوض کیا ہی اور اوسکے ہر ایک فن مین بڑی بڑی کتابون کو تصنیف کیا
اگر کسی بات مین مخالفین کی طرف سے اعتراض نہین پایا تو اپنے ذہن سے پیدا کیا اور
پھر اوس کا جواب دیا بعض علمانے اسی مین بڑی تحقیق کی ہی کہ قران کس کیفیت سے
نازل ہوتا تھا اور کسطرح لکھا جاتا تھا اور آنحضرت کے وقت مین کون کون شخص حافظ قران
تھے جنکی روایت پر اعتماد ہوا اور بعضون نے لغات والفاظ کی جمع وتدوین اور حل معانی
مین عمر بسر کر دی ہی اور بعضون نے صرف وجوہ ونظائر مین بڑی تحقیق کی ہی اور بعضون
نے محض حل تراکیب و اعراب مین علیحدہ تصنیف کی ہی چنانچہ ایسے فنون کی کتابون مین
کتب مذکورۂ ذیل بہت مشہور ہین کتاب مفردات القرآن راغب اور مفردات القرآن
ابی حیان اور کتاب اللغات ابو القاسم محمد بن عبد اللہ اور کتاب عزیزی جسکو اوس نے
اور اوسکے اوستاد ابن الانباری نے پندرہ برس مین لکھا تھا اور غرائب القران ابن قتیبہ
اور مجمع البحرین صاغانی اور مجمع البحرین طریح نجفی اور الوجوہ والنظائر نیشاپوری الوجوہ
والنظائر ابن عبد الصمد کتاب ابی الحسن اخفش اوسط اور زاہر ابن الانباری اور التسہیل
والارتشاف ابی حیان اور الجنی الدانی فی حروف المعانی ابن ام قاسم کتاب مقاتل بن سلیمان
اور کتاب ابن الجوزی اور کتاب ابن الدامغانی اور کتاب الافراد ابن فارس اور
معترک الاقران سیوطی اور تبیان فی اعراب القران ابی البقاء العکبری اور المحتسب
فی توجیہ الشواذ ابن جنی اور ذا القدر ابن جنی اور اعراب القرآن

سفاقسی اور اعراب القران منتجب الدین اور اعراب القران مکی اور اعراب القران حوفی
اور خصائص ابن جنی اور خاطریات ابن جنی اور امالی ابن حاجب اور مغرب جوالیقی
اور مشکل القران ابن قتیبہ اور کتاب ابن السمین اور خصوصاً جامعین لغات قرانیہ مین
ابو عبیدہ اور ابو عمر الزاہد اور ابن درید اور زجاج اور فراء اور اخفش اور ابن الانباری
اور ابن قتیبہ بہت مشہور و معروف عالم شمار کئے جاتے ہین اور بعضون نے بالتخصیص
آیات احکامیہ و ناسخہ و منسوخہ مین بڑی تحقیق کر کے جداگانہ کتابین لکھی ہین منجملہ ایسے
کتب کے احکام القران قاضی اسمعیل اور احکام القران بکر بن العلاء اور احکام القران
ابو بکر رازی اور احکام القران ابن العربی اور احکام القران ابن الفرس اور احکام
القران ابن خویز منداد اور احکام القرآن شیخ مقداد اور ناسخ و منسوخ مکی
اور ناسخ و منسوخ سعیدی اور ناسخ و منسوخ ابن البصار اور ناسخ و منسوخ
ابی جعفر نحاس اور ناسخ و منسوخ ابن العربی اور ناسخ و منسوخ ابو داؤد سجستانی
اور ناسخ و منسوخ ابی عبد القاسم بن سلام اور ناسخ و منسوخ ابی منصور عبد القاہر
بن طاہر التمیمی اور الامام فی ادلۃ الاحکام شیخ عزالدین بن سلام وغیرہا بہت مشہور
اور عمدہ کتابین ہین اور اکثر علمانے اسباب اعجاز قران یعنی فصاحت و بلاغت کے
فنون اور صنائع و بدائع کی تحقیق مین بڑی بڑی کتابین تصنیف کی ہین چنانچہ
اس باب مین کتب مذکورۂ ذیل بہت عمدہ اور مشہور ہین - اعجاز القران خطابی -
اعجاز القران رمانی - اعجاز القران ابن سراقہ اعجاز القران قاضی ابو بکر بن الباقلانی
کتاب عبد القاہر جرجانی کتاب فخر الدین رازی برہان ابن ابی الاصبع برہان
زملکانی تجرید زملکانی مجاز القران ابن عبد السلام ایجاز فی المجاز ابن قیم -

نہایۃ التامیل فی اسرار التنزیل زملکانی ۔ تبیان فی البیان زملکانی منہج
مفید فی احکام التوکید زملکانی بدائع القرآن ابن ابی الاصبع تحبیر ابن ابی الاصبع
خواطر سوانح ابن ابی الاصبع اسرار التنزیل شرف بارزی اقصی قریب تنوخی
منہاج البلغاء حازم عمدہ ابن رشیق صناعتین عسکری مصباح بدر الدین
بن مالک تبیان طیبی کنایات جرجانی اغریض تقی الدین سبکی اقتناص
تقی الدین عروس الافراح بہاؤ الدین بن تقی الدین سبکی روض الافہام شمس الدین
بن صائغ نشر العبیر شمس الدین مذکور مناسبات ترتیب السور ابو جعفر بن الزبیر
فواصل الآیات طوفی مثل سائر ابن اثیر کنز البراعۃ ابن اثیر شرح بدیع قدامہ
اور بعضون نے متشابہات کی تحقیق مین بہت کچھ تصنیف کیا ہی چنانچہ برہان
فی متشابہ القرآن کرمانی درۃ التنزیل وغرۃ التاویل عبد اللہ رازی کشف
المعانی قاضی بدر الدین بن جماعہ وغیرہا اس فن مین مشہور کتابین ہین اور
بعضون نے قرآن کے امثال اور اعلام وغیرہ مین جداگانہ کتابین لکھی ہین چنانچہ
امثال القرآن ماوردی اقسام القرآن ابن قیم جواہر القرآن غزالی التعریف
والاعلام سہیلی تبیان فی مبہمات القرآن قاضی بدر الدین بن جماعہ اسماء من نزل
فیہم القرآن اسمٰعیل الضریر اس باب مین عمدہ کتابین ہین اور بعضون نے آیات
قرآنیہ کی تعداد و شمار و مضامین مین ہی بہت کچھ سعی کی ہی چنانچہ کتاب
ذات الرشد اور شرح ذات الرشد موصلی شرح آیات الصفات ابن لیان
در نظیم یافعی اسی باب مین ہین بعضون نے رسم کتابت قرآن مین بہت کچھ
سعی کی ہی چنانچہ کتاب سخاوی اور اوسکی شرح اسی فن مین ہین اور بعضون نے

آیات متفرقہ کے فنون وبدائع ولطائف ونکات جداگانہ لکھے ہین چنانچہ
بدائع الفوائد ابن قیم کنز الفوائد عزالدین الغرر والدرر سید مرتضی علم الہدی
تذکرۃ البدرین تذکرۃ البدرین صاحب بن عباد جامع الفنون ابن شبیب الحنبلی
نفیس ابن الجوزی اسی قسم کی کتابین ہین اور بعضون نے علوم وفنون قرآن کے شمار مین
جداگانہ تصنیف کی ہی چنانچہ فنون الافنان ابن الجوزی حمال القراء علم الدین سخاوی
مرشد وجیز ابی شامہ برہان ابوالمعالی اتقان سیوطی اس باب مین عمدہ کتابین ہین
اور اکثر علمانے صرف احادیث مفسرہ کی جمع وتنقید مین اپنی عمر بسر کردی ہی چنانچہ
تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ تفسیر ابن حیان تفسیر غریابی
تفسیر عبدالرزاق تفسیر ابن منذر تفسیر سعید بن منصور تفسیر حاکم تفسیر عمادالدین
بن کثیر تفسیر امام ہمام حسن عسکری علیہ السلام تفسیر نور الثقلین تفسیر ہادی تفسیر
در منثور اسی قسم کی کتابین ہین یہان تک بطور نمونہ ادن کتابون
کے نام تھے جن مین ایک ایک یا دو دو یا تین تین فنون قرآنیہ مذکور ہین اور تفاسیر
رسمیہ جن مین قرآن کے معانی ومطالب حل کیے گئے ہین بے شمار ہین منجملہ اون کے تبیان
رئیس المحدثین امامیہ شیخ ابوجعفر طوسی مجمع البیان علامہ طبرسی کشاف زمخشری
تفسیر اصبہانی تفسیر غزنوی تفسیر ابن عطیہ تفسیر قشیری تفسیر مرسی تفسیر ابن الجوزی
تفسیر ابن عقیل تفسیر ابن رزین تفسیر واحدی تفسیر کواشی تفسیر ماوردی تفسیر
سلیم رازی تفسیر کبیر فخر الدین رازی تفسیر ابوالفتوح رازی تفسیر امام الحرمین
تفسیر ابن برجان تفسیر ابن بزیزہ تفسیر ابن المنیر امالی رافعی تفسیر ابن النقیب
تفسیر الغرائب والعجائب کرمانی تفسیر ثعلبی تفسیر معالم التنزیل تفسیر انوار التنزیل

بیضاوی تفسیر مدارک تفسیر صافی قواعد فی التفسیر ابن تیمیہ وغیرہا بے شمار ہین
الغرض کہان تک کتب متعلقہ قرآن کے نام لکھون اور کہان تک اہل اسلام کے اجتہاد و
تحقیق کو بیان کرون ایک دفتر صرف کتابون کے نامونکو چاہیے جن صاحبون کو ان
کتابون کے نام دیکھنے منظور ہون تو کتاب کشف الظنون کو دیکھ لیوین تاکہ اہل اسلام
کی عدم تحقیق کی نسبت سب ظنون فاسدہ دفع ہوجاوین اور منصف مزاج تو کیا متعصب
بھی پکار اوٹھے کہ مسلمانون کے برابر کسی فرقہ نے اپنی کتاب کی تحقیق نہین کی اور جس شخص
نے کچھ بھی نہ دیکھا ہو یا جان بوجھہ کر اہل اسلام پر عدم تحقیق کا اتہام کرے اوس کو
بجز خاموشی کے کیا جواب دیا جاوے اگر پادریصاحب کہین کہ اس قدر تصانیف
کثیرہ سے تحقیق لازم نہین آتی کیونکہ ان مصنفون نے بوجہ اعتقاد و ایمان کے عیوب قرآنیہ
بیان نہین کئے تو اسکے دو جواب ہین اوّلاً یہ کہ جس شخص نے ان کتابون کو دیکھا ہوگا
کہ کس کس طرح مصنفون نے اعتراض نکالے ہین اور کیا کیا جواب دیے ہین وہ شخص
وہم بھی نہین کرسکتا کہ اس فرقہ نے تحقیق مین کچھ کوتاہی کی ہو خصوصاً اصحاب
رسول اللہ ص کی طرف کہ جو پہلے قرآن کے معتقد بھی نہ تھے عیوب پوشی کا وہم بھی
نہین جاسکتا ثانیاً یہ کہ باوجود اس تحقیق کے اگر رجماً بالغیب عیوب پوشی کا اتہام
کیا جائے تو اہل اسلام بھی علماے نصاری کی طرف ہرامر مین ایسا ہی گمان کرسکتے
ہین کہ کسی عالم عیسائی کو اصول و عقائد عیسائیہ پر یقین نہ تھا بطمع دنیا اپنے عقائد
غیر معقولہ کی عیب پوشی کرتے تھے خصوصاً مسئلہ تثلیث مین تو صاف ظاہر ہی فقط
فَمَا هُوَ جَوَابُهُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا قولہ بندہ نے تحقیق الایمان مین اس فصاحت
و بلاغت کے بابت جو واجب و ضرور تھا لکھدیا ہی اور خوب واضح کرکے بتادیا ہی کہ محمد صاحب

کا یہ دعوی غلط اور باطل ہی اور سارے اہل علم مسلمانون نے یہ دعوی قبول بھی نہین
کیا ہی اور یہ بھی بتلا دیا ہی کہ قرآن کے برابر کون کون سی کتابین دنیا مین موجود ہین الخ
اقول ہمارے پاس پادری صاحب کا رسالہ تحقیق الایمان موجود نہین تاکہ اوسکو
دیکھین کہ قرآن کے برابر کون کون کتابین دنیا مین موجود ہین ہمکو بھی اونکے نام دیکھنے کا بہت
اشتیاق تھا لیکن ہرگاہ بقول خود اس کتاب مین بہ نسبت اوس رسالہ کے قرآن کے حال کی زیادہ
توضیح کی ہی اور ایک باب خاص اسی واسطے جداگانہ وضع کیا اور اپنی دانست مین کوئی دقیقہ
قرآن کی مذمت مین فروگذاشت نہین کیا مگر اون کتابون کے نام کو ترک کیا تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ بہ نسبت اوس زمانہ کے بوجہ مزاولت کتب عربیہ پادریصاحب کی استعداد عربی مین فرق ہوگیا ہے
اب اون کتابون کا نام لکھتے اور قرآن کے مساوی کہتے شرم آئی ہوگی بہرحال ہم اس قول
کے ایسے چند جواب دیتے ہین کہ گو اونھون نے کتنی ہی کتابون کے نام لکھے ہون سب کی تساوی
باطل ہوجاوے جواب اول جتنی کتابون کے نام پادریصاحب نے لکھے ہون گے وہ وحال سے خالی
نہین یا قرآن سے پیشتر کی کتاب ہوگی یا بعد کی ہوگی برتقدیر اول قرآن سے پہلی کتاب یا اوسکو
کی بخبر سبعہ معلقہ وعقد ثمین کے غالبًا اور کوئی نہین سوانکی عدم تساوی اور بے حقیقتی اوسی زمانہ
مین ثابت ہوگئی جبکہ کفار معلقات کو چھپکر خانہ کعبہ سے اوتار لے گئے اور اونکی تساوی اوسی وقت
باطل ہوگئی جبکہ لبید بن ربیعہ مصنف معلقہ رابعہ شرمندہ ہوکر اپنے معلقہ کو اوتار لے گیا اور مسلمان
ہوگیا کیا کسی کو اوسکے اسلام مین کلام ہی یا اسکی تصدیق تحدی مین شک ہی یا یہ کہ یہ شخص جبرًا
مسلمان ہوا اور نیز معلقات کی تساوی اوس وقت باطل ہوگئی جبکہ مشرکین اپنے جلسون اور
خلوات مین قرآن کو سحر کہتے تھے اونکے تعصب کا مقتضا یہ تھا کہ اگر وہ معلقات کو فصاحت مین قرآن کے
ایک عشر بھی سمجھتے تو وہ اون کو قرآن کے مساوی بلکہ زیادہ بیان کرتے اور کبھی معقول نہوتے

جسطرح پادریصاحب کا حال ہی۔ اور بر تقدیر ثانی یعنی یہ کہ اگر قرآن کے بعد کی تصانیف
مین کوئی کتاب قرآن کے مساوی ہی تو پادریصاحب کو لازم ہی کہ جس کتاب کی تساوی کا دعوی
کرین اوس دعوی کے ساتھہ دلیل بھی بیان کرین ورنہ دعوی بے دلیل قابل التفات نہین
اور دلیل اس دعوی کی یہ ہی کہ پادریصاحب اوس کتاب کی کمال بلاغت اور اعجاز پر مصنف کی
تحدی اور اہل عصر کی خاموشی اور دیگر فصحاؤ بلغا کا اتفاق و اجماع نقل کرین یا یہ ثابت کرین
کہ وہ مصنف شعراء و فصحاء عہد نبوت سے اکمل اور عمر تھا اور اگر یہ نہو تو خود ہی اوسکی وجوہ
بلاغت اور لطائف ظاہر کرین اور اگر کل کتاب کے وجوہ بلاغت بیان نہو سکین تو نصف یا ربع
کتاب کے ہی بیان کرین بعد اوس بیان کے وہ دعوی اس قابل ہوگا کہ مسلمان اوسکی طرف
التفات کرین اور اوسکی دلیل پر یعنی وجوہ بلاغت کتاب پر توجہ کرین اگر حق اور درست ہون
تو قبول کرین ورنہ اون پر نقض کرین۔ مگر پادری صاحب کو یہ بھی خیال رہے کہ کلام کی
بلاغت اور حسن نہ صرف الفاظ فصیحہ پر منحصر ہی نہ محض حسن تالیف پر اور نہ محض مطابقت
مقتضاے حال پر اور نہ صرف صنائع و بدائع لفظیہ پر بلکہ ان سب امور کے اجتماع سے بلاغت
حاصل ہوتی ہی ہان اگر صنائع لفظیہ نہون تو بلاغت مین کچھہ خلل نہین اور ان سب امور مین
ہر ایک امر کے مراتب مختلف ہین چنانچہ بعض الفاظ بموجب قواعد کے فصیح ہوتے ہین یعنی خالی
از عیوب مگر شیرین اور مقاد نہین ہوتے اور بعض شیرین بھی ہوتے ہین اور بعض شیرین تر
اور اسی طرح تالیف اور تناسب الفاظ کے مراتب ہین بعض اشخاص انہین الفاظ روزمرہ
کو اس تناسب سے منتظم اور مرکب کرتے ہین کہ غیر شیرین لفظ بھی شیرین معلوم ہونے لگتا ہے
اور بعض اشخاص اس بد اسلوبی سے نظم کرتے ہین کہ شیرین لفظ بھی ثقیل معلوم ہونے
لگتا ہی اور ان دونون مرتبون کے درمیان مین بھی بہت مراتب ہین کہ اہل زبان ہین سے

بھی مذاق دار ہی اوس فرق کو خوب سمجھتا ہی اور اسی طرح مطابقت مقتضاے حال
مین بھی بہت مراتب ہین بلکہ اہل فصاحت کا بیان ہی کہ مقتضاے حال کی کمیت و کیفیت
بجز خداوند علام الغیوب کے کوئی نہین جان سکتا اور اگرچہ ہر شخص اپنی دانست مین حسب
قواعد بلاغت خوب مطابقت کرتا ہی مگر بمقتضاے بشریت اوسکی تشخیص مین یا رعایت
مین یا رعایت فصاحت مین خطا اور سہو ہوجاتا ہی چنانچہ ایک شخص کے بھی دو کلام
ایک مرتبہ کے نہین ہوتے جملہ امور کی پوری پوری رعایت کرنا علام الغیوب کا ہی
کام ہی اور اس مطابقت کی کمی و بیشی بعض وقت کلام کی تاثیر اور حسن قبول سے
ظاہر ہوجاتی ہی یا دوسرے کلام کے مقابلہ سے چنانچہ جس کلام مین اعلی درجہ کی
مطابقت ہوتی ہی وہ کلام مجرب دوا اور سحر کے مانند قلب پر اثر کرجاتا ہی بشرطیکہ
دیگر امراض نفسانیہ مہلکہ مانع نہون اور اسی واسطے ان من البیان لسحرا مشہور ہی
اور مقابلہ سے اوسوقت کمی و بیشی معلوم ہوتی ہی جبکہ دوسرا کلام بھی اوسی حال اور
مضمون مین ہو دیکھو اگر کوئی شخص دیوان سعدی اور دیوان حافظ کا فرق اور ایک
کی ابلغیت دریافت کرے تو اوسکا سمجھنا اور سمجھانا ذرہ مشکل ہی لیکن جہان دونون نے
ایک مضمون کے اشعار لکھے ہین وہان ایک کی ابلغیت اور کیفیت مطابقت خوب بیان
سے مثلاً دیوان سعدی مین ہی شعر اگر دشنام فرمائی وگر نفرین دعا گویم ؛ لب لعل
شکر خارا جواب تلخ می زیبد ؛ اور دیوان حافظ مین ہی شعر بدم گفتی و خورسندم
عفاک اللہ نکو گفتی ؛ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا ؛ جب تک آدمی حافظ کے
شعر کو نہ دیکھے گا تو وہ یہی سمجھتا رہے گا کہ سعدی کا شعر نہایت بلیغ ہی اور سعدی سا
فصیح آدمی فصاحت الفاظ اور مطابقت مقتضاے حال مین کیا کمی کرسکتا ہی مگر جب

حافظ کے شعر بلکہ ایک ہی مصرعہ کو دیکھے گا تو یقین کرلے گا کہ سعدی سے وجوہ بلاغت
مین ضرور کمی ہوئی اور جسقدر مطابقت حافظ کے کلام مین ہی سعدی کے کلام
مین نہین کیا معنی کہ یہان مقتضاے حال یہ ہی کہ محبوب کے کلام رنجش الیتیام
اور دشنام دہی کے مقابلہ مین اپنی خوشنودی کا اظہار اس مرتبہ کیا جاوے کہ
اوسکو یقین ہوجاوے کہ عاشق کو برا کہنے سے کچھ ملال نہین ہوا بلکہ خوشنودی
حاصل ہوئی پس سعدی نے دو لفظ دشنام اور نفرین کہکر رنجش اور غصہ کے کلام
مین بے فائدہ تطویل کی اور اپنی خوشنودی کے اظہار اور استرضاے محبوب مین
جو مقتضاے حال تھا ایک لفظ دعا گویم پر اکتفا کی جو محض عدم ملال پہ دلالت
کرتا ہی نہ خوشنودی پر اور اظہار خوشنودی کی صراحت بھی نکی صرف دعا گویم کی
توجیہ مصرعہ ثانیہ مین کردی اور حافظ نے رنجش اور غصہ کے کلام کی عادہ مین اور
یاددہانی مین ایجاز کیا اور استرضاے محبوب مین اطناب کیا جس سے ظاہر ہوتا ہی
کہ حافظ کو اہم اور اقدم اور عین مقصد استرضاے محبوب ہی اوسی مین منہمک اور
مستغرق ہی گویا حالت جذب مین ہی کہ معذرت کرتے کرتے اور محبوب کی طبیعت سے
خیال رنج کا دفعیہ کرتے کرتے طبیعت سیر نہین ہوتی اور اگرچہ کلام حافظ مین نمود سے
وجوہ بلاغت اور بھی ہین مگر یہ مطابقت سب پر فائق ہی اور اسی باعث اس کلام
مین ایک طرح کی تاثیر اور درد ہی جو سعدی کے شعر مین نہین ـــ الغرض ایسے
دعوی عظیم متعصبانہ خلاف جمہور کی تصدیق کے واسطے ضرور ہی کہ پادریصاحب
اون کتابون کی عبارتین نقل کرکے وجوہ بلاغت اور محاسن و لطائف بیان کرین
اور بہتر یہ ہی کہ حتی المقدور ایسی عبارتین منتخب کرین جو آیات قرآنیہ کے ہم مضمون

ہون اور بعد بیان وجوہ بلاغت کے اون وجوہ کو وجوہ بلاغت قرآن سے مقابلہ کرین
کہ وہ کسقدر ہین اور یہ کس قدر اور وہ کس مرتبہ کے ہین اور یہ کس مرتبہ کی کیونکہ کلام
کا حال مثل جواہر کے ہی کہ وزن کی ذراسی زیادتی سے قیمت مین دو چند فرق
ہو جاتا ہی چنانچہ بعض وجہ بلاغت ایک ہی ایسی ہوتی ہی کہ اوسی کے باعث کلام
حد اعجاز پر پہونچ جاتا ہی ۔ اگر پادریصاحب یہ کہین کہ اہل اسلام فصاحت
قرآن کے مدعی ہیں اور عیسائی منکر چاہیے کہ اہل اسلام اسی طرح مقابلہ کرکے فصاحت
قرآن کو ثابت کرین جسطرح وہ بار بار لکھتے ہین تو جواب اسکا یہ ہی کہ بلاشک ابتداءً
مسلمان مدعی تھے مگر اونھون نے تحدی کرکے اور اہل عصر کو عاجز کرکے اپنے دعوی
کو ثابت کر دیا یہ ایک تحدی اور عدم معارضہ اور تسلیم اہل عصر ہزار دلیل کے برابر ہے
مثلاً اگر کوئی شجاع میدان مین شجاعون کی صف کے مقابل کھڑا ہوکر دعوی کرے کہ
مثل میرے دنیا مین کوئی شجاع نہین تم سب میری اطاعت کرو اور جو کوئی مجھکو جھوٹا
جانے وہ مقابلہ مین آوے اور لڑے تو اوسکا جواب یہ نہین کہ تو ہی دنیا مین پھر کر اپنا
مثل تلاش کر لا بلکہ اوسکا جواب یہ ہی کہ کوئی صف سے نکلکر اوسکا مقابلہ کرے اور اگر
کوئی مقابلہ نکرے گا اور بعوض مقابلہ کے اوسکی اطاعت قبول کرلین گے تو ضرور اوسکا
دعوی ثابت ہوجاوے گا پس آنحضرت صلعم نے اسی طرح فصحاء عرب سے جنکو ہر وقت
شعر و سخن کا چرچا رہتا تھا اور اسی شغل مین اونکا رات دن کٹتا تھا اور اون کے بعد
اون کا کوئی ہمسر اور برابر نہین ہوا اسی طرح تحدی کی ۔ اور یہ تحدی بکرات و
مرات قرآن مین مندرج ہوکر مشتہر ہوئی اس سے زیادہ مسلمان اب کیا دلیل لاوین
ہان اب جو کوئی شخص کسی کتاب کی تساوی کا مدعی ہو تو اوسکے ذمہ ہی کہ وہ اوس کتاب کی عبارت

کو عبارت قرآن سے مقابلہ کرکے دکھاوے ورنہ دعوی بے دلیل ہذیان کے مشابہ
ہی جواب دوم کوئی کتاب یا کوئی کام اوسی وقت معجزہ ہوتا ہی جبکہ اوسکے ساتھ
اوس کام کے ماہرین کاملین سے تحدی کی جاوے اور باوجود تحدی کے کوئی اوسکا
معارضہ نکرسکے کیونکہ تحدی سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اوس کام کے فاعل کے نزدیک وہ کام
بے مثل ہی اور کسی کے معارضہ نکرسکنے سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ فاعل کا دعوی دوسرون کے نزدیک
بھی حق اور مسلم ہی اور تحدی نکرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ فاعل کے نزدیک بھی وہ کام
بیمثل نہین اوسکو شبہہ ہی کہ شاید میرے مثل دنیا مین کوئی موجود ہو اور مجھکو اوسکا علم نہو اسواسطے
بجز الہامی شخص یعنی نبی کے کوئی دوسرا شخص عاقل تحدی نہین کرتا کیونکہ نبی کو باعلام والہام
خدا یقین ہوجاتا ہی کہ دنیا مین مثل میرے کوئی شخص اس کام کو نہین کرسکتا پس بنا برین قاعدہ کے
ہم کہتے ہین کہ اگر بالفرض محال کسی کتاب کی تھوڑی سی عبارت کے وجوہ بلاغت بیان
کرکے قرآن کی کسی عبارت سے تساوی بھی ثابت کردین تو بھی وہ معجزہ نہین ہوسکیگا۔ اور بعض منکرین
نبوت مطلقہ جو کہتے ہین کہ اگرچہ قرآن فصاحت مین بیمثل ہی مگر فصاحت و بلاغت کا معجزہ بلکہ اکثر
معجزات انبیا قابل اطمینان نہین کیونکہ ہر ایک عصر مین بعض اشخاص ایسے کامل ہوتے ہین کہ اونکے
ہمعصرون مین بلکہ اسلاف و اخلاف مین کوئی اون کا مثل نہین ہوتا تو جواب اس شبہہ کا اسی
جواب دوم سے نکل آتا ہی یعنی یہ کہ ایسا کامل عاقل شخص اگر نبی نہین ہوتا تو وہ دعوی نبوت
اور اپنے کمال پر تحدی بھی نہین کرتا اور اگر کوئی احمق جھوٹا دعوی بھی کرتا ہی تو کوئی شخص
اہل عصر سے اوسکی تکذیب ضرور کردیتا ہی اور تحدی کو توڑ دیتا ہی لیکن ہرگاہ اوسکے
ہم فن کاملین اوسکی تحدی توڑنے اور معارضہ مین نہایت سعی کرین اور باوجود اسکے
معارضہ نہوسکے اور اوسکی تحدی قائم رہے اور دیگر دلائل نبوت کے بھی رکھتا ہو تو پھر اوس کے

کمال معجزہ قبول نکرنے کی کوئی وجہ نہین ہوسکتی **قولہ** واضح ہو کہ یہ فصاحت و بلاغت کا مقدمہ بڑا نازک اور غور طلب ہی بہت سے مسلمان اسکے از بس معتقد ہین اور بڑی بڑی لن ترانیان لگاتے ہین الخ **اقول** چونکہ فصاحت و بلاغت کا ادراک عقل و ذہن سے متعلق ہی اسواسطے بلاشک بہت نازک اور غور طلب ہی بدون اسکے کہ آدمی مدت تک ایک ملک مین یا ایکمدت تک اوس زبان مین توغل رکھے اور عقل مستقیم اور ذہن سلیم بھی رکھتا ہو ہرگز اوس ملک کی زبان کی فصاحت و بلاغت اور سقم و قباحت پر بخوبی مطلع نہین ہوسکتا۔ اور مسلمان جسقدر فصاحت و بلاغت کے معتقد ہون وہی زیبا ہی اور جسقدر اس باب مین لن ترانیان لگائین بجا ہی کیونکہ یہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ کے ثبوت رسالت کے واسطے دلیل کافی اور برہان وافی ہے۔ دیگر انبیا سلف کے معجزات ایسے تھے کہ اونکا ادراک حواس ظاہریہ سے متعلق تھا مثلاً ناقہ صالحؑ اور عصاے موسیٰؑ اور تلیین آہن داؤدؑ اور احیاے اموات عیسیٰؑ وغیرہم علی نبینا و علیہم السلام کہ یہ معجزات دیکھنے مین آتے تھے اور ابصارت چشم پر موقوف تھے۔ اور وجہ ایسے معجزات عطا ہونے کی یہ تھی کہ ان انبیا کی نبوت دوامی و استمراری نہ تھی یکے بعد دیگرے مبعوث ہوتا تھا اسواسطے اونکو معجزات بھی ایسے ہی آنی اور فانی عطا ہوتے تھے کہ بعد وفات اون کے اون معجزات کا علم اور اثبات دوسرون پر نہین ہوسکتا تھا اور چونکہ شریعت محمدی صلعم قیامت تک کے واسطے مقرر کی گئی ہی اسواسطے آنحضرت صلعم کے معجزہ کو عقل سے متعلق فرمایا کہ جب تک اس عالم مین عقل رہے تب تک یہ معجزہ بھی رہے اور ہر عہد مین اوسکا علم اور اثبات ہوسکے اور ہر طبقہ انسان پر اتمام حجت الٰہی ہوجاوے۔ اور اسی واسطے یہ فرقہ عیسائیہ اس معجزہ سے نہایت رشک و حسد رکھتا ہی اور اس فن شریف فصاحت و بلاغت مین بہت شغل و توغل بھی نہین کرتا اگرچہ ہندکہین خاک

ڈالنے سے چھپتا ہی اور آفتاب ابر سیاہ سے کہین تیرہ ہو سکتا ہی وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ **قولہ** ہان اس معاملہ مین ایک دقت درپیش ہی کہ کوئی کتاب اس فن کے قاعدون کی عربی زبان مین ایسی نہین پائی جاتی جس سے خوب معلوم ہو جاوے کہ فصاحت کے فلان فلان قاعدے اور رعایتین اور احترازات ہین تاہم اون قواعد سے قرآن کو مقابلہ کرکے اس دعوی کی تصدیق یا تکذیب کرین شاید کوئی کہے کہ مختصر معانی ومطول اور تلخیص ملازادہ وغیرہ کتابین فصاحت کی مسلمانون کے پاس موجود ہین اونکے مطابق دیکھنا چاہیے جواب یہ ہی کہ یہ سب کتابین اون لوگون کی تصنیف ہین جو مسلمان اور فصاحت قرآن کے بڑے معتقد ہین اونھون نے یہ کتابین ایسے طور پر تصنیف کی ہین کہ اسمقدمہ ہین یہ کتابین ہمارے سامنے معتبر نہین ہو سکتین ۔ توضیح اسکی یون ہی کہ ان مصنفون نے ان کتابون کی تصنیف سے پیشتر قرآن کو فصیح اور فصاحت مین لاثانی مان لیا ہی بعد اسکے جب اس فن مین کتابین تصنیف کرنے بیٹھے اوسوقت قرآن کے محاورے کے موافق قاعدے مقرر کرنے شروع کر دیے اور جو جو بولیان خلافِ فصاحت قرآن مین تھین اونکے لیے ایک ایک قاعدہ وضع کرکے اون سب سقمون کو فصاحت مین داخل کر لیا ہی اب اگر اون قواعد مفروضہ کے ثبوت پر فصحاے عرب کا کوئی قول اونسے طلب کرو تو وہی وہی قرآن کی آیت سقیمہ پیش کر دیتے ہین الخ **اقول** جواب اسکا وہی ہی جو معترض کو خود ناچار ہوکر کہنا پڑا ہی کہ اس فن مین مختصر معانی ومطول وملازادہ وغیرہ بہت کتابین ہین مگر اس جواب کا جو یہ جواب ناصواب دیا ہی کہ جب اس فن مین کتابین تصنیف کرنے بیٹھے اوسوقت قرآن کے محاورہ کے موافق قاعدے مقرر کرنے شروع کر دیے اور اون قواعد مفروضہ کے ثبوت مین قرآن کی آیت کو پیش کر دیتے ہین ۔ عجب مغالطہ اور اتہام ہی اہل اسلام نے قواعد علم ادب

خصوصاً قواعد فصاحت و بلاغت نہ صرف قرآن کے واسطے جمع کیے ہین بلکہ عام زبان عرب کے واسطے اور قواعد کی مثالون مین نہ صرف آیات قرآنیہ پر اکتفا کی ہی بلکہ اشعار عرب متقدمین اور آیات قرآنیہ دونون بیان کیے ہین ان متاخرین نے بنظر اختصار سو مین اکثر آیات قرآنیہ پر اکتفا کی ہی۔ دیکھو مختصر معانی تک مین اکثر قواعد کی سند مین اشعار عرب لکھے ہین اور مطول مین اسقدر اشعار ہین کہ ایک کتاب جداگانہ اشعار مطول کی شرح مین لکھی گئی ہی۔ اور مغنی ابن ہشام جو علم نحو مین ہی اوسمین اسقدر اشعار ہین کہ ایک کتاب مبسوط مسمی بہ شواہد مغنی صرف اوسکے اشعار کی شرح مین ہی اور علی ہذا القیاس الکتاب سیبویہ جو مثل مغنی کے علم نحو مین ہی اوس مین اسقدر اشعار ہین کہ زمخشری نے ایک کتاب جداگانہ اون کی شرح مین لکھی ہی اور اسی قسم کی کتابین متقدمین کی تصنیف سے سیکڑون موجود ہین جن مین سے بعض بعض کے نام پہلے تحقیق اہل اسلام کے ذکر مین مذکور ہو چکے ہین پس جس کم استعداد نیم ملا نے کچھ نہین دیکھا وہ ایسا ہی خیال کرتا ہی اور جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولے اوسکا جواب بجز خاموشی کچھ نہین۔ بھلا پادری صاحب علم فصاحت و بلاغت مین ایک کتاب تو ایسی بتائین جس مین اشعار عرب سے استناد و استشہاد نکیا ہو۔ اور اگر پادری صاحب بعض بعض قواعد کی نسبت کہین جن مین صرف قرآن کی آیات پر اکتفا کی ہی تو اوسکے چند جواب ہین اوّلاً یہ کہ ہرگاہ آنحضرت خاص مکہ کے باشندے تھے اور بقول معترض قرآن اونکی تصنیف ہی اور فصیح بھی ہی گو مرتبہ اعجاز پر نہین کہتا تو بہرحال آنحضرت صلعم فصحاے عرب مین داخل ہین پس اگر کسی مصنف قواعد فصاحت نے کسی قاعدہ مین صرف آیۂ قرآنی پر اکتفا کی تو کیا بیجا کیا بلکہ اوس نے قرآن کو عربی زبان کی ایک نہایت عمدہ فصیح اور مسلم الثبوت کتاب خیال کرکے سند دی ہے

نہ اپنی مذہبی اور دینی کتاب سمجھکر۔ اور اس اکتفا کرنے کی وجہ یہ ہی کہ وہ لوگ یہ
سمجھتے تھے کہ ایک فصیح کا کلام سند مین کافی ہی اور یہ امر صحیح اور مدلل ہی کیونکہ اگر ایک فصیح
کا کلام سند مین کافی نہو تو پھر ایک شعر بھی سند مین کافی نہین ہوسکتا ہم اوس شعر کی
فصاحت کی سند مین دوسرا شعر طلب کرینگے اور تا وقتیکہ ہر ایک قاعدہ کے واسطے چار پانچ
فصحا کے اشعار نہ لکھے جاوین تب تک کوئی قاعدہ مسلم نہوگا حالانکہ عربی قواعد کیا بلکہ
کسی زبان کے قواعد مین مصنفون نے یہ التزام نہین کیا بلکہ اکثر مصنفون نے ایک ہی
فصیح کے کلام پر اکتفا کی ہی۔ پس آیۂ قرانیہ کی سند پر اکتفا کرنے سے اعتراض
کرنا جمہور مصنفین کی رائے کے خلاف ہی بلکہ ایسا معترض متعصب یا کم فہم سمجھا جاویگا
اور مصنفین قواعد فصاحت کی طرف اوسکا اتہام ہرگز عائد نہوگا ثانیاً یہ کہ قرآن کی
فصاحت و بلاغت ایسی مسلم الثبوت اور اظہر من الشمس ہی کہ عہد نبوت کے تمام فصحا نے اوسکو
پسند کیا اور کسی نے کچھ عیب اوسکی فصاحت و بلاغت و عربیت مین نہ نکالا اگر کسی نے عیب
بھی نکالا تو سحر کہا اور بعد اوس زمانہ کے بھی تمام اہل اسلام بلکہ مخالفین بھی اوسکی فصاحت
کو حد اعجاز پر اور طاقت بشری سے خارج سمجھا کیے اور متعصب لوگون نے اگرچہ اوسکو اعجاز
نہین کہا مگر اوسکی عربیت مین بھی کوئی عیب نہین نکالا۔ اسواسطے سلف سے آج تک
یہ بات مسلمانون کے گوش زد بھی نہین ہوئی کہ قرآن مین باعتبار فصاحت و بلاغت و
عربیت کے کوئی عیب اور سقم ہی تاکہ وہی اوسکی عیب پوشی کا ارادہ کرتے اور اوسکے عیوب
کے واسطے قواعد بناتے اور اوسکی تصحیح و توثیق کے واسطے کتابین تصنیف کرتے مسلمان
تو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ قرآن کی توثیق و تصحیح اوسی وقت ہوگئی جب کہ تمام فصحاے عرب
اسکے معارضہ سے عاجز ہوگئے اور سب نے اسکے علو مرتبہ کو تسلیم کرکے سر جھکا لیئے اور بنا بر

کرین کہ اہل اسلام ایک چیز معدوم محض اور مجہول مطلق اور معدوم بلا مصداق اور غقا مغنت کو کہان سے لائین اور کہان تلاش کرین یہ کام پادریصاحب کے ذمہ ہی اور اونکو فرصت اور وسعت و ثروت بھی حاصل ہی۔ مناسب یہ ہی کہ ولایتی پادریون کے ذریعہ سے ان کتب کی تلاش کے واسطے ایک رقم معتدبہ جو بیس تیس برس کے خرچ کو کفایت کرے چندہ کرا کر جمع کرلین اور کل روپیہ لیکر عرب کو چلے جاوین تھوالمراد۔ اور پادریصاحب جو کہتے ہین کہ وہ کتابین مسلمانون نے گم کرڈالین یہ عجب افترا اور بے سند بات ہی اور ظاہر مین خلاف عقل ہی کیونکہ جو کفار قریش استمالت اور استعانت جنگ کے واسطے اطراف و جوانب کے قبائل مین دور دور تک جاتے تھے اور ہر ایک قبیلہ کو جنگ پر آمادہ کرتے تھے پس اگر فصاحت قرآن کی کتابین خلاف قرآن ہوتین یا کوئی عبارت قرآن کے معارضہ مین کہی جاتی تو وہ ضرور اوسکو منتشر کرتے اور لاریب یہود و نصاریٰ اونکی حفاظت کرتے اور دوسرے ملکون تک پونہچاتے اور آج کسی نہ کسی فرقہ کفار کی کتب مین وہ عبارتین پائی جاتین۔ یہ بات خوب ظاہر ہی کہ زمانہ جاہلیت کے کلام کو اہل اسلام نے بڑی قدر و منزلت سے رکھا ہی اور اون کے اشعار کو اکثرون نے حفظ اور نوک زبان یاد کیا ہی اور جامعین قواعد فصاحت تو اس تمنا مین مرگئے کہ کوئی کتاب زمانہ جاہلیت کی اس فن مین میسر آئے اگر مسلمان اونکو گم کرڈالتے تو دیوان عقد ثمین شعرائے جاہلیت اور سبعہ معلقہ کیونکر باقی رہتا اور دیوان حماسہ کے اشعار اور اشعار کتب لغت کہان سے نصیب ہوتے کیا یہ سب نصاریٰ نجران کے ذریعہ سے ملے ہین۔ اور خیر بالفرض مسلمانون نے گم بھی کرڈالین۔ تو پادری صاحب کو لازم ہی کہ اون کتب گم شدہ کے نام اور اونکے مصنفون کے نام اور

کم کرنے والون کے نام بتائین - اور اگر ایسی زبردستی کرین کہ نام بھی نہ بتائین
اور مطالبہ سے بھی باز نہ آئین تو مین ایک طریقہ اونکو قرآن کے مقابلہ کرنیکا ایسا
بتاتا ہون کہ ایسا مقابلہ درصورت حاصل ہونے اون کتب عنقا صفت کی بھی نہو اور
اونکی یہ حسرت بھی نکل جاوے بشرطیکہ تعصب کو دخل نہ دین اور وہ یہ ہی کہ جن کتب کو وہ
مسلمانون سے طلب کرتے ہین اون کتب کے فرضی مصنف یعنی فصحاے و بلغاے
عہد نبوت جو قرآن کے مقابلہ پر تھے وہی خود مسلمان ہوگیے اس سے زیادہ اب کوئی کیا
مقابلہ کرسکے گا - اور بعد اسکے جو وہ لکھتے ہین کہ مسلمانون نے خود قرآن کے معتقد ہوکر
اور اوسے کلام الہی فرض کرکے یہ یقین کرلیا ہی کہ خدا سے زیادہ کون فصیح ہی - یہ
عجب حق پوشی ہی کیونکہ وہی مسلمان جو قواعد فصاحت کے جامع تھے از خود بلا وجہ معتقد
نہین ہوئے بلکہ وہی خود بھی عرب العرباء اور ماہرین محاورات اور قریب عہد نبوت کے
تھے اور کمال ذاتی اور عقل و فہم کے سواے یہ دوسری سند اونکے پاس تھی کہ اون کے باپ
دادا جو بڑے اشد کافر اور سخت متعصب تھے قرآن کو فصیح و بلیغ سمجھ کر مسلمان ہوچکے
تھے اور اون کے نزدیک آبا و اجداد کی راے اور عقل اس باب مین قابل اعتماد تھی پس
اون لوگون نے اگر قرآن کو عربیت اور فصاحت و بلاغت مین ایک عمدہ اور مسلم الثبوت
کتاب سمجھ کر بالفرض اوسی سے قواعد فصاحت مستنبط کرلیے تو کیا بیجا کیا علاوہ اسکے
یہ ہی کہ اگر مسلمان صرف قواعد فصاحت کو جمع کرتے تاہم متعصب آدمی ایسا وہم کرسکتا تھا
لیکن اونھون نے قواعد صرف بھی جمع کیے ہین قواعد نحو بھی جمع کیے ہین قواعد عروض بھی
جمع کیے ہین لغات عرب بھی جمع کیے ہین یونانی علوم کے ترجمے بھی کیے ہین کیا یہ سب قرآن
کی تصحیح و توثیق کے واسطے کیے ہین ہرگز نہین ہرگز نہین - پس اظہر من الشمس ہی کہ قواعد

فصاحت وبلاغت عام زبان عرب کے واسطے جمع ہوئے نہ خاص قرآن کے واسطے اور وے قواعد اشعار عرب اور عوام کے محاورات سے اور نیز قرآن سے مستنبط ہوئے سو پس ان قواعد موجودہ کو اونھین لوگون کے قواعد سمجھنا چاہیے جو قرآن کے مقابلہ پر تھے اور بلاشک وہی ہین اور اگر نہین ہین تو اس امر کو دلیل اور سند سے ثابت کرنا چاہیے اور افترا اور جھوٹ بات بنا کر کہنا جواب دینا نچاہیے کیونکہ دروغ جواب نہین ہوتا بلکہ مصنف کے سر پہ وبال ہوتا ہی ولنعم ما قیل شعر گر راست سخن گوئی ودر بند بمانی به زانکہ دروغت دہد از بند رہائی ۱۲ قولہ دیکھو فصاحت وبلاغت کا ایک یہ بھی قاعدہ ہی کہ مجیب کا جواب سائل کے سوال کے موافق ضرور ہونا چاہیے اس درست قاعدے کے مطابق قرآن کی یہ آیت جو سورۂ بقرہ کے پچیسوین رکوع مین ہی رد ہوگئی یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ۝ اے محمد تجھ سے سوال کرتے ہین لوگ کہ ہم خدا کی راہ مین کیا چیز خرچ کرین یعنے روپیہ یا کھانا یا کپڑا جو چیز دینی بہتر ہو تبلاؤ محمد صاحب نے قرآن مین یہ جواب دیا قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۝ جو تم خیرات دو مان باپ کو اور یتیمون کو اور مسکینون اور مسافرون کو دیا کرو ۔ پس یہ جواب سوال کے موافق نہوا ہم نے خرچ کرنے کی چیز پوچھی تھی اوس نے خرچ کرنے کی جگہ تبلائی اس لیے یہ آیت فصاحت سے گر پڑی مگر محمدی مصنفون نے اس اعتراض کے دفع کو جھٹ پٹ یہ قاعدہ فرض کرلیا اور کہا نبیھا علی ان المھم ھو السوال عنھا یعنی یہ جواب خلاف سوال اس لیے دیا گیا کہ سائل کو معلوم ہوجاوے کہ یہ سوال کرنا نچاہیے تھا بلکہ جو ہم نے جواب دیا ہی اوسکے موافق تجھے سوال کرنا چاہیے تھا اور یہ زبردستی ہی پس یہ بھی ایک قاعدہ فصاحت کا مقرر ہوگیا اسلیے یہ قواعد فصاحت کے جو قرآن کے معتقدون

۱۵ پ ۲۵ رکوع ۲۶ سورۂ بقرہ ع ۱۲

نے خود بنائے ہین مخالف کے سامنے ہرگز معتبر نہین الخ **اقول** تعجب ہی کہ پادریصاحب نے
اسقدر زور وشور اور جوش وخروش کے بعد جملہ ہفوات کے واسطے صرف ایک مثال
قرآن سے نکالی سو وہ بھی ایسی مثال جسکے دو جواب تفسیرون مین موجود ہین اور سند اوسکی
انجیل مین ہی **جواب اول** اس آیت مین سوال کا تو جواب موجود ہی مگر اسقدر امر ہی
کہ اصل جواب کو بنظر اختصار ضمناً فرمایا ہی اور امر ہم کو تصریحاً اور تفصیلاً اور اسی باعث کسی مفسر نے
اس آیت کو خلاف سوال نہین لکھا ہان مختصر المعانی مین اسقدر لکھا ہی کہ کبھی سائل کے
سوال کو اوسکی مراد کے خلاف پر محمول کرکے خلاف مقتضاے ظاہر کے جواب دیا جاتا ہی
اور آیۂ مذکورہ کو اسی قبیل سے لکھا ہی اور صرف اسی آیت پر اکتفا نہین کی اس سے پہلے
قیصرہی شاعر کے قول کو بھی لکھدیا ہی اس سے ثابت ہی کہ خلاف مقتضاے ظاہر مخل بلاغت
نہین بلکہ حسن بلاغت اور صنعت ہی کیونکہ بعض اوقات خلاف ظاہر ہی مقتضاے حال ہوتا
ہی البتہ خلاف مقتضاے حال مخل بلاغت ہی سو وہ یہان نہین بلکہ یہان اصل جواب بھی
ضمناً موجود ہے ۔ دیکھو آیۂ جواب کا ترجمہ یہ ہی کہ جو کچھ تم خرچ کرو مال کی قسم سے
اوسے والدین اور اقربا اور ایتام اور مساکین اور مسافرون کو دو ۔ سب سے پہلے لفظ
ما جسکا ترجمہ جو کچھ ہی فرمایا ہی اور یہ لفظ عام ہی جملہ اقسام مال کو چہ نقد وچہ جنس سب کو حاوی
ہی اس کے فرمانے سے صاف سوال کا جواب ہوگیا کہ خواہ کھانا دو خواہ کپڑا خواہ نقد خواہ
کچھ اور مال بشرطیکہ خیر ہو یعنی بہتر ہو بنظر مقدار کے کہ اوس سے آدمی منتفع ہوسکے خواہ
بنظر جلت کے کہ بوجہ جائز حاصل کیا ہو اور بعد اصل جواب کے بنظر ہدایت کہ یہ امر پیغمبر صلعم
کے واسطے سب سے اہم واقدم ہی اوسکا مصرف بھی فرمادیا ۔ اب کہو کہ یہ جواب سوال
کے مطابق ہوا یا نہین ۔ غالباً پادریصاحب جواب اوسے سمجھتے جب کہ مال کے انواع واقسام کی

تفصیل خوب ہوتی پادریصاحب کو علم بیان پڑھنا چاہیے جس سے معلوم ہوجاوے کہ فصحا
ایک مطلب کو چند طرحسے بیان کرتے ہین اور ہر بیان اونکا مناسب وقت وحال کے ہوتا ہی
اور یہ کمال بلاغت ہی ہر غبی کا کام نہین **جواب دوم** بیضاوی وغیرہ ہر ایک تفسیر مین
اس آیت کی شان نزول مین عبداللہ بن عباس سے یہ روایت لکھی ہی کہ عمرو بن الجموح
انصاری جو پیر فوتوت اور شیخ فانی تھا اور بڑا مالدار آنحضرت صلعم کی خدمت مین آیا
اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلعم ہم کیا چیز خرچ کرین اور کہان خرچ کرین پس چونکہ اوس نے
خرچ کی جگہہ بھی پوچھی تھی اسواسطے جواب مین بھی اوسکا بیان ہوا اور چونکہ مال کی تفصیل
کہ کیا خرچ کرین ہیچ و پوچ بات ہی ہر عاقل دینے کے لائق چیز کو جانتا ہی اور سوال کے
قابل مصرف ہوتا ہی اسواسطے مصرف کو تفصیل سے بیان کیا اور مال کو مجملاً اور ضمناً کسی
قدر اوسکی بھی تفصیل کردی کہ خیر سے ہو اور اسی کو مقدم کیا تاکہ سوال کے مطابق ہو
پادری صاحب سے کوئی پوچھے کہ کیا آپ نے یہ شان نزول تفاسیر مین نہین دیکھی جو اسکو
ترک کردیا اور ناحق مغالطہ دیا اور ظاہر ہی کہ قرآن کی تفسیر کا مدار شان نزول اور روایات
مفسرہ پر ہی اپنی راے سے تفسیر کرنا جائز نہین۔ اور اگر وہ کہین کہ قرآن مین سوال
مصرف نہین اور بمقابلہ قرآن روایت کا چندان اعتبار نہین تو جواب یہ ہی کہ روایت کا اعتبار
اوسوقت نہین ہوتا جبکہ وہ قرآن کے خلاف ہو اور یہان روایت قرآن کے مطلب کو جامع
ہی نہ مخالف اور توافق موجود ہی بلکہ آیہ جواب اوسکی تصدیق و توثیق کرتی ہی کہ غالباً
سوال دونون چیزون سے ہوا ہوگا۔ اور چونکہ قرآن مین ایجاز و اختصار ہی اوسمین کوئی
نمونے سے مطلق ہونا ثابت نہین ہوتا دیکھو قرآن مین باوجود تکرار و تاکید ذکر نماز کے
اوسکے رکعات کی تفصیل و تعداد کہین نہین **جواب سوم** بفرض محال بیان جواب سوال کے

مطابق نہین تو کچھ قباحت نہین بعض وقت حسب مصلحت سوال کے مطابق جواب نہ دینا ہر ملک
اور ہر عہد مین مروج رہا ہی یہ صرف مسلمانون کا بنایا ہوا قاعدہ نہین بلکہ معترض کے خدا کا
بنایا ہوا قاعدہ ہی دیکھو آیت ۱۱ باب چہارم انجیل یوحنا کو عورت نے اوس سے
یعنی مسیح سے کہا اے خداوند تیرے پاس پانی کھینچنے کو کچھ نہین اور کنوان گہرا ہی پس تو نے
وہ جیتا پانی کہان سے پایا۔ کیا تو ہمارے باپ یعقوب سے بڑا ہی جس نے ہمکو یہ کنوان
دیا الخ یسوع نے جواب دیا کہ جو کوئی اس پانی سے پیتا ہی پھر پیاسا ہوگا پر جو کوئی
اوس پانی سے جو مین اوسے دونگا پیتا ہی ابد تک پیاسا نہوگا الخ غور کرو کہ عورت
طریقہ تحصیل آب کو اور مقام آب کو دریافت کرتی ہی۔ کہ بغیر ڈول و رسن کسطرح
پانی آیا اور کہان سے مگر حضرت مسیح آب چاہ کی مذمت اور اپنے پانی کی مدح اور منفعت
بیان کرتے ہین نہ یہ اوسکی سنتے ہین نہ وہ عورت اونکی سمجھتی ہی یہ وہی مثل ہوئی
کہ سوال از زمستان اور جواب از آسمان۔ مگر اصل جواب اسکا بھی وہی ہی جو ہمارے
مفسرون نے آیۂ قرآن مین کہا ہی کہ حضرت مسیح کو اہم اور اقدم اپنی نبوت کا اظہار کرنا اور
عورت کو ہدایت کرنا مقصود تھا اسواسطے اوسکے جواب کی مطابقت پر چندان اعتنا نہین
کیا۔ اور اس قسم کے جوابات سوالات سے غیر مطابق انجیل مین بہت ہین۔ حالانکہ جواب
سوال کے مطابق ہونا کسی خاص زبان کا قاعدہ نہین اور نہ علم بدیع کی کچھ صنعت ہی جو زائد
از مطلب ہو بلکہ یہ قاعدہ از روے عقل ہر متکلم پر ہر زبان مین ضروری اور لابدی ہی اور
معترض نے بھی اوسکو درست بلکہ ضروری کہا ہی مگر جہان اوس سے بھی زیادہ ضروری کچھ اور
بات ہو اور ترک جواب مین مصلحت ہو تو پھر مطابقت ترک کردی جاتی ہی ہمکو گمان ہی کہ اس
جواب کو دیکھکر آیندہ پادریصاحب مسلمانون کے بنائے ہوئے قواعد کو معتبر سمجھینگے اور

حضرت عیسیٰ کا نام دیکھکر کچھ دم نمارین کے فقط اللہ اگر چونکہ مسلمان ان کتابون کو بڑی معتبر اور بزرگ جانتے ہین اس لیے اب ہم انھین کتابون کے بعضے صحیح قواعد کے موافق قرآن کو مقابلہ کرکے دکھلاتے ہین اور ثابت کر دیتے ہین کہ قرآن اعلیٰ درجہ کی فصاحت سے گرا ہوا ہی اگرچہ کسی ادنے درجہ کا فصیح ہو پر اعلیٰ درجہ کی فصاحت نہین رکھتا پہلے مسلمانون کی معتبر کتاب تلخیص اور اوسکی شرح مطول سے فصاحت بلاغت کے معنی بتلا دین گے بعد اوسکے قرآن کی طرف نظر کرین گے ۔ پوشیدہ نرہے کہ لغت مین فصاحت کے معنی بیان مضبوط بالکنت کے ہین یعنی خوش گوئی کو فصاحت کہتے ہین مگر اصطلاح مین یہ معنی ہین کہ کلام کا اون لفظون سے خالی ہونا جو بلغا و شرفا کی بول چال مین نہین آئے اور ترکیب غیر مانوس و الفاظ غیر مانوس اور لغات مشکلہ سخت و ثقیل سے بھی خالی ہونا مختصر معانی و دیگر رسائل فصاحت مین یہی معنی لکھے ہین اور بیان اسکا یون ہی الفصاحۃ یوصف بھا المفرد والکلام والمتکلم الخ اقول اس قول مین پادری صاحب نے فصاحت و بلاغت کی تعریف لکھی ہی مگر چونکہ باوجود ارادہ کے اوسکا مطلب موافق کتب کے بیان نہین کر سکے اور پھر جو کچھ کہ عربی عبارتین لکھہ لکھہ کر دوبارہ بیان کیا ہی اوس مین طول بہت کیا ہی لہذا اونکے سب مطلب کا خلاصہ صحیح کرکے موافق کتب کے لکھے دیتا ہون اور اونکے تسامحات سے بخوف طوالت تعرض نہین کرتا خلاصہ یہ ہی کہ فصاحت لفظ مفرد یعنی کلمہ اور کلام و عبارت اور متکلم تینون مین ہوتی ہی اور بلاغت صرف کلام اور متکلم مین ہوتی ہی نہ کلمہ مین پس لفظ مفرد کو بھی فصیح کہتے ہین اور کلام کو بھی فصیح کہتے ہین اور شخص متکلم کو بھی فصیح کہتے ہین اور کلمہ کو بلیغ نہین کہتے صرف کلام اور متکلم کو بلیغ کہتے ہین اور یہ تفصیل پیشتر اسواسطے کر دی جاتی ہی کہ ان تینون کی تعریفین یکسان نہین پس کلمہ

تناقض کلمات اور تعریف فصاحت و بلاغت کی مجموعہ ۱۲

فصیح اوسکو کہتے ہین جس مین حروف متنافر نہون تاکہ تنافر کے باعث کلمہ بولنے مین زبان پر
بھاری ہووے اور تلفظ مین دشواری ہووے اور نیز کلمہ غریب یعنی وحشی نہو اور وحشی اوس کلمہ کو
کہتے ہین کہ اون خالص عربون کے نزدیک جنکی عربی معتبر اور مستند ہی اوسکے معنی ظاہر نہون
اور نہ وہ اونکے استعمال اور بول چال مین ہو اور نیز قواعد مقررۂ لغت کے خلاف نہو۔
اور بعضون نے یہ چوتھی شرط اور زیادہ بڑھائی ہی کہ سماعت مین مکروہ نہو۔ اور کلام فصیح
اوسکو کہتے ہین جس مین ہر ایک کلمہ فصیح ہو اور باہم کلمات متنافر و ثقیلہ بھی نہون اور کلام
قانون مشہورہ نحوی کے خلاف نہو اور اوس مین کسی طرح کی تعقید لفظی و معنوی بھی نہو
تعقید کے یہ معنی ہین کہ عبارت اپنے معنی پر کھلا کھلی دلالت نکرے کسی خلل کے سبب جو اوسکے
نظم مین واقع ہوا ہی اور نظم مین خلل اسطرح ہوتا ہی کہ لفظون کی ترتیب معنون کی ترتیب
پر نہو کسی لفظ کے مقدم ہونے کے سبب یا مؤخر ہونے کے سبب یا اضمار قبل الذکر کے
سبب یا اور کسی سبب سے وہ ایسی عبارت ہوجاوے کہ سامع کا ذہن فورًا مرادی
معنی کی طرف رجوع نکرسکے۔ اور بعضون نے فصاحت کلام مین یہ بھی شرط کی ہی کہ
ایک چیز بار بار نکہی جاوے اور اوس مین پے در پے اضافتین بھی نہون اور متکلم فصیح
وہ ہی جسمین ایسی طاقت ہو کہ اوسکے سبب اپنا مطلب فصیح عبارت مین بول سکے۔
اور کلام بلیغ وہ ہی کہ کلام فصاحت کے ساتھ مطابق مقام و حال کے بولا جاوے اور
چونکہ مقامات اور حالات مختلف ہوتے ہین اس لیے کلام کے مقامات بھی مختلف ہوتے
ہین۔ اور متکلم بلیغ وہ ہی جس مین ایسی طاقت ہو کہ وہ کلام بلیغ بول سکے اس بیان کے
بعد پادری صاحب کہتے ہین کہ قرآن ہرگز فصیح نہین۔ **قولہٗ** لیکن اس مطلب کے
شروع کرنے سے پہلے ایک سوال مقدر کا جواب دینا واجب ہی اور وہ یہ ہی کہ شاید کوئی

بعضون نے کہا ہی کہ الفاظ فصیحہ اور تالیف شیقہ کے سبب اعجاز نہین کیونکہ یہ الفاظ وہی تھے جنکو سب عرب بولتے تھے اور اس قسم کے مرکبات بھی عرب بولتے تھے بلکہ اخبار غیب اور حالات ضمائر اور قصص ماضیہ اور احوال مبدا و معاد اور دلائل باہرہ اور براہین قاطعہ اور حجج واضحہ کے سبب اعجاز ہی۔ اور نظام نے کہا ہی کہ حق تعالے نے بنظر اعجاز نمائی کفار عرب کے ملکۂ فصاحت اور قدرت بلاغت کو مسلوب کر لیا تھا یعنی ایسی عبارت بولنے سے اونکی زبان روک دی تھی اسواسطے اون سے ایسی عبارت نکہی گئی کما فی الاتقان للسیوطی حیث قال تزعم النظام ان اعجازہ بالصرفۃ ای ان اللہ صرف العرب عن معارضتہ وسلب عقولھم وکان مقدورا لھم لکن عاقبھم امن خارجی فصار کسائر المعجزات غرض جتنے منہ اوتنی ہی باتین اور جتنی رائین اتنے ہی مذہب لیکن نظام کا قول علاوہ اوسکی راے ہونے کے بظاہر قرآن کے بھی خلاف ہی دیکھو سورہ بنی اسرائیل مین ہی قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ اس آیت مین لفظ اجتمعت اور ظہیرا سے صاف ظاہر ہی کہ حق تعالے نے مشرکین سے قدرت فصاحت مسلوب نہین کی تھی کیونکہ درحالت سلب قدرت کے اونکا اجتماع و استظہار مثل امرات و جمادات کے بیکار تھا ایسی مجبوری مین مجتمع ہو کر کیا کرتے اور باہم دگر کیونکر اصلاح عبارت اور تعلیم اور مشورہ کرتے یہ امور اوسی وقت کارآمد تھے جبکہ اون مین اونکی جبلی اور اصلی قدرت فصاحت باقی رہتی کما ذکرہ السیوطی وغیرہ۔ غالبًا نظام نے اس آیۂ کریمہ مین دقت نظر نہین کی یہ جواب معتقدین قرآن کے واسطے ہی کیونکہ ہم نے قرآن سے استدلال کیا ہی غیر مسلم اسکو تسلیم نکرے گا۔ غیر مسلم کے واسطے یہ جواب ہی کہ وہ بنظر انصاف غور کرے کہ قول

نظام سے یہ بات کیونکر نکلی کہ قرآن کی عبارت طاقت بشری سے خارج نہین کیونکہ جب حق تعالی نے بشر سے اس مرتبۂ فصاحت کی طاقت کو سلب کر لیا تو ضرور یہ فعل طاقت بشری سے خارج ہو گیا اس مین تامل کی بھی حاجت نہین بدیہی امر ہی خاصۃ فی الباب یہ احتمال ہو سکتا ہی کہ نظام کی رائے مین قریش کو ایسی عبارت بولنا ممکن تھا محال نہ تھا یا یہ کہ بعد انقضاے زمانہ نبوت و تحدی کے کوئی کہدے۔ لیکن احتمال اول کا سہل جواب یہ ہی کہ امکان کسی چیز کا اور بات ہی اور اوسکا واقع کر دینا اور بات محض امکان عقلی اور ذہنی سے درحقیقت بالفعل واقع کر دینا لازم نہین آتا۔ اور قرآن کی عبارت پر کیا انحصار ہی ہم جملہ انبیا کے معجزات کو ممکن عقلی کہتے ہین نہ محال عقلی ہان محال عادی کہتے ہین اور دوسرے احتمال کا یہ جواب ہی کہ زمانہ تحدی کا میعادی نہین اور نہ مخاطبین صرف قریش بلکہ تمام اہل دنیا قیامت تک کے واسطے اس خطاب مین داخل ہین۔ بالجملہ کل اقوال کا یہی مطلب ہی کہ باوجود ارادہ کے عرب سے ایسی عبارت نکہی گئی اس مین علما نے اپنی اپنی عقلین دوڑائی ہین کسی کی عقل مین کچھہ آیا کسی کی عقل مین کچھہ آیا مگر اس اختلاف سے اصل اعجاز مین اختلاف و کمی ظاہر نہین ہوتی بلکہ یہ اعلی درجہ کا اعجاز ہی کہ ایسی عبارت کہنے پر قادر تھے مگر نکہی گئی۔ اگر ایسا معجزہ ہوتا کہ امکان بشری سے خارج ہوتا تو اوس مین کفار یہ عذر کر سکتے تھے کہ یہ طلب محال ہی ایسا امر انسان کبھی نہین کر سکتا هٰذا هُوَ المقصود و انهدام المعترضین علی النظام مردود۔ اور اگر کوئی کہے کہ جو علما کہ اخبار غیب اور قصص اور دلائل قاطعہ کو باعث اعجاز کہتے ہین اون کے قول سے بھی لازم آتا ہی کہ عبارت قرآن من حیث الفصاحۃ معجزہ نہین۔ جواب اسکا یہ ہی کہ یہ قول اونکا عقلی ہی مستند بحدیث نہین جو واجب التسلیم ہو ہم کہتے ہین کہ کل آیات و سور مین صرف اخبار بالغیب و قصص و دلائل ہی مذکور نہین

بلکہ بعض سورہ مختصر اس سے خالی بھی ہین ۔ پس ہر گاہ کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ
فرمایا تھا تو ممکن تھا کہ مثل سورۂ اخلاص و معوذتین و کوثر و عصر و کافرون وغیرہا
کے کہکر لاتے اور کہتے کہ یہ عبارت فلان سورہ کے مثل ہی پھر انکا سکی کوئی وجہ نہوتی کیونکہ
تحدی مین سورہ کی تخصیص نہین کی گئی ہی ۔ پس حق یہ ہی کہ عبارت قرآن الفاظ فصیحہ و
عذبہ اور اسلوب جدیدہ و پسندیدہ اور نظم رشیقہ اور تالیف انیقہ اور ادائے مطالب بلاغیہ
و مطابقت مقتضائے مقام بلا عیب و خلل ہونے کے سبب اعجاز ہی گو ان کے ساتھ اخبار غیب
و قصص ماضیہ و پیشین گوئی بھی معجزۂ دیگر ہو ۔ اور یہی علماء محققین و حذاق کا مذہب ہے ۔
حقیر عرض کرتا ہی کہ وجہ اعجاز مین اختلاف علما کی طبع آزمائیان ہین اور آپس کے مطالبات
و لطائف معترض و مخالف کو ان سے کیا مطلب اوسکو ہر قول کا مآل اور نتیجہ دیکھنا چاہیے
بلکہ اگر عاقل بنظر انصاف اس اختلاف مین غور کرے تو یقین کرلے گا کہ یہ اختلاف علما کا اثبات
کمالات قرآنیہ کے واسطے تائید الہی ہی کیونکہ یہ اختلاف اس امر کا کاشف ہی کہ ہر چیز قرآن مین
اس مرتبہ کمال پر ہی کہ جس چیز مین آدمی غور کرتا ہی اوسی کو باعث اعجاز سمجھتا ہی مثلاً کوئی کہتا ہی
کہ الفاظ ہی نہایت شیرین ہین کوئی کہتا ہی کہ نظم و ترتیب ہی نہایت عمدہ ہی کوئی کہتا ہی کہ اخبار غیب
ہی باعث اعجاز ہی غرض کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ مگر افسوس ہی کہ معترض نے اس اختلاف کا کیا
برعکس نتیجہ اور ثمرہ ظاہر کیا اور عوام کو کیا مغالطہ دیا سبحان الذی انزل علی عبدہ
کتابا یقیما حارت فی غوامضہ العقول و عجزت عن معارضۃ الفحول ۔ اور پادریصاحب
جو یہ لکھتے ہین کہ غیر لوگون کی بابت جو کہتے ہین اوسکا یہ جواب ہی کہ کوئی خاص عرب کا باشندہ
عالم جو محمدی ہونے مین نہین آیا الخ ۔ اسکا جواب یہ ہی کہ اگر پادریصاحب تواریخ کو نظر
انصاف سے دیکھتے تو انکو عرب کے باشندے غیر محمدی عالم بہت نظر آتے ظاہر ہی کہ قصاص قرآن

کے سمجھنے کے واسطے صرف زبان عربی کی مہارت کافی ہی ریاضی اور فلسفہ اور منطق
وغیرہ علوم کی یہان ضرورت نہین اب اہل انصاف انصاف کرین کہ کیا ولید بن مغیرہ مکہ کا
باشندہ قرشی غیر محمدی زبان عربی کا عالم تھا جو عبارت قرآن کو سحر کہتا تھا۔ کیا اعشی
سا شاعر محمدی عالم تھا جو تحدی قرآن کو حق سمجھا۔ کیا لبید بن ربیعہ بھی قبل اسلام محمدی عالم
تھا جو حالت کفر مین تحدی قرآن کو حق سمجھکر مسلمان ہوگیا۔ اور علی ہذا القیاس جملہ اصحاب
رسول خصوصًا وہ فصحاء و بلغاء جنکے نام شروع کتاب مین مذکور ہوچکے ہین قبل اسلام بھی
محمدی عالم تھے یا عرب کے باشندے تھے جو قرآن کو مطابق آیہ تحدی کے فصاحت مین اعلے
درجہ کا سمجھتے تھے اور کیا نصاراے نجران غیر محمدی عالم نہ تھے جنھون نے قرآن کی فصاحت
مین گفتگو نہ کی یہ امر تو بہت سہل تھا کہ کچھ عبارت قرآن کے مقابلہ مین لیکر فورًا آنحضرت
کو ساکت کر جاتے کیا مدینہ کے یہود غیر محمدی عالم نہ تھے جو تحدی قرآن کو سنکر خاموش
ہوگئے اور پھر آخر کار مسلمان ہوگئے۔ اور کیا پادریصاحب نے اہل انگلستان کے
عربی دان سیاحون کی تواریخ نہین دیکھین جو بزبان انگریزی چھپ گئی ہین اگر ممکن ہو
تو جان ڈیونپورٹ کی کتاب کو جسکا ترجمہ اردو بھی چھپ گیا ہی دیکھ لین وہ کہتا ہی کہ
قرآن من حیث الفصاحۃ والبلاغۃ افضل اور اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہی صفحہ ۸۱
ترجمہ لکھنؤ اور پھر اسی صفحہ مین گوتھہ مورخ سے نقل کرکے لکھتا ہی کہ اول تو قرآن کی عبارت
سست اور بے لطف معلوم ہوتی ہی لیکن بعد ازان قاری اوسکی خوبیون پر فریفتہ ہوجاتا ہی
در آخر الامر اوسکی خوبصورتیون پر شیفتہ ہوجاتا ہی کہ تاب ضبط باقی نہین رہتی اور پھر لکھتا
ہی کہ اوسکی عبارت ایسی عمدہ ہی کہ سحر کہنا چاہیے صفحہ ۸۴۔ پادریصاحب سے کوئی دریافت
رہے کہ کسی عبارت کو بیتاب کرنے والی کہنا یہ اوسکی اعلی درجہ کی فصاحت کا ثبوت ہی

یا کچھ اور ہی۔ میرے نزدیک مخالف مذہب کی اس قدر تعریف کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اوسنے نہایت اعلیٰ درجہ کی تعریف کی۔ ہان اگر یا در یصاحب کہین کہ انھون نے خاص اعلیٰ درجہ کا لفظ نہین کہا تو یہ محض نزاع لفظی ہی جسطرح کوئی ساٹھ کہے کوئی تین بیسی سے اہل عقل مطلب کو دیکھتے ہین نہ لفظون کو۔ ہر شخص کی تحریر و تقریر جدا گانہ ہوتی ہی ان بیچارون کے نزدیک جو منتہاے مدح تھی وہ کردی اسپر بھی کوئی قرآن کو اعلیٰ درجہ کا فصیح اور طاقت بشری سے خارج نہ سمجھے تو ایسے منکر کو بجز منکر و نکیر کے کوئی نہین سمجھا سکتا۔ **قولہ تنبیہ** واضح ہو کہ ہر ہر ملک مین کئی کئی زبانین جاری ہوا کرتی ہین یا برا سہ وے زبانین جدی جدی ہوتی ہین یا ایک ہی زبان کئی قسمون پر منقسم ہو کر جدی جدی زبانین قرار پا جاتی ہین مثلاً ہندوستان مین اس وقت اتنی بولیان جاری ہین سنسکرت بنگالی بھوٹیا نیپالی وغیرہ مگر سب سے زیادہ مروج اور عمدہ اردو زبان ہی جو اکثر شہرون مین بولی جاتی ہی۔ اوسکا یہ حال ہی کہ ہر ایک شہر مین یکسان اور فصیح اردو نہین بلکہ بعضے محاورات اور اکثر الفاظ ہر ہر شہر مین جدے جدے پائے جاتے ہین اسی سبب ہم کہتے ہین کہ یہ آگرہ کی اردو ہی یہ لکھنو کی یہ دہلی کی۔ مگر سب سے افضل زبان اوس شہر کی ہوتی ہی جہان شریف اور اہل علم زیادہ ہون اوس سے بھی زیادہ افضل زبان وہان کی جہان سے وہ زبان نکلی ہی مثلاً اردو زبان کو دہلی سے نکلی ہی اور وہان جیسے اچھے فاضل اور بڑے بڑے فصیح شاعر ہمیشہ ہوتے رہے ہین اسلیے دہلی والون کی زبان بہت فصیح ہی تسپر بھی دہلی سے چار پانچ کوس پر جاکر دیکھو کیسی گندی بولی بولی جاتی ہی جسکو ہم کسی طرح فصیح نہین کہہ سکتے اب جاننا چاہیے کہ عرب بھی ایک جزیرہ نما ہی جسکے مغرب مین حبشہ مشرق مین فارس جنوب مین سمندر شمال مین

ملک کنعان ہی اس ملک مین بڑے بڑے جنگل اور ریگستان اور کوہستان پڑے ہوے
ہین مکہ مدینہ جدہ مسقط مخہ وہان پر بڑے شہر آباد ہین بدوی لوگ یعنی دیہاتی
آدمی چمڑے وغیرہ کے خیمون مین رہتے ہین اور علیحدہ قبیلے جیسے ہمارے ملک مین پکھی والے
یا بنجارے یا سینگی والے آوارہ پھرا کرتے ہین ۔ اون کی بولیان بھی آپس مین مختلف
ہین پر سب سے افضل زبان اور ملائم عرب مین حجازی یا مکہ کی بولی ہی جیسے ہند مین
دہلی کی بولی باقی سب زبانین عرب کی کرخت اور گنوارہی بلا فصاحت ہین چنانچہ
جلال الدین سیوطی نے اتقان مین لکھا ہی قال الواسطی لیس فی القران حرف غریب من
لغۃ قریش غیر ثلاثۃ احرف لان کلام قریش سہل لین واضح وکلام العرب وحشی غریب
فلیس فی القران الا ثلثۃ احرف غریب فسینغضون وھو تحریک الراس مقبلا مقتدرا
فشردھم سمع ۔ واسطی نے کہا ہی کہ جسقدر قریش کی بولی قرآن مین ہی اوس مین کوئی لفظ
غیر مانوس اور وحشی نہین ہی مگر تین لفظ قریش کی بولی مندرجہ قرآن مین سے بھی وحشی اور
غیر مانوس ہین کیونکہ قریش کی بولی بڑی سہل اور ملائم اور کھلی بولی ہی اور باقی عرب کی
زبانین وحشی اور غیر مانوس ہین غیر فصیح ہین اور قریش کی بولی مین سے وہ تین لفظ جو
محمد صاحب نے غیر فصیح بولے ہین یہ ہین فَسَيُنْغِضُونَ مُقْبِلًا فَشَرِّدْ ۔ پس یہ بات ظاہر ہی
کہ عرب مین سب سے قریش کے اور سب زبانین گندی اور گنوارہی اور خراب ہین جلال الدین
نے بھی اسپر گواہی دی ہی ۔ مخفی نرہے کہ جلال الدین سیوطی اپنے اتقان مین کہتے ہین کہ
ابوبکر واسطی نے جو اہل اسلام کا بڑا معتبر فاضل ہی ایک کتاب جسکا نام ارشاد ہی لکھی اور
سارہی مین یہ ذکر کیا ہی کہ قرآن مین گرد نواح کے محاورے اور قریش کی زبان کے برخلاف
الفاظ کسقدر مذکور ہین چنانچہ اونھون نے ثابت کر دیا ہی کہ قرآن مین پچاس زبانون کے محاورے

جو قریش کے برخلاف ہین بھرے گئے ہین جنکی فہرست یہ ہی پہلے قریش کی بولی جو بلائم
اور فصیح ہی مگر وہ بھی ساری کی ساری محمد صاحب نہ بول سکے تین لفظ مذکورہ بالا اون
سے بھی غیر فصیح بول دیے دوسری بنی ہذیل کی بولی تیسری بنی کنانہ کی زبان یہ لوگ قبائل
تغلب یا مصر کے قبائل سے ہین چوتھی بنی خثعم کی بولی جو یمن کے قبائل سے ہین پانچوین
خزرج کی بولی جو انصار مین سے ہین الخ پس محمد صاحب نے صدہا فقرے اور صدہا
محاورے وحشی اور گنواری بولیون کے قرآن مین بولے ہین اسواسطے قرآن فصاحت
سے خارج ہی انتہی ملخصا **اقول** اس تنبیہ غیر وجیہ مین پادری صاحب نے اسقدر مغالطات
و پریشان گوئیان کی ہین کہ ہرچند اوسکا اختصار کیا ہی مگر پھر بھی ایک طومار ہی لیکن چونکہ
تمام اعتراضات لفظیہ کی بنیاد یہی تنبیہ ہی لہذا ناظرین اس مقام کو غور و خوض سے بالاصالہ
کرین تاکہ بناے فاسد علی الفاسد بھی اسی جگہ منہدم ہوجاوے ۔ خلاصہ اور لب لباب
اس تنبیہ مین دو دعوی ہین **پہلا دعوی** قبائل عرب کی بولیان آپس مین مختلف ہین
اور سب سے افضل اور بلائم عرب مین حجازی یا مکہ کی بولی ہی جیسے ہندوستان مین دہلی
کی بولی باقی سب زبانین کرخت اور گنواری بلا فصاحت ہین چنانچہ اتقان مین لکھا ہی
قال الواسطی الخ **دوسرا دعوی** صدہا لفظ اور صدہا محاورے گنواری بولیون کے
قرآن مین درج کر دیے ہین چنانچہ واسطی نے پچاس زبانون کے محاورے ثابت کیے ہین
اس لیے قرآن فصیح نہین ۔ لیکن دونون دعوی باطل ہین اور اونکی سند مین بھی لاطائل
ہین اور ہر ایک دعوی کے چند جواب ہین **پہلے دعوے کا جواب** اس دعوے
کی بنیاد اور دلیل ابوبکر واسطی کا قول ہی اسی مین پادری صاحب نے تحسین اور زیادتی
کرلی ہی لہذا ہم اون کو صرف اسی قول کا مطلب سمجھائے دیتے ہین اور دعوی کی دلیل کو

نتقض کیے دیتے ہین - اور باقی ہفوات پر نظر نہین کرتے - واضح رہے کہ قول
واسطی سے جملہ الفاظ کی وحشت وغرابت ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ کلام العرب وحشی
غریب قضیہ مہملہ ہی جزئیہ کے حکم مین پس جس قسم کی وحشت وغرابت یہان مراد ہی وہ بعض
الفاظ غیر معینہ کی نسبت ثابت ہوگی نہ کل الفاظ کی نسبت اور نہ کل الفاظ مخصوصہ کی
نسبت بدیہی بات ہی بلکہ مجاری عادات مین داخل ہی کہ ہزارہا الفاظ ایسے مشترک فیہ
ہوتے ہین جنکو اہل شہر وقصبات ودیہات سب بولتے ہین پھر عموماً کل الفاظ پر غیر فصاحت
کا حکم کیونکر جاری ہوسکتا ہی البتہ بعض الفاظ ومحاورات ہر ایک شہر وقصبہ کے مخصوص
بھی ہوتے ہین اور انھین محاورات مخصوصہ معدودہ کے باعث ہر ایک شہر وقصبہ وقریہ کی
زبان علیحدہ سی ہوجاتی ہی لیکن انھین محاورات مخصوصہ مین چونکہ بعض محاورات مستندین
اور موثوقین اہل زبان کے نزدیک غیر مستعمل یا ثقیل ومکروہ معلوم ہونے لگتے ہین لہذا زمانہ
کا دستور ہی کہ اونکے باعث اوس شہر وقصبہ کی کل زبان کو غیر فصیح وغیر معتبر کہنے لگتے
ہین اسی بنا پر واسطی نے کلام العرب وحشی لکھا ہی لیکن پھر بھی اوس نے ایسا لفظ نہین لکھا
جس سے عموماً کل الفاظ کی وحشت وغرابت مفہوم ہو اس لیے اون الفاظ قرآنیہ کی
وحشت وغرابت جو کتاب ارشاد مین لکھے ہین ثابت نہوگی - پادریصاحب نے سمجھا ہی
کہ ہرگاہ محاورات مخصوصہ کے ہی باعث زبانون مین اختلاف ہوتا ہی تو الفاظ مصرحہ
واسطی ضرور وحشی وغریب ہون گے یہ محض سفسطہ اور دھوکا ہی ایسا نتیجہ اوسوقت
نکلتا جبکہ حسب ادعاے معترض کل محاورات مخصوصہ ان پانچون قبائل کے وحشی وغریب ہوتے
اور فصاحت قریش مین منحصر ہوتی اور ان قبائل کی زبانون مین ایسا اختلاف ہوتا
جیسا کہ بنگالی اور پنجابی اور اردوے دہلی اور دیہات نواح دہلی مین ہی مگر یہ تینون

امور بوجوہ مذکورہ ذیل مطلقاً باطل اور لاطائل ہین اوّلاً کتب علم فصاحت مین وہ لفظ ہی جو شیرین نہو اور ذوق سلیم اوسکی ترکیب حروفی سے تنفر کرے یا یہ کہ مستندین زبان کے نزدیک مانوس الاستعمال نہو۔ اور غریب اوس کلمہ کو کہتے ہین جو مستندین زبان کے نزدیک مشہور الاستعمال نہو یا یہ کہ مانوس الاستعمال نہو اور اوسکے معنی بھی کھلے ہوئے نہون بہرحال وحشت و غرابت الفاظ کی اون اہل عرب کے استعمال پر موقوف ہی جنکی عربی موثق اور مستند ہی نہ صرف قریش کے استعمال پر اور نہ صرف اہل حجاز پر اگر فصاحت قریش مین منحصر ہوتی اور دیگر قبائل مین نہوتی یا ہوتی تو باتباع قریش ہوتی جسطرح بلاد ہند مین دہلی کے اتباع سے ہی تو قواعد زبان مین غیر قریش کے محاورات ولغات نہوتے اور فصاحت کلمہ مین بھی بجز استعمال قریش کے دیگر شروط نہوتین اور نہ غیر قریش کے اشعار و دیوان درس و تدریس و استناد مین داخل ہوتے حالانکہ سلف سے آج تک عربی عبارتون مین جسقدر غیر قریش کے اشعار و دواوین کی سندین اور حوالے دیکھے جاتے ہین قریش کے نہین دیکھے جاتے سب انھین پچاس قبائل کے شعرا ہین یعنی کوئی کنانی کوئی تغلبی کوئی بکری کوئی ہذلی کوئی تمیمی کوئی عبسی کوئی نخعی کوئی کندی کوئی قیسی کوئی مرئی کوئی ذبیانی کوئی شیبانی کوئی ثعلبی کوئی طائی کوئی لیثکری کوئی نمری کوئی خثعمی کوئی مازنی بلکہ قریش مین سے کسی کا دیوان بھی رائج و متداول نہین۔ اگر غیر قریش غیر فصیح تھے تو سبعہ معلقہ کعبہ پر آویزان نہوتا حالانکہ الفاظ معرہ واسطے سے اون مین بہت موجود ہین اور ہرگاہ غیر قریش کا استعمال معتمد علیہ اور مستند اور موجب عدم وحشت و غرابت ہوا تو اونکے کل محاورات مخصوصہ وحشی و غریب نہون گے۔ کیونکہ اگرچہ وہ ایک قبیلہ کے نزدیک غریب ہین مگر بوجہ استعمال دوسرے قبیلہ کے اون پر صادق آتا ہی کہ وہ مستندین اہل زبان

کے استعمال مین ہین اور اسی واسطے علما نے وحشی کی دو قسمین کی ہین ایک غریب
حسن دوسرے غریب قبیح ہان جو الفاظ کہ بوجہ تنافر حروفی وغیرہ کے ذوق سلیم
مین متنفر ہون وہی غیر فصیح سمجھے جاوین گے گو مستندین زبان کے استعمال مین ہون
کیونکہ اثبات فصاحت کے واسطے صرف محاورہ و استعمال مستندین زبان ہی
کافی نہین بلکہ دیگر شروط بھی مقرر ہین اونکے باعث بھی عدم فصاحت ہوجاتی ہے
اسواسطے لازم ہوا کہ پادری صاحب الفاظ مصرحہ واسطی کی فصاحت کا امتحان دیگر
شروط سے کرین نہ قول واسطی سے اوس سے جو شکل بنے گی وہ بوجہ انتفار کلیۃ
کبریٰ کے سقیم ہوگی پادری صاحب کو بجز حرمان کے اوس سے کچھ نتیجہ حاصل نہوگا۔
ثانیاً شہر اور دیہات کی اون زبانون مین فرق ہوتا ہی جو زبانین چند زبانون سے
ملکر بنتی ہین یا مختلف قومون کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہین یا اہل زبان کو خلط و آمیزش
کی کچھ پروا نہو جسطرح دہلی کی اردو یا بھاشا یا انگریزی مروجہ انگلستان اور ایسی زبانین
شہر کی بہ نسبت دیہات کے فصیح خیال کی جاتی ہین اور جو زبانین کہ بجاے خود اصلی
ہوتی ہین مثل سنسکرت و عبرانی و عربی کے ایسی زبانون مین شہر و دیہات مین بہت
کم فرق ہوتا ہی اور اگر کچھ فرق ہوتا ہی تو دیہات کی زبان عمدہ اور خالص شمار کی جاتی
ہے اور عرب مین چونکہ ہمیشہ سے فصاحت و بلاغت کا چرچا رہا ہی اور اپنی زبان کو
تمام زبانون سے عمدہ اور فصیح جانتے ہین اسواسطے وہان کے باشندون نے چہ شہر و چہ
دیہات اپنی زبان کو بہت محفوظ رکھا ہی یہان تک کہ ایک ایک عورت اونٹ بکری
چرانے والی کو ایک ایک لفظ پر ایسی توجہ رہتی تھی کہ اگر اوسکے سامنے کوئی غلط
لفظ بولے تو وہ فورًا ٹوک دیتی تھی اب تک یہی حال ہی بلکہ اکثر عورات وہان کی شعر

بھی کہتی تھین اور مکۂ معظمہ مین بھی قبل اسلام کے غیر عرب کا ایسا اختلاط و تسلط نہین ہا
کہ وہان کی زبان دیہات کی زبانون سے دہلی اور نواح دہلی کی طرح جداگانہ ہو جاتی
وہان اختلاط بھی رہا ہی تو انھین قبائل دیہاتی کا اختلاط رہا ہی اور جو کچھہ لب و لہجہ کا باہم
فرق ہوگا وہ بھی جاتا رہا ہوگا اور کتب لغت سے ظاہر ہی کہ ان قبائل کے محاورات مین
بہت کم فرق تھا مثلاً بنی اور رضی مکسور العین کو قبیلۂ طی والے مفتوح العین پڑھتے ہین اور
دعیت مجہول العین کو دعت اور بادیۃ کو بادات پڑھتے ہین اور اہل عالیہ لفظ وتر کو بمعنی
فرد بالکسر اور بمعنی کینہ بالفتح بولتے ہین اور اہل حجاز برعکس اور لفظ اسکن کو تمام عرب پڑھتے ہین مکسور العین اور
اہل حجاز مفتوح العین اور بہی تمیم تضعیف مین ہمیشہ ادغام کرکے پڑھتے ہین کذا فی الصحاح
والاتقان اور اسکے سوائے لغات و الفاظ مین بھی کچھہ کچھہ اختلاف تھا مگر نہ ایسا جیسا کہ
پادری صاحب عوام پر ثابت کرنا چاہتے ہین کہ اونکی زبانین جداگانہ تھین پس عرب کے
دیہات کا حال نواح دہلی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہی یہان ہندوستان مین
ان باتون مین سے کچھہ بھی نہین بلکہ حق پوچھو تو اب بھی اصل اور مستند زبان وہان کی
دیہات کی ہی **ثالثاً** قبل اسلام کے اہل مکہ اور غیرون مین بلکہ تمام عرب مین ایسا اختلاط
تھا کہ ہمیشہ باہم مشاعرات و مباحثات ہوا کرتے تھے اور طرفین کے کلام مین مقابلہ
ہوا کرتا تھا یہ اون کے اچھے کلام کو پسند کرتے تھے اور یاد کرتے تھے اور وہ انکے اچھے
کلام کو — اگر ان کی زبانون مین ایسا اختلاف ہوتا جسطرح دہلی اور نواح دہلی مین
یا اونکے خاص خاص محاورات سب غیر فصیح ہوتے یا غیر قریش سب وحشی اور جٹا شاہی
جیسے ہمارے ملک کے سینگے والے جسطرح پادریصاحب لکھتے ہین تو یہ اہل مکہ دیہاتیون
سے کیون مشاعرہ کرتے اور پسند کرکے اون کے کلام کو خانہ کعبہ پر کیون آویزان ہونے دیتے

ہمنے کبھی نہین سنا کہ دہلی کے شاعر مثل ذوق و مومن خان و غالب کے کسی دیہاتی گنوارون ہندؤون سے جنکی زبان اہل دہلی سے بہت مختلف ہو مشاعرہ کرتے ہون یا اون کے کلام کو اپنے کلام کے مقابل جانتے ہون یا اپنے کلام کی اون سے داد چاہتے ہون اور نہ کسی گنوار ہی دیہاتی شاعر کو سنا کہ اپنی زبان مین ہولیان یا لاونیان کہکر دہلی کے شاعرون کے پاس لے گیا ہو یا کمال فصاحت کے سبب چاندنی چوک یا جامع مسجد کے دروازہ پر آویزان کرا آیا ہو اگر کوئی قصباتی دیہاتی شاعر شعرا دہلی کا مقابلہ بھی کرتا ہی تو اوسی وقت کرتا ہی جب کہ وہ بھی اردوے دہلی مین شعر کہے اور اہل دہلی کا اتباع کرے بخلاف عرب کے کہ وہان کے اہل شہر و دیہات مین بغیر اسکے کہ وہ زبان مین قریش کا اتباع کرین ایسے مشاعرات و مناظرات رہتے تھے چنانچہ ان حالات کی توثیق و تصدیق کے واسطے کتاب سنین الاسلام مولفہ ڈاکٹر لیٹنر مین سے کچھ عبارت لکھے دیتا ہون کہ پادری صاحب کے نزدیک اہل یورپ کا قول زیادہ معتمد و معتبر ہوگا اوس سے خوب ظاہر ہو جائیگا کہ زبان و کلام کے باب مین ایک قبیلہ دوسرے کو کسطرح دیکھتا تھا اور اون کے اختلاط و ارتباط کا کیا حال تھا ڈاکٹر صاحب لکھتے ہین کہ شروع اسلام اور اوس سے سو برس پہلے ان مین ایک فخر اور بھی تھا یعنی فصاحت و بلاغت چنانچہ اسمین انھون نے اسقدر اقتدار بہم پہونچایا تھا کہ ایک فصیح صاحب تقریر حمالحطب کثیر کو صرف اپنی قدرت کلام سے جس ارادہ سے چاہتا تھا روک لیتا اور جدھر چاہتا جھونک دیتا تھا یہ کمال اس مرتبہ پر پہنچا تھا کہ فصاحت قرآن کے لیے معجزہ ٹھہری کلام کا اثر یہان تک بڑھ گیا تھا کہ ان من البیان لسحرا یہ جوہر انکا ذاتی تھا کہ اشراف خاندانون کے بچے لطف زبان مثل طوطی اور ہزاردستان کے ساتھ لیکر پیدا ہوتے تھے

جب معرکہ جنگ مین رجز خوانی سے شجاعت کے جوش و خروش مین آجاتے تھے تو مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے۔ جب اپنے کشتون کی لاش پر نوحہ کرتے تو سننے والون کے آنسو نکل پڑتے گل و بلبل کی سی عبارت آرائی تو جانتے نتھے جنگل کے صحرائی اور پہاڑون کے بنجاری تھے مگر زبان مین خدا نے وہ زور دیا تھا کہ جب اپنے ارادہ پر کمر باندھ کر قبیلہ مین کھڑے ہوجاتے ہزارون کے دل ادھر سے اودھر کردیتے باوجود اسکے تکلف اور آورد بالکل نہ تھی جو تھا اصل بیان اور صاف زبان تھی۔ ایسے صاحب کمال خطیب کہلاتے تھے اور جس قبیلہ مین ایسا کوئی شخص ہوتا تھا اوسکے نام سے قبیلہ نامی گرامی ہوجاتا تھا۔

جبل عرفات کے نیچے مکہ کے پاس عکاظ ایک مقام کا نام ہے وہان برسون دن بازار لگتا تھا صدہا کوس کے لوگ خرید و فروخت کی چیزین لاکر ہزارون کے لین دین کرتے تھے مگر حق پوچھو تو اصل فائدہ اس مین یہی تھا کہ ایک قبیلہ بلکہ ایک گھر کی ادنی برائی یا بھلائی اس مجمع مین کھل کر فوراً تمام عربستان مین پھیل جاتی تھی۔ ہر ایک بات کے ڈھنگ بے تکلف اور سیدھے سادے تھے مگر نہایت پر تاثیر چنانچہ جسطرح یونان مین کسی زمانہ مین کشتی گیر اور شمشیر و سنگل مین زور آزمائیان اور اسپ تازیان کیا کرتے تھے یہان شعرا طبع آزمائیان کیا کرتے تھے۔ تمام عرب کے بدوی لوگ اور ملک ملک کے مسافر جوآئے ہوئے ہوتے تھے بڑے ذوق و شوق سے جمع ہوکر ایک میدان مین باسلوب بیٹھ جاتے تھے ان مین سے ایک شخص کہ اپنا نام یا کام یا مقام کچھ نہ بتاتا تھا دفعتہً اوٹھ کھڑا ہوتا تھا اور حفظ اپنے اشعار پڑھنے شروع کردیتا تھا۔ بنیاد ان اشعار کی بہادری جوش و خروش خونریزی یا فخر خاندانی رفاقت دوستانہ سخاوت مہمان نوازی نیکنامی دوامی فرحت مقام دریاؤن کی روانی جنگلون کی ویرانی

کوہستان وحشت ناک خوشنما جزیرے سرسبز جنگل اور رنگیلے حیوانات کی وحشت یا
کبوتروں اور اونٹوں کی تعریف یا عشق یا دل کی اداسی اور طبیعت کی پریشانی
وغیرہ۔ غرض اس قسم کے مضامین پر یہ لوگ اشعار پڑھتے تھے اور فقط کلام کا اثر
ان انجان لوگوں سے اپنے مصنف کو ایسے بے لاگ صلے تحسین یا نفرین کے دلواتا تھا
کہ تمام میلہ میں ایک دھوم مچ جاتی تھی۔ دلفی میں پھولوں کی لڑی سے عزت ملتی
تھی یہاں جو قصائد خلعت قبول پاتے تھے وہ ہرن یا بکری یا اونٹوں کی جھلیوں پر ابریشمی
کپڑوں پر سنہری نقش و نگار ہو کر کعبہ کی دیواروں پر آویزاں ہوتے تھے اور مذہبیہ
یا معلقہ کہلاتے تھے۔ یہ صاحب قصیدہ کے لیے بڑا فخر ہوتا تھا اور اسپر قبیلوں سے
مبارکبادی کے خط آتے تھے۔ حق پوچھو تو وہ بازار عام رائے لینے کے لیے ایک جمہوری
کونسل کا جلسہ تھا۔ غرض کعبہ کی برکت یا اس شاعری کے بہانہ سے اوس صحرائے
وحشیانہ میں اس معاملہ اتفاقی نے عجب عجب کام کیے ہمت اور شجاعت عام پسند
ہو گئی نسب دانی اور معلومات خاندانی سے بڑھکر لوگ تاریخ دان ہو گئے اون کے یہ
قصائد تاریخ جاہلیت کے لیے چراغ راہ ہو گئے خاص پسند باتیں عام پسند ہو گئیں
ان زبان آوروں کا رعب و داب عزت و وقار سب پر چھانے لگا۔ وحشی صحرائی
مل بیٹھنے سے انسانیت سیکھ گئے اور آپس کی کشاکشی بھی کم ہونے لگی پاکیزہ پاکیزہ
الفاظ فصیح محاورے نمکین اصطلاحیں اور قصہ طلب حوالے استعمال میں آنے لگے بے تکلف
اور بے مبالغہ کلام میں گرمی اور زور تاثیر پیدا کرنے کا شوق بوڑھے سے لے کر
بچے تک عام ہو گیا اسی بازار کا سبب ہے کہ زبان عرب میں اکثر اشخاص اور اشیاء کے لیے
وجہ تسمیہ ہیں۔ اور اسی طرح اب تک مشہور ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کے قصے یہاں تک

کہ ایک بدوی عورت نے جو لفظ اپنے اونٹ کو پانی پلانے مین کہا وہ بھی مشہور ہوگیا
گھر گھر زبان زد ہوگیا۔ اب تک ہر شخص جہان چاہتا ہی نظم و نثر مین کہاوت کی طرح
بول جاتا ہی کہ یہ شہرت آج اخبارون مین اشتہار دینے سے بھی نصیب نہین ہوتی۔
افسوس ہی کہ سوائے ان سات معلقات کے اور کوئی معلقہ نظر نہین آتا بلکہ آج ادب
اور انشاے عرب کی کوئی تصنیف اسلام سے سو برس پہلے کی نہین ملتی کچھ عمداً
اور کچھ بے اعتنائی سے معدوم ہوگئین مگر اشعار عرب سے معلوم ہوتا ہی کہ پرانی
زبان ہی کیونکہ اسکی صرف و نحو اور عروض کے قاعدے سب باصول ہین انتہی کلامہ
ملخصاً۔ پادریصاحب سے کوئی دریافت کرے کہ یہ حالات اور یہ مدح کلام کی جو اوپر
مذکور ہوئی آیا صرف قریش اور اہل مکہ کی ہی یا تمام عرب کی جن کو آپ نے وحشی
غیر فصیح بنایا ہی۔ آیا نواح دہلی کے لوگون کا بھی شعر شاعری مین یہی حال ہی کہ مشاعرہ
کے واسطے شہری اور دیہاتی شاعرون کا اجتماع اور میلہ ہوتا ہو اور ایک جگہہ بیٹھکر
کلام مین باہم مقابلہ ہوتا ہو۔ اگر پادریصاحب اہل مکہ اور ان پچاس قبائل کے اختلاف
محاورات کو دہلی اور آگرہ اور لکھنؤ اور رامپور اور علیگڈھ وغیرہ کے اختلاف
محاورات سے تشبیہ دیتے تاہم کچھ حق کے قریب پہونچ جاتے **رابعاً** ہم نے بفرض
محال تسلیم کیا کہ سوائے قریش و حجاز کے سب عرب وحشی ہین اور انکے کل محاورات
مخصوصہ بھی غیر فصیح لیکن یہ الفاظ قرآنیہ غیر فصیح نہین اگر ہوتے تو کفار قریش جن سے
یہ تحدی کی گئی کہ مثل قرآن کے ایک سورہ کہہ لاؤ دس آیت ہی کہہ لاؤ انھون نے
ان الفاظ پر کچھ اعتراض نکیا بلکہ ہزارون نے قرآن کو طاقت بشری سے خارج سمجھکر
اسلام قبول کر لیا اور بڑے بڑے متعصبون اور معاندون نے بھی ناچار ہوکر اوسکو

سحر کہا چنانچہ یہ مقولہ اون کا قرآن مین بھی مندرج ہوا اور باعلان اونکو سنایا گیا اور اونھون نے اس قول سے انکار بھی نہین کیا پس بعد اون کے اب کوئی شخص فصاحت قرآن پر اعتراض نہین کرسکتا اور اوسکے ایک لفظ کو بھی غیر فصیح نہین کہہ سکتا خصوصًا پادریصاحب کہ جنکے نزدیک معاند کا صرف خاموش ہورہنا کافی ہے چنانچہ وہ اعجاز عیسوی کے بعض اعتراضات کے جواب مین لکھتے ہین کہ اگر یہ بات سچ تھی تو اوسوقت کے لوگون نے کیون نہین شور مچایا صفحہ ۲۲۴ ہدایۃ المسلمین بہرحال بعد مشرکین عرب کے پادریصاحب ہزارہا دلائل غیر فصاحت کے لکھین مگر سب باطل ہون گے کیونکہ یہ امر محض عقلی نہین نقلی بھی ہے بلکہ نقل کو زیادہ دخل ہے اور ان سب امور کو سمجھہ بوجھہ کر بھی جو کوئی باز نہ آئے گا تو اوس پر یہ قول صادق آئے گا ع دماغ بیہودہ نخیت وخیال باطل بست ۔

دوسرے دعوے کا جواب

اس دعوی کی دلیل بھی ابوبکر واسطی کا قول ہے کہ اوس نے ہر ایک لفظ کو خاص خاص قبیلہ کا لکھا ہے اور جملہ پچاس قبائل کے الفاظ لکھے ہین لہذا یہان بھی ہم اسی دلیل پر نقض کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ان الفاظ کی تخصیص قبائل مفصلہ سے مطلقًا غیر مسلم ہے اور اگر ہوگی تو عہد نبوت سے بہت پیشتر ہوگی لیکن عہد نبوت مین جملہ الفاظ ۱۸۴ کی تخصیص بچند وجوہ باطل ہے اوّلًا اصحاب رسول مختار اور علماء کبار جو ابوبکر سے ماہر تر اور افضل و اقدم تھے اونھون نے اس امر سے انکار کیا ہے چنانچہ خود سیوطی نے اتقان مین لکھا ہے اخرج ابو عبید من وجہ اٰخر عن ابن عباس قال نزل القران بلغۃ الکعبین کعب قریش وکعب خزاعۃ قیل وکیف ذلک قال لان الدار واحدۃ لان خزاعۃ کانوا بجوار قریش

ابو عبید نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ قرآن دو کعب کے لغات پر نازل ہوا ہی ایک کعب قریشی دوسرا خزاعی کیونکہ ان دونون کی اولاد قریب قریب رہتی تھی اور پھر اتقان مین ہی نزل القران بلغة مضر لقول عمر نزل القران بلغة مضر نزل عمر بن الخطاب کا قول ہی کہ قرآن لغت مضر مین نازل ہوا ہی اور بعضون نے قبائل مضر کی یہ تفصیل کی ہی ہذیل اور کنانہ اور قیس اور ضبہ اور تیم الرباب اور اسد بن خزیمہ اور قریش اور ابو حاتم سجستانی نے کہا ہی کہ قرآن لغت قریش اور ہذیل اور تمیم اور ازد اور ربیعہ اور ہوازن اور سعد بن بکر پر نازل ہوا ہی اور ثعلب اور زہری اور ابن عطیہ اور بیہقی وغیرہم بہت علما اور محدثین نے کہا ہی کہ قرآن سات لغات پر نازل ہوا ہی اور ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ قرآن سات لغات پر نازل ہوا ہی منجملہ اونکے پانچ قبائل عجز ہین یعنی سعد بن بکر اور جشم بن بکر اور نصر بن معاویہ اور ثقیف کہ یہ سب ہوازن ہین اور ابن قتیبہ نے کہا ہی کہ قرآن صرف قریش کی زبان مین نازل ہوا ہی اور جلال الدین بن مالک کہتا ہی کہ قرآن لغات حجاز مین نازل ہوا ہی مگر قلیل الفاظ لغت تمیم کے موافق ہین جس طرح يُشَاقِّ اللَّهَ وَمَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ مین ادغام ہے کیونکہ تمیم مجزوم پر ادغام پڑھتے ہین اور اسی طرح عبد البر نے تمہید مین لکھا ہی ناظرین خیال کرین کہ ایسے اعاظم و اکابر کے اقوال کے روبرو ایک ابو بکر بیچارہ کی کون سنتا ہی کیونکہ یہان دو امر کا ثابت ہونا ضرور ہی اول یہ کہ جو معنی ابو بکر نے لکھے ہین وہی بعینہ قرآن مین ہین دوم یہ کہ جو معنی اوس نے لکھے ہین وہ قطعًا غیر قریشی ہین اور تا وقتیکہ ان دو امرون کی روایت مین راویون کے نام معلوم نہون تب تک یہ قول ابو بکر کا قابل نظر بھی نہوگا چہ جائیکہ قابل تسلیم ہو کیونکہ اسلام ایسا کچا مذہب نہین کہ ہر شخص کے قول کو بلا دلیل و سند

قبول کرلے اور ایک آدمی کے کہنے سے ایک کو تین اور تین کو ایک کہنے لگے چنانچہ سیوطی نے بھی اس قول کی توثیق نہین کی صرف نقل کردیا ہی اور اسی نقل کے سبب پادریصاحب نے اوسپر یہ اتہام کیا ہی کہ جلال الدین نے بھی اوس پر گواہی دی ہی حال آنکہ جن الفاظ و معانی پر جلال الدین نے گواہی دی ہی وہ چھتیسوین نوع مین مذکور ہین **ثانیاً** باتفاق مخالف و موالف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً شہر مکہ کے باشندہ اور متوطن تھے اور مخالفون کی راے مین قرآن آنحضرت صلعم کی تصنیف ہی۔ اب ہم کہتے ہین کہ جو شخص کسی سے کچھ تقریر یا تحریر کرتا ہی تو سامع اور ناظر کے ذہن مین بلا تنبیہ اور بغیر قرینہ یہی امر آتا ہی کہ یہ زبان اس شخص کی پیدایشی اور اصلی ہی اور یہ یقین اوسوقت زائل ہوتا ہی جبکہ اسی طرح کی دلیل یقینی سے اسکا خلاف ثابت ہوجاوے بنا بر علیہ یہان بھی آنحضرت کے فرمانے کے سبب ان الفاظ قرآنیہ کی نسبت حجازی قریشی مکی ہونے کا یقین ہی اور یہی ہمارا اور کل اہل عقل کا اصلی اور طبیعی تصور ہی پس پادری صاحب کا یا کسی اور کا قول بلا دلیل غیر مستند اس اصلی اور قطعی یقین کو زائل نہین کرسکتا لان الشک لا یعارض الیقین فکیف الوسوسۃ والبہتان ہان اگر آنحضرت صلعم عجمی نژاد ہوتے اور جوانی مین جاکر مکہ مین توطن کرتے تو ایسے اعتراضون کو گنجائش بھی تھی اور اسی سبب مفسر لوگ الفاظ قرآنیہ کی سند مین اشعار نہین لکھتے کیونکہ آپ کے مکی اور فصیح ہونے مین کسی کافر کو بھی شک نہین۔ اور اگر ایک فصیح اہل زبان کے کلام کے واسطے سند و استشہاد کی ضرورت ہوا کرے تو کسی فصیح کا کلام مسلم نہ رہے کیونکہ ہم اوس سند مین بھی غیر فصاحت کا شبہہ کرکے اوسکے واسطے پھر دوسری سند چاہین گے وَھَلُمَّ جَرًّا اور اسی واسطے اس امر کو فضول سمجھکر بعض صحابہ و تابعین نے کہا ہی کہ اشعار عرب کو قرآن کا دیوان اور اصل نہ بناؤ یعنی الفاظ قرآنیہ کا استشہاد اشعار

عرب سے نکر وکیونکہ قرآن وحدیث مین اشعار کی مذمت ہی۔ اور پادریصاحب جو
اپنی طبیعت سے ایجاد کرکے لکھتے ہین کہ جولوگ اطراف وجوانب سے حج کو آتے تھے
آنحضرت صلعم نے یہ الفاظ اون سے سن سنا کر بولے ہین یہ خیال خام ہی بلکہ من وجہ
ہمارے مفید ہی کیونکہ مورخین نصاری مثل گاڈفری ہیگنس وغیرہ تک آنحضرت
کے حالات مین لکھتے ہین کہ حالت شباب اور سن بلوغ وتمیز مین اکثر آپ کوہ حرا مین
تنہا بیٹھے رہتے تھے اور یاد الٰہی اور اعتکاف مین مشغول رہتے تھے آپنے خانہ کعبہ
کی تولیت کبھی پسند نہین کی اور نہ خدام معابد کی طرح وارد وصادر کی خدمت کی آپ
کی ہمت ایسے ذلیل کامون اور طمع مال کی طرف کبھی متوجہ نہین ہوئی بلکہ پچیس برس کی
عمر سے چالیس برس تک کا حال آپ کا مفصل معلوم نہین ہوتا انتہی ملخصا صفحہ ۱۰ ترجمہ
مطبوعہ بریلی اس سے ظاہر ہی کہ ہرگاہ آنحضرت کو یہ الفاظ معلوم تھے تو قریش کو
خصوصا متولیان خانہ کعبہ کو بدرجہ اولی معلوم ہون گے بلکہ آپ نے انھین لوگون
سے سنے ہون گے پس یہ الفاظ قریش کے نزدیک ظاہرۃ الدلالۃ اور مانوسۃ الاستعمال
ضرور ہون گے گو استعمال قلیل ہو اور ہم کو بھی قرآن مین غیر قریشی بلکہ معرب الفاظ
وارد ہونے سے مطلقا انکار نہین ہی بلکہ مطلب ہمارا یہ ہی کہ جن الفاظ کا غیر قریشی ہونا
کتب لغت اور روایات متواترہ سے ثابت ہوجاوے گا اونکو ہم بھی تسلیم کرتے ہین
اور کرین گے یہ امر قادح فصاحت نہین کل فصحاے عرب کے کلام مین ایسے الفاظ موجود
ہین بلکہ اسی عبارت واسطی مین موجود ہی کہ قریش کے استعمال مین بھی الفاظ غریبہ
تھے مگر دیگر فصحا کے کلام اور کلام اللہ سے اس امر مین بھی فرق ہی کہ قرآن مین دوسرے
قبائل کے الفاظ مین سے وہی الفاظ آئے ہین جو مذاق فصحا مین نہایت شیرین اور عذب

ہین ثالثاً اہل لغت کا دستور ہی کہ جو لفظ غیر فصیح ہوتا ہی یا خاص کسی قبیلہ کا تو اوسکی
غیر فصاحت اور تخصیص کو بیان کر دیتے ہین مثلاً لکھدیتے ہین وتقول العامۃ ھکذا
وھذہ لغۃ ردیۃ وھذہ لغۃ تمیم وھذہ لغۃ ھذیل لیکن ان الفاظ کی نسبت
کسی نے غیر فصاحت کا دعوی نہین کیا اور ان جامعین لغات کی طرف یہ بدگمانی بھی
نہین ہوسکتی کہ ان لوگون نے جو اکثر ابو بکر واسطی سے پہلے ہوئے ہین وقت تالیف لغت
ابو بکر واسطی کی کتاب کو سامنے رکھ لیا ہو اور جن الفاظ کو اوس نے دوسرے قبیلہ کا
لکھا ہی اوسکی تخصیص کو ترک کر دیا ہو اور اون کو اوس وقت تصحیح قرآن مدنظر ہو
استغفر اللہ ثم استغفر اللہ اور اگر کوئی متعصب کہے کہ قرآن کی مزاولت کے سبب
اون کو معلوم تھا کہ یہ الفاظ قرآن مین غیر فصیح ہین تو اسکا یہ جواب ہی کہ اگر ایسا فرض
بھی کیا جاوے تو اسکے سبب اسقدر وہم ہوگا کہ لفظ کی غیر فصاحت اور وحشت کو مخفی
کر دیا ہو مگر اسکے سبب قبیلہ کی خصوصیت کو کہ یہ لفظ خاص فلان قبیلہ کا ہی مخفی کرنا
کسی طرح عقل مین نہین آتا کیا معنی کہ وہ عالم الغیب نہ تھے جو سمجھ لیتے کہ تیرھوین صدی
مین ایک شخص عماد الدین پیدا ہوگا کہ جو اپنے دل سے یہ قاعدہ تراشے گا کہ قریش کے
سوائے سب کی زبان غیر فصیح ہی اور اگر ہم یہ تصریح کرین گے کہ یہ لفظ فلان قبیلہ کا ہی
تو بنا بر قاعدہ عمادیہ کے اس لفظ کا غیر فصیح ہونا لازم آئے گا اور اگر یہی ارادہ ہوتا
تو پھر کسی لفظ کی تخصیص کو ظاہر نکرتے حالانکہ جو لفظ قرآنی اون کے نزدیک کسی قبیلہ کا
مخصوص تھا اوسکی خصوصیت کو ظاہر بھی کر دیا ہی اور اگر کوئی متعصب ان سب امور کو
قبول نکرے اور اہل لغات کو اس اتہام سے بری نہونے دے تو وہ سبعہ معلقہ اور
عقد ثمین اور حماسہ کو دیکھ لیوے کہ جس لفظ کو واسطی نے ایک قبیلہ کا محاورہ لکھا ہی

اوسی لغت کو دوسرے قبیلے کا شاعر بولا ہی اس بدیہی امر کا کوئی کیونکر انکار کرے گا پس
الفاظ مذکورہ واسطی کو خاص خاص قبیلہ کا کہنا خلاف جمہور اہل لغت اور خلاف واقعین
اہل عرب ہی اور بلاشک تخصیص الفاظ کی باطل ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ واسطی نے جو ان
الفاظ کو خاص خاص قبیلہ کا لکھا ہی غالبًا اوس کا یہ مطلب ہوگا کہ قدیم الایام مین یہ الفاظ
ان قبائل کے تھے نہ زمانہ نبوت مین یا کچھ اور مراد ہوگی بہرحال اوس نے اپنی کتاب مین
کوئی قاعدہ اور کوئی تمہید بھی ضرور لکھی ہوگی ورنہ وہ شخص ایسا معلوم نہین ہوتا جو ان امور
سے اور اشعار عرب سے ناواقف ہو معترض کو لازم ہی کہ واسطی کی پوری عبارت کو نقل
کرے اور اوسکی کتاب ارشاد کو دیکھے تب اہل اسلام پر اعتراض کرے مگر بحمداللہ کہ بغیر دیکھنے
ارشاد کے بھی یاد رہیگا صاحب کا اعتراض دفع ہوگیا بلکہ ہباءً منثورًا ہوگیا **اقول** ہم
اب ہم یہ دیکھلاتے ہین کہ قرآن مین کس کس سورہ مین اور کون کون آیت مین وحشی
زبان کے الفاظ بولے ہین اور سند ان تمام فقرون کے وحشی اور غریب ہونے کی اور اس
بات کی سند کہ یہ قریش کے محاورے نہین ہین نہایت معتبر تفسیر اتقان فی العلوم القرآن
سے دی جاتی ہی الخ **اقول** ان الفاظ کی وحشت و غرابت کی بنیاد اس امر پر تھی کہ یہ
الفاظ خاص خاص قبیلون کے ہین اور درصورت خصوصیت کے اون قبائل کے کل الفاظ
بھی غیر فصیح ہین جسطرح تنبیہ مین مذکور ہوا ہی لیکن جب وہ بنیاد فاسد جوابات مذکورہ
سے اوکھڑ گئی تب یہ بناے فاسد علی الفاسد بھی منہدم بلکہ ہباءً منبثًا ہوگئی ہمکو ہر ایک
لفظ کی سند دینے کی کچھ حاجت نہین رہی مگر واسطے تفریح طبع مؤمنین کے شعرا زمانہ جاہلیت وغیرہ کے
اشعار سے جنھون نے قرآن سے عربی پڑھنی نہین سیکھی حسب درخواست یا درمی جیسے
کے استشہاد و استناد کرکے تفصیلًا جوابات لکھتے ہین اس سے ہر شخص کو بخوبی معلوم ہوگا

کہ الفاظ مذکورہ ابو بکر واسطی وغیرہ خاص خاص قبائل کے نہین اور درصورت خصوصیت
کے بھی یہ الفاظ فی نفسہ موافق قواعد فصاحت کے غیر فصیح نہین بلکہ نہایت شیرین
اور کثیر الاستعمال ہین اور جس شخص کو واسطی کے قول سے الفاظ مذکورہ کی غرابت سنکر
توحش ہوا ہو اوسکی وحشت رفع ہوجاوے گی اور جس غیر عربی دان کو تذبذب ہوگیا
ہوگا اوسکے ایمان مین تقویت آجاوے گی اور عربی دان نے تو ہمارے جوابات دیکھنے
سے پہلے بھی دھوکا نکھایا ہوگا کیونکہ اون نے اسی جگہہ دیکھہ لیا ہوگا کہ جس شخص نے اس
قول واسطی کو نقل کیا ہی اوسکا نام بھی صحیح نہین لکھا چنانچہ لفظ علوم القرآن کو
العلوم القرآن لکھا ہی کافیہ خوان طالب علم بھی جانتا ہی کہ مضاف پر حرف تعریف
نہین آتا۔ اور اسی طرح جہان سیوطی نے اس قول واسطی کو نقل کیا ہی وہان اون نے
اپنی رائے کچھہ بیان نہین کی حسب عادت جس طرح ہر باب مین کل اقوال نقل کرتا ہے
اسکو بھی نقل کر دیا ہے سیوطی نے اپنی معتمد علیہ اور صحیح روایت چھتیسوین نوع مین
لکھی ہی اوس روایت کو اوسکا قول مسلم سمجھنا چاہیے نہ اس روایت کو اور پادریصاحب
نے اسی روایت کو سیوطی کا معتمد علیہا بیان کیا ہی افسوس ہے کہ ہنوز پادریصاحب
کو نقل کرنے مین اور ثابت کرنے مین تمیز نہین دیکھو خود ہم نے تیسرے دعوی کے
جواب مین لغات قبائل کے باب مین کتنے اقوال اتقان سے نقل کیے ہین کیا کوئی
یہ کہہ سکتا ہی کہ سیوطی نے ان سب اقوال کو قبول کر لیا ہی یا یہ کہ ہم نے قبول کر لیا ہی
حالانکہ بعض بعض اقوال ایسے باہم متخالف ہین کہ اون مین جمع و توفیق بھی نہین ہوسکتی
۔ پادریصاحب کو مناسب ہی کہ ایسی باتین منادی کے وقت برسر بازار اور سڑک پر
عوام الناس کے سامنے کہکر دل خوش کر لیا کرین یا عیسائی بھائیون کے جلسہ مین مگر

کتابون مین لکھنا مصلحت نہین کہ یہ موجب مضحکہ ہوتا ہے

شواہد الفاظ

واضح رہے کہ جو کچھہ ہم نے پادری صاحب کے دونون دعوون کے جوابات لکھے ہین وہی جوابات تمام الفاظ کے واسطے کافی اور شافی ہین ہم کو کلام زمانہ جاہلیت سے استشہاد و استناد کی کچھہ حاجت نہین اور نہ کسی نے آج تک حاجت سمجھی بلکہ بعض علمانے اس امر کو معیوب و مذموم فرمایا ہی اور اسی واسطے مفسرین نے اس امر کو ترک کر دیا ہی مگر چونکہ پادریصاحب نے کلام جاہلیت کو ہندوستان مین کالمعدوم سمجھکر اشہاد کی درخواست کی ہی اور سمجھہ بیٹھے ہین کہ میری کتاب کا جواب نہو سکے گا اور عوام اہل اسلام کے دلون مین یقین نہین تو شک ضرور پڑ جائے گا اسواسطے بنظر اطمینان قلوب عوام مؤمنین حتی الامکان ہر ایک لفظ کے واسطے عموماً مستندین و موثوقین اہل عرب کے کلام سے شاہد بھی لکھے دیتا ہون اور اولاً ہر لفظ کے معنی عبارت فارسی مین کتاب صراح سے کہ جو صحاح جوہری کا ترجمہ ہی لکھتا ہون اور بعدہ عبارت عربی تفسیر مجمع البیان کو تاکہ معنی لغوی سے معنی تفسیری پر اطمینان ہو جاوے اور عبارت فارسی سے تفسیر عربی کی عبارت مرقومہ سمجھنے مین کچھہ مدد ملجاوے + اور یہ بھی یاد رہے کہ غرض اس استشہاد سے یہ ہی کہ معترض نے جس لفظ کو خاص کسی قبیلہ کا لکھا ہی وہ تخصیص زائل ہو جاوے اور شعرائے مستندین اور فصحائے معتمدین کا محاورہ ظاہر ہو جاوے تاکہ تخصیص کے زائل ہونے سے پادریصاحب کا دعوی باطل ہو جائے اور عامہ فصحا کے استعمال ثابت ہونے سے لفظ کی فصاحت ثابت ہو جاوے کیونکہ فصاحت لفظ کی کثرت استعمال فصحاء عرب پر موقوف ہی نہ صرف قریش کے استعمال پر

اور پادری صاحب نے بھی جہان اہل اسلام سے جواب کی درخواست کی ہی وہان
شعرائے عرب کہا ہے قریش کی خصوصیت نہین کی اور نیز سلف سے آج تک
جملہ اہل لغت اور شارحین اشعار عرب جو گذرے ہین سب نے اسی طرح عموماً ہر قبیلہ
کے شاعر کے کلام سے استشہاد کیا ہی اور یہی قاعدہ کتب فصاحت و بلاغت مین ہے
البتہ اعراب وحشیہ کے کلام سے نہ کسی نے استشہاد کیا ہی نہ ہم کرتے ہین قولہ
پہلا فقرہ سورۂ نجم کے آخر مین ہی وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ یہ ملک یمن یا حمیر کی بولی ہی
حجازی زبان نہین اسواسطے غیر فصیح ہی اقول صراح سمد سمود سر در داشتن
از تکبر و کل رافع راسہ فہو سامد و برشدن یقال سمدت ای علوت و کوشیدن ستور
در رفتن و بازی کردن سامد ای لاہٍ و یقال للفتیۃ اسمدینا ای الہینا بالغناء کذا
فی الصحاح و القاموس مجمع البیان مین ہی السمود اللہو و السامد اللاہی قال الراجز
شاہد بمعنی لہو و لعب یہ ہی ہزیلہ بنت بکر اپنی کشتگان پر مرثیہ پڑھتی ہی شعر
لیت حماما قبلوا الحق و لم یبیدوا جحدوا قیل قم فانظر الیہم ثم ذر عنک
السمودا کما فی الاتقان عن ابن عباس + عبد اللہ بن زبعری الاسدی کہتا ہی
شعر رہی الحدثان نسوۃ آل حرب بمقدار سمدن لہ سمودا فرد
شعورہن السود بیضا و ورد وجوہہن البیض سودا کما فی المجمع و الحماسۃ
پس معلوم ہوا کہ یہ لفظ یمن کا نہین بلکہ خاص حجازی ہی کیونکہ غالباً اس شاعر نے
کشتگان جنگ بدر کی نسبت یہ مرثیہ کہا ہی کہ اوس لڑائی مین چند مشرکین بنی امیہ
مارے گئے تھے اور بالفرض یہ لفظ اگر یمن کا محاورہ ہو تو کیا قادح فصاحت ہی
کیونکہ یمن ملک عرب مین قدیم سے عہد نبوت تک دار الامارۃ رہا ہی اور حجاز مین اکثر

وہین کے قبائل رہتے ہین جو بعد خرابی سدّ مارب کے یہان آکر آباد ہوئے تھے عہد
نبوت مین یمن مجمع امرا و شرفا تھا اور معدن فصحا و شعرا وہین کے الفاظ اکثر حجاز مین
مستعمل ہین اور وہین کے محاورات مثل شہر دہلی کے قدیم ہین پس بقاعدۂ پادریصاحب
وہان کے الفاظ ہرگز غیر فصیح نہین ہوسکتے اور پادری صاحب فرماتے ہین کہ یہ ملک
یمن یا حمیر کی بولی ہی سو یہ تردید بھی عجیب ہی معلوم ہوتا ہی کہ پادریصاحب کو انساب و قبائل
عرب سے واقفیت کم ہی کیونکہ حمیر سے خواہ موضع مغربی صنعا مین مراد ہو خواہ حمیر بن سبا
بن یشجب پدر قبیلہ ہود دونون یمنی ہین پس منشاے اعتراض تعصب ہی یا عدم واقفیت
اور کم استعدادی **قولہ** ۱ فقرہ سورۂ نساء کے پہلے رکوع مین ہی مُتَّكِـِٔيْنَ
عَلَى الْاَرَآئِكِ یہ غیر فصیح فقرہ قریش کی زبان کا نہین ہی بلکہ اسمین غرابت ہی اور یہ لفظ
مانوسۃ الاستعمال بھی نہین ہی ابو عبید نے حسن سے روایت کی کہ جب یہ آیت نازل
ہوئی کوئی مکہ والا نہ سمجھا کہ محمدؐ نے یہ کہان کی بولی بولی اور اس آیت کے معنی کیا ہین
کیونکہ اَرَآئِكَ قریش کا لفظ نہین پس مدت کے بعد کوئی یمن کا باشندہ مکہ مین آیا اوس
نے بتلایا کہ ہمارے ملک مین اَرائک اوس حجلہ کو کہتے ہین جس مین سریر ہو یعنی دولہن کا
گھر جس مین تخت رکھا ہو اوس وقت اس حبشی بولی کے معنی دریافت ہوئے **اقول**
صراح اریکہ تخت آراستہ اَرائک جمع کذا فی ص[۱] وفی ق[۲] مجمع الاَرائک وھی السُّرُر
قال الزجاج الاَرائک الفرش فی الجمال اعتنی[۳] شعر بین الرواق وجانب مسترھا
منھا وبین ان بکنہ الانضاد[۴] کما فی المجمع عن الزجاج[۵] ہشیم بصیرت سے دیکھنا چاہیے
کہ اول تو اس لفظ کے معنی مین اختلاف ہی زجاج سانحوی کہتا ہی کہ اسکے معنی فرش ہین
بعدہ اگر یہ لفظ خاص یمن کا تھا اور غیر فصیح غریب وحشی تو اس شاعر نامی جاہلی ہم عصر

نبوت باشندہ ملک یمامہ شرقی مکہ نے کیون بولا پس پادریصاحب کا توحش بیجا ہی
علاوہ اسکے ہرگاہ یہ شی یعنی اریکہ کہ منجملہ سامان تعیش کے ہی حجاز کے مفلس ملک مین
نہو اور یمن کے امرا و رؤسا کے گھرون مین ہو اور کسی اہل حجاز کو اسکے بولنے کی ضرورت
ہو تو ایسی صورت مین کیا قادح فصاحت ہو سکتا ہی کیونکہ ایسی صورت مین لفظ عجمی
معرب کر لیا جاتا ہی نہ یہ کہ عربی لفظ مخل فصاحت ہو جاوے - اور پادری صاحب جو
ایک روایت سے استدلال کر کے کہتے ہین کہ کوئی اہل مکہ اس لفظ کو نہ سمجھا تو وہ یہ خیال
کرین کہ اگر اہل مکہ اس لفظ سے واقف نہ تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ جو اوپہ نشین
کوہ حرا تھے کہان سے واقف ہوئے - اگر یمنی قافلہ سے جو حج کو آتے تھے واقف ہوئے
تو خدام کعبہ بھی ضرور واقف ہون گے - علاوہ اسکے یمن سے اہل مکہ کو ایسی اجنبیت نہ تھی
جو وہان کے الفاظ کو نہ سمجھتے ہر سال ایام سرما مین قریش کا قافلہ تجارت کے واسطے
یمن کو جاتا تھا چنانچہ رحلۃ الشتآء والصیف قرآن اور اشعار عرب مین شاہد موجود ہے
اور ایام حج مین اہل یمن یہان مکہ مین آتے تھے اس سے باہم بڑا اختلاط و ارتباط ظاہر ہے
پھر کیونکر عقل قبول کر سکے کہ قریش اون کے الفاظ کو نہ سمجھتے تھے - دین اسلام ایسا نہین
جس مین خلاف عقل اور خلاف بداہت امر کو بھی ایک روایت آحاد کے سبب قبول
کر لیا جاوے یہ تو صرف پادریصاحب کا حصہ ہی - علاوہ ازین اہل لغت کا دستور ہے
کہ اگر کوئی لفظ خاص کسی قبیلہ یا ملک کا محاورہ ہوتا ہے تو اوس تخصیص کی تصریح کر دیتے
ہین کہ یہ محاورہ فلان قبیلہ کا ہی اور اس لفظ کی نسبت اہل لغات متداولہ نے تخصیص نہین
کی نہین لکھی **واضح ہو** کہ ہر لفظ کی ذیل مین اسقدر جوابات اور طوالت سے کتاب بین
چونکہ طول ہو گا اسواسطے ہر لفظ کی ذیل مین اس طوالت کو ترک کرتا ہون مگر ناظرین پر

لفظ کے تحت مین علاوہ شاہد کے اس قسم کی تقریر کو بھی یاد کر لیا کرین اور یہ لفظ سورۂ نسا
مین نہین ہی جسطرح پادریصاحب کہتے ہین بلکہ سورۂ کہف مین ہی قولہ ۲ فقرہ
سورہ قیامۃ مین ہی وَاَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ لفظ معاذیر کا قریش کی زبان نہین ہین کی ہے
اقول اصل عذر بالضم والسکون بہانہ ومعذور داشتن معذرۃ بکسر الذال وعذری و
عذرہ بالکسر اسم فی العذر یعنی بہانہ قولہ تعالی ولو القی معاذیرہ ای ولو جادل عنھا
کذا فی ص وق ۔ مجمع ای ولو اعتذر وجادل عن نفسہ لم ینفعہ ذلک یقال معذرۃ
ومعاذر ومعاذیر وھی ذکر موانع تقطع عن الفعل المطلوب وقیل معناہ
ولو ارخی الستور واغلق الابواب عن الضحاک والسدی قال الزجاج معناہ
ولو ادلی بکل حجۃ عندہ وجاء فی التفسیر المعاذیر الستور واحدھا معذار
وقال المبرد ھی لغۃ طائیۃ جواب یہ ہی کہ اس آیت کے معنی خود نحویون اور قدما
مفسرین سے مختلف طور پر منقول ہوئے ہین مگر قول اقوی وہی ہی جو صاحب مجمع البیان
نے اول لکھا ہی اور زجاج اور بیضاوی وغیرہم اور خود سیوطی صاحب اتقان نے بھی اسی
کو اختیار کیا ہی اور یہ محاورہ خاص یمنی نہین بلکہ عرب مین مستعمل ومشہور ہی چنانچہ عرب
بطور مثل کے بولتے تھے ان المعاذیر یشوبھا الکذب کما فی الصحاح اور لفظ
عذر جو اسکا مادہ ہی تمام فصحاے عرب کے اشعار مین بکثرت موجود ہی حاجت استشہاد
نہین پس ہرگاہ کہ قرآن مین ایسے معنی درست ہو جاوین جو مادہ لفظ کے موافق ہون
اور مادہ بھی اوسکا بکثرت مستعمل ہو اور خود لفظ قانون نحوی کے خلاف نہو تو کیا ضرور
ہی کہ ہم ایسے معنی اختیار کرین کہ جسکی نسبت غیر حجازی ہونے کا احتمال بھی ہو اگرچہ
غیر حجازی ہونا مخل فصاحت نہین ۔ علاوہ اسکے جو معنی کہ اتقان مین لکھے ہین یعنے

ستور اوس کو مبرد نحوی نے قبیلہ طی کا محاورہ لکھا ہی اور معترض اوسکو یمنی کہتا ہی پس
بوجہ تعارض اور بوجہ عدم وجود سبب ترجیح کے دونون قول ساقط الاعتبار ہوئے
اور قول اول صاحب مجمع البیان وغیرہ بوجہ مرجحات مذکورہ کے مسلم اور درست رہا
فھو المراد **قولہ** ۴ فقرہ اوسی سورہ مین ہی کلا لا وزر یہ بھی گنواری بولی
یمن کی ہی نہ قریش کی **اقول** صراح وزر پناہ وکوہ وزر بالکسر وسکون گرانی کذا
فی ص وق + مجمع ای لا مھرب ولا ملجأ یلجاء وین الیہ والوزر ما یتحصن بہ من
جبل وغیرہ ومنہ الوزیر الذی یلجأ الیہ فی الامور شاہ یہ ہی عمرو بن کلثوم
التغلبی صاحب معلقہ خامسہ **شعر** لعمرک ما ان لہ صخرۃ ✻ لعمرک ما ان لہ من وزر
کما فی الاتقان عن ابن عباس پس عدم وجدت باطل ہی **قولہ** ۵ فقرہ سورہ طور مین ہے
وزوجناھم بحور عین ترجمہ اور بیاہ دین ہمنے مسلمانون کے ساتھہ گنواریان
بڑی آنکھون والیان یہ گنواری محاورہ خلاف فصاحت قریشی زبان کا نہین یمن کی
بولی ہی **اقول** صراح زوج جفت ویقال زوجتہ امرأۃ وزوجتھا بعلا وتزوج
امرأۃ وتزوجت رجلا وبرجل قال اللہ تعالی وزوجناھم بحور عین ای قرناھم
بھن وقولہ تعالی احشروا الذین ظلموا وازواجھم + کذا فی ص ق + مجمع
ومعناہ قرناھم ولا یتقین بحور عین علی وجہ التمتع لھم والتلذیذ بھن اھ وی مین
ہی الباء لما فی التزویج من معنی الوصل والالصاق او السببیۃ اذ المعنی صیرناھم
ازواجا بسببھن او لما فی التزویج من معنی الالصاق والقران اس اعتراض کے
دو جواب ہین **اولا** آیت کا یہ ترجمہ لفظی نہین جو یا درمی صاحب نے بغرض مغالطہ
دہی کیا ہی بلکہ لفظی ترجمہ یہ ہی اور ملصق وقرین کر دیا ہمنے اون کو حور عین سے جسطرح

ف ۱ وزوجناھم بحور عین ای قرناھم بھن من قولھم احشروا الذین ظلموا وازواجھم ف ۲ وزوجناھم بحور عین ای قرناھم

اہل لغت اور مفسرین نے لکھا ہی کیونکہ اس لغت کے معنی جس طرح بیاہ دینا ہین
اسی طرح جوڑا بنا دینا بھی ہین اور اس معنی مین یہ لفظ دو جگہہ اور بھی فرمایا گیا ہے
قولہ تعالی وَكُنتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً، وَاحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ ہان
ہندوستان کے مترجمون نے بنظر تسہیل افہام عوام بطور بیان حاصل مطلب کے ایسا
ترجمہ کر دیا ہی مگر اصل ترجمہ عربی تفسیرون مین محفوظ موجود ہی بلکہ اہل لغت نے بھی
یہی ترجمہ کیا ہی اور یہان جو لفظ نکاح نہین فرمایا اوسکی وجہ یہ ہی کہ مواصلت و مقارنت
حوریان بہشتی سے بطور نکاح متعارفہ دنیا وی نہوگی البتہ مثل نکاح دنیا کے تمتع اور
انتفاع حاصل ہوگا؛ اور چونکہ یہ تمتع غیر مشاہد اور غیر مرئی ہی اسواسطے اسکو ایسے
لفظ سے تعبیر کیا ہے کہ تمتع بہشتی کی کیفیت قریب الفہم ہو جاوے پس معنی تزویج مین
کسی قدر مجاز ہی حقیقت نہین تاکہ محاورہ یمنی کہا جاوے ثانیا یہ کہ جس محاورہ و معنی
و ترجمہ کو معترض نے یمنی کہا ہی وہ بھی یمنی معلوم نہین ہوتا اور اگر ہو تو بھی اہل حجاز
کے نزدیک مانوس الاستعمال تھا شاہد یہ ہی خویلد والد خدیجۃ ام المومنین
شعر ولو انہا قالت نعم لعلونہا نسفرۃ عضب للجماجم فاصل؛ ومرام
تن و بجرا بنی بجمل؛ واں رضیت یا ہو لست بفاعل؛ ولیس رضی التزویج
بالسرب نافعا؛ وہذا مقال الحق ہل من مقاتل؛ کما فی الفواکہ البدریۃ لابی الحسن
احمد بن محمد البکری والتحفۃ قولہ ۲ نتر و سورۂ انبیا مین ہی ولوہ دنا ان یتخذ
لہوا لفظ لہو غریب اور وحشی ہی قریش نے کبھی سنا بھی نہین تھا ہان ملک یمن کے بعض لوگ
عورت کو لہو کہتے تھے یہ بات ایسی ہی کہ جیسے کوئی مدعی فصاحت دہلی کے اندر جاکر
فصیح لوگون مین پلنگ کو منجی بولے اقول صراح لہو بازی کردن و جماع کردن

ومنه قوله تعالى وما اردنا ان نتخذ لهوا قالوا امرأة ويقال ولدا۔
كذا في ص ق كتب لغت سے ظاہر ہی کہ فصحاے مستندین ومعتبرین جماع اور عورت
اور اولاد کو لہو بولتے تھے گو بطور کنایہ ہوا ور باعث اس کنایہ کا ظاہر ہی کہ سب دنیاوی
چیزون مین یہ تینون چیزین زیادہ باعث لہو ہین شاہد بمعنی عورت شنفرى
الازعمت بسباسة اليوم انني كبرت وان لا يحسن اللهو امثالي ۔ كما
في المجمع والعقد الثمين ۔ شاہد بمعنی جماع شعر وبيضة خدرة يرام خباؤها
تمتعت من لهو بها غير معجل ۔ كما في المعلقة یہ اشعار اوس فصیح شاعر کے ہین جسکی فصاحت
کو قریش بھی مانتے ہوئے تھے اور اسکا قصیدہ خانہ کعبہ پر آویزان کرا لیا تھا یہ اشعار قریش
نے اور دیگر فصاحے عرب نے خوب سنے تھے کیونکہ ایک شعر قصیدۂ معلقہ کا ہی اور دوسرا
بھی نہایت عمدہ اور مشہور قصیدہ کا ہی۔ قولہ ۱۲ فقرہ سورۂ ہود مین ہی ونادى
نوح ابنه یہ وحشی ترکیب فصحاے حجاز ہرگز نہین بولتے قبیلۂ طی کی بولی ہی اقول
توضیح اس اعتراض کی بظاہر یہ ہی کہ کنعان نامی جسکو حضرت نوح نے پکارا تھا معترض
کے نزدیک حضرت نوح کا صلبی پسر نہ تھا اسواسطے اوسکو ابن کہنا نچاہیے تھا ایسے
شخص کو قبیلہ طی مین ابن کہتے ہین فقط پس اگر یہی اعتراض ہی تو یہ ترکیب نحوی وفصاحت
پر نہین بلکہ در اصل روایت پر ہی لیکن صحیح اور مشہور روایت یہ ہی کہ کنعان پسر صلبی
تھا چنانچہ جناب امیر المومنین اور حضرت امام محمد باقر اور صادق علیہم السلام اور عروہ
بن زبیر سے یہی روایت ہی اور تفسیر مدارک مین ہی والجمهور على انه ابنه الصلبي
یعنی جمہور کا مذہب یہی ہی کہ وہ پسر صلبی تھا علاوہ اسکے بغیر استعانت حدیث کے صرف
قرآن سے پسر صلبی ہونا ظاہر ہی کیونکہ یہ حقیقت ہی والحقيقة خير من المجاز۔

لہو الہو ۱۲ ذو الحجة بالكسر
بمعنى الجماع وقوله تعالى
ان نتخذ لهوا قالوا ۱۲ قاموس
وقيل ولدا ۱۲ اقرب
واللهوة المرأة الملهو
بها كالملهو ۱۲ قاموس

قولہ ۱۲ سورہ صافات مین ہی اتدعون بعلا ابن عباس کہتا ہی کہ از زبان
کی زبان ہی قریش کی نہین اسلیے یہ گنوارمی لفظ ہی اقول صراح بعل خفت وشوہر و
نام بت قوم الیاس علیہ السلام و درخت کہ از بیخ آب خورد بے آنکہ اوراجوی باشد
ویقال من بعل هذه الناقة ای صاحبها کذا فی ص وف + مجمع اتدعون بعلا
یعنی صنما الهم من ذهب کانوا یعبدونه عن عطا والبعل بلغة اهل الیمن هو الرب
والسید عن عکرمة ومجاهد وقتادة والسدی فالتقدیر اتدعون ربا
غیر الله تعالی اس لفظ کی نسبت مفسرین کے دو قول ہین اکثر کہتے ہین کہ بعل ایک
طلائی بت کا نام ہی اور پرستش کرنے والے کا نام بک تھا اور اسی سبب شہر کا نام
بعلبک ہوگیا ہی اور بعض مفسرین کہتے ہین کہ بعل کے معنی یہان رب اور مالک ہین
مگر اس قول مین چونکہ حذف اور تقدیر کی ضرورت پڑتی ہی اسواسطے پہلا قول
اقوی ہی اور یہی اکثر مفسرون نے اختیار کیا ہی پس بنا بر قول اکثر اور اقوی کے کچھ
اعتراض نہین کیونکہ نام کا ترجمہ نہین کیا جاتا ہی بعینہ وہی لکھا اور بولا جاتا ہی اور بنا بر
قول شاذ کے یہ جواب ہی کہ عہد نبوت مین عرب العربا اس لفظ کو اس معنی مین بولتے تھے
چنانچہ ابن اثیر نہایہ لغات مین ابن عمر سے نقل کرتا ہی کہ دو آدمی ایک اونٹ پر جھگڑتے
تھے اور ہر ایک کہتا تھا من بعل هذه الناقة اور خود آنحضرت صلعم نے بھی اس معنی مین
فرمایا ہی وان تلد الامة بعلها یہان مراد بعل سے پسر جاریہ ہی کیونکہ وہ گویا اوسکا بجائے
مالک کے ہوجاتا ہی اس سے ظاہر ہی کہ یہ لفظ آنحضرت صلعم کے روزمرہ مین داخل تھا۔
ہان اگر کوئی عیب لفظی یعنی ثقل سماعت وعسر تلفظ وتنافر وغیرہ کا ہو تو معترض اوسے
بیان کرے نہ بلکہ یہ لفظ ایسا قدر شیرین ہی کہ فصحاے عرب اسکو ہر ایک معنی مین بولتے تھے

۱۲ عابد بن یزید سلام لم یسمع من ابیہ لہ ادرک الجاہلیۃ وصحبۃ النبی صلعم وروی عن ابیہ وعن عمر وعلی وابن مسعود وعنہ ابنہ سلمۃ وابو وائل وابو رزین وخلق وثقہ العجلی وابن حبان وابن سعد وابن معین وابن شاہین وابن قانع وابن عمار الموصلی وابن خلفون وابن شاہین وابن قانع وابن عمار الموصلی وابن خلفون وابن شاہین وابن قانع وابن عمار الموصلی وابن خلفون

شاہد فصاحت لفظیہ کا یہ ہی امرئ القیس شعر فاصبحت معشوقا واصبح بعلہا ؛ علیہ القتام کاسف الظن والبال ؛ کما فی العقد اور سبعہ معلقہ مین کئی جگہہ ہی اور شاہد بمعنی درخت مذکور یہ ہی شعر ھنالک لا ابالی نخل سقی وا لا بعل وان عظم الاثاء کما فی الصحاح اور شاہد بمعنی اسم صنم و اسم بلدیہ ہے مصرعہ اذا ما علونا ظہر بعل عریضۃ ؛ کما فی الصحاح پس مقام غور ہی کہ کیسا فصیح لفظ ہی کہ ہر معنی مین مستعمل ہی قولہ ۹ فقرہ سورہ الرحمن مین ہی یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان ابوبکر انباری نے کتاب الوقف مین کلبی سے روایت کی ہے کہ لفظ مرجان کے معنی یمن کی زبان مین موتی کے ہین یہ قریش کا لفظ نہین اقول صراح مرجان مروارید خرد کذا فی ص و ق مجمع اللؤلؤ کبار الدر والمرجان صغارہ وقیل المرجان خرز احمر سوائے کلبی کے یہ تخصیص کسی نے بیان نہین کی اور اگر ہو تو ہرج نہین بہرحال یہ لفظ فصحاء حجاز کے محاورہ مین تھا شاہد بمعنی لولوئیہ ہی ذوالرمہ شعر کان عری المرجان منہا تعلقت ؛ علی امرخشف من ظباء المشاف کما فی المجمع دیکھو یہ شاعر یمنی نہین حجازی ہی کیونکہ اولاد مضر سے ہی قولہ ۱۰ فقرہ سورہ یوسف مین ہی قالوا نفقد صواع الملک بولے ہم نہین پاتے پادشاہ کا ماپ یہ بولی قریش کی نہین حمیر کی زبان ہی الخ اقول صراح صاع زمین پست و پیمانہ صواع بالضم پیمانہ و جام بزرگ کہ در وی شراب خورند کذا فی ص و ق مجمع الصواع والصاع والصوع بالفتح والصوع بالضم واحد وھو مکیال ؛ بالفرض اگر یہ لفظ حمیر کا ہی تو بھی کچھہ قباحت نہین حمیر یمن مین ہی مگر کسی اہل لغت نے یہ تخصیص بیان نہین کی اور یہان جو بجاے صاع کے صواع فرمایا ہی اس مین بلاغت اور

۹ والمرجان صغار اللؤلؤ وقیل ھو نوع من الخرز احمر ۱۲ منہ فی الصحاح ۱۰ وھو لغۃ اھل الحجاز والصواع لغۃ فی الصاع کذا فی الصحاح ۱۲ منہ

نکتہ یہ ہو کہ صواع جسطرح پیمانہ کو کہتے ہین اوسی طرح جام شراب کو کہتے ہین بخلاف صاع کے اور یہ ظرف جسکا ذکر ہو پہلے سونپنے منسرکہ جام شراب تھا اور بعد وایام قحط مین پیمانہ غلہ ہوگیا تھا اسواسطے اوسکو صواع فرمایا ہی چنانچہ اس سے پہلے اسی ظرف کو سقایہ فرمایا ہی کما قال اللہ تعالیٰ وجعل السقایۃ فی رحل اخیہ پس ایسے لفظ کو بولنا جس سے دو معنی مقتضاے مقام کے موافق حاصل ہون کمال بلاغت ہے ایسا لفظ بڑی تلاش سے فصحا کو ملتا ہی مگر سچ ہی مصرعہ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

قولہ ۱۱ فقرہ سورہ النسآء مین ہی ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ابن عباس کہتے ہین کہ یفتنکم یعنی یضلکم قریش کی زبان نہین ہی یہ جنگلی بولی ہوازن کی ہے ۱۲ اقول صراح فتنہ بالکسر آزمایش فتنت الذہب ادخلتہ فی النار وسوختن وفتون بفتنہ افگندن کسی را ویفتنہ شدن لازم متعد قلب فاتن او مفتن فتنتہ المرأۃ ای دلفتہ فاحبہا فاتن گمراہ کنندہ وقال الفراء اہل الحجاز یقولون ما آنتم علیہ بفاتنین واہل نجد یقولون بمفتنین ۱۲ کذا فی ص وق مجمع وفتنت الرجل فتنۃ فہو مفتون لغۃ اہل الحجاز وبنو تمیم وربیعہ واہل نجد کلہم واسد یقولون افتنت الرجل فہو فاتن فقد فتن فتونا اذا دخل فی الفتنۃ معناہ ان خفتم فتنۃ الذین کفروا فی انفسکم او دینکم وقیل معناہ ان خفتم ان الذین کفروا فی الصلوٰۃ عن ابن عباس ومثلہ قولہ تعالیٰ علی خوف من فرعون وملائہم ان یفتنہم ای یقتلہم وقیل معناہ ان یعذبکم الذین کفروا بنوع من انواع العذاب کتب لغت سے ظاہر ہو کہ اس لفظ کے اصل معنی آزمایش یعنی بلا و محنت ہین لیکن چونکہ بلا و فتنہ ایک مفہوم عام ہی کبھی مال پر پڑتا ہی کبھی جان پر کبھی دین پر کبھی عقل پر

لہذا غارت وقتل وضلالت وعشق وولولہ وغیرہا ہر ایک بلا کو فتنہ کہہ سکتے ہین اور
قرآن مین بھی ہر ایک بلا شدید عام طور پر مراد ہی نہ کہ کوئی خاص ایک بلا، بلکہ تخصیص
بلا کی مثل قتل و اضلال کے خلاف مقصود قرآن ہی کیونکہ نماز کا قصر کرنا صرف خوف
اضلال مین منحصر نہین بلکہ ہر ایک ضرر جسمی و مالی و دینی کے احتمال مین قصر کا حکم ہی
جسطرح عموم آیہ کریمہ سے ظاہر ہی اور اسی وجہ سے مفسرون نے فتنہ وضرر کی
تخصیص نہین کی خصوصًا لفظ اضلال بجز اتقان کے کسی تفسیر مین نہین دیکھا گیا —
بہرحال ہرگاہ قرآن مین معنی لغوی مشہورہ درست ہوسکتے ہین تو پھر خاص کسی ایک
ترجمہ پر اعتراض کرنا محض نزاع لفظی ہی بان اگر معنی لغوی پر اعتراض ہو تو اوس کا
شاہد یہ ہی اعشی شعر لئن فتنتنی لهی بالامس افتنت صعبدا فامسی
قد تلی کل مسلم۔ یہان فتنہ بمعنی افتتان ہی یعنی زوال عقل بوجہ محبت وعشق ایضًا
شعر رخیم الکلام قطیع الکلام امسی فؤادی بها فاتنا کما فی الصحاح
شاہد بمعنی اضلال عبد اللہ بن الحارث بن قیس بن عدی قریشی شعر کل امرئ
من عباد اللہ مضطهد + ببطن مکۃ مقهور ومفتون + کما فی الاتقان والسیرۃ
بعد استشہاد کے ہم کہتے ہین کہ اس لفظ کے استعمال مین جس قدر اختلاف تھا و اہل لغت و
تفسیر نے ظاہر کر دیا کہ اہل حجاز اسکو اسطرح بولتے ہین اور اہل نجد و بنی تمیم وغیرہ اسطرح
اس سے صاف ظاہر ہی کہ حجاز وغیرہ دیگر قطعات عرب مین یہ لفظ شائع و مستعمل تھا نہ
خاص ہوازن ہین اور اگر خاص ہوازن کا ہو تو بھی بقول معترض مخل فصاحت نہین
کیونکہ یہ حجازی قبیلہ ہی قتل الانسان ۱۲ فقرہ سورۂ فرقان مین ہی وکان الانسان مایوسا
لفظ بور اغیر فصیح ہی اسکے معنی ہین موت قریش نے یہ لفظ کبھی نہین بولا بلکہ یہ لغت اہل عمان

کا ہی جو سمندر کے کنارہ مکہ سے بہت دور ایک شہر ہی اس لفظ کا قرآن مین داخل ہونا
ایسا ہی جیسے لفظ لاہوری کا دہلی کی زبان مین داخل ہونا اقول صراح مین ہے
رجل بور بالضم ای ھالك فاسد لا خیر فیه وھو جمع بائر مثل حائل وحول
وحکی الاخفش عن بعضھم انه لغة ولیس بجمع لبائر بوار بالفتح ہلاکی بہرحال
یہ لفظ خاص قریش کا محاورہ ہی شاہد اسکا یہ ہی عبداللہ بن الزبعری وقت مسلمان
ہونے کے عذر کرتا ہی شعر یارسول المليك ان لساني راتق ما فتقت
اذ انا بوء اذا بارى الشيطان في سنن الغي ومن مال ميله مثبور
ابولہب حضرت عبدالمطلب کے مرثیہ مین کہتا ہی شعر کھول لھا خیر الکھول و
نسلھم کنسل الملوك لا تبور ولا تخر کما فی السیرة لبید شعر
لا یطبعون ولا تبور فعالھم بل لا تمیل مع الھوی احلامھا کما فی
معلقته اور ایک شاعر کہتا ہی شعر فلا تکفروا ما قد صنعنا الیکم +
وکانوا به فالکفر بور لصانعه + کما فی الاتقان پادریصاحب کہتے ہین کہ اس
لفظ کا قرآن مین داخل ہونا ایسا ہی جیسے لفظ لاہوری کا دہلی کی زبان مین داخل ہونا
مین کہتا ہون کہ اس لفظ کو غیر فصیح کہنا ایسا ہی جیسے ملک گوندوانہ کا ایک گونڈ
یا بھیل وارہ کا بھیل دہلی اور لکھنؤ کے کسی شہزادہ سے کہے کہ مین نے ایک آدمی سے
سنا ہی کہ لفظ پانی بجا شاذ زبان کا ہی اور بجا شاذ زبان دیہاتی گنواروں کی ہی آپ
کیون بولتے ہین بلاشک وہ شہزادہ اوسکو یہ جواب دیگا کہ ہمنے اس لفظ کو اپنے ماں
باپ اور عزیزون سے سنا اور سیکھا ہی جو کہ عمايد شہر تھے نہ دیہاتیون سے اس سے
زیادہ تم کو کیا جواب دین کیونکہ تم بالکل اجنبی اور وحشی ہو مگر جس نے تم سے یہ بات

کہی ہی یا تو اوس شخص کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ لفظ در اصل قدیم الایام مین ہمارا زبان کا تھا
یا وہ شخص غلطی پر ہی ہمکو لازم تھا کہ ایک دو شخص کے کہنے پر اعتماد بھی نکرتے بلکہ اگر بہت
سے آدمی تم سے کہتے تو بھی ہم پر اعتراض نکرتے مدت سے یہ لفظ ہمارے شہر مین مروج ہی
اور جو مروج ہی اور ہم بولتے ہین وہی فصیح ہی گو وہ در اصل کہین کا لفظ ہو اور دیہاتی
بھی اوسکو بولتے ہون قولہ ۱۳ فقرہ سورۂ قاف مین ہی فَنَقَّبُوا فِی الْبِلَادِ
لفظ نقبوا بمعنی ھربوا خلاف محاورہ ہی قریش کی زبان نہین ہمین کا محاورہ ہی اقول
صراح نقیب در شہرہا گشتن گریزان کذا فی صوف مجمع والتنقیب التنقیر بما
یصلح السلوک وھو من النقب الذی ھو الفتح ای فتحوا المسالک فی البلاد بشدۃ
بطشھم اصلہ من النقب وھو الطریق وقیل معناہ سارو فی البلاد وطوفوا فیھا
بعد اس کے جواب یہ ہی کہ اگر یہ یمنی لفظ ہی تو بہت فصیح ہوگا لیکن خاص ہمین کا نہین
معلوم ہوتا کیونکہ اہل لغت نے تصریح نہین کی بہرحال شعراء موثوقین کے کلام مین موجود ہے
عدی بن زید شعر نقبوا فی البلاد حذر الموت وبالوا فی الارض ای عجال
ای ھربوا کما فی الاتقان امرئ القیس شعر لقد نقبت فی الافاق حتی
رضیت من الغنیمۃ بالایاب ای طوفت فی طرقھا وسرت فی نقبھا
کما فی المجمع والعقد قولہ ۱۴ فقرہ سورۂ آل عمران کے ۸ رکوع مین ہی
لَا یَالُوْنَکُمْ خَبَالًا لفظ یالونکم بمعنی ینقصکم قریش کی زبان نہین ہی محمد صاحب نے
یہ گنواری لفظ غیر مستعمل بنی عبس کی زبان کا اپنے فقرہ مین ملا کر کلام فصاحت سے
خارج کر دیا چنانچہ ابن عباس نے بتا دیا ہی کہ بنی عبس کا لفظ ہی نہ قریش کا اقول
صراح مین ہی الو تقصیر کردن و در رنگ نمودن و تو انستن کذا فی صوف مجمع

لہ شعر نقبت فی الافاق حتی

لا یالونکم ای لا یقصرون فی افسادکم خبالا ولا یزکون جهدهم یقال
الی تالوا الوا اذا فتر وضعف وقصر وما الوته خیرا وشرا ای ما قصرت
من فعل ذلک فال الخ جواب یہ ہی کہ یالو کے معنی ینقص نہ کسی مفسر نے لکھے اور
نہ اہل لغت نے معلوم ہوا کہ یہ معنی کسی مترجم نے بطور حاصل مطلب کے لکھ دیے
ہین شاہد یہ ہی امرئ القیس شعر وما المرء ما دامت حشاشة نفسه
بمدرک اطراف الخطوب ولا آل کما فی البحر والعقد ای لا مقصر فی
الطلب پس معلوم ہوا کہ یہ لفظ خاص عبسی نہین ہے اور اگر بالفرض نبی عبس کا ہی
تو بھی کچھ قباحت نہین ہی کیونکہ نبی عبس قیس بن عیلان مین ایک قبیلہ ہی جو اولاد مضر مین
اور غالبا حجازی ہین اسواسطے کہ موضع قوٰی کے پاس رہتے تھے اور اس قبیلہ مین
بڑے بڑے لیق اور شریف اور نامی گرامی شاعر تھے چنانچہ عنترہ عبسی صاحب معلقہ سابعہ
اسی قبیلہ مین تھا اور اسی قصیدہ سے اس قبیلہ کا حال کچھ معلوم ہو جاتا ہی بہرحال
اعتراض محض تعصب ہی قولہ مراغما ۱۵ فقرہ سورۃ النساء مین ہی بجملہ ومن یخرج من بیته مهاجرا
مراغما کثیرا لفظ مراغما قریش کا محاورہ نہین یہ وحشی اور غریب اور غیر مانوس لفظ
ہذیل کی گنواری بولی ہی اقول صراح مین ہی مراغم بالضم وفتح الغین گریز جاے
ورفتن جاے کذا فی ص وق ۔ مجمع المراغم المضطرب فی البلاد والمذهب ۔
شاہد یہ ہی شعر واترک ارضی جهمة ان عندها رجاء فی المراغم والتعادی کما
فی الاتقان عن ابن عباس ۔ النابغة الجعدی شعر کملوء یلاذ بارکانه عن
المراغم والمهرب کما فی الصحاح ابن السلیمانی الحماسی شعر اذا الارض
لم تجعل علی الکفر وجهها واذلی عن دار الهوان مراغم ۔ کما فی الحماسة

لہ ملا حسین نے لا یالونکم ای لا یقصرون لکھ دیا ہے اور اس کے بعد ہم نے اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ملا حسین کا یہ لکھنا کہ یالو کے معنی کسی مفسر نے لکھے اور نہ اہل لغت نے سراسر غلط ہے

قول ۱۶ فقرہ سورہ سبا مین ہی فارسلنا علیہم سیل العرم چھوڑ دیا
اون پر نالہ زور کا۔ سعید بن منصور نے اپنی کتاب سنن مین عمر بن شرجیل سے روایت
کی ہی کہ لفظ سیل العرم اہل یمن کا گیت ہی یہ لفظ جو قریشی نہین ہی وحشی غیر مستعمل
ہین کہ مسافرون کی زبان سے گیت سنکر قرآن مین نازل ہوا۔ اقول صراح عرم
بندہ ہے آب کالواحد لہا من لفظہ و قیل واحدہ عرمۃ۔ کذا فی صراح
جمع العرم المسناۃ التی تحبس الماء واحدتہا عرمۃ اخذ من عرامۃ الماء
وہی ذہابہ کل مذہب قال الاعشی الخ وقیل العرم اسم واد کان یجتمع
فیہ سیول من اودیۃ شتی وقیل العرم ہنا اسم الجرذ الذی نقب السکر علیہم
وہو الذی یقال لہ الخلد وقیل المطر الشدید قصہ اسکا یہ ہی کہ یمن کے نالون کا
پانی سرزمین سبا کی طرف دو پہاڑون کے درمیان ہو کر جاتا تھا اور اہل سبا کو
نقصان دیتا تھا اس لیے اونھون نے مقام مارب مین دونون پہاڑون کے
درمیان ایک سد یعنی بند آب باندھ دیا تھا اور حسب ضرورت اوس مین سے
پانی لے لیا کرتے تھے اور اس سبب سے وہ سرزمین نہایت سیر حاصل اور قابل
زراعت تھی اور زراعت و باغات کثرت سے تھے ہر قسم کی اجناس اور میوے
پیدا ہوتے تھے قدم قدم پر آبادی تھی بہت دلچسپ زمین تھی شہر سبا وہان بڑا قدیم اور
بہت آباد شہر تھا اور یمن کا دارالامارۃ تھا وہان ذی ثروت اور اہل علم و ہنر اور شریف
رہتے تھے جب اہل سبا نے انبیاء الہی کی تکذیب کی اور کفر کیا تب حق تعالے نے
ایک چوہے کو حکم دیا کہ وہ اوس مین سوراخ کر آیا اور بند ٹوٹ کر پانی اوس کا
زمین سبا مین پہنچا بہت سے اوس مین غرق ہو گئے اور بہت سے متفرق و پریشان

ہوکر جگہہ جگہہ قطعات عرب مین جا بسے بعض اون مین مکہ معظمہ اور اوسکی نواح مین آباد
ہوئے چنانچہ خانہ کعبہ مدتون اونکے قبضہ اور تولیت مین رہا بعد اون کے قریش کے
قبضہ مین آیا تھا اور قبیلہ ازد عمان مین جاکر آباد ہوا اور قبیلہ خزاعہ بطن مر مین جا
رہا اور اوس و خزرج یثرب یعنی مدینہ مین جا بسا غسان شام کو چلے گئے اور جذیمہ
عراق مین جا رہے اور بعض قبائل وہین یمن کے دیگر قطعات مین اوٹھہ گئے چنانچہ یہ
سب قصہ عرب کی تواریخ مین موجود ہی اور کچھہ مختصر بطور اشارہ سورہ سبا مین بھی فرمایا
گیا ہی کما قال اللہ تعالی لقد کان لسبا فی مسکنھم ایۃ جنتان عن یمین و
شمال الخ الغرض جسقدر قبائل کے نام پادریصاحب نے لکھے ہین اون مین اکثر قبائل
انھین مین سے ہین جو اس تفرقہ سے عرب مین جاکر آباد ہوئے پس انکی زبان قدیمی
شہر سبا کی سب سے عمدہ اور افضل ہوگی شاہد اعشی شعر و فی ذاک للمرء قیس
اسوۃ ٭ و مارب عفی علیہ العرم ٭ رخام بنتہ لھم حمیر ٭ اذ جاء ما مزاہ
العرمرم کما فی المجمع والسیرۃ و امیۃ بن ابی الصلت شعر من سبا الحاضرین
مارب اذ یبنون من دون سیلہ العرما ٭ کما فی السیرۃ دیکھو یہ دونون
شعر اسی بند سبا کے باب مین ہین اور یہ دونون شاعر ہین کے نہین تھے اعشی یمامہ کا تھا
اور امیہ حجاز کا تھا علاوہ اسکے ظاہر اکثرت استعمال و شہرت کے سبب لفظ عرم سد مارب
کے واسطے مثل علم و نام کے ہوگیا تھا ایسی صورت مین اوسی لفظ کا لانا مناسب تھا
قطع نظر اسکے اگر یہ لفظ یمن کا ہی تو بلاشک فصیح ہی اور اگر وہان کا گیت ہی تو نہایت ہی
فصیح کیونکہ گیت اور مثل نہایت مستعمل اور فصیح ہوتے ہین معلوم ہوا کہ پادریصاحب
ہر ملک کے گیتون کو ہندوستان کے ہندی بھاشا گیتون پر قیاس کرتے ہین جو

اہل شہر کے ناپسند ہوتے ہین لیکن یہان ناپسندی کی وجہ یہ ہی کہ بجا شا اونکی زبان
نہین یہان کے گیتون کی فصاحت کو ہند و فصحا سے دریافت کرو کہ وہ اونکے نزدیک
کس مرتبہ فصیح اور موثر اور دلچسپ ہین **قولہ** ۱۷ فقرہ بنی اسرائیل مین ہے
كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا جریر نے اپنی تفسیر مین ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ لفظ مسطورا قریش کی زبان نہین بلکہ حمیر کی بولی ہی وہی لوگ کتاب کو اسطورا
بولتے ہین **اقول** صراح سطر رشتہ ہر چیز و خط اسطر و سطور جمع + سطر بفتحتین
مثلہ اسطارۃ بالکسر بشتن یقال سطر الکتاب ای کتب و استطر مثلہ کذا فی ص
وق مجمع المسطور المکتوب قال الخ شاہد یہ ہی عجاج **شعر** واعلم بان ذا الجلال
قد قدر + فی الصحف الاولی التی کان سطر + کما فی المجمع جریر **شعر** من شاء
بایعته مالی وخلعته + ما تکمل التیم فی دیوانهم سطرا + رواہ **مصرع**
انی واسطار اسطرن سطرا + کما فی الصحاح + دیکھو نہ یہ شعر حمیر کے تھے اور نہ اہل لغت
نے یہ تخصیص بیان کی اور اگر بالفرض ہو تو کچھ قباحت نہین زکیونکہ حمیر مین کا ایک نامی
گرامی قبیلہ ہی اور اسطورا کسی اہل لغت نے بمعنی کتاب نہین لکھا اگر کہین کا محاورہ ہوتا
تو اہل لغت بھی ضرور لکھتے **قولہ** ۱۸ فقرہ سورۂ رعد مین ہی اَفَلَمْ يَيْئَسِ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا یہ بھی بنی ہوازن کی زبان ہی اور فرا لکھتا ہی کہ یمن کے قبائل سے اہل نخع کا یہ
محاورہ ہی **اقول** صراح مین ہی یاس نومید شدن و قولہ تعالی اَفَلَمْ يَيْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
ای افلم یعلم کذا فی ص وق مجمع ای افلم یعلموا + بعدہ اسکے تین جواب ہین —
اوّلا یہی معنی متحتم نہین زجاج لکھتا ہی کہ یہان نومید ہونے کے معنی ہین —
ثانیًا خود اہل لغت کو اشتباہ ہی کہ یہ کہان کا لغت ہی بہرحال اگر ہوازن کا ہی تو نہایت فصیح ہی کیونکہ

ابو عمرو نحوی کے نزدیک یہ قبیلہ افصح العرب ہی اور اگر یمن کا ہی تو بھی نہایت فصیح ہی
کما مر مرارا ثالثا اشعار عرب سے ظاہر ہی کہ یہ تمام فصحاے عرب کا محاورہ ہے
کہین کا مخصوص نہین شاہد بمعنی علم یہ ہی مالک بن عوف شعر لقد یئس الاقوام
انی انا ابنہ ٭ وان کنت عن ارض العشیرۃ نائیا کما فی الاتقان عن ابن عباس
والجمع بحیر من وشیل یربوعی شعر اقول لاہل الشعب اذیاسرونی +
المرتیسوا انی ابن فارس زہدم + کما فی الصحاح والجمع + دیکھو مالک بن عوف
غالبا حجازی تھا نخع کا نہ تھا یا یمامہ یا نجد کی طرف کا اور سمیع یربوعی قبیلہ تمیم مین سے
تھا پس اعتراض محض بے اصل ہی قولہ ۱۹ فقرہ سورہ الرحمن مین ہی والحب
ذو العصف والریحان ابن جوزی نے اپنی کتاب فنون الافنان مین لکھا ہی کہ
یہ محاورہ اور محاورات مندرجہ ذیل قریش کی زبان کے نہین لفظ ریحان بمعنی رزق
محمدؐ نے ہمدان کے محاورہ پر بولا ہی قریش کی زبان نہین ہی واضح ہو کہ لفظ ریحان
بقول جلال الدین و ابن عباس و ابن جوزی و بیضاوی و قاموس کے بمعنی رزق
اس جگہ محمد صاحب نے بولا ہی جس پر بڑا اعتراض پڑتا تھا عبد القادر نے اپنے ترجمہ
مین اعتراض دفع کرنے کو اس لفظ کا ترجمہ پھول و خوشبو کیا ہی پر اس تحریف معنوی
کو ہم کب مانتے ہین جبکہ قدما نے اوسکو بمعنی رزق سمجھا ہی اقول پادریصاحب نے
یہان تین دعوے کیے ہین ایک یہ کہ ریحان بمعنی رزق ہمدان کی زبان ہی دوسرے
یہ کہ بقول جلال الدین و ابن عباس وغیرہ یہان ریحان بمعنی رزق ہی تیسرے یہ کہ
ایک بڑی اعتراض رفع کرنے کی غرض سے عبد القادر نے اسکے معنی مین تحریف
کی ہی - یہ تینون دعوی غلط ہین پہلا دعوی اسواسطے غلط ہی کہ اہل لغت یعنی صاحب

مالک بن عوف یعنی ابا الہیذام افخر ابو الفرج فی الاغانی من بنی شماخ ان مالک بن عوف کان من اکرم الناس شرا وان خالد

ر سر نخصب

رس تاج العروس شرح قاموس فیروز آبادی ۱۲

صحاح و قاموس اور مفسرین نے ہمدان کی تخصیص کو بیان نہین کیا اور غیر ہمدانی شعرا
کے بولنے سے ظاہر ہی کہ خاص ہمدان کا ہی محاورہ نہین شاہد یہ ہی نمر شاعر جاہلی
شعر سلام اللہ الرحمن + ورحمتہ وبماء در ذکما فی الصحاح والمجمع اور
عرب مین یہ محاورہ نہایت مشہور و مستعمل تھا سبحان اللہ وریحان اللہ وسبحانک
وریحانک - نابغۃ شعر رقاق النعال طیب حجزاتھم + یحیون بالریحان یوم
السباسب + کما فی العقد یہان بھی غالبًا ریحان بمعنی رزق و نعمت ہی پس تخصیص
ہمدان کی ظاہرا درست نہین اور دوسرا دعوی اسواسطے غلط ہی کہ جلال الدین نے
اتقان مین ابن عباس سے بطرق صحیحہ لکھا ہی العصف التبن والریحان خضرۃ الزرع
اور اسی روایت کو اوس نے اولی اور معتمد لکھا ہی اور جلالین مین لکھا ہی الریحان
الورق والشموم بیضاوی مین ہی الریحان المشموم او الرزق پاور یصاحب کہتے
ہین کہ بیضاوی کے نزدیک ریحان کے معنی رزق ہین حالانکہ اوس نے دونون
معنی لکھے ہین بلکہ مشموم قول اول کرکے لکھا ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہی قول
مختار ہی قاموس مین ہی الریحان نبت مطیب الرایحۃ او کل نبت کذلک او اطراف
او ورقہ والولد والرزق پاور یصاحب کہتے ہین کہ صاحب قاموس کے نزدیک
اس جگہہ ریحان بمعنی رزق ہی حال آنکہ قاموس مین اس آیت کا ذکر بھی نہین ہے اور
اگر اوس نے کسی دوسری کتاب مین لکھا ہو تو اوسکا نام بتانا چاہیے اور ابن جوزی
کی فنون الافنان کا جو حوالہ دیا ہی اوسکی عبارت نقل نہین کی اور ظاہرا وہ کتاب
معترض کے پاس بھی نہین لیکن یہ حوالہ بھی غلط معلوم ہوتا ہی کیونکہ اور حوالے غلط ہین
تیسرے دعوی کا یہ جواب ہی کہ اکثر مفسرون نے یہان ریحان کے معنی خوشبو گھانس اور

شموم لکھے ہین چنانچہ تفسیر جلالین و بیضاوی کی عبارتین مذکور ہو چکی ہین اور تفسیر ابو
مین بھی دوسرا قول کرکے لکھا ہی وقیل معناہ وفیہا الی یحان الذی یشم — —
مجمع البیان مین بھی بعد نقل اقوال بمعنی رزق لکھا ہی وقال الحسن وابن زید ھو
ریحانکم الذی یشم بہرحال یہ صرف عبدالقادر بیچارہ کا قول نہین جس پر تحریف
کا اتہام کیا ہی تحریف یہ ہی جو مصرفان انجیل کو بھی نہ سوجھی ہوگی کہ عوام کے مغالطہ کے
واسطے چند بڑی بڑی کتابون کے نام لکھکر لکھدیا کہ ان کتابون مین ریحان بمعنی رزق
لکھا ہی گویا یہ ظاہر کیا کہ ان کتابون مین ریحان کے معنی مشموم نہین لکھے حالانکہ یہ معنی بھی لکھے ہین
اگر راست بازی کا دعوی ہی تو ان حوالون کی تصحیح کردینا ضرور ہی اور اوس اعتراض
کو بھی بیان کرنا ضرور تھا جسکے دفع کے واسطے عبدالقادر کو تحریف کی ضرورت ہوئی
تاکہ اوس کا بھی جواب دیا جاتا اگر یہی اعتراض ہی کہ ریحان بمعنی رزق قریش کی زبان
نہین تو محض واہیات ہی عبدالقادر کو اس امر کا وہم بھی کبھی نہوا ہوگا کہ قریش کے سوائے
تمام عرب کی زبان غیر فصیح ہی اور اگر کوئی اور اعتراض ہے تو اوسکا بیان لازم تھا
قولہ ۲۰ فقرہ سورۂ نمل مین ہی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا
اللّٰہُ علامہ زمخشری نے لکھا ہی کہ یہ استثنا منقطع ہی صاحب نے قریش کے برخلاف لکھا
ہی پھر دیکھو کہ علامہ ابوالقاسم عربی جس نے ایک بڑی کتاب اسی بات کی تحقیقات مین کہ
آیا قرآن مین کتنے محاورات محمد صاحب نے قریش کی زبان کے برخلاف بولے ہین
لکھی ہی جسکو مسلمان اپنا بہت بڑا فاضل جانتے ہین بلکہ اوسکی کتابون سے قرآن کے مفسر
سند لاتے ہین وہ کہتا ہی کہ یہ عشرہ محاورے مندرجۂ ذیل نبی کنانہ کی زبان کے قرآن مین
بولے گئے ہین یعنے قریش کی زبان کے برخلاف جنکو راقم اپنی تعداد سابقہ مین درج کرتا ہے

اقول یہان استثنا کے منقطع اور متصل ہونے مین اختلاف ہی اور جب اسمین اختلاف ہی تو اسکے خلاف قریشی ہونے مین بھی اختلاف ہوا اگر ہم فرض کرتے ہین کہ یہ استثنا منقطع ہی اور بنی تمیم کے محاورہ کے موافق ہی لیکن اس مین کچھہ قباحت نہین اور نہ خلاف فصاحت کیا بنی تمیم عرب العرباء اور معتبر اللسان نہین تھے اگر نہین تھے تو قواعد عرب مین انکے محاورات کیون لکھے گئے قواعد مین غیر فصیح اور وحشیون کے محاورات نہین لکھے جاتے اور اگر لکھے جاتے ہین تو اونکی غیر فصاحت کا اظہار کر دیا جاتا ہی اور کیا پادریصاحب واقف نہین کہ عرب مین یہ قبیلہ نہایت مشہور و معروف و معزز ہی جس مین بڑے بڑے شریف اور نامی گرامی شاعر ہوئے ہین انکے محاورات غیر فصیح نہین اور نہ یہ امر کہ ایک قبیلہ کا محاورہ دوسرے قبیلہ والا نہ بولے یا اوس کو غیر فصیح سمجھے چنانچہ اسی محاورہ تمیمی کو یعنے استثنا منقطع کو غیر تمیمی شعرانے بھی اپنے اشعار مین لکھا ہی حسان بن ثابت شعر ولبلدۃ لیس فیہا انیس + الا الیعافیر والا العیس + دوسرا شاعر کہتا ہے شاعر شعر لایری فی بیتہ القلیف ولا الحمیت المفعم المکشوف کما فی الحماسۃ۔ اور بعد اسکے پادریصاحب جو لکھتے ہین کہ ابو القاسم لکھتا ہے کہ ۱۷ محاورہ بنی کنانہ کی زبان کے ہین فقط جواب اسکا یہ ہی کہ اگر یہ الفاظ کنانہ کے ہین تو بھی نہایت فصیح ہین کیونکہ بنی کنانہ حجازی اور ہمسایہ قریش تھے اور حسب و نسب اور شجاعت و فصاحت وغیرہ مین قریش کے ہمسر تھے کنانہ کے چند بیٹے ہوئے منجملہ اونکے نضر یعنی قریش بھی تھے لیکن قریش کی اولاد جداگانہ نام سے مشہور ہوگئی اور باقی اولاد کنانہ کی کنانی کہلائی اور جسطرح قریش بوجہ شجاعت کے حماسی کہلاتے تھے اسی طرح یہ بھی حماسی کہلاتے تھے اور جسطرح قریش بغیر احرام حرم کعبہ مین داخل ہوتے

کے مجاز تھے کنانہ بھی اسی طرح سے مجاز تھے ۔ اور بعد اسکے جو پادری صاحب لکھتے ہین کہ جنکو راقم اپنی تعداد سابقہ مین درج کرتا ہی + اسکا مطلب کچھ سمجھ مین نہین آیا کیونکہ سابقہ کے معنی اگلی کے ہین یعنے پیشتر اور پہلے اسولسطے یہ تعداد مذکورہ اس قول سے یعنی بیس نمبر سے پہلے ہونی چاہیے سو اوسکو ہر چند تلاش کیا مگر دستیاب نہوئی لیکن اتفاقاً بعد بیس نمبر کے جب وہ تعداد دیکھی گئی تب معلوم ہوا کہ پادریصاحب نے عوام الناس بلکہ اطفال ابجد خوان کی طرح سابقہ کو بجاے لاحقہ کے فرمایا ہے پس نہایت تعجب ہوا کہ ہنوز پادریصاحب سابق ولاحق کو نہین جانتے

ع ای طبل بلند بانگ در باطن ہیچ ۔ قولہ ۲۱ فقرہ بقرہ مین ہی اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ لفظ سفہا یعنی جہال بنی کنانہ کی زبان ہی قریشی بولی نہین ۔

اقول صراح سفہ بفتحتین بی خردی وبسکی وہو ضد الحلم ۔ کذا فی صراح ومجمع والسفیہ ضعیف الرای الجاہل القلیل المعرفۃ بمواقع المنافع والمضار وذلک سمی اللہ تعالی الصبیان والنساء سفہاء بقولہ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وقال قطرب السفیہ الظلوم والقائل خلاف الحق وقال مورج السفیہ الکذاب المتعمد بخلاف ما یعلم وقیل السفہ خفۃ الحلم وکثرۃ الجہل یقال ثوب سفیہ اذا کان رقیقا بالیا وسفہتہ الریاح ای طیرتہ وقد جاء فی الاخبار ان شارب الخمر سفیہ اگر معترض کو خاص اتقان والے ترجمہ پر اعتراض ہی تو محض نزاع لفظی بلکہ موجب سفاہت ہے کیونکہ جس نے سفیہ کے معنی جاہل لکھے ہین وہ بھی اسی اعتبار سے لکھے ہین کہ جاہل ضعیف الرای نفع اور نقصان کے موقعون سے ناواقف ہوتا ہی اور ہم کو اس قدر

تحقیق اور بیان کی بھی ضرورت نہین اسکا جواب نہایت سہل یہ ہی کہ قرآن مین وہی معنی مراد ہین جو قریش مین مستعمل تھے اور استعمال قریش کا خود قرآن سے ظاہر ہے کہ اونکا مقولہ موجود ہے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ پس جس معنی مین مشرکین قریش مؤمنین کو سفہاء کہتے تھے اوسی معنی مین خدا نے اونکو سفہاء فرمایا ہے مترجم اور مفسر کو اختیار ہی کہ اوسکو کسی لفظ سے تعبیر کرے علاوہ شہادت قرآن کے دوسرا شاہد یہ ہی حضرت ابوطالب عم رسول مقبول صلعم **شعر** اظاہر تم قوما علینا سفاهة ۞ وامر اغویا من غواة وجهل + کما فی السیرة ایضا **شعر** فلا تسفهوا احلامکم فی محمد ۞ ولا تتبعوا امر الغواة الاشائم + نابغہ **شعر** ان الحمول التی راحت مجمرة ۞ یتبعن امر سفیه الرای مغیار + **کما فی العقد قولہ** ۲۲ فقرہ اعراف مین ہے کُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِـِٔيْنَ لفظ خاسئین بمعنی صاغرین کنانہ کی گنواری بولی ہے قریش کبھی نہین بولتے **اقول** صراح خسأ راندن سگ را وفتن سگ لازم ومتعد انخسار رفتن سگ کذا فی صراح + مجمع خاسئین مبعدین مطرودین + شاہد یہ ہی راجع کالکلب ان قلت لہ اخسأ انخسأ کما فی الصحاح والمجمع چونکہ آدمیون کو بندر بنا دینا ایک نوع کا عذاب اور تذلیل اور توہین ہی اور کتے کو یا آدمی کو نکال دینا اور کہنا کہ دور ہو یہ بھی موجب تذلیل وتوہین ہی گویا حق تعالے نے اونکو کتے کی طرح ذلیل طور پر نکال دیا اور رحمت سے دور کر دیا اور صاغر کے معنی بھی ذلیل اور خوار ہین پس معلوم ہوا کہ مترجم نے لفظی ترجمہ نہین کیا مرادی معنی لکھدیے ہین۔ پادری صاحب کو مناسب ہی کہ ایسے اعتراضات تیلی تنبولیون کے سامنے برسر سڑک کرلیا کرین

کتابون مین نہ لکھا کرین **قولہ** ۲۳ فقرہ بقرہ مین ہی **قولہ** وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لفظ شطر بمعنی تلقاء قریش کی زبان نہین گنواری زبان ہے
اقول صراح شطر سوی یقال قصدت شطره ای نحوه ونیز چیز یقال
اجلب حلبا لك شطره ای نصفه کذا فی ص وق + مجمع شطر المسجد الحرام
ای نحوه وتلقاءه یہ لفظ خاص بنی کنانہ کا نہین بلکہ قریش وغیرہ تمام فصحاء عرب
استعمال مین تھا شاہد یہ ہی کعب بن مالك شعر عَبْدٌ وحر کریم موثق قضا
شطر المدینة ماسور ومقتول + کما فی السیرة - ابو ذؤیب الهذلی شعر
ان العسیر بها داء یخامرها + فشطرها نظر العینین محسور ای منقطع نحوها
ونصب شطرها علی الظرف کما فی الصحاح والجمع شاء شعن وقد اظلکم من
شطر ثغرکم + هول له ظلم یغشاکم قطعا ای نحو من ثغرکم کما فی الجمع
قولہ ۲۴ فقرہ بقرہ مین ہی ما له فی الاخرة من خلاق لفظ خلاق بمعنی نصیب
قریش کی زبان نہین کنانہ کا وحشی لفظ ہی **اقول** صراح خلاق بالفتح بهره کذا
فی ص وق + مجمع فما له فی الاخرة من نصیب یہ لفظ ہرگز وحشی نہین مستعمل
اہل حجاز کے روزمرہ مین اخل تھا شاہد یہ ہی امیه بن ابی الصلت شعر یدعون
بالویل فیها لا خلاق لهم + الا سرابیل من قطران کما فی الاتقان **قولہ**
۲۵ فقرہ مائدہ مین ہی وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا لفظ ملوکا بمعنی امرا کبھی قریش نے
نہین بولا وحشی اور گنواری محاورہ ہی **اقول** صراح والملك مقصور من مالك
او ملیك ملوك املاك جمع کذا فی ص مجمع جعلکم ملوکا بان سخر لکم
من غیرکم خدما یخدمونکم عن قتادة وقیل انهم خاطبهم موسی

بذلك لانهم كانوا يملكون الدور والخدم ولهم نساء وازواج وكل من ملك
ذلك ولا يدخل عليه الا بامره فهو ملك كائنا من كان عن عبد الله بن عمرو
بن العاص وزيد بن اسلم والحسن ويؤيد ذلك ما روي عن النبي انه قال
من اصبح امنا في سربه معافيا في بدنه وعنده قوت يومه فكانما حيزت
له الدنيا بحذافيرها وقيل الملك وهو الذي له ما يستغني به عن تكلف
الاعمال وتحمل المشاق والتسكع في المعاش عن ابي علي الجبائي وقيل انهم
جعلوا ملوكا بالمن والسلوى والحجر والغمام عن ابن عباس ومجاهد
بعد اسکے جواب یہ ہی کہ اس لفظ کا اصل ترجمہ احرار یعنی آزاد ان نہیں اور نہ کسی مفسر
نے لکھا اصل ترجمہ اسکا صاحب ملک ہی اور چونکہ صاحب ملک آزاد غیر مملوک ہوتے ہیں
اسواسطے اگر کسی مترجم نے اپنی راے سے اسکا ترجمہ احرار کر دیا تو کچھ قباحت نہیں
ایسے اشخاص ذی ثروت اور رؤسا شہر کو فصحاے عرب ہمیشہ سے ملوک بولتے ہیں
خاص کسی قبیلہ کا یا گنوار می محاورہ نہیں شاہد یہ ہی — امیہ بن ابی الصلت در باب
اصحاب فیل شعر حوله من ملوك كندة ابطال + ملاويث في الحرب صقور
كما في السيرة ظاہر ہی کہ قبیلہ کندہ کے لوگ سب بادشاہ نہ تھے بلکہ بادشاہ اون کا
ابرہہ تھا — کعب بن الاشراف احد بني قريظ يحرض على رسول الله ويبكي
اصحاب القليب شعر طحنت رحا بدر لمهلك اهله + ولمثل بدر تستهل
وتدمع + قتلت سراة الناس حول حياضهم + لا تبعدوا ان الملوك تصرع
كما في السيرة + حسان في غزوة احد شعر فكانوا ملوكا بارضهم + ينادون عضبا بامن عشعش
ملوكا على الناس لم يملكوا + من الدهر يوما كحل

ل
یعنی یہ اشعار
کعب بن الاشراف
کے ہیں جو قبیلہ
قریظہ سے تھا
ان اشعار میں
وہ کفار کو آنحضرت
صلعم سے ابھارتا
اور رونے کا ذکر
اور وہ اشعار ۱۲

القسم ۲ ملوك اذا غشموا فی البلاد ۲ لا ینکرون ولکن قدم ۲ کما فی السیرة
قولہ ۱۲ فقرہ انعام مین ہی کل شیئ قبلا لفظ قبلا بمعنی عیانا قریشی محاورہ
نہین کسی وحشی بولی کا لفظ ہی اقول صراح و یقال رأیته قبلا ای مقابلة وعیانا
وقبلا بضمتین قبیل جماعت مردم قبل بضمتین جمع وقولہ تعالیٰ وحشرنا علیهم کل شیئ
قبلا ای قبیلا قبیلا وقیل عیانا قبیل انچہ پیش رو یہ فرود آرد رسیمان ارنیدہ و دبیر انچہ
پس رو یہ برآرد کذا فی ص وق جمع قبلا یحتمل ان یکون جمع قبیل بمعنی الکفیل
ویجوز ان یکون بمعنی الصنف کما فسر ابو عبیدة ویجوز ان یکون بمعنی قبل
ای مواجهة کما فسرہ ابو زید فی قوله لقیت فلانا قبلا وقبلا وقبلا ومقابلا
وقبیلا کله واحد وهو المواجهة قبلا ای معائنة ومقابلة عن ابن عباس
وقتادہ وقبلا ای قبیلا قبیلا یعنی جماعة جماعة عن مجاهد هذا اذا حمل
قبلا علی جمع القبیل الذی هو الصنف وقیل کفلاء عن الفراء وهذا الخ
فیه بعد الخ بعد اسکے ہم کہتے ہین کہ یہان لفظ قبلا کے معنی مین اختلاف ہے
ایک معنی متعین نہین البتہ سورۂ کہف مین جو یہ لفظ وارد ہی وہان یہی معنی متعین
ہین مگر بہرحال ہم یہان بھی اسی معنی کو تسلیم کرکے جواب دیتے ہین کہ قبلا اور قبیلا
بمعنی عیانا مستند ہین وموثقین عرب کا محاورہ ہو وحشی نہین چنانچہ اسی واسطے
قبیل اور قبول قابلہ کو کہتے ہین اور ہر ایک چیز کو کہتے ہین جو روبرو آوے اعشی شعر
اصالحکم حتی تبوءوا بمثلها ۲ کصرخة حبلی یسر تها قبیلها ۲ اور عرب مین
بطور مثل بولتے ہین ما یعرف قبیلا من دبیر ای ما یعرف ما اقبل مما ادبر
قال کمیت بن زید شعر تفرقت الامور بوجهتیهم ۲ فما عرفوا ال

۱۲ صراح الخ قبیل بمعنی کفیل نقابہ بمعنی صنف بمعنی مقابلہ بمعنی قبیلہ

من القبیل ۱۲ کما فی السیرۃ صاحب سیرت نے بھی اس لفظ کا انھین شعرون سے
استشہاد کیا ہی نابغۃ جعدی ع انما ذکری کنار یقبل ۱۲ پس اعتراض محض
جہالت ہی اور کچھہ نہین **قولہ** ۲۷ اولئک لم یکونوا معجزین فی الارض
لفظ معجزین بمعنی سابقین غلط بولا اور قریش کی زبان کا محاورہ نہین **اقول** صراح
اعجاز ناتوان و عاجز یافتن کسی را و در گذشتن چیزی از کسی یقال اعجزہ الشئ ای
فاتہ کذا فی صراح ۱۲ مجمع الاعجاز الامتناع عن المراد بما لا یمکن معہ
ایقاعہ ای لم یکونوا فائتین فی الارض هربا فیها من الله تعالی اذا اراد
اهلاکهم اس لفظ کے یہ اصل معنی نہین جو ابو القاسم نے لکھے ہین اگر ہوتے تو کوئی
اہل لغت یا مفسر بھی لکھتا معلوم ہوا کہ اوس نے یہ معنی بطور حاصل مطلب کے لکھدیے
ہین اور چونکہ یہ لفظ اپنے اصلی معنی مستعملہ مین بولا گیا ہی اسواسطے استشہاد کی ضرورت
نہین رہی **قولہ** ۲۸ فقرہ ہود مین ہی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا لفظ ترکنوا
بمعنی تمیلوا غلط ہی قریش کے فصحا کبھی ایسا نہین بولتے یہ کنانہ کا لغت ہی **اقول** صراح
رکون میل کردن بچیزے یقال رکن الیہ و ساکن شد ن کذا فی صراح ۱۲ مجمع الرکون
الی الشئ السکون الیہ بالمحبۃ لہ والانصبات الیہ فیقتضیہ النفوذ عنہ یہ لغت
خاص کنانہ کا نہین تمام فصحاے موثقین عرب مین مستعمل تھا قال شاعر بنی الضجاعۃ المازنی
الحماسی شعر لا یرکنن احد الی الاجام ۱۲ یوم الوغا منحوفا لحمام ۱۲ و کیو
قطری مازنی تھا کنانی نہین تھا **قولہ** ۲۹ فقرہ سورہ کہف مین ہی وهم فی فجوۃ
منہ لفظ فجوۃ بمعنی ناحیہ بولنا غلط ہی قریش کی زبان مین نہین بولتے **اقول**
صراح فجوہ شگاف میان دو کوہ و نیز آن قولہ تعالی فی قصہ اصحاب الکہف وهم

لم یکونوا معجزین فی الارض لیفوتون من اراد اهلاکهم فی الارض کما لا یفوت المعجزین
ای الذین یعجزون الناس ان یلحقهم ۱۲ مدارک منہ
ای لم یکونوا فائتین
ای الذین یعجزون
الناس ان یلحقهم ۱۲ مدارک

فِي فجوةٍ مِنهُ۔ کذا فی ص وق۔ مجمع والفجوۃ المتسع من الارض وجمعہ فجوات وفجوۃ الدار ساحتہا جواب یہ ہی کہ اگر یہ لفظ بقول معترض قریش کا نہین تاہم کچھ قباحت نہین کیونکہ یہ وہ شیرین لفظ ہی کہ جسکو فصحاے عرب بولتے تھے شاہد یہ ہی شاعر شعر البست قومك مخزاۃ ومنقصۃ ؛ حتی ابیحوا وخلوا فجوۃ الدار ؛ کما فی السیرۃ **قول ۳۰** فقرہ کہف مین ہی وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مَوئِلًا لفظ موئلا بمعنی ملجأ قریش کی زبان نہین کہین کا گنواری لفظ ہے **اقول** صراح وأل پناہ گرفتن موئل پناہ کذا فی ص وق۔ مجمع موئلا ای ملجأ عن ابن عباس وقتادہ وقیل منجا یجنحون عن ابی عبیدۃ قال یقال لا وألت نفسہ ای لا ابخت شاہد یہ ہی اعشی شعر وذا خالس رب البیت غفلتہ ؛ وقد یحاذر منی ثم لا یئل ؛ شاعر ع لا وألت نفسك خلیتہا ؛ کما فی المجمع۔ حضرت ابوطالب ایک قصیدہ طویلہ مین ابوسفیان سے مخاطب ہوکر قریش کے ایذا کی شکایت فرماتے ہین شعر امعطاء ان القوم سامولك خُطَّۃ ؛ وانی متی اوکل فلست بوائل ؛ کما فی السیرۃ پادری صاحب اوپر لکھتے ہین کہ یہ ستّرہ الفاظ بتصریح ابوالقاسم بنی کنانہ کے ہین اور یہان لکھتے ہین کہ کہین کا گنواری لفظ ہی **قول ۳۱** فقرہ انعام مین ہی فَإِذَا هُم مُّبلِسُونَ مبلسون بمعنی آیسون قریش کی زبان نہین **اقول** صراح بلس ابلاس نومید شدن از رحمت حق۔ ومنہ سمی ابلیس کذا فی ص وق مجمع المبلس الشدید الحسرۃ وقال الفراء المنقطع الحجۃ ؛ شاہد یہ ہی رؤبہ شعر وحضرت یوم الخمیس الاحماس ؛ وفی الوجوہ صفرۃ الابلاس ؛ کما فی المجمع

قولہ ۳۲ فقرہ صافات کے اول مین ہی مِنْ کُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا لفظ دحورا گنوارى بولى ہى قریش کبھى دحورا بمعنى طردا نہین بولے اقول صراح دحر دحور راندن و دور کردن کذا فى ص وق + مجمع الدحور الدفر بالعنف شاہد یہ ہى على ابن ابى طالب - او بعض المسلمین یذکر اجلاء بنى النضیر و قتل کعب بن الاشراف - شعر و قتل لا احمد فرنا قلیلا ٭ فانا من النوح لم نشتف فخالصہ ثم قال اطعنوا ٭ دحورا على رغم الانف ٭ کما فى السیرۃ قولہ ۳۳ قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ لفظ خراصون وحشى لفظ ہى فصحاء عرب نے کبھى خراصون بمعنى کاذبون نہین بولا اس لیے یہ محاورہ غلط اور غیر فصیح ہى اقول صراح خرص خرکزدن میوہ بر درخت و دروغ گفتن کذا فى ص وق + مجمع والخراص الکذاب والخرص الظن والحدس واصل الخرص القطع من قولہم خرص فلان کلاما و اخرصہ اذا اقتطعہ من غیر اصل + اگرچہ شاہد اس لفظ کا سرودست دستیاب نہین ہوا کیونکہ ہمارے پاس دواوین اور کتب متقدمین نہین مگر خیر ان ضرورت بھى نہین اسواسطے کہ اگر یہ لفظ غیر فصیح ہوتا تو اہل لغت ضرور لکھدیتے ـــــ علاوہ اسکے یہ لفظ بقول معترض بنى کنانہ کا ہى اور بنى کنانہ کا حال نمبر ۲۰ مین پہلے مذکور ہوچکا ہے کہ یہ قبیلہ مجازى ہى اور شرافت و نجابت و شجاعت و فصاحت وغیرہ مین قریش کے ہم مرتبہ اور ہمسر تھا انکے لفظ کے واسطے یون کہنا کہ یہ لفظ فصحاے عرب نے کبھى نہین بولا بڑا دروغ اور بڑى بھول ہى قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ

قولہ ۳۴ فقرہ جعد مین ہى کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا اسفار بمعنى کتب غلط ہى کبھى فصحاے عرب نے یہ لفظ اس معنى مین نہین بولا کنانہ کى گنوار کتب کو اسفار

کہتے ہین اقول صراح سفر بریدن مسافت اسفار جمع وسفیدی روز سفرہ
نویسندگان سفر بالکسر نبشتہ اسفار جمع - قولہ تعالی کمثل الحمار یحمل اسفارا۔
کذا فی ص وق + مجمع الاسفار الکتب واحدھا سفر وانما سمی بذلک
لانہ یکشف عن المعنی باظہارہ یقال سفر الرجل عمامتہ اذا کشفھا وا
سفرت المرأۃ عن وجھھا فھی سافرۃ ومنہ والصبح اذا اسفر - یہ لفظ
خاص کنانہ کا ہو یا نہو مگر بہرحال موثوقین زبان اور فصحاے عرب کے استعمال مین
تھا اور نہایت شیرین ہی ابو سعید الضریر شعر
واصل الاستعارۃ لا علم
عندھم بجیدھا الا کعلم الاباعر لعمرک ما یدری المطی اذا غدی
باسفارہ او راح ما فی الغرائر کما فی المجمع قولہ ۳۵ فقرہ
مرسلات مین ہی واذا الرسل اقتت لفظ اقتت بمعنی جمعت غلط ہی قریش کی زبان نہین ہے
گنواری لفظ کنانہ کا وحشی لغت ہی اقول صراح وقت ہنگام میقات ہنگام
کار وجاے آن توقیت وقت پیدا کردن یقال وقتہ لیوم کذا وقرئ واذا
الرسل وقتت مشددۃ ومخففۃ واقتت لغۃ فی وقتت مثل وجوہ و
اجوہ کذا فی ص۔ اقتت ای جمعت لوقتھا وھو یوم القیمۃ لتشھد
علی الامم بعد اسکے جواب اسکا وہی ہے جو نمبر ۳۳ مین مذکور ہوا قولہ
۳۶ عادیات مین ہی ان الانسان لربہ لکنود لفظ کنود بمعنی کفور قریش کی زبان
نہین گنواری لفظ کنانہ کا ہی اقول صراح کنود ناسپاسی کردن ارض کنود زمین
کہ ازوی چیزے نروید کذا فی ص وق مجمع والکنود الکفور ومنہ الارض
الکنود وھی التی لا تنبت شیئا والاصل فیہ منع الحق والخیر شاہد ہے

اعشی شعر احدث لما تحدث لوصلك انها ۔ کذلک لوصل الزائر
المعتاد ۔ کما فی المجمع شاعر شکرت لہ یوم العکاظ نوالہ
ولہ ذاک المعروف ثم کفروا کما فی الاتقان عن ابن عباس ظاہر ہو کہ اعشی
بنی کنانہ مین تھا **قولہ** ۲۷ فقرہ بقرہ مین ہی رجزاً من السماء لفظ رجز بمعنی
عذاب تین جگہہ محمد صاحب نے خلاف محاورہ قریش کے بولکر اپنی آیتین فصاحت سے
خارج کین ہین کیونکہ یہ ہذیل کی گنواری بولی ہے **اقول** صراح رجز بالکسر پلیدی
وعذاب وبت کذا فی ص وق ۔ مجمع والرجز بکسر الراء العذاب فی لغۃ الحجاز
وھو غیر الرجس لان الرجس النتن وقال النبی فی الطاعون انہ رجز عذب بہ
بعض الامم قبلکم وقال ابو عبیدہ الرجس والرجز لغتان مثل البراق و
البصاق والزرع والصدع والرجز بضم الراء عبادۃ الاوثان ۔ اب خیال
کرنا چاہیے کہ باوجودیکہ ایسے ایسے محققین ومفسرین اس لفظ کو حجاز کا لکھین اور حدیث
کی سند دین اور معترض کے قول کی غلطی ہمارے اشعار سے ثابت ہوتی جاتی ہے پھر
اوسکا قول کیونکر قابل التفات ہوسکتا ہی ۔۔۔ علاوہ اسکے ہذیل حجازی قبیلہ ہی
مضر کی اولاد مین اور ایسا فصیح اور شریف کہ جس مین سیکڑون نامی گرامی شاعر
گذرے ہین مثل ابو کثیر ہذلی اور ابو جندب ہذلی اور اسامہ بن حبیب ہذلی اور ابو ذؤیب
ہذلی اور عبد مناف بن ربع ہذلی اور ابو خراش ہذلی اور صخر الغی ہذلی وغیہم
قولہ ۲۸ فقرہ یوسف مین ہی وشروہ بثمن بخس دراھم معدودۃ لفظ
شروہ بمعنی بیچ دیا محمد صاحب نے بولا ہی یہ محض غلط ہی کیونکہ اوسکے معنی ہین خریدا کبھی
فصحاے عرب نے شرو کے معنی بیچنے کے نہین لیے خود محمد نے بقرہ ۹ رکوع مین لکھا ہی

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ اب دیکھو محمد صاحب نے اس آیت مین
لفظ شروا بمعنی خریدا حسب محاورہ فصحاے عرب کے بولا ہی مگر سورۂ یوسف مین
بمعنی بیچا بول دیا بنی ہذیل کی جنگلی بولی کے مطابق ہے اور دعوی کیا کہ مین قریش
کی فصیح زبان بولتا ہون یہ محض واہیات ہی اور فصاحت سے خارج ہی بلکہ ایسی
بات ہی جیسے لاہور مین کوڑی بیٹی کو کہتے ہین اور جھنگ سیالہ مین جورو کو پس کوئی
شخص لاہور مین رہکر اپنی تقریر مین ہمیشہ اپنے بیٹی کو کوڑی کہے ایک وز جورو کو
کوڑی کہدے پس وہ کیا ٹھٹہ نکیا جاوے گا مسلمان قرآن پر فریفتہ ہین اس لیے
اونکو کچھ نظر نہین آتا تعصب نے آنکھین بند کر دی ہین ورنہ وہ ہرگز فصیح نہین بلکہ فصاحت
سے خارج ہی اقول صراح شرا بالکسر خریدن و فروختن وھو من الاضداد
کذا فی ص و ق و مجمع اہل لغت نے اس لفظ کے دونون معنی لکھے ہین و تخصیص
کسی قبیلہ کی نہین کی حالانکہ اہل لغت خصوصیت کو ظاہر کر دیتے ہین اور یہ جو لکھا ہے
کہ ۹ رکوع مین حسب محاورۂ فصحاے حجاز کے بولا ہی اور یہان غلط اس سے ثابت ہی کہ
معترض نے اوسی سورہ کے ۱۲ رکوع کو نہین دیکھا وہان بھی شروا بمعنی بیچ دیا فرمایا ہے
اور اتقان مین اسی مقام کے قریب جو ابن عباس سے شعر منقول سند مین لکھا
ہی وہ نہ سوجھا اور از راہ بے بصیرتی کے کہدیا کہ فصحاے عرب نے شروا کے
معنی بیچ دیے کے نہین لیے کیا وہ شعر جو ابن عباس سے شخص نے پڑھا تھا فصیح
شاعر کا نہین یا ابن عباس فصاحت سے ناواقف تھے جو ایسا شعر غیر فصیح لوگون کا
پڑھا اور وہ شعر یہ ہی شعر یعطی بہا ثمنا فیمنعہا ویقول لصاحبہ الا
تشتری کما فی الاتقان دوسرا شاہد یہ ہی شعر شریت بردا لیتنی من بعد

بن دکنت هامه ۔ کما فی الحماسه ۔ جابر بن رالان الحماسی شعر فان تبغضونا بغضة فی صدورکم ۔ فانا جد عنا منکم وشنئا ۔ کما فی الحماسه اور قیس بن ہبیرہ وغیرہ کے اشعار کو حماسہ مین دیکھ لو کہ یہ لفظ اس معنی مین کسقدر مستعمل ہی ۔ بعد اسکے اب اون ہفوات اور مزخرفات کا جواب کیا دون جس سے معترض نے اپنا یہ اعمالنامہ سیاہ کیا ہی اور موافق قول مشہور خر عیسی صعقا کے اپنی جہالت سے قرآن کو غلط ٹھہرایا ہی اور مسلمانون کو متعصب بتایا ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم قولہ ۳۹ فقرہ بقرہ مین ہی وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم عزموا معنی حفظوا غلط بولا ہی فصحاے حجاز کبھی نہین بولے بنی ہذیل کا محاورہ ہی اقول صراح عزم بالفتح والضم عزیمت و آہنگ کردن و دل نہادن بر چیزے کذا فی صراح وفی مجمع والعزم ھو العقد علی فعل شیء فی مستقبل الاوقات وھو ارادۃ مقدمۃ للفعل باکثر من وقت واحد یتعلق بفعل اللازم ۔ یقال عزم علی الشی یعزم عزما واعتزم وعزمت علیک لتفعلن ای اقسمت وما لفلان عزیمۃ ای ما یثبت علی شی لتلونہ وان عزموا الطلاق عزیمۃ الطلاق عندنا ان یعزم ثم یتلفظ بالطلاق علی الوجہ المشروع جواب یہ ہی کہ کسی مفسر نے عزموا کے معنی حفظوا نہین لکھے اور جس کسی نے لکھے ہونگے بطور حاصل مطلب کے لکھے ہون گے بلکہ مین کہتا ہون کہ یہان حفظوا درست نہین ہو سکتا کیونکہ حفاظت اوس چیز کی ہوتی ہے جو پیشتر سے موجود ہو یا آیندہ کو بعینہ باقی رہے اور یہان پیشتر سے طلاق موجود نہین بلکہ اوسکے واقع کرنے کا حکم دیا ہے مطلب یہ ہی کہ اگر ایلا کرنے والا چار مہینے تک رجوع کر لیوے تو حق تعالی اس حرکت کو معاف کرے گا اور اگر طلاق دینے کا عزم کرے تو طلاق دیدے اور صیغہ طلاق کا

۱۲ جلالین مین ہی وان عزموا علیہ ان لم یفیئوا فیہ قصرہ ۱۲ بیضاوی مین ہی وان عزموا قصرہ ۱۲

بطور مشروع زبان سے کہے بلکہ یہان تک تاکید ہی کہ اگر مرد خود طلاق نہ دے تو حاکم شرع اوس سے بجبر طلاق دلوا دے پس ثابت ہوا کہ عرصوا کے معنی حفظوا درست نہین اور اعتراض واہیات ہی قولہ ۱۲ فقرہ زمرین ہی اناء اللیل ساجدا لفظ آناء اللیل بمعنی ساعات لیل حجازی زبان نہین ہذیل کا محاورہ ہی جو فصاحت سے خارج ہی اقول صراح انی بالکسر وقت شدن وانا یونیه اناء ای اخره وجمعه وانطاه والاسم منه اناء علی فعال بالفتح اناء اللیل ساعات واحدها انی مثل معی وامعاء وانی وانو ایضا کذا فی ص وق + مجمع اناء اللیل ساعاته واحدها انی شاہد ہی لہذا شعر یطرب اناء الهار کانه ؛ غوبی سفاه فی النجار ندیم ؛ کما فی السیرة هذلی شعر حلو ومر کعطف القدح مرته ؛ فی کل انی قضاه اللیل ینتعل ؛ کما فی المجمع اور صحاح مین یہ شعر اسطرح ہی شعر السالک الثغر محشیا موادة ؛ فی کل انٍ قضاه اللیل ینتعل ؛ + یہ لفظ قرآن مین ایک جگہ نہین تین جگہ وارد ہی اگر غیر فصیح ہوتا تو کفار قریش بھی شور مچاتے قولہ ۱۲ فقرہ انعام مین ہی وارسلنا السماء مدرارا لفظ مدرار بمعنی متتابا یعنی پے درپے قریش کی بولی نہین بلکہ غیر مانوس ہی اور وحشی لفظ ہذیل کا ہی اور تین جگہ قرآن مین آیا ہی اقول آیہ کریمہ قرآن مین اسطرح ہی وارسلنا السماء علیهم مدرارا صراح در شیر وفتیت وتکوئی وکارنیکو وبارید ن باران سماء مدرار وسحاب مدرار ریزان کذا فی ص وق + مجمع ومفعال من اسماء المبالغه یقال دیمة مدرار اذا کان مطرها غزیرا وهذا کقولهم امراة مذکار اذا کانت کثیرة الولادة للذکور وکذلک میناث فی الاناث واصل المدرار من در اللبن اذا اقبل علی الحالب منه شئ

کثیر و درت السماء اذا مطرت والدر اللبن یقال لله درہ ای عملہ اگر یہ لفظ
خاص ہذیل کا ہی تو بھی نہایت فصیح ہی مگر خاص ہذیل کا نہین شاہد یہ ہی نابغۃ ذبیانی
شعر محرس واحد جاب اطاعلہ بنات غیث من الوسمی مدرار کما
فی العقد + نمر شعر سلام اللہ یحانہ وو رحمتہ وسماء درر کما
فی الصحاح والمجمع قولہ ۴۲ فقرہ انفال مین ہی یجعل لکم فرقانا لفظ فرقانا بمعنی
مخرجا قریش کا محاورہ نہین ہذیلی زبان ہی فصاحت سے خارج ہی اقول صراح
فرق فرقان جدا کردن فرقان ایضاً قرآن وانچہ فرق کنند بوی درمیان حق و باطل
کذا فی ص وق + مجمع فرقانا ای ھدایۃ ونورا فی قلوبکم یفرقون بھا بین الحق
والباطل عن ابن جریج وابن زید وقیل مخرجا فی الدنیا والاخرۃ عن مجاھد
وقیل نجاۃ عن السدی وقیل فتحا ونصرا کما قالوا یوم الفرقان یوم التقی
الجمعان عن الفراء وقیل عزا فی الدنیا وثوابا فی الاخرۃ وعقوبۃ وخذلانا لکل
ذلک یفرق بینکم وبینھم فی الدنیا والاخرۃ عن الجبای پوری آیت کا
ترجمہ یہ ہی کہ اے ایمان دارو اگر تم خدا سے ڈرو تو وہ تمھارے واسطے ہدایت اور نور عنایت
کریگا جسکے سبب تم حق و باطل مین فرق کر لیا کرو اور درگذر کریگا تمھارے گناہونسے
اور بخشدیگا تمکو اور اللہ بڑا صاحب فضل ہی یہان فرقان کے وہی معنی ہین جنکو معترض
بھی جانتا ہوگا یعنی انچہ فرق کنند بوی اور چونکہ باعث فرق ایک مفہوم عام
جسکا مصداق بہت سی چیزین ہو سکتی ہین کبھی ہدایت خدا کبھی فتح و نصرت خدا کبھی
نور قلب کبھی عقل کبھی پیغمبر کبھی کتاب خدا اسواسطے مفسرین نے اوسکی تعبیر اور تعیین مین
اختلاف کیا ہی کسی نے فرقان سے مراد یہان ہدایت سمجھی ہے کسی نے نور اور کسی نے اعزاز

یا ایھا الذین
امنوا ان تتقوا اللہ
یجعل لکم فرقانا
یکفر عنکم سیاتکم
ویغفر لکم واللہ
ذو الفضل العظیم

دنیا اور آخرت یا فتح اور نصرت جسطرح جنگ بدر مین سب نے مشاہدہ کی تھی کہ اسکے
سبب بھی مؤمنین کو حق اور باطل مین فرق ہوگیا اور چونکہ یہ امور باعث نجات ہین
اسواسطے کسی مفسر نے بطور حاصل مطلب اور بنظر اختصار اسکا ترجمہ مخرج از عذاب خدا
یا محض نجات کردیا ہی غرض تعیین اور تعبیر مصداق مین اختلاف ہی نہ اصل ترجمہ مین
اور تعیین مصداق کا اختلاف ہر زبان مین موجود ہی کیونکہ تعیین قائل کی نیت پر موقوف
ہوتی ہی۔ پس اس قسم کا اعتراض اہل علم کے نزدیک مفسر کی جہالت یا تعصب کی دلیل
ہی قولہ ۴۲ فقرہ توبہ مین ہی وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً لفظ عیلۃ بمعنی فقر بولنا غلط ہر کوئی فصیح
قریش کی زبان کا یہ ہذیلی لفظ نہین بولتا اقول صراح عیلۃ حالۃ درویشی کذا فی
ص وق۔ مجمع العیلۃ الفقر تقول عال یعیل اذا افتقر شاہد یہ ہی شعر ومایدری
الفقیر متی غناہ وما یدری الغنی متی یعیل کما فی المجمع۔ ابو خراش الہذلی
شعر الی بیتہ یاوی الضریک اذا شتا ومستنبح بالی الدرہیین عائل
کما فی السیرۃ اگرچہ یہ شاعر بھی ہذیل کا ہی لیکن یہ شاعر بہر حال مستند ین وموثقین
اہل زبان سے ہی جسکے کلام سے اہل ادب اور اہل لغت سند لاتے ہین قولہ ۴۳
فقرہ توبہ مین ہی وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً لفظ ولیجہ بمعنی بطانہ یعنی بھید قریش کی زبان
نہین ہذیلی محاورہ ہی اقول ولج ولوج ولجہ بالتحریک درآمدن واولجہ ادخلہ ولیجۃ الرجل
خاصہ وبطانہ مرد کذا فی ص وق۔ مجمع والولیجۃ الدخیلۃ فی القوم من غیرھم
والبطانۃ مثلہ ولیجۃ من یختص بدخلۃ امرہ دون الناس الواحد والجمع فیہ
سواء وکل شی دخل فی شئ لیس منہ فھو ولیجۃ قال ظرفہ شعر فان القول فی
یتلجلج موالجا تضایق عنہ اذ یولجہ الابر اور یہ شعر حقدیمین مین اس طرح ہے

شعر رأیت القوافی یتلجن مواجا ۔ تضیق عنہا ان تولجہا الابر ۔ دوسرا
شاہد ہی شاعر شعر واعلم بانک قد جعلت ولیجۃ ۔ ساقوا الیک الخف
غیر مشوب ۔ کما فی السیرۃ قولہ ۴۵ فقرہ توبہ کے ۵ رکوع مین ہی اذا
قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ لفظ انفروا بمعنی اغزوا غلط ہی اور اختلاف محاورہ
ہذیلی بولی ہے اقول صراح نفر بالسکون گروہ گروہ بازگشتن حاجیان از منی وغلبہ
کردن وآسامیدن تفار نفور رمیدن وہمہ یکبارہ پیش آمدن بکارے انفار تنفیر
استنفار رمانیدن کذا فی صراح ۔ مجمع النفر الخروج الی الشیٔ لامر ہیج علیہ
ومنہ نفر الدابۃ یقال نفرت الدابۃ نفورا ونفر الی الشر نفرا ونفیرا ۔
یہ آیہ کریمہ جہاد کے باب مین نازل ہوئی ہی اور سبب نزول یہ ہی کہ جب مسلمان طائف
کا جہاد کرکے پھرے تو اونکو تبوک کے جہاد کے واسطے حکم ہوا چونکہ وہ فصل خرما تھی اسواسطے
لوگون نے گھر سے نکلنے اور سفر کرنے مین کچھ تعلل کیا اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ
اے مؤمنین کیا چیز مانع ہوتی ہی تمکو کہ جسوقت کہا جاتا ہے تم سے کہ نکلو اللہ کی راہ مین
تو گرے جاتے ہو زمین پر ۔ یہ لفظ یہان بمعنی اغزوا نہین اور نہ کسی مفسر اور اہل لغت
نے لکھا اگر ہذیل نفر کے معنی غزا اور قتال کے بولتے ہوتے تو اہل لغت بھی ضرور
لکھتے ۔ ہان چونکہ یہ خروج جہاد کے واسطے تھا لہذا ابو القاسم نے بنظر اختصار مرادی
معنی لکھدیے ہین لفظی ترجمہ نہین کیا اور اسی واسطے اسکے استشہاد کی حاجت نہین اور
اگر لفظی فصاحت وعذوبت دریافت کرنے منظور ہو تو امرئ القیس اور طرفہ اور زہیر
اور نابغہ کے دیوانون مین دیکھہ لو کہ یہ لفظ موجود ہی اور ظاہر ہی کہ یہ شعرا ہذیلی نہین تھے
پس تخصیص ہذیل کی اور دعوی غیر فصاحت باطل ہی قولہ ۴۶ فقرہ توبہ کے

ف ۴ انفروا خفافا وثقالا یعنی خوشی سے یا ناخوشی سے نکلو یا جوان ہو یا بوڑھے
ف ۵ انفروا ہی ۔ ۱۲ منہ

۱۲ رکوع مین ہی السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ لفظ سائحون بمعنی صائمون غلط اور قرائن کے برخلاف ذیل کے طور پر کئی جگہ بول کر اپنی آیات فصاحت سے خارج کیے ہین اقول صراح سیح رفتن آب و آب روان سیاحة سیوح سیح سیحان رفتن در زمین کذا فی صراح + مجمع السائح من ساح فی الارض یسیح سیحانا استمر فی الذهاب ومنه السیح الماء الجاری ومن ذلك یسمی الصائم سائحا لاستمراره علی الطاعة وترك الشهوة + اکثر مفسرون کے نزدیک سائحون سے مجازاً بطور کنایہ صائمون مراد ہے اور علاقہ درمیان حقیقت و مجاز کے وہی ہے جو صاحب مجمع البیان نے بیان کر دیا ہی اور ایسے مجازات و محاورات عرب مین بہت ہین بلکہ یہان تک نوبت پہنچی ہی کہ عرب مین مجاز حقیقت سے ابلغ سمجھا جاتا ہی اور ایسا کلام کم ہے جو مجاز سے خالی ہو مثلاً سباحت شناوری کو کہتے ہین اور چونکہ گھوڑے کی چال مین شناوری سے مشابہت پائی جاتی ہی تو گھوڑے کے وصف مین سابح کا لفظ استعمال کرنے لگے اور پھر یہ استعمال اسقدر شائع ہو گیا کہ بغیر موصوف کے محض سابح بولتے ہین اور گھوڑا مراد لیتے ہین اور اسی طرح ضب کے معنی بر زمین چسپیدن ہین اور اگرچہ زمین سے بہت چیزین چسپیدہ ہوتی ہین مگر صرف گوہ کا نام ضبہ رکھدیا ہی قولہ ۱۲ فقرہ نسا رکے ۱۴ رکوع مین ہی ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ لفظ عنت بمعنی گناہ اور زنا مجازی محاورہ نہین ہذیلی بولی ہے اقول صراح عنت بزہ مند شدن و در کارے دشوار افتادن و پیوند گرفتہ را باز شکستن کذا فی ص وق + مجمع العنت الجهد والشدة قال المبرد العنت الهلاك بیان دونون معنی منقول ہین مشقت شدیدہ اور ہلاک آخرت یعنی گناہ لیکن معترض کو معنی آخر مین کلام ہی اسواسطے اسی معنی کا شاہد لکھتے ہین شاعر شعر رأيتك

تبتغی عنتي وتسعی ۔ علی الساعی علی بغیر وحل ۔ کما فی الاتقان عن ابن عباس
قولہ ۴۸ فقرہ طہ مین ہی وَلَا یَخَافُ ظُلْمًا وَّلَا ھَضْمًا لفظ ہضما بمعنی نقصا قریش کے
فصحا کا محاورہ نہین ہذیلی لفظ ہی اقول صراح ہضم شکستن طعام در معدہ وچیزی از جہ
کسے باز شکستن ھضم الدواء الطعام یھضمہ نھکہ وعلیہ ھجم او ھبط وفلانا
ظلمہ وغصبہ ۔ کذا فی ص وق ۔ مجمع والھضم النقص یقال ھضمنی حقی ویھضمنی
ای ینقصنی وامرأۃ ھضیم الحشا ای ضامرۃ الکشحین لنقصانہ عن حد غیرہ
ومنہ ھضمت المعدۃ الطعام ای نقصتہ مع تعنیرھا شاہد یہ ہی امرئ القیس
شعر ھصرت بفودی راسھا فتمائلت ۔ علی ھضیم الکشح ریا المخلخل ۔ کما
فی المعلقۃ ۔ عنترہ شعر برکت علی جنب الرداع کانما برکت علی قصب
اجش مھضوم ۔ ای مکسر ومنقص کما فی المعلقۃ السادسۃ یہ دونون شاعر
ہذیلی نہین تھے اور قریش کے نزدیک کیسے کچھ مسلم اور فصیح تھے قولہ ۴۹ فقرہ
حج مین ہی وَتَرَی الْاَرْضَ ھَامِدَۃً لفظ ہامدہ بمعنی مغبرہ کبھی قریش نہین بولتے ہذیلی
زبان ہے اقول صراح ہمود فرومردن آتش وکہنہ شدن جامہ والھمدۃ السکتۃ
ارض ہامدۃ لانبات فیھا نبات ہامد ای یابس کذا فی ص وق ۔ مجمع والھمود
الدروس والدثور ھامدۃ ھالکۃ عن مجاھد ای یابسۃ دارسۃ من اثر
النبات شاہد یہ ہی اعشی شعر قالت قتیلۃ ما لجسمک شاحبا ۔ واری
ثیابک بالیات ھامدا ۔ کما فی المجمع ۔ کعب بن مالک جنگ احد مین ہبیرہ
بن وہب کے جواب مین ایک قصیدہ مین کہتا ہی شعر صحا وا علا مکان قتامھا
۔ من بعد نقع ھامد متقطع کما فی السیرۃ ہامدہ کے معنی مغبرہ نہ کسی اہل لغت

نے لکھے اور نہ کسی مفسر نے بلکہ خود سیوطی صاحب اتقان نے بھی جلالین مین یہ معنی نہین لکھے اور فی الواقع قرآن کا یہ مطلب بھی نہین ہی ظاہرا ابو القاسم نے اسکے ترجمہ مین لفظ متغیرہ لکھا ہوگا جسطرح صاحب قاموس نے لکھا ہی مگر پادریصاحب سے یہ لفظ صحیح نہین پڑھا گیا قولہ ۵۰ فقرہ لقمان مین ہے واقصد فی مشیک لفظ اقصد اس جگہ بمعنی اسرع آیا ہی اور یہ وحشی محاورہ ہذیل کا ہی اقول صراح قصد آہنگ کردن و شکستن چوب قصیدہ پارہ از شعر قاصد نزدیک یقال بیننا و بین الماء لیلۃ قاصدۃ ای مقتصدۃ السیر لا تعب فیہ ولا بطوء قصد ایضا میانہ رفتن در ہر چیز واقصد فی مشیک واقصد بذرعک ای امرہ علی نفسک ورستی یقال ھو یقصد فی الحکم ہی بعینہ کذا فی ص و ق مجمع ای اجعل فی مشیک قصدا مستویا علی وجہ السکون والوقار کقولہ تعالیٰ الذین یمشون علی الارض ھونا قال قتادۃ معناہ تواضع فی مشیک قال سعید بن جبیر ولا تختل فی مشیک تمام قرآنون مین اقصد ثلاثی مجرد ہی اور معنی اسکے اکثر مفسرون کے نزدیک اور بموجب احادیث نبویہ کے میانہ روی اور توسط اور تعدیل ہین شاہد یہ ہی لبید شعر علی حکم الیاتی یوما اذا قضیت قضیتہ ان لا یجور ویقصد جوہری کہتا ہی ارادو ینبغی ان یقصد فلما حذفہ واوہ یقصد موضع ینبغی رفعہ کما فی الصحاح سالم بن واصبۃ الحماسی شعر علیک بالقصد فیما انت فاعلہ ان التخلق یاتی دونہ الخلق قولہ ۵۱ فقرہ یاسین مین ہے فاذا ھم من الاجداث لفظ اجداث بمعنی قبور حجازی زبان نہین اور محمد صاحب نے اس وحشی غیر مستعمل ہذیلی لفظ کو تین جگہ قرآن مین بولا ہی۔ اقول صراح جدث بفتحتین

گور احدث و احداث جمع کذا فی ص وق ۔ مجمع والحدث القبر وجمعه الاجداث وهذه لغة اهل العالیة ویقول اهل السافلة بالفاء جدف + یہ لفظ نہایت مستعمل اور فصیح ہی اور خاص ہذیل کا نہین اور جسقدر فرق تھا مفسرون نے ظاہر کر دیا کہ مکہ سے اوپر کی طرف کے باشندے اوس طرح بولتے ہین اور نیچے کی طرف کے باشندے اسطرح ۔ شاہد یہ ہی ابن رواحہ شعر حینا یقولون اذ مروا علی جدثی ؛ ارشده یارب من عان وقد رشدا ؛ کما فی الاتقان عن ابن عباس الضنخل الهذلی شعر عرفت باجداث فعاف عرق ؛ علامات کتحبیر النماط ؛ کما فی الصحاح اگرچہ یہ شاعر بھی ہذیلی ہے مگر زمانہ جاہلیت کے شعرا مین بڑا مستند اور فصیح تھا اور اہل لغات اسکے کلام سے استشہاد کرتے ہین قولہ ۵۲ فقرہ طارق مین ہی النجم الثاقب لفظ ثاقب بمعنی روشن قریشی زبان نہین بلکہ ہذیلی گنواری لفظ ہے اقول صراح ثقب ثقوبا فروختہ شدن آتش ۔ شقیب افروختن آتش کذا فی ص وق + مجمع والثاقب المضیء النیر وثقوبه توقده بنوء والثاقب العالی الشدید العلو ۔ ثاقب بمعنی روشن اور مضی تمام فصحاء عرب بولتے ہین اور ستارہ اور شہاب اور حسب وغیرہ کے وصف مین اس لفظ کو استعمال کرتے ہین شاہد یہ ہی ابو الطمحان القینی بن حنظلة الحماسی شعر اضاءت لهم احسابهم ووجوههم ؛ دجی اللیل حتی نظم الجزع ثاقبه شارح علی بن زکریا کہتا ہی والثقوب الاضاءة یقال نار ثاقبة وکوکب ثاقب وحسب ثاقب ؛ ابو قیس شعر وآب امرء فاختار دینا فلا یکن ؛ علیکم رقیب غیر رب الثواقب ؛ کما فی السیرة حسان فی جواب عبد الله بن الزبعری یوم الخندق شعر ولقد رأیت بها

الحلول بينهم ۔ بيض الوجوه ثواقب الاحساب ۔ كما في السيرة قوله ۵۳ فقره سوره محمد مين ہي وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ لفظ بال بمعنى حال محمد صاحب نے خلاف فصاحت قريش كے برخلاف بولا ہي اقول قرآن مين وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ہي نہ يصلح صراح بال دل وتن آسانى وحال يقال ما بالك اى ما حالك كذا في ق مجمع البال الحال والشان والقلب واصلح بالهم اى حالهم يہ لفظ نہايت فصيح اور تمام فصحا كے استعمال مين تھا خصوصًا قريش كے شاعر يہ ہي هبيرة بن وهب مشرک جنگ احد مين كہتا ہي ع ما بال همّ عميد بات يطرقني ۔ ضرار بن الخطاب بن مرداس جنگ احد مين كہتا ہي ع ما بال عينك قد نامت وقد رهبا السهد ۔ حسان جنگ احد مين كہتا ہي ع ما بال جنبك لا ترقى مدامعها ۔ عباس بن مرداس جنگ حنين مين كہتا ہي ع ما بال جنبك فيها عائر سهر نابغه مصرعه ۔ وحالف بال اهل الدار بالي كما في العقد علاوه انكے ديگر شعراے جاہليت كے اشعار مين بھى يہ لفظ موجود ہي مگر بسبب طوالت كے نہين لكھتا قوله ۵۴ فقره ذاريات مين ہي كانوا قليلا من الليل ما يهجعون يہجعون بمعنى ينامون غير مستعمل اور وحشى ہے اقول صراح ہجوع بخواب رفتن بشب وشكستن گرسنگى ۔ تاج عروس ہجوع النوم بالليل دون النهار شاہد ہے زهير شعر تأوبني ذكر الاحبة بعدما ۔ هجعت وكنت قلما الحزن والبلا امرؤ القيس شعر كأن على اسنانها بعد هجعة ۔ سفرجل او تفاح في القند والعسل ۔ كما في العقد ۔ عباس بن مرداس جنگ حنين مين كہتا ہے شعر

ع ما بال همّ عميد بات يطرقني
ع ما بال عينك قد نامت وقد رهبا
ع ما بال جنبك لا ترقى مدامعها
ع ما بال جنبك فيها عائر سهر

وایقاظی القوم ان یرقدوا ۞ اذا هجع الناس لم اهجع ۞ کما فی السیرة **قولہ**
۵۵ فقرہ ذاریات مین ہی ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحَابِهِمْ لفظ ذنوب بمعنی عذاب
کبھی قریش جانتے بھی نہین یہ ہذیل کے گنوارون سے سنکر بولا ہی **اقول** صراح
ذنوب اسپ دراز دم و بہرہ و گوشت پشت ماژہ و دلو پر آب کذا فی ص و ق +
مجمع واصل الذنوب الدلو الممتلی ماءً یونث ویذکر شاہد یہ ہی علقمہ التمیمی
شعر وفی کل حی قد خبطت بنعمة ۞ فحق لشأس من ندای ذنوب ۞ کما
فی العقد والمجمع علقمہ ہذیلی نتھا تمیمی تھا + شاعر **شعر** لنا ذنوب ولکم
ذنوب فان ابیتم فلنا القلیب کما فی المجمع لاریب ذنوب کے معنی
عذاب قریش نہین جانتے تھے بلکہ ہذیل بھی نہین جانتے لیکن چونکہ اہل جہنم کے واسطے
بجز عذاب کے کچھ نصیب اور بہرہ نہوگا اس لیے ابو القاسم نے بسبب اختصار کے اسکے
معنی مین لفظ عذاب لکھدیا ہے چنانچہ بیضاوی وغیرہ مختصرات مین بھی اسکی تصریح
موجود ہی پاور صاحب کا دھوکا چل نہین سکتا **قولہ** ۵۶ فقرہ قمر مین ہے
ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ لفظ دسر بمعنی مسامین قریش کا محاورہ نہین ہذیل کا گنواری
لفظ ہی **اقول** صراح دسر دسار میخ کشتی وسر جمع کذا فی ص و ق + مجمع والدسر
المسامیر التی تشد بها السفینة واحدها دسار ودسر دسرت السفینة
دسرها دسرا اذا شددتها وقیل اصل الباب الدفع یقال دسره بالرمح اذا دفعه
بشدة والدسر حدد السفینة لانه یدسر به الماء ای یدفع ومنه
الحدیث فی العنبر هو الشیء دسر البحر شاہد یہ ہی **شعر** سفینة نوحی
قد احکم صنعها ۞ مشیحة الالواح منسوجة الدسر ۞ کما فی الاتقان +

۵۵ یہ لفظ ہمارے پاور صاحب کے بسبب کم استعدادی کے کچھ نہین سمجھا ہے فلہذا ہمین کچھ نہین کہنا ہے ۱۲

بشر شعر معبدة السفائف ذات دسر مضبرة جوانبها راجع
کما فی الصحاح + ابو اخزر الحمانی التمیمی عاد سرا باطراف القنا المقوم +
کما فی السیرة + قولہ ۵۷ فقرہ ملک مین ہی ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت
اس مقام پر تفاوت بمعنی عیب محمد صاحب نے خلاف محاورہ زبان پر بولا ہی اور
یہ غرابت ہی اقول صرح تفاوت الشیئان ای تباعد ما بینهما تفاوتا +
کذا فی صراح + مجمع والتفاوت لاختلاف والاضطراب ای اختلاف وتناقض
من طریق الحکمة بل تری افعاله کلها سواء فی الحکمة وان کانت متقاربة
فی الصور والهیأت یعنی فی خلق الاشیاء علی العموم وفی هذا دلالة علی
ان الکفر والمعاصی لا یکون من خلق الله لکثرة التفاوت فی ذلک وقیل
معناه ما تری یا ابن آدم فی خلق السموات من عیب واعوجاج بل هی
مستقیمة مستویة کلها مع عظمتها یہ لفظ بھی بقول مفسرین اوسی معنی
مین بولا گیا جسطرح حجازی اور تمام فصحاے عرب بولتے ہین یعنی اختلاف
اور عدم تناسب اور فرجہ کے معنی مین اور چونکہ اختلاف اور عدم تناسب عیب ہے
اسواسطے اگر کسی مترجم نے بنظر اختصار بطور حاصل اسکا ترجمہ عیب کر دیا تو کیا عیب
کی بات ہی ہر شخص کی تحریر اور تقریر جداگانہ ہوتی ہی دیکھو قاموس اور صحاح
دونون کتابون مین یکسان لغات عرب ہین اور وہی یکسان معانی مگر عبارت
دونون کتابون کی علحدہ علحدہ ہی پس ناواقف اور جہال ایسے اختلاف لفظی
سے متوحش ہوجاتے ہین نہ اہل علم لاعبرة للالفاظ بل للمعانی قولہ ۵۸
فقرہ حاقہ مین ہی والسلک علی ارجائها لفظ ارجا بمعنی نواحی وجوانب

ا ہ بلا تفاوت بین
ب تفاوت بین وتفاضل
ج عدم التناسب
د عدم التناسب بین
ہ الفرق فان کلا
و من التفاوت بین
ز بعض فی الاصل
ح ای
ط من اختلاف
ی اضطراب

قریشی لفظ نہین ہے ہذیلی ہے **اقول** صراح رجو رجا بالفتح والقصر کرانہ جاہ و کل ناحیۃ ومنہ ارجیت البئر رجوان و رجو کرانہ ارجاء کرانہا۔ کذا فی ص وق + مجمع والارجاء النواحی واحدھا رجا مقصورا والتثنیۃ رجوان شاہد یہ ہی امرئ القیس **شعر** کان السباع فیہ غرقی عشیۃ بارجائھا القصوی انابیش عنصل کما فی المعلقۃ الاولی + اخطل **شعر** وبیداء مجہال کان نعامھا بارجائھا القصوی اباعر ہمل کما فی الشرح للصحاح

قولہ ۵۹ فقرہ نوح مین ہی قد خلقکم اطوارا لفظ اطوارا بمعنی الوانا قریشی محاورہ نہین ہذیلی زبان ہی **اقول** صراح طور یکبار و نزدیک شدن بچیزے اطوار بارہا و قولہ تعالی خلقکم اطوارا قال الاخفش ای طورا نطفۃ وطورا علقۃ وطورا مضغۃ کذا فی ص وق + مجمع ای خلقکم طورا نطفۃ ثم طورا علقۃ ثم مضغۃ ثم عظما ثم کسی العظم لحما ثم انشانا ہ خلقا اخر فتبت لہ الشفۃ وکمل لہ الصورۃ عن ابن عباس ومجاہد وقتادہ وقیل اطوارا احوالا حالا بعد حال وقیل معناہ صبیانا ثم شبانا ثم شیوخا وقیل خلقکم مختلفین فی الصفات اغنیاء وفقراء وزمناء واصحاء وطولا وقصارا والایۃ محتملۃ للجمیع اس لفظ کے ترجمہ مین لفظ الوان نہ کسی اہل لغت نے استعمال کیا اور نہ کسی مفسر نے اور اگر کسی نے لفظ الوان لکھا ہوگا تو اوس سے بھی حالات اور تارات مراد ہین اور یہی تمام فصحاے عرب کا محاورہ ہی شاہد یہ ہی نابغہ **شعر** فان افاق لقد طالت عمایتہ ٭ والمرء یخلق طورا بعد اطوار ٭ امرئ القیس **ع** تصوب فیہ العین طورا وترتقی ٭ +

اسی طرح جلالین بعبارت ۱۲ منہ

کما فی العقد ۔ شاعر خماسی شعر فعینای طورًا تغرقان من البکاء فاعشی
وطورا تحسران فابصر ۔ شارح کہتا ہی الطور التارۃ یقال الناس اطوار
ای علی بال شتی **قولہ** ۱۰ فقرہ بنا بین ہی لا یذوقون فیہا بردًا ای لا
شرابا لفظ بردا بمعنی نوما محمد صاحب نے بولا مگر عبد القادر نے تحریف کرکے اوسکے
معنی ٹھنڈک کے لکھے ہین لیکن جلال الدین اور ابن عباس اور جلالین وغیرہ
تفسیرون کے سامنے عبد القادر کی تحریف کا کیا اعتبار ہی پس بردًا بمعنی نوما
غلط اور برخلاف محاورہ قریش بولا گیا ہی اس لیے فصاحت سے خارج ہے
اقول صراح بردسرما نقیض حر و خواب و منہ قولہ تعالی لا یذوقون
فیہا بردًا ولا شرابا ۔ کذا فی ورق مجمع برد ما و لا شرابا یبرد النوم و الماء
عن ابن عباس قال ابو عبیدہ البرد النوم ہنا و انشد ع فیصدنی عنہا
و عن قبلاتہا البرد ۔ و قیل لا یذوقون فی جہنم بردا ینفعہم من حرہا و
لا شرابا ینفعہم من عطشہا عن مقاتل بیان لفظ برد کے دونون معنی منقول
اور درست ہین ۔ اور پادریصاحب نے جو عبد القادر پر تحریف کا اتہام کیا ہے
سو محض غلط ہی کیونکہ مفسرین متقدمین نے بھی یہ معنی بیان کیے ہین دیکھو کتاب
مجمع البیان کو کہ مقاتل نے بھی یہ معنی بیان کیے ہین اور بیضاوی مین بھی اول
یہی قول لکھا ہی پس باوجودیکہ بیضاوی پادری صاحب کے پیش نظر ہی پھر اس قول
کو ایک عبد القادر کی طرف منسوب کرنا یہ تحریف ہی مگر حق یہ ہی کہ چونکہ پادری صاحب
کو قرآن مین کہین تحریف معلوم نہین ہوتی تو ایسی باتون کو تحریف کہکر شفای
غیظ کر لیتے ہین ہان تحریف کا احتمال اوسوقت ہو سکتا جبکہ اصل عبارت قرآن

مثل انجیل صفحۂ روزگار سے مفقود ہوتی اور صرف ترجمون پر مدار ہوتا اور یہان
تو عنایت الٰہی سے اصل عبارت اور کلام خدا موجود ہی اور ہر معنی کیواسطے سند
اور شاہد پھر اگر کوئی تحریف کا ارادہ بھی کرے تو بھی اوسکی کچھ چل نہین سکتی
برد بمعنی نوم بھی فصحاے عرب کی زبان ہے چنانچہ ایک شعر کا مصرعہ تو شاہد
اوپر مذکور ہوچکا اور دوسرا شاہد یہ ہی شعر وان شئت حرمت النساء سواکم
وان شئت لم اطعم نقاخا ولا بردا ۔ کما فی الصحاح والجمع فی سورۃ البقرۃ
قولہ ۶۱ فقرہ نازعات مین ہی قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ واجفہ بمعنی خائفہ
غلط اور ہذیلی زبان ہی اقول صراح وجف طپیدن ونوعی از رفتار شتر
کذا فی ص وق + مجمع والوجیف شدۃ الاضطراب وقلب واجفۃ مضطرب
والوجیف سرعۃ السیر واوجف فی السیر اسرع اس لفظ کے معنی لغوی
طپیدن اور رفتار تیز کے ہین اور یہی معنی اکثر مفسرون[1] نے لکھے ہین اور چونکہ
وقت خوف کے قلب جلد جلد دھڑکتا ہی اور مضطرب ہوتا ہی اسواسطے اگر کسی مفسر
نے بجاے قلوب مضطربہ کے قلوب خائفہ لکھدیا تو یہ معنی اصل معنی سے علیحدہ نہین کیونکہ
ملزوم کو بجاے لازم کے اور سبب کو بجاے سبب کے بولنا مجازات شائعہ مین سے ہی
شاہد یہ ہی المنخل بن الحارث الیشکری شعر یخبن من خلل الغبار یجفن
بالنعم الکثیر ۔ آی یسرعن ویضطربن ۔ کما فی الحماسہ + قیس بن الخطیم
الظفری شعر انا وان قدموا التی علموا اکبادنا من ورائھم تجف ۔
کما فی السیرۃ قولہ ۶۲ فقرہ بلد مین ہی او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ
لفظ مسغبہ بمعنی بھوک ہذیلی زبان ہی فصحاے قریش نہین بولتے اقول

[1] یضا وفی الفاظ
شدیدۃ الاضطراب من
الوجف ۱۲ مدارک وقلوب
مضطربۃ من الوجیف ۱۲
منہ

صراح سغب گرسنگی نمودن سغبان وسغبی کذا فی ص وق + مجمع المسغبة المجاعة شاہد یہ ہی ابوسفیان بن الحارث شعر وما کان الا بعض لیلة راکب ۞ اتی ساغبا من غیر خلة معدم ۞ + ہند بنت عتبة ام معاویہ شعر یا عین بکی عتبة ۞ شیخا شدید الرقبة ۞ یطعم یوم المسغبة ۞ یدفع یوم المغلبة ۞ کما فی السیرة + جریر شعر تعلل وہی ساغبة بنیہا ۞ بانفاس من الشیح القراح ۞ کما فی المجمع قولہ ۶۳ فقرہ بنی اسرائیل کے ۱۲ رکوع مین ہی اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ۝ لفظ مبذرین بمعنی مسرفین قریش کی زبان نہین ہذیل کا محاورہ ہی اقول صراح بذر تخم کاشتن تبذارہ بکسر التاء اسراف کنندہ کذا فی ص وق + مجمع التبذیر التفریق بالاسراف اصله ان یفرق کما یفرق البذر الا انه یختص بما یکون علی سبیل الافساد وما کان علی وجه الاصلاح لا یسمی تبذیرا وان کثر + شاہد یہ ہی نابغة شعر ترائب یستضیء الحلی فیها + کجمر النار بذر بالظلام کما فی المجمع والعقد قولہ ۶۴ فقرہ آل عمران کے ۱۳ رکوع مین ہی اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا لفظ تفشلا بمعنی نامردی حمیر کی گنواری زبان ہی حجازی نہین بولتے اقول صراح فشل بالفتح چیزے از سانختگی ہوئے و مرد ترسندہ بدول افشال جمع فشل بفتحتین مصدر منه کما فی ص وق + مجمع والفشل الجبن یقال فشل یفشل فشلا والفشل الضعیف + حسان بن ثابت تبکی علی خبیب شعر ما بال عینك لا ترقی مدامعها ۞ سحا علی الصدر مثل اللؤلؤ القلق ۞ علی خبیب فتی الفتیان قد علموا لا فشل جبر

۶۲ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا توفیق کا ارادہ بعد فتح مکہ اور اسلام لانا اور عداوت رضا خاتمہ بالخیر ہونا

۶۳ اور ۶۴ ان دونون کا بعد فتح مکہ کے اسلام لانا اور صحابی ہونا

تلقاه ولا نزق کما فی السیرة ۔ شداخ بن یعمر الکنانی شعر قاتلی القوم
یا خزاعة ولا یدخلکم فرقنا لکم فشل ۔ شرح حماسہ سے ظاہر ہی کہ بنی کنانہ
سرزمین تہامہ مین رہتے تھے جو عین حجاز ہی اور پہلے بھی مذکور ہو چکا ہی کہ کنانہ قریش
کے باپ کا نام تھا اور یہ قبیلہ اصالت و نجابت و شجاعت و فصاحت مین مثل قریش
کے تھا اور یہ وہ شعر ہی کہ جسکے سبب تمام بنی کنانہ بنی خزاعہ کی امداد و اعانت سے
باز رہے اور کسی نے اس شعر پر اعتراض نکیا قولہ ۱۵ فقرہ ۱۱ رکوع
مین ہی فَإِنْ عَثَرَ عَلَى أَنَّهُمَا لفظ عثر بمعنی اطلع حمیری بولی ہی قریشی زبان نہین ہے
اقول صراح عثرہ عثرة شکوخہ عثار شکوخیدن عثر عثور دیدہ ور شدن
بر چیزے یقال عثر علیه اعثارا اطلاع داون کسی را و منه قوله تعالی وَكَذَٰلِكَ
أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ کذا فی ص و ق مجمع عثر الرجل علی الشی یعثر عثورا اذا اطلع علی
امر لم یطلع علیه غیرہ یہ لفظ خاص حمیر کا نہین بلکہ دیگر فصحاے عرب کا محاورہ
بھی ہی اعشی شعر بذات لوث عثرنا اذا عثرت ۔ فالتفت اولی بها من ان
یقال لغا ۔ کما فی المجمع قولہ ۱۶ فقرہ اعراف کے ۸ رکوع مین ہی إِنَّا لَنَرَاكَ
فِي سَفَاهَةٍ لفظ سفاہت بمعنی جنون قریش کی زبان نہین حمیر کی ہی اقول پادریصاحب
نے قول بست و یکم مین بھی اس لفظ پر اعتراض کیا ہی اور وہان اسکو بمعنی جہالت
بنی کنانہ کا محاورہ لکھا ہی اور یہان بمعنی جنون حمیر کا محاورہ لکھا ہی مگر دونون جگہہ
بلکہ جہان قرآن مین آیا ہی وہان وہی مجازی معنی مراد ہین یعنی بیخردی اور
سبکی عقل اور جواب اسکا مفصلاً مع شواہد وہان مذکور ہو چکا ہی حاجت اعادہ نہین
مگر پھر اس قدر کہتا ہون کہ اگر کسی مترجم نے بجاے بیخردی کے جنون ترجمہ کر دیا

تو ایسے اختلاف لفظی پر اعتراض بھی خالی از جنون نہیں قولہ ۶۷ فقرہ یونس کے
۳ رکوع مین ہی فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ لفظ زیلنا بمعنی تمیز نا غلط بولا ہی کوئی فصیح بجاز
کا یہ لفظ نہین بولتا اقول صراح زیل دور کردن از جاے و پارہ پارہ کردن و
جدا کردن یقال زال الله زواله وازال الله زواله اذا دعی علیه بالبلاء والهلاك
وزلته فلم یتزیل ومزنه فلم یتمیز وزیلته فتزیل ای فرقته فتفرق ومنه
قوله تعالٰی فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ مزایلة وزیال ای مفارقة وفراق تزال تبائن +
کذا فی ص وق + مجمع التزییل التفریق ماخوذ من قولهم زالت الشی عن مکانه
ازیله وزیلته من هذا اذا نحیته عن مکانه وزایلت فلانا اذا فارقته
ای میزنا وفرقنا بینهم فی المسئلة فسئلنا المشرکین علی الحقیقة لم عبدتم
الاصنام وسئلنا الاصنام علی الحقیقة لم عبدتمونا وبای سبب عبدتموها
سوال تقریع وتبکیت وقیل معناه فزیلنا بینهم وبین الاوثان فتبرأ منهم
الشرکاء وانقطعت اسبابهم وشاهد هذا لبید شعر خفرت وزایلها السراب
کانها اجراع بیشة اثلها ورضامها + ای فارقها السراب وتمیزت ولاحت
کما فی المعلقة + عبد القیس بن خفاف شعر صحوت وزایلنی باطلی کما زعم ابیك
زیالا طویلا کما فی الحماسة قولہ ۶۸ فقرہ ہود کے ۶ رکوع مین ہی قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا لفظ مرجوا بقول متقدمین بمعنی حقیر احمد صاحب نے خلاف محاورہ قریش
حمیر کی گنواری زبان پر بولا ہی اقول صراح رجاء بالمد امیدداشتن وترسیدن
کذا فی ص وق + مجمع مرجوا قبل هذا ای کنا نرجوا منك الخیر لما کنت
علیه من الاحوال الجمیلة قبل هذا القول فالان یئسنا منك ومن خیرك

بابدا لك ما ابدعت وقيل معناه كنا نرجوك ونظنك عونا لنا
على ديننا بعد اسكے جواب یہ ہی کہ تفاسیر مستدلہ مین کسی مفسر نے مرجو کے معنی
حقیر نہین لکھے اور نہ کتب لغت سے یہ معنی ثابت ہوتے ہین اور نہ یہ معنی سیاق
عبارت قرآن اور قصۂ صالحؑ کے مطابق ہین پھر ایسے قول بے سند خلاف جمہور و
خلاف واقع کو کون تسلیم کرتا ہی حضرت صالحؑ کی قوم کا یہ قول تھا کہ اے صالحؑ
قبل تیرے اس قول کے کہ خدائے واحد کی عبادت کرو اور عبادت اصنام کو ترک
کرو ہم تجھ سے یہ امید رکھتے تھے کہ تو ہمارا سردار ہوگا اپنے امور مین تجھ سے
صلاح و مشورہ کیا کرین گے اور اب تو ایسی باتین کرتا ہی جن سے امید قطع ہوگئی
فقط اور ہرگاہ رجو کے معنی حقیر کہین تو یہ مطلب ہوگا کہ اے صالح قبل اس قول کے
ہم تجھ کو حقیر اور ذلیل سمجھتے تھے پس یہ مطلب اصل قصہ سے بالکل خلاف ہوجائیگا
اور پادریصاحب نے لفظ متقدمین لکھکر عوام و جہال پر اپنے علم و تحقیق کو ظاہر کیا
ہے یہ محض مغالطہ ہی بجز اس شخص ابوالقاسم کے کسی نے غالبًا نہین لکھا اور اگر کسی نے
لکھا ہی تو معترض اوسکا نام بتائے ۔ اور اسی وجہ سے پادریصاحب نے کسی کا نام
نہین لکھا ہی صرف متقدمین لکھکر ٹال دیا ہی ابوالقاسم کے قول کا حال ہمارے جوابات
اور شواہد سے جنکو برابر لکھتے آتے ہین ناظرین کو خوب معلوم ہوگیا ہوگا ۔ اور
چونکہ یہان مرجو کے معنی حقیر نہین اسواسطے سند اور شاہد کی ضرورت نہین + قولہ
۶۹ فقرہ یوسف مین ہی جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ لفظ سقایہ بمعنی برتن قریش کے
برخلاف حمیر کا محاورہ ہی اقول صراح سقایہ بالکسر پیمانہ شراب و منہ قولہ تعالیٰ
جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ وهو الصواع الذي كان الملك يشرب منه كذا

۱۲ بلا لعین ان ہذا لجواب ان یکون لنا ۱۲ ایضا وی لی نری فی ہذا لمکان من مخالفۃ الارشاد والسداد وان یکون لنا سبیل وشبہۃ فی الامور ولوان تواقضانی الدین فی ہذا لمقام بمثل ہذا القول لسقط الرجاء وانہدم انتہا ان لفیہ بالصبر آبا وُنا علی ہذا الکمال المناقضۃ ۱۲ مدارک مرجوا قبل ہذا الاضافۃ ۱۲ بلا لعین ان ترتضی فی دینا وقد اقتضا علی ما تحن علیہ ۱۲ منہ ۱۲

فی ص وق + مجمع والسقایۃ الاناء التی یسقی منہا وھو من السقی وقیل السقایۃ والصواع واحد قیل ان السقایۃ ھی المشربۃ التی کان یشرب منہ الملک ثم جعل صاعا فی السنین الشداد القحاط یکال بہ الطعام وقیل کان من ذھب عن ابن زید وروی ذلک عن ابی عبد اللہ وقیل کان من فضۃ وذھب عن ابن عباس وقیل کان من فضۃ مرصعۃ بالجواھر جواب یہ ہی کہ سقایہ محض برتن کو نہین کہتے جسطرح پادریصاحب نے لکھا ہی بلکہ پانی پینے کے برتن کو کہتے ہین خواہ پیالہ ہو یا کچھ اور یہ لفظ نہایت فصیح اور عذب ہی اور قریش کے استعمال مین تھا ابولہب حضرت عبد المطلب کے مرثیہ مین کہتا ہی شعر طوی زمزم ما عند المقام فاصبحت ۔ سقایتہ فخرا علی کل ذی فخر ۔ کما فی السیرۃ اگرچہ شعر مین سقایت مصدر ہی نہ صفت لیکن اس سے فصاحت لفظ کی ظاہر ہے پس اگر بالفرض سقایت بمعنی ظرف حمیری محاورہ ہو تاہم یہ لفظ غریب حسن ہوگا نہ متوعر علاوہ اس کے حمیر کا محاورہ گنواری نہین ہوسکتا کما مر قولہ ۷۰ فقرہ حجر مین ہی من حمأ مسنون لفظ مسنون بمعنی متن و بدبو حمیر کی بولی ہی قریش مین کوئی اشراف اس لفظ کا استعمال نہین کرتا اقول صراح سنن بفتحتین روشن حمأ مسنون بوی ناک وسنۃ الوجہ صورت روی مسنون صورت کردہ وقد سننتہ اسنہ منہا اذا صورتہ ورجل مسنون الوجہ اذا کان فی وجہہ وانفہ طول سن ایضا ریختن خاک بر زمین و بلند کردن وآب بر روی ریختن کذا فی ص وق + مجمع والحمأ جمع حمأۃ وھو الطین المتغیر الی السواد یقال حمئت البئر و احمأتہا انا والمسنون المصبوب من سننت الماء علی وجہہ ای صببتہ

ویقال سننت بالسین غیر معجمة ارسلت الماء وشننت بالشین معجمة صببت وقیل انه المتغیر من قولهم سننت الحدید علی المسن اذا غیرتها بالتحدید واصله الاستمرار فی جهته من قولهم هو علی سنن واحد والسنة الطریقة وسنة الوجه صورته + المعنی من حماء ای من طین متغیر مسنون ای مصبوب کانه افرغ حتی صار صورة کما یصب الذهب والفضة وقیل انه الرطب عن ابن عباس وقیل مصور عن سیبویه قال اخذ من سنة الوجه بعد اسکے جواب یہ ہی کہ مسنون کے معنی منتن بھی ہین مگر یہان اکثر مفسرون نے یہ معنی اختیار نہین کیے بلکہ خود سیوطی نے بروایت صحیحہ ابن عباس سے اسکے معنی رطب لکھے ہین اور اکثر مفسرون نے مصور یا مصبوب لکھے ہین اور یہ دونون لفظ گویا قول ابن عباس کی تفسیر ہین اور قصۂ آدم سے ظاہر ہی کہ انکی مٹی چالیس روز بھیگتی رہی اور بعد خمیر کے اوسکا قالب اور پتلا بنایا گیا اور پھر وہ خشک کیا گیا + اور نیز بلاغت قرآن سے ظاہر ہی کہ مسنون کے معنی مصور یعنی صورت کردہ شدہ ہین اور اس مین مصبوبیت بھی داخل ہی کیونکہ قالب مین پڑنا اور صورت بنا بدون صب کے نہین ہوتا اور یہی قول مختار ہے کیونکہ مٹی کا بھیگنا اور متغیر اور بدبو ہونا لفظ حماء سے ظاہر ہی بلکہ مجاہد اور کسائی کے نزدیک بدبو ہونا لفظ صلصال سے ہی ظاہر ہی پھر لفظ مسنون سے فائدہ جدید حاصل ہونا چاہیے قطع نظر اسکے اگر مسنون کے معنی بدبو کے ہون تو قالب اور پتلا بنانا اور بصورت انسان ہوجانا کس لفظ سے سمجھا جائے گا حالانکہ اس کیفیت کا بیان بھی ضرور تھا۔ اللہ اللہ کیا بلاغت ہی اور کیا فصیح لفظ فرمایا ہے

کہ جسکے کئی معنی ہین اور سب معنی حالات قصہ سے مناسب ہین اور درست
ہو جاتے ہین اور درحقیقت مراد ایک معنی ہین یعنی مصبوب و مصور۔
علاوہ دونون وجہون مذکورہ کے اس معنی کے ظاہر اور مختار ہونے کی
تیسری وجہ یہ بھی ہو کہ یہ معنی فصحاے عرب کے استعمال مین بہت ہین۔
شاہد یہ ہو حمزہ بن عبدالمطلب عم رسول اللہ شعر اغر کضوء
الشمس سنة وجهه ۔ جلی الخیر عنه ضوءه فتبدا ۔ کما فی التحفة
الناصریه ذوالرمه شعر بریك سنة وجهه غیر مقرفه ۔ ملساء لیس
بها خال ولا ندب ۔ کما فی المجمع والصحاح ۔ امرئ القیس ع
ومسنونة زرق کانیاب اغوال ۔ اور شاہد مسنون بمعنی منتن یہ ہے
شاعر شعر طاب منه الطعم والریح معا ۔ لن تراه متغیرا من اسن ۔
کما فی الاتقان عن ابن عباس پس ثابت ہوا کہ یہ معنی بھی خاص حمیری محاورہ
نہین اور اگر ہو تو کچھ قباحت نہین قولہ ۱۷ فقرہ بنی اسرائیل مین ہے
فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ لفظ ینغضون بمعنی تحریک الراس قریش
کا محاورہ نہین اقول صراح نغض نغوض سر جنبانیدن وجنبیدن آن
متعدی ولازم وجنبیدن پالان شتر و دندان کودک کہ خواہد افتاد وکذا فی ص ۱۰ ق ۲
مجمع ویقال انغض راسه ینغضه ونغض براسه بنغضه نغضا اذا حرکه
قالوا والنغض تحریك الراس بارتفاع وانخفاض ومنه قیل للظلیم نغض
لانه یحرك راسه فی مشیه بارتفاع وانخفاض شاہد یہ ہی امرئ القیس
شعر وراح کتیس الرمل ینغض راسه ۔ اذا ناله من صائك متحلب ۔

۱۱۸ ۱۱۸ ۱۱۸

علقمة **شعر** وراح کشاة الرئبل ینفض راسه اذاة به من صابك متعلب
کما فی العقد + یہ دونون شعراون عمدہ اور فصیح قصیدون مین کے ہین کہ جو اون
دونون شاعرون نے استحان شاعری کے واسطے مقابلہ مین ایک خیمہ کے اندر بطور
مباحثہ فی البدیہہ کہے تھے اور اچھے اور برے کلام کی شناخت کے واسطے امرئی القیس
کی زوجہ حکم یعنی پنچ اور ثالث مقرر ہوئی تھی یقینًا دونون شاعرون نے اوسوقت
کوئی غیر فصیح لفظ نہ بولا ہوگا **شعر** انتفض لی یوم الفجار وقد تری نصولا
علینا کالاسود ضواری یکافی الاتقان عن ابن عباس + ناظرین یاد رکھین کہ
یہ لفظ منجملہ اون الفاظ ثلاثہ کے ہی جنکو ابو بکر واسطی نے لغات قریش مین سے
غریب لکھا ہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ قریش مین یہ لفظ مستعمل تھا گو بطور
غرابت ہو اور اگر مطلقًا مستعمل نہوتا تو بھی مخل فصاحت نہ تھا کیونکہ علقمہ اور
امرئی القیس وغیرہم سے فصحا اور مستندین کا محاورہ تھا **قولہ** ۲ ۷ فقرہ
مریم کے اوائل مین ہی قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ لفظ عتیا بمعنی نحولا قریشی محاورہ
نہیں حمیری ہی زبان ہی **اقول** صراح عتو عتی بالضم والکسر از حد در گذشتن عتی بغایت
پیری رسیدن وتعیت مثل عتوت وعتی لغۃ فی حتی لہذیل وثقیف کذا فی
ص وق + مجمع معناہ وقد بلغت من کبر السن الی حال الیبس والجفاف و
نحول العظم بعد اسکے کہتا ہون کہ یہ محاورہ خاص حمیری نہین کیونکہ ایسا ہوتا
تو اہل لغت ضرور اسکو بیان کر دیتے چنانچہ اسی لغت مین دیکھہ لینا چاہیے
کہ جو ہذیل اور ثقیف کا خاص محاورہ تھا اوسکو بیان کر دیا اگر حمیری محاورہ
ہوتا تو اوسکو بھی لکھدیتے **قولہ** ۲ ۳ فقرہ طہ مین ہی وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ

اُخرٰی لفظ مارب بمعنی حاجات حمیری زبان ہی قریش مین کوئی شریف نہین
بولتا اقول صراح ارب بالکسر وسکون الراے وفتحہا اربہ مارب بہ بضم الراء
وفتحہا حاجت وفی المثل مارب لاحفاوۃ ارب بفتحتین حاجت مند شدن کذا
فی ص وق ۔ مجمع ای حاجات ۔ شاہد یہ ہی ابو قیس بن الاسلت شعر وقد
کان عندی للھموم معرس ۔ فلما قضی منہا حاجتی ومآربی ۔ کما فی السیرۃ
اور عرب مین ضرب المثل ہی مارب لاحفاوۃ اور ظاہر ہی کہ مثل شعر سے بھی
زیادہ فصیح اور مستند اور مشہور ہوتی ہی قولہ ۱۲ ۔ فقرہ کہف مین ہے
فَہَلْ نَجْعَلُ لَّكَ خَرْجًا لفظ خرجا بمعنی جعلا آیا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ شاید
محمد نے خراجا بتلایا تھا پس یہ لفظ فصحا کی زبان نہین حمیری محاورہ ہی اقول
صراح خرج خراج بفتحتین باج وجعل بالضم مزد بعالہ بالکسر کذلک کذا
فی ص وق ۔ مجمع معناہ فہل نجعل لک بعضا من اموالنا علی ان تجعل
بیننا وبینہم سدا ای حاجزا والفرق بین الخرج والخراج ان الخراج
اسم لما یخرج من الارض والخرج اسم لما یخرج من المال وقیل الخراج الغلۃ
والخرج الاجرۃ وقیل الخراج ما یؤخذ عن الارض والخرج ما یوخذ عن الرقاب
قالہ ابو عمرو وقیل الخراج ما یوخذ فی کل سنۃ والخرج ما یوخذ دفعۃ
عن ثعلب قطع نظر اس سے کہ کسی اہل لغت نے باوجود اس اختلاف وتحقیق کے
اس لفظ کو حمیری محاورہ نہین لکھا ہم فرضاً تسلیم کرتے ہین کہ حمیر بجاے جعل کے
خرج بولتے ہین لیکن جعل مزد کو کہتے ہین جو کام کے عوض مین ایک دوسرے کو مقرر
کردیوے اور جو مال نقد کسی کے حساب سے تحصیل کرکے بادشاہ لیوے

یا خود رعایا اپنی خوشی سے چندہ کرکے بادشاہ کو دیوے پس اگرچہ یہ مال کام کے عوض
اور اجرت ہو مگر بنظر آدابِ سلطانی اوسکو مزد و اجرت نہین کہتے کیونکہ یہ لفظ حقیر
خلاف شان سلطنت ہے اور نیز رعایا بادشاہ سے وہی شرطین مقرر نہین کرسکتی
جو اہل معاملہ کے درمیان باہم ہوتی ہین تاکہ معنی جعل کے متحقق ہون اور غالبًا
کسی ملک مین اسکو مزد اور اجرت نہ کہتے ہون گے پس اگر یہ حمیری محاورہ ہوگا تو بھی
بجاے مزد کے بولا جاتا ہوگا نہ ایسے مقام ادب پر اور بادشاہ کے حضور مین پس قصۂ
ذوالقرنین مین مزد و اجرت کہنا مناسب نہین اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مین لفظ
جعل نہین فرمایا بلکہ وہ لفظ فرمایا ہی جس سے یہ مالگذاری سمجھی جاوے نہ اجرت و مزد
یہ کمال بلاغت ہی اور بعض مفسرین نے جو اس لفظ کا ترجمہ جعل کیا ہی وہ مرادی
معنی ہین نہ لفظی ترجمہ اور اسی واسطے یہان شاہد کی ضرورت نہین **قولہ**
۵ فقرہ فرقان مین ہی اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا غراما بمعنی بلا آیا ہی اور
یہ فصاحت سے خارج حمیری زبان ہی **اقول** صراح غرام بالفتح بدی پیوستہ و
عذاب قولہ تعالٰی اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ای ھلاکًا ولزاما لھم مغرم بالکسر
و بالدین بفتح الرای ای معذب و ملزم۔ کذا فی صراح و فی مجمع والغرام اشد العذاب و
ھو اللازم و منہ الغریم لملازمتہ والحاحہ و فلان مغرم بالنساء ای
ملازم لھن لا یصبر عنھن شاہد یہ ہی بشر بن ابی حازم شعر ویوم النسار
ویوم الجفار کان عذابًا وکان غرامًا کما فی المجمع والاتقان والصحاح
زہیر شعر وان یلق فیھم حامل قال قاعدٌ رشدت فلا غرم
علیک ولا خذل۔ کما فی السیرۃ والعقد ابو قیس صرمہ بن انس شعر

حسبہ کان رجلا قد سبی فی الجاہلیۃ قال ابو عبید وہب ابن رجل

وان ناب عزم فادح فأرفقوهم ؛ وما حملوكم في الملمات فاحملوا بكما
في السيرة + نابغة شعر فدعها عنك اذ شطت نواها ؛ وجئت من
بعادك في غرام ؛ كما في العقد + بعد اسکے پھر کہتا ہون کہ اکثر مفسرین نے اسکا
ترجمہ لازم کیا ہی خود سیوطی نے بھی جلالین مین وہ ترجمہ نہین کیا جو اتقان مین
نقل کیا ہی اور بالفرض اگر کسی نے اسکا ترجمہ بلاء کیا تو کچھ قباحت نہین ؛
کیونکہ لغت مین اسکے معنی عذاب بھی ہین اور عذاب کو بلاء بولتے ہین پادریصاحب
کو نزاع لفظیہ سے بجز عوام فریبی کے کیا حاصل ہی قولہ ۷۶ فقرہ نمل مین
ہی قیل لہا ادخلی الصرح لفظ صرح بمعنی محل یا گھر بے محاورہ ہی دیہاتی زبان نے اقول
صراح صرح کوشک و بناے بلند صروح جمع کذا فی ص وقا + مجمع والصرح القصر
وکل بناء مشرف۔ اس لفظ کا شاہد سر دست دستیاب نہین ہوا اور نہ چندان
تلاش کی ضرورت ہی کیونکہ کسی اہل لغت نے اسکو دیہاتی یا حمیری نہین لکھا اور نہ
معترض نے کسی خاص قبیلہ کا لکھا ہی اور در اصل ان سب اعتراضون کے واسطے
ہمارے وہی جوابات کافی ہین جو پادری صاحب کی تنبیہ کے جواب مین
مذکور ہو چکے ہین اور اشعار جو ہم نے لکھے ہین وے صرف مومنین کی تشفی و
اطمینان کے واسطے ہین نہ پادری صاحب کے واسطے قولہ ۷۷ فقرہ لقمان
مین ہی ان انکر الاصوات لصوت الحمیر دیکھو محمد صاحب نے انکر الاصوات بمعنی
اقبح الاصوات بولا ہی یہ قریش کی زبان نہین حمیر کے جنگلی گنوارون کی بولی ہے
اقول صراح نکر بکسر النون ناشناسائی ضد معرفت منکر بفتح العین ناشناختہ
وکار زشت نکر بضمتین وسکون ۲ مثلہ و شگفت و نکر الامر بضم الثانی امی اشتد

لہ کون خزاء اوہ زناء ۱۲

مناکرۃ کارزار کردن کذا فی ص وق + مجمع ای اقبح الاصوات شاہدیہ
خدیج بن العوجاء النصری في غزوۃ حنین شعر ولما دنونا من حنین
ومائہ ؛ رأینا سوادا منکر اللون اخصفا ؛ - کما فی السیرۃ قولہ ۱۲
فقرہ واقعہ مین ہی فلولا ان کنتم غیر مدینین لفظ مدینین بمعنی محاسبین
کبھی کوئی شریف اہل علم اور فصیح قریشی نہین بولا حمیری زبان ہی اقول صراح
دین وام دین بالکسر کیش وعادت وکار ونرم شدن وگردن دادن و
رام گردانیدن وپاداش وپاداش دادن یقال کما تدین تدان کذا فی ص
وق + مجمع الدین ھو الجزاء ای غیر مجزیین وقیل غیر مملوکین وقیل غیر
مبعوثین یہ اعتراض بھی مثل اعتراضات سابقہ کے محض نزاع لفظی ہی اصل
ترجمہ اسکا بیان بقول مختار غیر مجزیین ہی اور چونکہ پاداش اعمال کی حساب
پر موقوف ہی لہذا اگر کسی مفسر نے اسکا ترجمہ غیر محاسبین کر دیا تو کچھ قابل اعتراض
نہین دیکھو خود سیوطی صاحب اتقان نے بھی جلالین مین اسکا ترجمہ مجزیین لکھا
ہے شاہدیہ ہی فندر ما في الحماسی شعر فلما صرح الشر فامسی وھو
عریان ؛ ولم یبق سوی العدوان دناھم کما دانوا ؛ شاعر واعلم
بانک ما تدین تدان ؛ - کما فی الجمع قولہ ۱۲ وہ فقرہ الحاقہ مین ہے
فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً لفظ رابیہ بمعنی شدیدہ قریش کبھی نہین بولتے حمیر
بولتے ہین اقول صراح ربا ربو فزونی وفزون شدن وبرآمدن بر بلندی
وتاسر برافتادن رابیہ بلندی وپشتہ قولہ تعالیٰ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً
رابیۃ ای زائدۃ کذا فی ص وق + مجمع رابیہ ای زائدۃ فی الشدۃ

جلالین بین ۲
غیر مدینین غیر مجزیین
۱۲ بیضاوی وغیرہ
ای مجزیین یعنی
الضیاء منہ او مملوکین
منہ بین من دانہ
اذا ذلہ وقہرہ واستعبدہ
واصل التدین
الذل والانقیاد ۱۲
شاہدیہ
فندر
تندر
تندر وایام نما خوفول
بضم الکاف وفتح الفاء
کما فی المختصر ۱۲ الجمع ۱۲

عن ابن عباس وقیل نامیة زائدة علی عذاب الاثم وقیل عالیة مذکورة
خارجة عن العادة جواب یہ ہی کہ رابیہ کے معنی زائدہ ہین اور عذاب کی زیادتی
عین شدت ہی اہل علم خصوصًا عربی دان کے نزدیک یہ نزاع لفظی معترض کی
جہالت کی دلیل ہی شاہد بمعنی زائدہ امیہ بن ابی الصلت شعر وقولہ
من نبت الحب فی الثری ؛ فیصبح منہ البقل یهتز رابیہ ؛ کما فی
السیرة ۔ مالك بن نویرہ شعر الم ترانی کلما جئت طارقا ؛ وجدت بها طیبا
وان لم تطیب ؛ کما فی الشرح للحماسه قولہ ۸۰ فقرہ مزبل مین ہی فاخذنا
اخذًا وبیلًا لفظ وبیلا بمعنی شدید ہمیری زبان ہی حجازی زبان نہین اقول
صراح وبل وبلہ گرانی وناگواری وبال گران وناگوار شدن کذا فی حص وق
مجمع وکل وبیل ثقیل ومنہ الوبل والوابل وهو المطر العظیم القطر ومنہ
الوبال وهو ما یغلظ علی النفس والوبیل ایضا الغلیظ من العصا اس اعتراض
کا حال بھی مثل اعتراض سابق کے ہی کیا معنی کہ لفظ وبیل کے معنی ناگوار اور ثقیل وغیرہ
ہین اور ہر ایک تکلیف اور دکھ اوسیوقت ناگوار اور گران معلوم ہوتا ہی جبکہ
شدید ہو پس اگر کسی نے بنظر اختصار اسکا ترجمہ شدید لکھدیا تو یہ معنی اصل
معنی سے جداگانہ نہین اور یہ لفظ ایسا نرم اور شیرین اور معتاد وکثیر الاستعمال
ہی کہ ہر ایک معنی مین مستعمل ہی شاہد یہ ہی شاعر شعر خزی الحیات وخزی
الممات ؛ کلاهما طعاما وبیلا ؛ کما فی الاتقان عن ابن عباس + بابغا
شعر سقی الغیث قبرا بین بصری وجاسم ؛ بغیث من الوسمی قطر وابل
کما فی العقد + شاہد بمعنی عصاے گران طرفہ شعر فمرت کهاة ذات خف

۱۲ مجالدین رابیة زائدة فی الشدة + بیضاوی رابیہ زائدہ فی الشدة زیادة ایلم الم ۱۲ + ۱۲

۱۲ اوس بن حجر اور ضرار بن الخطاب وغیرہ بنی تمیم کے بن کلمات ہین ۱۲ +

جلالۃ ۔ عقیلۃ شیخ کالویل یلندد + کما فی المعلقۃ الثانیۃ پس قرآن
مین عذاب کیواسطے کیونکر ثقیل وغیر فصیح ہوگیا **قولہ** ۸۱ نقرہ قاف مین ہے
وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ لفظ جبار بمعنی مسلط قریش کا محاورہ نہین حمیری ہی ہے
اقول صراح جبر شکستہ بستن ونیکو کردن حال کسی را اجبار شکستہ کا معنی واللہ
بکشد بختیم + اور مسلط کے معنی ہین برگماشتہ شدہ بقہر وغلبہ پس یہ اعتراض بھی
محض نزاع لفظی ہی کیا معنی کہ حق تعالے اپنے حبیب صلعم کی تشفی اور تسلی کے واسطے
فرماتا ہی کہ ای رسول یہ کفار جو کچھہ تجھکو اذیت وتکلیف دیتے ہین اور ہدایت کے
جواب مین سخت وسست کہتے ہین اون سب باتون کو ہم جانتے ہین تو صرف
ہادی ہی نہ جبر کنندہ تاکہ زبردستی سے انکے دل کو پھیر دے مقلب القلوب
مین ہون تیرا کام اسی قدر ہی کہ تو اون لوگون کو جو عذاب الٰہی سے ڈرتے ہین
قرآن سنا دیا کر بہرحال یہان دونون لفظ کا ایک ہی حاصل اور مآل ہی ایسے
اعتراضات غیر محمدی لوگون کے نزدیک بھی جو ترجمہ کی کیفیت سے واقف ہین
قابل التفات نہین ہوسکتے چہ جائے کہ محمدی لوگون کے نزدیک **قولہ**
۸۲ فقرہ سبا مین ہی وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ یہ گنواری حمیر کی زبان ہی فصحاے
عرب لفظ قطر بمعنی نحاس یعنی تانبا کبھی نہین بولتے **اقول** صراح قطر بالکسر
کذا فی صوق + مجمع ای اذبنا لہ عین النحاس واظہرنا ھا لہ اور اسیطرح دیگر
تفاسیر مین ہی شاہد یہ ہی **شعر** فالقی فی مراجل من حدید ۔ قدور القطر لیس
من البرام ۔ کما فی الاتقان عن ابن عباس **قولہ** ۸۳ صافات مین ہے وَالطَّيْرُ مَحْشُوْرَةً لفظ محشورہ بمعنی مجموعہ محمد صاحب نے حمیر کے موافق حجاز کے برخلاف

سلسلہ جلالین میں یہ سورہ ۳۴ ای الخامس عشر ۱۵ ای خمسا وعشرین ۲۵ ای سادسا وعشرین ۲۶ ای سابعا وعشرین ۲۷ ای ثامنا وعشرین ۲۸ ای تاسعا وعشرین ۲۹ ای عاشرا وثلثین ۳۰ ای حادیا وثلثین ۳۱ ای ثانیا وثلثین ۳۲ ای ثالثا وثلثین ۳۳ ای رابعا وثلثین ۳۴ ای خامسا وثلثین ۳۵ ای سادسا وثلثین ۳۶ ای سابعا وثلثین ۳۷ ای ثامنا وثلثین ۳۸ ای تاسعا وثلثین ۳۹ ای عاشرا واربعین ۴۰ ای حادیا واربعین ۴۱ ای ثانیا واربعین ۴۲ ای ثالثا واربعین ۴۳ ای رابعا واربعین ۴۴ ای خامسا واربعین ۴۵ ای سادسا واربعین ۴۶ ای سابعا واربعین ۴۷ ای ثامنا واربعین ۴۸ ای تاسعا واربعین ۴۹ ای عاشرا وخمسین ۵۰ ای حادیا وخمسین ۵۱ ای ثانیا وخمسین ۵۲ ای ثالثا وخمسین ۵۳ ای رابعا وخمسین ۵۴ ای خامسا وخمسین ۵۵ ای سادسا وخمسین ۵۶ ای سابعا وخمسین ۵۷ ای ثامنا وخمسین ۵۸ ای تاسعا وخمسین ۵۹ ای عاشرا وستین ۶۰ ای حادیا وستین ۶۱ ای ثانیا وستین ۶۲ ای ثالثا وستین ۶۳ ای رابعا وستین ۶۴ ای خامسا وستین ۶۵ ای سادسا وستین ۶۶ ای سابعا وستین ۶۷ ای ثامنا وستین ۶۸ ای تاسعا وستین ۶۹ ای عاشرا وسبعین ۷۰ ای حادیا وسبعین ۷۱ ای ثانیا وسبعین ۷۲ ای ثالثا وسبعین ۷۳ ای رابعا وسبعین ۷۴ ای خامسا وسبعین ۷۵ ای سادسا وسبعین ۷۶ ای سابعا وسبعین ۷۷ ای ثامنا وسبعین ۷۸ ای تاسعا وسبعین ۷۹ ای عاشرا وثمانین ۸۰ ای حادیا وثمانین ۸۱ ای ثانیا وثمانین ۸۲ ای ثالثا وثمانین ۸۳ ای رابعا وثمانین ۸۴ ای خامسا وثمانین ۸۵ ای سادسا وثمانین ۸۶ ای سابعا وثمانین ۸۷ ای ثامنا وثمانین ۸۸ ای تاسعا وثمانین ۸۹ ای عاشرا وتسعین ۹۰ ای حادیا وتسعین ۹۱ ای ثانیا وتسعین ۹۲ ای ثالثا وتسعین ۹۳ ای رابعا وتسعین ۹۴ ای خامسا وتسعین ۹۵ ای سادسا وتسعین ۹۶ ای سابعا وتسعین ۹۷ ای ثامنا وتسعین ۹۸ ای تاسعا وتسعین ۹۹ ای عاشرا ومائۃ ۱۰۰ ای حادیا ومائۃ ۱۰۱ ای ثانیا ومائۃ ۱۰۲ ای ثالثا ومائۃ ۱۰۳ ای رابعا ومائۃ ۱۰۴ ای خامسا ومائۃ ۱۰۵ ای سادسا ومائۃ ۱۰۶ ای سابعا ومائۃ ۱۰۷ ای ثامنا ومائۃ ۱۰۸ ای تاسعا ومائۃ ۱۰۹ ای عاشرا ومائتین ۱۱۰ ای حادیا ومائتین ۱۱۱ ای ثانیا ومائتین ۱۱۲ ای ثالثا ومائتین ۱۱۳ ای رابعا ومائتین ۱۱۴ ای خامسا ومائتین ۱۱۵ ای سادسا ومائتین ۱۱۶ ای سابعا ومائتین ۱۱۷ ای ثامنا ومائتین ۱۱۸ ای تاسعا ومائتین ۱۱۹ ای عاشرا وثلثمائۃ ۱۲۰ ای حادیا وثلثمائۃ ۱۲۱ ای ثانیا وثلثمائۃ ۱۲۲ ای ثالثا وثلثمائۃ ۱۲۳ ای رابعا وثلثمائۃ ۱۲۴ ای خامسا وثلثمائۃ ۱۲۵ ای سادسا وثلثمائۃ ۱۲۶ ای سابعا وثلثمائۃ ۱۲۷ ای ثامنا وثلثمائۃ ۱۲۸ ای تاسعا وثلثمائۃ ۱۲۹ ای عاشرا واربعمائۃ ۱۳۰ ای حادیا واربعمائۃ ۱۳۱ ای ثانیا واربعمائۃ ۱۳۲ ای ثالثا واربعمائۃ ۱۳۳ ای رابعا واربعمائۃ ۱۳۴ ای خامسا واربعمائۃ ۱۳۵ ای سادسا واربعمائۃ ۱۳۶ ای سابعا واربعمائۃ ۱۳۷ ای ثامنا واربعمائۃ ۱۳۸ ای تاسعا واربعمائۃ ۱۳۹ ای عاشرا وخمسمائۃ ۱۴۰ ای حادیا وخمسمائۃ ۱۴۱ ای ثانیا وخمسمائۃ ۱۴۲ ای ثالثا وخمسمائۃ ۱۴۳ ای رابعا وخمسمائۃ ۱۴۴ ای خامسا وخمسمائۃ ۱۴۵ ای سادسا وخمسمائۃ ۱۴۶ ای سابعا وخمسمائۃ ۱۴۷ ای ثامنا وخمسمائۃ ۱۴۸ ای تاسعا وخمسمائۃ ۱۴۹ ای عاشرا وستمائۃ ۱۵۰ ای حادیا وستمائۃ ۱۵۱ ای ثانیا وستمائۃ ۱۵۲ ای ثالثا وستمائۃ ۱۵۳ ای رابعا وستمائۃ ۱۵۴ ای خامسا وستمائۃ ۱۵۵ ای سادسا وستمائۃ ۱۵۶ ای سابعا وستمائۃ ۱۵۷ ای ثامنا وستمائۃ ۱۵۸ ای تاسعا وستمائۃ ۱۵۹ ای عاشرا وسبعمائۃ ۱۶۰ ای حادیا وسبعمائۃ ۱۶۱ ای ثانیا وسبعمائۃ ۱۶۲ ای ثالثا وسبعمائۃ ۱۶۳ ای رابعا وسبعمائۃ ۱۶۴ ای خامسا وسبعمائۃ ۱۶۵ ای سادسا وسبعمائۃ ۱۶۶ ای سابعا وسبعمائۃ ۱۶۷ ای ثامنا وسبعمائۃ ۱۶۸ ای تاسعا وسبعمائۃ ۱۶۹ ای عاشرا وثمانمائۃ ۱۷۰ ای حادیا وثمانمائۃ ۱۷۱ ای ثانیا وثمانمائۃ ۱۷۲ ای ثالثا وثمانمائۃ ۱۷۳ ای رابعا وثمانمائۃ ۱۷۴ ای خامسا وثمانمائۃ ۱۷۵ ای سادسا وثمانمائۃ ۱۷۶ ای سابعا وثمانمائۃ ۱۷۷ ای ثامنا وثمانمائۃ ۱۷۸ ای تاسعا وثمانمائۃ ۱۷۹ ای عاشرا وتسعمائۃ ۱۸۰ ای حادیا وتسعمائۃ ۱۸۱ ای ثانیا وتسعمائۃ ۱۸۲ ای ثالثا وتسعمائۃ ۱۸۳ ای رابعا وتسعمائۃ ۱۸۴ ای خامسا وتسعمائۃ ۱۸۵ ای سادسا وتسعمائۃ ۱۸۶ ای سابعا وتسعمائۃ ۱۸۷ ای ثامنا وتسعمائۃ ۱۸۸ ای تاسعا وتسعمائۃ ۱۸۹ ای عاشرا والف ۱۹۰ ای حادیا والف ۱۹۱ ای ثانیا والف ۱۹۲ ای ثالثا والف ۱۹۳ ای رابعا والف ۱۹۴ ای خامسا والف ۱۹۵ ای سادسا والف ۱۹۶ ای سابعا والف ۱۹۷ ای ثامنا والف ۱۹۸ ای تاسعا والف ۱۹۹ ای عاشرا والفین ۲۰۰ ای حادیا والفین ۲۰۱ ای ثانیا والفین ۲۰۲ ای ثالثا والفین ۲۰۳ ای رابعا والفین ۲۰۴ ای خامسا والفین ۲۰۵ ای سادسا والفین ۲۰۶ ای سابعا والفین ۲۰۷ ای ثامنا والفین ۲۰۸ ای تاسعا والفین ۲۰۹ ای عاشرا وثلثۃ الاف ۳۰۰۰ ای حادیا وثلثۃ الاف ۳۰۰۱ ای ثانیا وثلثۃ الاف ۳۰۰۲ ای ثالثا وثلثۃ الاف ۳۰۰۳ ای رابعا وثلثۃ الاف ۳۰۰۴ ای خامسا وثلثۃ الاف ۳۰۰۵ ای سادسا وثلثۃ الاف ۳۰۰۶ ای سابعا وثلثۃ الاف ۳۰۰۷ ای ثامنا وثلثۃ الاف ۳۰۰۸ ای تاسعا وثلثۃ الاف ۳۰۰۹ ای عاشرا واربعۃ الاف ۴۰۰۰ ای حادیا واربعۃ الاف ۴۰۰۱ ای ثانیا واربعۃ الاف ۴۰۰۲ ای ثالثا واربعۃ الاف ۴۰۰۳ ای رابعا واربعۃ الاف ۴۰۰۴ ای خامسا واربعۃ الاف ۴۰۰۵ ای سادسا واربعۃ الاف ۴۰۰۶ ای سابعا واربعۃ الاف ۴۰۰۷ ای ثامنا واربعۃ الاف ۴۰۰۸ ای تاسعا واربعۃ الاف ۴۰۰۹ ای عاشرا وخمسۃ الاف ۵۰۰۰ ای حادیا وخمسۃ الاف ۵۰۰۱ ای ثانیا وخمسۃ الاف ۵۰۰۲ ای ثالثا وخمسۃ الاف ۵۰۰۳ ای رابعا وخمسۃ الاف ۵۰۰۴ ای خامسا وخمسۃ الاف ۵۰۰۵ ای سادسا وخمسۃ الاف ۵۰۰۶ ای سابعا وخمسۃ الاف ۵۰۰۷ ای ثامنا وخمسۃ الاف ۵۰۰۸ ای تاسعا وخمسۃ الاف ۵۰۰۹ ای عاشرا وستۃ الاف ۶۰۰۰ ای حادیا وستۃ الاف ۶۰۰۱ ای ثانیا وستۃ الاف ۶۰۰۲ ای ثالثا وستۃ الاف ۶۰۰۳ ای رابعا وستۃ الاف ۶۰۰۴ ای خامسا وستۃ الاف ۶۰۰۵ ای سادسا وستۃ الاف ۶۰۰۶ ای سابعا وستۃ الاف ۶۰۰۷ ای ثامنا وستۃ الاف ۶۰۰۸ ای تاسعا وستۃ الاف ۶۰۰۹ ای عاشرا وسبعۃ الاف ۷۰۰۰ ای حادیا وسبعۃ الاف ۷۰۰۱ ای ثانیا وسبعۃ الاف ۷۰۰۲ ای ثالثا وسبعۃ الاف ۷۰۰۳ ای رابعا وسبعۃ الاف ۷۰۰۴ ای خامسا وسبعۃ الاف ۷۰۰۵ ای سادسا وسبعۃ الاف ۷۰۰۶ ای سابعا وسبعۃ الاف ۷۰۰۷ ای ثامنا وسبعۃ الاف ۷۰۰۸ ای تاسعا وسبعۃ الاف ۷۰۰۹ ای عاشرا وثمانۃ الاف ۸۰۰۰ ای حادیا وثمانۃ الاف ۸۰۰۱ ای ثانیا وثمانۃ الاف ۸۰۰۲ ای ثالثا وثمانۃ الاف ۸۰۰۳ ای رابعا وثمانۃ الاف ۸۰۰۴ ای خامسا وثمانۃ الاف ۸۰۰۵ ای سادسا وثمانۃ الاف ۸۰۰۶ ای سابعا وثمانۃ الاف ۸۰۰۷ ای ثامنا وثمانۃ الاف ۸۰۰۸ ای تاسعا وثمانۃ الاف ۸۰۰۹ ای عاشرا وتسعۃ الاف ۹۰۰۰ ای حادیا وتسعۃ الاف ۹۰۰۱ ای ثانیا وتسعۃ الاف ۹۰۰۲ ای ثالثا وتسعۃ الاف ۹۰۰۳ ای رابعا وتسعۃ الاف ۹۰۰۴ ای خامسا وتسعۃ الاف ۹۰۰۵ ای سادسا وتسعۃ الاف ۹۰۰۶ ای سابعا وتسعۃ الاف ۹۰۰۷ ای ثامنا وتسعۃ الاف ۹۰۰۸ ای تاسعا وتسعۃ الاف ۹۰۰۹ ای عاشرا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۰ ای حادیا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۱ ای ثانیا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۲ ای ثالثا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۳ ای رابعا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۴ ای خامسا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۵ ای سادسا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۶ ای سابعا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۷ ای ثامنا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۸ ای تاسعا وعشرۃ الاف ۱۰۰۰۹ ای عاشرا واحد عشر الف ۱۱۰۰۰ ای حادیا واحد عشر الف ۱۱۰۰۱ ای ثانیا واحد عشر الف ۱۱۰۰۲ ای ثالثا واحد عشر الف ۱۱۰۰۳ ای رابعا واحد عشر الف ۱۱۰۰۴ ای خامسا واحد عشر الف ۱۱۰۰۵ ای سادسا واحد عشر الف ۱۱۰۰۶ ای سابعا واحد عشر الف ۱۱۰۰۷ ای ثامنا واحد عشر الف ۱۱۰۰۸ ای تاسعا واحد عشر الف ۱۱۰۰۹ ای عاشرا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۰ ای حادیا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۱ ای ثانیا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۲ ای ثالثا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۳ ای رابعا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۴ ای خامسا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۵ ای سادسا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۶ ای سابعا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۷ ای ثامنا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۸ ای تاسعا واثنا عشر الف ۱۲۰۰۹ ای عاشرا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۰ ای حادیا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۱ ای ثانیا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۲ ای ثالثا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۳ ای رابعا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۴ ای خامسا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۵ ای سادسا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۶ ای سابعا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۷ ای ثامنا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۸ ای تاسعا وثلثۃ عشر الف ۱۳۰۰۹ ای عاشرا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۰ ای حادیا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۱ ای ثانیا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۲ ای ثالثا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۳ ای رابعا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۴ ای خامسا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۵ ای سادسا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۶ ای سابعا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۷ ای ثامنا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۸ ای تاسعا واربعۃ عشر الف ۱۴۰۰۹ ای عاشرا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۰ ای حادیا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۱ ای ثانیا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۲ ای ثالثا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۳ ای رابعا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۴ ای خامسا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۵ ای سادسا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۶ ای سابعا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۷ ای ثامنا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۸ ای تاسعا وخمسۃ عشر الف ۱۵۰۰۹ ای عاشرا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۰ ای حادیا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۱ ای ثانیا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۲ ای ثالثا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۳ ای رابعا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۴ ای خامسا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۵ ای سادسا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۶ ای سابعا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۷ ای ثامنا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۸ ای تاسعا وستۃ عشر الف ۱۶۰۰۹ ای عاشرا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۰ ای حادیا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۱ ای ثانیا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۲ ای ثالثا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۳ ای رابعا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۴ ای خامسا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۵ ای سادسا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۶ ای سابعا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۷ ای ثامنا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۸ ای تاسعا وسبعۃ عشر الف ۱۷۰۰۹ ای عاشرا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۰ ای حادیا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۱ ای ثانیا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۲ ای ثالثا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۳ ای رابعا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۴ ای خامسا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۵ ای سادسا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۶ ای سابعا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۷ ای ثامنا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۸ ای تاسعا وثمانۃ عشر الف ۱۸۰۰۹ ای عاشرا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۰ ای حادیا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۱ ای ثانیا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۲ ای ثالثا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۳ ای رابعا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۴ ای خامسا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۵ ای سادسا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۶ ای سابعا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۷ ای ثامنا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۸ ای تاسعا وتسعۃ عشر الف ۱۹۰۰۹ ای عاشرا وعشرون الف ۲۰۰۰۰ ای حادیا وعشرون الف ۲۰۰۰۱ ای ثانیا وعشرون الف ۲۰۰۰۲ ای ثالثا وعشرون الف ۲۰۰۰۳ ای رابعا وعشرون الف ۲۰۰۰۴ ای خامسا وعشرون الف ۲۰۰۰۵ ای سادسا وعشرون الف ۲۰۰۰۶ ای سابعا وعشرون الف ۲۰۰۰۷ ای ثامنا وعشرون الف ۲۰۰۰۸ ای تاسعا وعشرون الف ۲۰۰۰۹ ای عاشرا وثلثون الف ۳۰۰۰۰ ای حادیا وثلثون الف ۳۰۰۰۱ ای ثانیا وثلثون الف ۳۰۰۰۲ ای ثالثا وثلثون الف ۳۰۰۰۳ ای رابعا وثلثون الف ۳۰۰۰۴ ای خامسا وثلثون الف ۳۰۰۰۵ ای سادسا وثلثون الف ۳۰۰۰۶ ای سابعا وثلثون الف ۳۰۰۰۷ ای ثامنا وثلثون الف ۳۰۰۰۸ ای تاسعا وثلثون الف ۳۰۰۰۹ ای عاشرا واربعون الف ۴۰۰۰۰ ای حادیا واربعون الف ۴۰۰۰۱ ای ثانیا واربعون الف ۴۰۰۰۲ ای ثالثا واربعون الف ۴۰۰۰۳ ای رابعا واربعون الف ۴۰۰۰۴ ای خامسا واربعون الف ۴۰۰۰۵ ای سادسا واربعون الف ۴۰۰۰۶ ای سابعا واربعون الف ۴۰۰۰۷ ای ثامنا واربعون الف ۴۰۰۰۸ ای تاسعا واربعون الف ۴۰۰۰۹ ای عاشرا وخمسون الف ۵۰۰۰۰ ای حادیا وخمسون الف ۵۰۰۰۱ ای ثانیا وخمسون الف ۵۰۰۰۲ ای ثالثا وخمسون الف ۵۰۰۰۳ ای رابعا وخمسون الف ۵۰۰۰۴ ای خامسا وخمسون الف ۵۰۰۰۵ ای سادسا وخمسون الف ۵۰۰۰۶ ای سابعا وخمسون الف ۵۰۰۰۷ ای ثامنا وخمسون الف ۵۰۰۰۸ ای تاسعا وخمسون الف ۵۰۰۰۹ ای عاشرا وستون الف ۶۰۰۰۰ ای حادیا وستون الف ۶۰۰۰۱ ای ثانیا وستون الف ۶۰۰۰۲ ای ثالثا وستون الف ۶۰۰۰۳ ای رابعا وستون الف ۶۰۰۰۴ ای خامسا وستون الف ۶۰۰۰۵ ای سادسا وستون الف ۶۰۰۰۶ ای سابعا وستون الف ۶۰۰۰۷ ای ثامنا وستون الف ۶۰۰۰۸ ای تاسعا وستون الف ۶۰۰۰۹ ای عاشرا وسبعون الف ۷۰۰۰۰ ای حادیا وسبعون الف ۷۰۰۰۱ ای ثانیا وسبعون الف ۷۰۰۰۲ ای ثالثا وسبعون الف ۷۰۰۰۳ ای رابعا وسبعون الف ۷۰۰۰۴ ای خامسا وسبعون الف ۷۰۰۰۵ ای سادسا وسبعون الف ۷۰۰۰۶ ای سابعا وسبعون الف ۷۰۰۰۷ ای ثامنا وسبعون الف ۷۰۰۰۸ ای تاسعا وسبعون الف ۷۰۰۰۹ ای عاشرا وثمانون الف ۸۰۰۰۰ ای حادیا وثمانون الف ۸۰۰۰۱ ای ثانیا وثمانون الف ۸۰۰۰۲ ای ثالثا وثمانون الف ۸۰۰۰۳ ای رابعا وثمانون الف ۸۰۰۰۴ ای خامسا وثمانون الف ۸۰۰۰۵ ای سادسا وثمانون الف ۸۰۰۰۶ ای سابعا وثمانون الف ۸۰۰۰۷ ای ثامنا وثمانون الف ۸۰۰۰۸ ای تاسعا وثمانون الف ۸۰۰۰۹ ای عاشرا وتسعون الف ۹۰۰۰۰ ای حادیا وتسعون الف ۹۰۰۰۱ ای ثانیا وتسعون الف ۹۰۰۰۲ ای ثالثا وتسعون الف ۹۰۰۰۳ ای رابعا وتسعون الف ۹۰۰۰۴ ای خامسا وتسعون الف ۹۰۰۰۵ ای سادسا وتسعون الف ۹۰۰۰۶ ای سابعا وتسعون الف ۹۰۰۰۷ ای ثامنا وتسعون الف ۹۰۰۰۸ ای تاسعا وتسعون الف ۹۰۰۰۹ ای عاشرا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۰ ای حادیا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۱ ای ثانیا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۲ ای ثالثا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۳ ای رابعا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۴ ای خامسا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۵ ای سادسا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۶ ای سابعا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۷ ای ثامنا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۸ ای تاسعا ومائۃ الف ۱۰۰۰۰۹ ای عاشرا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۰ ای حادیا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۱ ای ثانیا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۲ ای ثالثا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۳ ای رابعا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۴ ای خامسا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۵ ای سادسا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۶ ای سابعا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۷ ای ثامنا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۸ ای تاسعا ومائتا الف ۲۰۰۰۰۹ ای عاشرا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۰ ای حادیا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۱ ای ثانیا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۲ ای ثالثا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۳ ای رابعا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۴ ای خامسا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۵ ای سادسا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۶ ای سابعا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۷ ای ثامنا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۸ ای تاسعا وثلثمائۃ الف ۳۰۰۰۰۹ ای عاشرا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۰ ای حادیا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۱ ای ثانیا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۲ ای ثالثا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۳ ای رابعا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۴ ای خامسا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۵ ای سادسا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۶ ای سابعا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۷ ای ثامنا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۸ ای تاسعا واربعمائۃ الف ۴۰۰۰۰۹ ای عاشرا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۰ ای حادیا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۱ ای ثانیا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۲ ای ثالثا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۳ ای رابعا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۴ ای خامسا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۵ ای سادسا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۶ ای سابعا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۷ ای ثامنا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۸ ای تاسعا وخمسمائۃ الف ۵۰۰۰۰۹ ای عاشرا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۰ ای حادیا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۱ ای ثانیا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۲ ای ثالثا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۳ ای رابعا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۴ ای خامسا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۵ ای سادسا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۶ ای سابعا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۷ ای ثامنا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۸ ای تاسعا وستمائۃ الف ۶۰۰۰۰۹ ای عاشرا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۰ ای حادیا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۱ ای ثانیا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۲ ای ثالثا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۳ ای رابعا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۴ ای خامسا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۵ ای سادسا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۶ ای سابعا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۷ ای ثامنا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۸ ای تاسعا وسبعمائۃ الف ۷۰۰۰۰۹ ای عاشرا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۰ ای حادیا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۱ ای ثانیا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۲ ای ثالثا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۳ ای رابعا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۴ ای خامسا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۵ ای سادسا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۶ ای سابعا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۷ ای ثامنا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۸ ای تاسعا وثمانمائۃ الف ۸۰۰۰۰۹ ای عاشرا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۰ ای حادیا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۱ ای ثانیا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۲ ای ثالثا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۳ ای رابعا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۴ ای خامسا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۵ ای سادسا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۶ ای سابعا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۷ ای ثامنا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۸ ای تاسعا وتسعمائۃ الف ۹۰۰۰۰۹ ای عاشرا والف الف ۱۰۰۰۰۰۰ ای حادیا والف الف ۱۰۰۰۰۰۱ ای ثانیا والف الف ۱۰۰۰۰۰۲ ای ثالثا والف الف ۱۰۰۰۰۰۳ ای رابعا والف الف ۱۰۰۰۰۰۴ ای خامسا والف الف ۱۰۰۰۰۰۵ ای سادسا والف الف ۱۰۰۰۰۰۶ ای سابعا والف الف ۱۰۰۰۰۰۷ ای ثامنا والف الف ۱۰۰۰۰۰۸ ای تاسعا والف الف ۱۰۰۰۰۰۹ ای عاشرا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۰ ای حادیا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۱ ای ثانیا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۲ ای ثالثا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۳ ای رابعا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۴ ای خامسا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۵ ای سادسا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۶ ای سابعا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۷ ای ثامنا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۸ ای تاسعا والفا الف ۲۰۰۰۰۰۹ ای عاشرا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۰ ای حادیا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۱ ای ثانیا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۲ ای ثالثا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۳ ای رابعا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۴ ای خامسا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۵ ای سادسا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۶ ای سابعا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۷ ای ثامنا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۸ ای تاسعا وثلثۃ الاف الف ۳۰۰۰۰۰۹ ای عاشرا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۰ ای حادیا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۱ ای ثانیا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۲ ای ثالثا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۳ ای رابعا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۴ ای خامسا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۵ ای سادسا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۶ ای سابعا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۷ ای ثامنا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۸ ای تاسعا واربعۃ الاف الف ۴۰۰۰۰۰۹ ای عاشرا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۰ ای حادیا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۱ ای ثانیا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۲ ای ثالثا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۳ ای رابعا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۴ ای خامسا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۵ ای سادسا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۶ ای سابعا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۷ ای ثامنا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۸ ای تاسعا وخمسۃ الاف الف ۵۰۰۰۰۰۹ ای عاشرا وستۃ الاف الف ۶۰۰۰۰۰۰ ای حادیا وستۃ الاف الف ۶۰۰۰۰۰۱ ای ثانیا وستۃ الاف الف ۶۰۰۰۰۰۲ ای ثالثا وستۃ الاف الف ۶۰۰۰۰۰۳ ای رابع

بولا ہے اقول صراح حشر پراگندہ کہ برتیزنہند و برانگیختن و گرد کردن و منہ
یوم الحشر یوم القیامۃ۔ کذا فی ص و ق + مجمع الحشر جمع الناس من
کل ناحیۃ و منہ الحاشر الذی یجمع الناس الی دیوان الخراج + یہ وہ لفظ
ہی کہ صدہا دفعہ قریش نے آنحضرت صلعم سے سنا اور شب و روز حشر و نشر کے باب
مین اون کو پند و وعظ ہوا رسول مقبول صلعم اسکا اثبات فرماتے تھے اور کفار
اوسکا انکار کرتے تھے اس لفظ کو برخلاف حجاز کہنا ایسا ہی جیسا آفتاب کو سیاہ
کہنا اور اسی واسطے اسکی سند کی حاجت نہین قولہ ۸۴ فقرہ فتح مین ہے
وَالْهَدْيُ مَعْكُوفًا لفظ معکوفا بمعنی محبوسا حمیری بولی ہی اقول صراح عکف
باز داشتن قولہ تعالی وَالْهَدْيُ مَعْكُوفًا ویقال ما عکف عن ھذا ای ما
منعک عکوف بر چیزے مقیم بودن و روے آوردن صلتہ بعلی و گرد چیزی
برگشتن ویقال عکف الجوھری فی النظم کذا فی ص و ق + مجمع المعکوف
الممنوع من الذھاب فی جھۃ بالاقامۃ فی مکانہ و منہ الاعتکاف و ھو
الاقامۃ فی المسجد للعبادۃ و عکفہ علی ھذا الامر یعکف عکوفا اذا اقام
علیہ و فی سورۃ البقرۃ والمعکوف والاعتکاف اصلہ یقال عکفت
بالمکان ای اقمت بہ ملازما لہ شاہد یہ ہی عنترہ شعر تجللتنی اذ
ھوی العصی قبل ز کانھا صنو یعتاد معکوف ز۔ کما فی العقد الثمین
مفضل بن الحارث الیشکری الحماسی شعر یعکفن مثل اساوۃ التنوم
الم تعکف بر و ز۔ علاوہ اسکے لفظ اعتکاف جو ایک قسم کی عبادت ہی کیسا کچھ
مشہور لفظ ہی اسکا یہ نام ہونا دلیل اس امر کی ہی کہ یہ لفظ حجاز مین زمانہ جاہلیت

میں بھی نہایت مشہور و معروف تھا قولہ ۸۵ فقرہ بقرمیں ہی فباءو ا
بغضب من اللہ لفظ باء واسی ملک کی بولی ہے شہر مکہ کا یہ محاورہ نہیں ہے غیر انور
لفظ ہی جرہم کی بولی ہی اقول صراح بوء مباءۃ جاے باش و تبوأت
منزلا ای نزلته و بوأت للرجل منزلا و بوأته ای هیأته و مکنت له
فیه استباءۃ جاے ساختن اباءۃ باز گردانیدن شتر بجایگاه و ابأت علیه
ماله ای اوحت علیه اهله و غنمه و منه سمی النکاح باءۃ و باءۃ لان الرجل
یتبوأ من اهله ای یستمکن منها بواء برابر یقال دمه فلان بواء بدم فلان
اذا کان کفوا له و باءت القاتل بالقتیل اذا قتله به و باء بصاحبه فقتل به و منه قولهم باءت عرار بکحل و هما بقرتان قتلت احداهما الاخری
و قوله تعالی و باءو بغضب من اللہ ای رجعوا به ای صار علیهم و باء یبوء
و بجه یبوء بوءا ای اقر و ذا یکون ابدا علیه لا له کذا فی صراح و قد جمع
و باءو بغضب ای انصرفوا و رجعوا متحملین غضب اللہ و قد وجب علیهم
من اللہ الغضب و حل بهم منه السخط و لا یقال باء الا موصولا اما بخیر
او بشر و اکثر ما یستعمل فی الشر و یقال باء بذنبه یبوء به قال المبرد و اصل
المنزلة ای نزلوا منزلة غضب اللہ و روی ان رجلا جاء برجل الی رسول اللہ
فقال هذا قاتل اخی و هو بوأ به ای مقتول به و منه قول لیلی الاخیلیة
و قال الزجاج اصل ذلک التسویة و قال قوم هو الاعتراف و معناه
انهم اعترفوا بما یوجب غضب اللہ و قال ابو عبیدة باءو بغضب
احتملوا و اقروا به و اصل البواء التقریر و الاستقرار پادری صاحب

نے اس لفظ کے معنی سے کچھ تعرض نہین کیا صرف لفظ کو جرہم کا بتایا ہی اسواسطے
جواب اونکا صرف اشعار تھے مگر ہم اس لفظ کے معنی کا حال بھی لکھے دیتے ہین
تاکہ اونکو پھر دوبارہ اعتراض و سوال کی گنجائش نرہے کتب لغت مین اس لفظ
کے تین معنی ہین اوّلاً منزلت ثانیاً تہ یہ ثالثاً اعتراف اور اس آیت مین
تینون معنی درست ہوسکتے ہین لہذا مفسرین اپنی اپنی راے کے موافق ترجمہ
کرتے ہین چنانچہ کوئی لکھتا ہی ای رجعوا بغضب اللہ کوئی لکھتا ہی ای رجعوا
وصاروا احقاء بغضبہ کوئی لکھتا ہی اعترفوا بما یوجب غضب اللہ کوئی
لکھتا ہی اسوجب غضب اللہ مگر ان سب ترجمون کا مآل اور محصل ایک ہے
لہذا ہم اصل تینون معانی لغویہ کے شواہد لکھے دیتے ہین جس سے ظاہر ہوجاویگا
کہ یہ لفظ ہر ایک معنی مین کثیر الاستعمال ہی اور خاص جرہم کا نہین شاہد بمعنے
منزلت یعنی جاے باش زبیر بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلعم شعر
فبوّانا الملیک بذاک عزًّا ۔ وعند اللہ یلتمس الثواب ۔ کما فی السیرۃ +
عمرو بن معدیکرب شعر کم من اخ صالح ۔ بوأته بیدی لحدًا ۔ کما
فی الحماسہ + شاہد بمعنی مساوات ۔ مقیس بن صبابہ المکی شعر جللته
ضربة باءت لها وشل ۔ من ناضح الجوف یعلوه وینحدر ۔ وقلت
والموت تعشاه اثرته ۔ لا تامنن بني بکر اذا ظلموا ۔ کما فی السیرۃ
لیلی الاخیلیہ شعر فان نکن القتلی بواء فانکم ۔ فتی ما قتلتم آل
عوف بن عامر ۔ کما فی الصحیح والصحاح + اعشی شعر اصا لحکم
حتی تبوءوا بمثلها ۔ کصرخة حبلی یسر تها فبیلها ۔ کما فی السیرۃ

شعر فیقتل خیرا بامرأ لم یکن لہ بواء ولکن لا تکائل بالدم ۔ کما فی المجمع ۔
اور شاہد بمعنی اعتراف لبید شعر انکرت باطلها وبؤت بحقها عندي ولم
یفخر علیّ کرامها ۔ کما فی المعلقة والصحاح شعر ابی ابوء بعثرتي وخطیئتي
ربي وهل الا الیك المهرب ۔ کما فی المجمع قولہ ۱۶ فقرہ حج مین ہی لِغَیْ
شِقَاقٍ بَعِیْدٍ لفظ شقاق جسکے اصلی معنی جھگڑے کے ہین محمد صاحب نے اس آیت
مین بمعنی گمراہی کے لیا ہی اگرچہ متاخرین نے اسکے معنی بدلے پر ابن عباس کے
سامنے کسی کا اعتبار نہین ضرور یہ جرہم کا وحشی لفظ ہی اقول صراح شقاق خلاف و
دشمنا کی کردن کذا فی ص وق + مجمع لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ ای فی معاداۃ ومخالفۃ بعیدۃ
عن الحق جواب یہ ہی کہ بجز ابو القاسم کے کسی مفسر عربی یا فارسی یا اردو نے بلکہ
خود سیوطی نے بھی اس لفظ کا ترجمہ گمراہی نہین کیا اتقان کی عبارت پادری صاحب
کی سمجھ مین نہین آئی کیونکہ جو روایت ابن عباس سے ہی وہ جریر نے صرف لفظ سطوہ
کی نسبت لکھی ہی اور وہین تمام ہوگئی اور یہ لفظ ابو القاسم کے الفاظ مین سے ہی
اور اوس نے اپنے معانی کی سند کسی سے بیان نہین کی ۔ اور فرض کیا کہ کسی مفسر نے
اسکا ترجمہ گمراہی کر دیا تو کیا خلاف کیا خلاف اور عداوت امر حق یا خلاف خدا و رسول
عین گمراہی ہی ایسے مغالطات اور نزاع لفظیہ عوام کے سامنے چل سکتے ہین اہل علم
کے سامنے نہین چل سکتے قولہ ۱۷ فقرہ نساء مین ہی ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ لَّا تَقُوْلُوْا
لفظ تقولوا بمعنی تمیلوا یعنی جھکو غیر مانوس بر خلاف فصاحت جرہم کی بولی ہی اقول
سورۂ نساء مین یہ عبارت نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ لا تعولوا کی خرابی کی ہے
صراح عال المیزان فهو عائل ای مائل ومنه قوله تعالٰی ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا ۔

۱۵ جلالین لغی شقاق بعید خلاف طویل ۔ ۱۶ النجاۃ الوجیز ۔ ۱۷ بیضاوی اصح ۔ نفی شقاق بعید عن الحق والرسول ۔ ۱۸ مدارک والموجز ۔ شقاق بعید خلاف بعید عن الحق ۔ ۱۲

قال مجاهد لا تبلوا الا بجور وا وعال في الحكم اى حار ومال وعالني الشيئ اى
علني وعال الامر اى اشتد عول ايضا زيادت كردن وبر آوردن سهام فرائض
كذا في ص وق + مجمع وعال الرجل يعول عولا وعيالة اى مال وجار ومنه عول
الفرائض لان سهامها اذا زادت دخلها النقص شاهديه هي عبد الله بن الحارث
بن قيس المكي في ارض حتمة شعر انا تبعنا رسول الله واطرحوا ؛ قول النبي وعالوا
في الموازين ؛ + + حضرت ابو طالب شعر ميزان قسط لا يخس شعيرة ؛ وله
شاهد من نفسه غير عائل ؛ - كما في السيرة + حسان بن المعلى الحماسي شعر
وعالني الدهر وفر الغنى ؛ فليس لي مال سوى عرضي ؛ + قوله ١٨ ١٨ فقه
اعراف مين هي كان لم يغنوا فيها لفظ يغنوا بمعنى يتمتعوا بموجب تفسير جلالين كے
خلاف محاوره اور خارج از فصاحت بولا گيا هي اقول صراح غنى غنية بالضم
بے نيازى وغنى بالمكان اقام به وغنى اى عاش كلها بالكسر غنار بالمد والفتح
فائده وسود غنار بالكسر والمد سرود مغنى بالفتح جاے باهل وباشندگان مغانى
جمع كذا في ص وق + مجمع غني بالمكان يغنى وغنيا نا اقام كانه استغنى بذلك
المكان عن غيره والمغاني المنازل واصل الباب الغنى اى كانهم لم يقيموا بها
قط وقيل كان لم يعيشوا فيها مستغنين شاهديه هي نابغة شعر غنيت بذلك
اذ هم لك جيرة ؛ منها بعطف رسالة وتودد ؛ - كما في النقد + ابن ابي جهم بن
حذيفة المكي نے چاه زمزم كهودتے وقت كها هي شعر وقد ما غنينا
قبل ذلك حقبة ؛ ولا نستقي الا بخمر او الحفر ؛ - كما في السيرة + حاطب
شعر غنينا زمانا بالتصعلك والغنى ؛ وكلا سقانا بكاسيهما الدهر ؛ فما

زادنا بغيا على ذي قرابة غنانا ولا زرى باحسابنا الفقر كما في الصحاح والشرح للحماسة بعد اسکے مین کہتا ہون کہ اگرچہ اسکا ترجمہ لم یتمیعوا غلط نہین بطور حاصل مطلب کے ہی مگر کسی تفسیر مین نہین دیکھا گیا اکثرون نے لم یقیموا ترجمہ کیا ہے ؛ — اور جلالین پر جو اتہام کیا ہی سو معلوم نہین کہ وہ کون ہی جلالین ہی ابن جلالین متداولہ مین لم یقیموا ہی لم یتمیعوا نہین ہی حق یہ ہے کہ قوت حافظہ کہانتک یاور یصاحب کی رفاقت کرے قولہ ۸۹ فقرہ انفال مین ہی فشرد بهم من خلفهم لفظ شرد بمعنی نکل یعنی سزا دے خلاف قریش کے جرم کے کنوارے طور پر بولا گیا ہی اقول صراح شرد و شراد رمیدن ستور قائمہ شرود ای سائرة فی البلاد تشرید راندن و منه قوله تعالى فشرد بهم من خلفهم ای فرق و بدد جمعهم شرید بمعنی طرید کذا فی ص وق مجمع والتشريد التفريق على اضطراب ای فنكل بهم تنكيلا واثر فيهم تاثيرا يشرد بهم من بعدهم ويطردهم ويمنعهم من نقض العهد بان ينظروا فيهم فيعتبروا بهم الخ شاہد یہ ہی کعب بن مالک ایک قصیدہ مین کہتا ہے شعر فانك قد شردت بالمشركين كانهم ؛ والخيل تقفهم نعام شرد ؛ + ضرار بن الخطاب جنگ احد مین حضرت حمزہ کے باب مین کہتا ہے شعر حوار ناب وقد ولى صحابته ؛ كما تولى النعام الهارب الشرد ؛ كما في السيرة + عبد مناف بن ربع الهذلي شعر حتى اذا اسلكوهم في قتائدة ؛ شلا كما تطرد الجمالة الشردا ؛ كما في الصحاح تشريد کے اصل معنی راندن ہین اور تنکیل کے اصل معنی عقوبت کردن ہین اور یہان چونکہ نقض عہد کے باعث کفار کو تشرید کا حکم فرمایا ہی اور یہ اونکی سزا مقرر ہوئی تھی

ع جلالین کا تتبع یقیموا نہین یتمیعوا ہی فی وبار ہیں ۱۲ بیضاوی ای استوصلوا کان استوصلوا ہیں ۱۲ منہ ع المعنی المنزل ۱۲ ع ایسی کو غلط

اسواسطے بعض مفسرین نے بنظر اختصار حاصل مطلب بیان کردیا ہی واضح رہے
کہ یہ لفظ بھی منجملہ اون الفاظ ثلاثہ کے ہی جنکو ابوبکر واسطی نے الفاظ غریبہ قریش
مین لکھا ہی اور معنی اسکے سمع بہم لکھے ہین یعنی منتشر کراونکو یا تشہیر کراونکو اور بیان
ابوالقاسم نے اسکے معنی نکل لکھے ہین اور جرہم کا لفظ لکھا ہی یہ دونون عالم یا درصیا حب
کے مستند ہین اور دونون کے ترجمون مین مختلف لفظ ہین پس اسی جگہہ سے یا درصیا حب
سمجھ لین کہ مترجمون کے اختلاف عبارت پر نظر کرنی چاہیے بلکہ اصل لغوی معنی
کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا ہین اور درست ہوتے ہین یا نہین — اور اگر یا درصیا حب
واسطی کے ترجمہ کا بھی شاہد طلب کرین تو وہ بھی موجود ہی شعر اطوف فی
النواطح کل یوم مخافۃ ان تثد بی حکبر + کذا فی المجمع قولہ ۹۰ فقرہ
ہود مین ہی اراذلنا بادی الرای لفظ اراذلنا بمعنی سفلتنا قریش کی زبان نہین
جرہم کی بولی ہے اقول صراح رذل ناکس و فرومایہ کذا فی ص و ق + مجمع
الرذال الخسیس الحقیر من کل شیئ والجمع ارذل ثم یجمع علی اراذل کقولہ
کلب واکلب واکالب ویجوز ان یکون جمع الارذل فیکون مثل اکابر
جمع الاکبر اس لفظ کے معنی بجز سفلہ اور کمینہ اور ناکس اور فرومایہ کے دوسرے
معنی نہین اسواسطے یہ کہنا کہ یہ لفظ اس معنی مین قریش کی زبان نہین محض غلط ہے
قولہ ۹۱ فقرہ ہود مین ہی ھذا یوم عصیب لفظ عصیب بمعنی شدید جرہم
کا وحشی لفظ ہی اقول صراح النصب ای اشتد مصوب سخت گوشت و ایضاً
گرسنہ بلغت الہذیل و عصوصب القوم ای اجتمعوا وصاروا عصائب و عصوصب
الیوم ای اشتد ومنہ یوم عصیب وعصیصب ایضاً شدید کذا فی ص و ق + مجمع

لیعنی زبردی
ارکبوا
ارذلین
وارذلین
وارذلین
والارذلون
الارذلون
عصیب
والاذی
سیئ حتی
سدیہ

والعصيب الشديد في الشر خاصة واصله من الشد يقال عصبته اى
شددته وناقة عصوب ويوم عصيب وعصيصب كانه التف على الناس
بالشر او يكون التف شره بعضه ببعض شاهد بمعنى شديد شاعر شعر
فانك ان لا ترض بكر بن وائل ؛ يكن لك يوم بالعراق عصيب ؛ +
عدى بن زيد شعر وكنت لزاز خصمك لم اعرد ؛ وقد سلكوك في
يوم عصيب ؛ + راجز شعر يوم عصيب يعصب الابطال ؛ ؛
عصب القوى السلم الطوالا ؛ - كما في المجمع + شاعر شعر هو ضربوا
قوانس خيل حجر ؛ بجنب الرده في يوم عصيب ؛ - كما في الاتقان عن
ابن عباس + کیا یہ شعر غیر فصیح تھے **قولہ** ۹۲ فقرہ بنی اسرائیل مین ہے
جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا لفظ لفيفا بمعنى جميعا کبھی حجاز کا فصیح نہین ہو لا جرہم کا
وحشی لفظ ہی **اقول** صراح لفف لف پیچیدن لفیف گروہ مردم پراگندہ از
ہر جاے قولہ تعالی لَفِيفًا اى مجتمعين مختلطين طعام لفيف اذا كان مخلوطا
من جنسين فصاعدا ويقال كنا لفا اى مجتمعين كذا في ص ق + مجمع
ولفيف مصدر قولك لففت الشئ اى جمعته يقال لففته لفا ولفيفا
ومن ذلك قولهم لففت الجيوش ضربت بعضها ببعض فاختلط الجميع
قال الزجاج اللفيف الجماعات من قبائل شتى معناه جئنا بكم من القبور
الى الموقف للحساب والجزاء مختلطين التف بعضكم ببعض لا يتعارفون
ولا ينحاز احدكم الى قبيلته وقيل لفيفا اى جميعا اولكم واخركم عن
ابن عباس ومجاهد ؛ شاعر یہ ہی ابو اسامہ من اهل بلد شعر ومقدام

لله واللفيف
الجمع من الناس
من قبائل شتى
يقال جاءوا
بلفيف لفيفهم
قولهم لقيتهم
اى مجتمعين مختلطين
وقولهم كنا لفا اى
مجتمعين ۱۲

لکمر لابن دھینی ؎ جنان اللیل والانس اللفیف ؎ + ابو قیس بن الاسلت فی
اصحاب الفیل شعر فارسل من فوقهم حاصبا ؎ یلفهم مثل لف القزمع +
ایضا بعد جنگ خندق و اختلاف مردم شعر اتاک الناس اشیاع المتن ؎
یلف الصعب منها بالذلول ؎ - کما فی السیرة + شاعر حماسی شعر ولوا
معشر الکبتی صریع ؎ تلفهم التهایر والنجود ؎ - شارح کشتاہی تجمعهم
الاغوار والانجاد قولہ ۹۳ فقرہ بنی اسرائیل مین ہی مَاسُورًا لفظ
محسورا بمعنی منقطعا قریش کی زبان نہین گنواری زبان جہم کی ہی منقطعا بولنا
چاہیے اقول صراح حسر برہنہ کردن و ماندہ کردن حسور ماندہ شدن و فرو ماندن
بینائی از دیدن دور محسور ماندہ و درینغ خوردہ محسور حسیر ایضا خیرہ چشم کذا
فی ص وق + مجمع واصل الحسر الکشف من قولهم حسر عن ذراعه یحسر حسرا
اذا کشف والحسرة الغم لانحسارها فات ودابة حسر اذا کلت لشدة السیر
لانحسارهم عنها بالکلال والمحسور المنقطع به لذهاب ما فی یده وانحساره
عنه ویقال حسرت الرجل المسئلة اذا افنیت جمیع ما عنده شاہد ہی ابو ذؤیب
الهذلی شعر ان العسیر بها داء یخامرها ؎ فشطرها نظر العینین محسور ؎
- کما فی المبهم والصحاح ـــــ علاوہ اسکے اس لغت کے چند معانی ہین اور
سب بیان چسپان اور درست ہین چنانچہ قتادہ نے اسکا ترجمہ نادما عاجزا
کیا ہی اور جناب امام صادقؑ سے عریانا منقول ہی اور جبائی سے دریغ خوردہ
اور متحسرا اور مغموم منقول ہی پھر ایک ہی جمہ پر اعتماد کرنا خلاف تحقیق بلکہ تعصب
ہے قولہ ۹۴ فقرہ انبیا مین ہی مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ لفظ حدب بمعنی

جانب غلط اور برخلاف محاورہ قریش کے جرہم کا لفظ ہی اقول یہ لفظ حرب غلط ہے آیہ کریمہ اسطرح ہی وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ صراح حدب بالتحریک زمین بلند حداب بالکسر جمع ومنہ قولہ تعالی وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ حدبہ بفتحتین کوزی پشت وحدب علیہ وتحدب علیہ ای تعطف علیہ کذا فی ص وق + مجمع الحدب الارتفاع من الارض بین الانخفاض والحدبۃ خروج الظہر ورجل احدب + اس لفظ کے معنی جانب نہ کسی اہل لغت نے لکھے اور نہ کسی مفسر نے بلکہ خود سیوطی نے اتقان مین بروایت صحیحہ ابن عباس سے اسکے معنی شرف یعنی بلندی لکھے ہین نہ معلوم کہ ابو القاسم نے یہ معنی کہان سے لکھدیے ہین اگر خاص جرہم کا محاورہ ہوتا تو بھی اہل لغت لکھتے کیونکہ وہ بھی عرب ہین مگر ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے بنظر تسہیل بطور حاصل مطلب یہ معنی لکھدیے ہین اور یہ لفظ ایسا غدب اور شیرین ہی کہ ہر معنی مین مستعمل ہی احدودب اور متحدب بمعنی کوزہ پشت فارسی کتابون مین بھی موجود ہے ۔ اور شاہد بمعنی بلندی وارتفاع یہ ہی اد هم بن ابی الزعراء الحماسی شعر واسدا بغارۃ ذات حدب ؎ رجراجۃ لہ تاك صما یوتشب ؎ + حدب بمعنی عطوف نہین شعرا حدب علی المولی الضریك اذا ؎ نابت علیہ نوائب الدہر ؎ کما فی العقد

قولہ ۹۵ فقرہ نورین ہی یخرج من خلالہ لفظ خلال بمعنی سحاب محمد صاحب نے غلط بولا ہی اگرچہ متاخرین نے معنی مین تحریف کی پر محقق کے سامنے نہین چلتی اقول صراح خلل بفتحتین کشادگی ورخنہ خلال جمع وقع بہما قولہ تعالی فترى الودق يخرج من خلاله ومن خلاله وهي فرج في السحاب كذا في ص وق + مجمع والخلال

لہ والخلل مفرج مابین الشیئین ومن الماء والخلال الماء الکثیر الذی یخلل الارض ای یشقہا والخلل الفرجۃ بین الشیئین والخلل السحاب شمل صحاح ۱۲ منہ

جمع الخلل وھو الفرجۃ ما بین الشیئین + اسی طرح جلالین و بیضاوی
وغیرہ مین ہی صفیہ جنگ بدر مین اپنے باپ مسافر پر روتی ہی شعر
لا با مَن لعینٍ للبکیٰ دمعھا قان ؎ کغربی دالج یسفی خلال الغبث الدان ؎
وما لبث غریف ذو اطافر واسنان ؎ ابو شبلین وناب شدید البطش
غرتان ؎ حسان یوم فتح مکہ شعر وکانت لا تزال بھا انیس ؎
حلال مروجھا نحم وشاء ؎ ۔ کما فی السیرۃ + اور تحریف کا جواب یہ ہی کہ
خلال کے معنی سحاب نہ کسی اہل لغت نے لکھے نہ کسی مفسر نے اور نہ کسی اہل علم
کے گوش زد ہوے اور ابو القاسم نے بطور حاصل مطلب کے لکھدیے ہین
کیونکہ جن خلل سحاب سے پانی برستا ہی وہ خلل بھی اوسی سحاب مین ہوتے ہین
بلکہ درحقیقت عین سحاب ہوتے ہین علاوہ اسکے پادریصاحب نے اسقدر
تو عقل کو کام فرما کر سوچا ہوتا کہ اگر خلال کے معنی سحاب ہون تو آیت کے
معنی مین بڑا خلل پڑجاوے گا دیکھو آیہ کریمہ یہ ہی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ
سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ ۔
ظاہر ہی کہ بینہ اور یجعلہ اور خلالہ کی ضمیرین لفظ سحاب کی طرف راجع ہین پس
اگر خلال کے معنی بھی سحاب ہون تو معنی یہ ہون گے کہ دیکھے گا تو مینھہ کو کہ
نکلتا ہی سحاب کے سحاب سے اور یہ محض مہمل ہی حق یہ ہی کہ ہرگاہ یہ معنی جوہری
صاحب صحاح اور فیروزآبادی صاحب قاموس بلکہ کل جامعین لغات اور کل
مفسرین کو معلوم نہوئے اور پادری صاحب نے تحقیق تازہ سے پیدا کیے
تو پھر ایسے محقق کے سامنے کسی چل سکتی ہی ہرگز نہین چل سکتی بلکہ کسی اہل علم

اور اہل عقل کی نہین چل سکتی **قولہ** ۹۶ فقرہ نور مین ہی فَتَرَی الْوَدْقَ لفظ ودق بھی بمعنی مطر غلط بولا ہی قریش کی زبان نہین جرہمی بولی ہے **اقول** صراح ودق باران وباریدن کذا فی ص۵۱ ودق + مجمع والودق المطر ودقت السماء تدق ودقا اذا امطرت شاہد یہ ہی شاعر **شعر** فلا مزنة ودقت ودقها ؛ ولا ارض ابقل ابقالها ؛ کما فی المجمع والصحاح + امرئ القیس **شعر** فادرکهن ثانیا من عنانه ؛ کعنیت العشی الاقهب المتودق ؛ کما فی العقد + **قولہ** ۹۷ فقرہ شعراء مین ہی لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ لفظ شرذمہ بمعنی عصابہ قریش کی زبان نہین گنواری لفظ ہی **اقول** صراح شرذمہ گروہی از مردم وپارہ از ہر چیز ثوب شراذم قطع پارہ پارہ کذا فی ص۵۲ وق + مجمع والشرذمة العصبة الباقية من عصب كثيرة وشرذمة كل شيء بقية القليلة شاہد یہ ہی راجز **شعر** جاء الشتاء وقمیصی اخلاق ؛ شراذم یضحك منه التواق ؛ کما فی المجمع **قولہ** ۹۸ فقرہ شعراء کے ۶ رکوع مین ہی بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً لفظ ریع بمعنی طریق قریشی زبان نہین جنگلی بولی ہے **اقول** صراح ریع بالکسر زمین بلند رباع جمع ومنه قوله تعالیٰ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً وراہ ۔ کذا فی ص۵۳ وق + مجمع الریع الارتفاع من الارض وجمعه ارباع وریعة ومنه الریع فی الطعام وهو الارتفاع بالزیادة والنماء وقال ابو عبیدة الریع الطریق بین الجبلین فی الارتفاع وقیل هو الفج الواسع جواب یہ ہی کہ یہان اس لفظ کے دو معنی بیان ہوئے ہین اول مکان مرتفع یعنی ہر بلندی جس طرح ابن عباس نے کہا ہی دوسرے طریق جسطرح کلبی اور ضحاک نے کہا ہی مگر معنی اول کو اکثر مفسرون نے اختیار کیا ہی چنانچہ خود سیوطی صاحب اتقان نے بھی

الودق المطر
ودق یدق ودقا
ای نظر قال الشاعر
الخ صحاح ۱۲
الشرذمة الطائفة
من الناس والقطعة
من الشیء وثوب
شراذم ای قطع ۱۲
ص
والریع بالکسر ما ارتفع
من الارض وقال
غارة تعلو الجبل الواحة
ریعة والجمع رباع ومنه
قوله تعالیٰ الخ والریع ایضا
الطریق ۱۲ ص
جبلین بکل ریع مکان
آیة بناء عالیا ۱۲
بیضاوی بکل ریع بکل
مکان مرتفع ومنه ریع
الارض للارتفاع ۱۲

معنی اول اختیار کیے ہین بہرکیف میان دونون معنی درست ہین اور کسی معنی کی
نسبت اہل لغت نے عدم ثبوت صاف ظاہر نہین کی بہرحال دونون معنی مین یہ لفظ مانوس الاستعمال
اور فصیح ہی شاہد بمعنی ارتفاع و بلندی و مکان بلند ذوالرمة شعر طراوة
الخوافي مشرف فوق ريعة ؛ ندى ليلة في ريشة يترقرق ؛ كما في الصحاح +
اور شاہد بمعنی طریق مسیب بن علس شعر رہیج یلوح کانها سحل ؛ شبه
الطريق شوب بيض ؛ كما في الصحاح یہ شاعر جنگلی نہین تھے اگر جنگلی ہوتے تو
جوہری وغیرہ ان کے اشعار کو سند مین نہ لاتے قول ۹۹ فقرہ یسر مین
ہے اِلٰی رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ لفظ ینسلون بمعنی نکلنا جون اشرافون کی زبان نہین جرمی
بولی ہے اقول صراح نسل فرزند و زادن و پر انداختن مرغ و افتادن آن و
ریختن پشم متعد لازم نسل بفتحتین شیر کہ از پستان بے دوشیدن بیرون آید
نسل نسلان جامہ از کتف افتادن و شتاب دویدن كذا في ص وق + مجمع
والنسول الخروج عن الملابس ونسل ريش الطائر اذا سقط وقيل النسول
الخروج بسراع مثل نسلان الذئب شاہد یہ ہی امرئ القیس شعر فان
تك قد ساءتك مني خليقة ؛ فسلي ثيابي عن ثيابك تنسل ؛ كما في المعلقة
والمجمع + ایضاً شعر تسلت عمايات الرجال عن الصبا ؛ وليس فوادي
عن هواها بمنسل ؛ كما في المعلقة + علاوہ اسکے طرفہ وغیرہ کے اشعار مین
یہ لفظ موجود ہی قول ۱۰۰ فقرہ صافات مین ہی شَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ لفظ شوبا
بمعنی مزاجا غلط اور برخلاف زبان قریش کے بولا گیا ہی اقول صراح شوب
آمیختن وفی المثل هو شوب وير وب يضرب لمن يختلط في القول او العمل

نسل النسول والنسل نسلا
نسلانا اسی طرح ۱۲
صحاح ۱۲ غالباً صراح
کی عبارت ہے
ثیابی عن ثیابك تنسل
ثیابی عن ثیابك تنسل
ولکن نفسی تبتغی غیرہا
ولکن نفسی تبتغی غیرہا
وفوادی عن هواها بمنسل
وفوادی عن هواها بمنسل

کذا فی ص وق + مجمع والشوب خلط الشیئ بما لیس منه وهو شر منه اگرچه
بعد مثل کے شعر کی حاجت نہین کیونکہ مثل شعر سے بھی زیادہ مشہور و فصیح ہوتی
ہے مگر شعر بھی لکھے دیتا ہون حسان ہذیل کی ہجو کرتا ہی **شعر** فلا والله لا تدری
هذیل ؛ اصاف ماء زمزم مذاق مشوب ؛ + شاعر **شعر** واعلم بانك قد جعلت
ولیجة ؛ ساقوا الیك الحتف غیر مشوب ؛ - کما فی السیرة + امیة بن ابی الصلت
شعر تلك المکارم لا قعبان من لبن ؛ شیبا بماء فعادا بعد ابوالا ؛ - کما
فی السیرة والمجمع **مصرعه** وماء قد ورفی القصاع مشیب ؛ - کما فی الصحاح
قوله ۱۰۱ فقره ذاریات مین ہی وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ لفظ حبک بمعنی طرائق
خلاف محاورہ وحشی زبان ہی **اقول** صراح حبک جباک بالکسر جبیکہ راہ در ریگ
تودہ وشکن آب بوزہ و موی کذا فی ص وق + مجمع والحبك الطرائق التي تجري
على الشئ كالطرائق التي ترى في السماء وفي الصافي من الماء اذا مرت عليه الريح
وهو تكسر جاد فيه ويقال للشعر الجعد حبك والواحد حباك وجبيكة والحبك
حسن اثر الصنعة في الشيئ واستوائه يقال حبكه يحبكه شاعر زهیر
شعر مکلل باصول النبت تنسجه ؛ ریح خریق لضاحی مائه حبك ؛ +
ایضا **شعر** هریضربون جیبك البیض اذ لحقوا ؛ لا ینکصون اذا ما استلحموا
وحموا ؛ + امری القیس **شعر** متکللة حمراء ذات اسرة ؛ لها حبك
کانها من وصائل ؛ - کما فی العقد والمجمع چونکہ آسمان مین بھی اسی قسم کے
طرائق معلوم ہوتے ہین اسواسطے انکو بھی حبک فرمایا ہے **قوله** ۱۰۲ فقره
حدید مین ہی فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لفظ سور بمعنی حائط غلط اور قریش کی زبان نہین

جرہم کا محاورہ ہی اقول صراح سور بالضم پارہ شہر اسوار سیران جمع کذا فی
ص وق مجمع سور وھو حائط بین الجنۃ والنار عن قتادہ وقیل ھو
سور علی الحقیقۃ لہ باب شاہد کعب بن مالک یوم الطائف شعر وانا قد
اتینا ھم بزحف یحیط بسورہ حصنھم صفوفا ۔ کما فی السیرۃ ——
علاوہ ازین یہ لفظ احادیث مین بھی موجود ہی اس سے ثابت ہی کہ یہ قریش کا روزمرہ
تھا اور آنحضرت صلعم کی اصلی زبان تھی قولہ ۱۰۳ فقرہ بقرین ہی لا شئۃ
فیھا لفظ شئۃ لاوضہ قریش کی بولی نہین جرہم کا لغت وحشی ہی یا ازدشنوۃ
کی بولی ہی اقول صراح وشی شئۃ بالکسر والتخفیف نشان ولون مخالف کل
اعضاے اسپ وخز آن والہا عوض من الواو مثل عدۃ وقولہ تعالی لا شیۃ
فیھا ای لیس فیھا لون یخالف سائر لونھا وشی شیۃ نگار کردن جامہ و
دروغ گفتن وآراستن سخن بدروغ کذا فی ص وق + مجمع الشئۃ اللون
فی الشی یخالف عامۃ لونہ والوشی خلط اللون باللون ولا شئۃ فیھا
ای لا وضہ فیھا یخالف لون جلدھا ویقال وشیت الثوب ومنہ قیل
لمن یسعی بالرجل الی السلطان واش لکذبہ علیہ عندہ وکذبہ بالاباطیل
ویقال منہ وشیت بہ وشایۃ قال کعب بن زھیر شعر تسعی الوشاۃ
بجنبیھا وقولھم انک یا ابن ابی سلمی لمقتول ۔ دیکھو کلام عرب کی توسع اور
اصل معنی اور محاورہ کے فرق کو کہ ابتدا مین لفظ کے اصل معنی صرف اسقدر تھے
کہ جو رنگ کل اعضاء کے رنگ کے مخالف ومخلوط ہو اوسکو کہتے تھے اور پھر ہوتے
ہوتے چغل خور کو بھی کہنے لگے کیونکہ وہ بھی جھوٹ کو سچ مین خلط کرتا ہی اور بات کو

السور والطوالبرۃ
وجمعہ اسوار کیسران
۱۲ اصحاح
کل لون یخالف
لون الفرس
والہا عوض من
الواو وتجمع
لا شیۃ فیھا ای
لیس فیھا لون یخالف
لا لونھا اھ صحاح

آراستہ کرتا ہی اور رنگتا ہے ۔ باوجود اس توسع کے پادریصاحب مترجمون
کے اختلاف الفاظ کے سبب قرآن پر نزاع لفظی کرتے ہین اور عوام کو بہکاتے ہین
کہ فلان مترجم نے یہ لفظ لکھا ہی اور فلان نے یہ لفظ حالانکہ مآل اور حاصل دونون
ترجمون کا ایک ہوتا ہی اور اگرچہ شاہد اسکا مجمع البیان کا شعر کافی ہی مگر مین
خاص ایسے اشعار لکھتا ہون جن مین وشی بمعنی لون ونگار کردن ہے امرئ
القیس **شعر** ذعرت بها سربا نقیا جلدہ ٭ واکرعه وشي البرد من الخال ٭ + نابغة **شعر** من وحش ایلة موشي اکارعه ٭ طاوي المصیر
کسیف الصیقل الفرد ٭ ۔ کما فی العقد + مرحب بن شأس الخیبری فی غزوة
خیبر **شعر** انا اناس والدتنا عبهرة ٭ لباسنا الوشي وریط حبرة ٭ ۔ کما
فی التحفة + شاعر حماسی **شعر** علی نعاج سالت فی بلاعمها کثیرة الوشي
فی لین وترقیق **قول** ۱۰۴ فقرہ ال عمران مین ہی والکاظمین الغیظ لفظ کاظمین
بمعنی مکروبین غلط اور بے محاورہ ہی قریش کی زبان نہین **اقول** صراح کظم خشم
فرو خوردن رجل کظیم فرو خورندہ غیظ مکظوم فرو خوردہ وکظوم بالضم خاموش شدن
قوم کظم ای ساکتون کذا فی ص وق + مجمع اصل الکظم شد راس القربة
عن ملئها تقول کظمت القربة اذا ملأتها ماء ثم شددت راسها وفلان
کظیم ومکظوم اذا کان ممتلئا حزنا وکذلك اذا کان ممتلئا غضبا
لم ینتقم وکظم البعیر اذا لم یجتر الکظامة وهی القناة التی تجری تحت
الارض سمیت بذلك لامتلائها تحت الارض ویقال اخذ بکظمه ای مجری
نفسه لانه موضع الامتلاء بالنفس + کتب لغت سے ظاہر ہی کہ کظم کی اصل

کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی
والکاظمین الغیظ کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی
کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی
اذا السکوت عن غیظ کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی
الخ وہو غیظ کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی
قوم کظم ای ساکتون کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی
کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی
والغیظ والغضب کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی اور کسی نے غیظ کو غیظ لکھا ہی
ان الغضب شدة الرضا وهو ارادة
العقاب لمن جنی جنایة ما
ولیس کذلك الغیظ
لانه یجوز ان یغیظ
بما لا یکون
الصادر عن
غضب لیس
والغیظ
منهی

معنی کرب نہین ہین مگر ہان چونکہ انتقام لینے سے شفاے غیظ اور طبیعت کو
تسکین ہوجاتی ہے اور عدم انتقام سے طبیعت مین رنج وحزن بھرا رہتا ہی
اور اس سبب سے قلق اور کرب رہتا ہے لہذا اگر کسی مترجم نے اس لفظ مرکب
یعنی الکاظمین الغیظ کا ترجمہ مکروبین کر دیا تو جاے اعتراض نہین + ہزار دفعہ
کہدیا کہ مترجمون کے اختلاف لفظی پر نزاع لفظی کرنا محض عوام فریبی اور مغالطہ
ہے + شاہد یہ ہی ابن دمینۃ الحماسی شعر وانت التی احفظت قومی فکلھم
یبعد الرضا دانی الصدود کظیم شارح کہتا ہی ای ممتلی الجوف من الغضب
یقال کظم غیظہ اذا جرعہ ویقال للحزون انہ لمکظوم وکظیم اور حضرت
عبد المطلب کا یہ قول مشہور ہی ولہ فخر یکظم علیہ ای لایبدیہ ویظہرہ
وھو حسبہ کذا فی النہایۃ لابن اثیر۔ اور یہ لفظ ایسا شیرین ہی کہ فصحا
اسکو ہر ایک معنی مین بولتے تھے چنانچہ عجاج نے بمعنی ساکتون بولا ہی شعر
ورب اسراب حجیج کظم عن اللغا ورفث التکلم کما فی الصحاح
قولہ ۱۰۵ فقرہ حاقہ مین ہی الا من غسلین لفظ غسلین بمعنی الحار الذی
لا یتناھی حرہ غلط اور زبان قریش کے برخلاف ازدشنوہ کی زبان ہے
اقول صراح غسل بالکسر شستنی چون خطمی وگل ومانند آن ومنہ غسلین
وھو ماء الغسل من لحوم اھل النار ودمائھم۔ صحاح مین ہے والغسل
بالکسر ما یغسل بہ الراس من خطمی وغیرہ قال الاخفش ومنہ الغسلین
وھو ماء الغسل من لحوم اھل النار ودمائھم وقد یزید فیہ الیاء والنون
قاموس مین ہی والغسلین بالکسر ما یغسل من الثوب ونحوہ کالغسالۃ

وما یسیل من جلود اهل النار و الشدید الحر و شجر فی النار + مجمع
والغسلین الصدید الذی ینغسل بسیلانه من ابدان اهل النار و
وزنه فعلین من الغسل ؛ — جلالین مین ہے من غسلین صدید اهل النار
او شجر فیها — بیضاوی ہی غساله اهل النار و صدیدهم فعلین من الغسل
— نهایه الغسلین هو ماء الغسل من لحوم اهل النار و صدیدهم
والیاء والنون زائدتان — جواب یه ہی که یه لفظ غسل سے مشتق ہی جو اہل حجاز
اور تمام فصحاے عرب کا محاوره ہی اگر اسکا اشتقاق خلاف قیاس لغت عرب ہو
تو معترض اوسکو بیان کرے اور جو معنی که ابو القاسم نے لکھے ہین ظاہر اوه معنی
باعتبار اصل باب کے مرادی ہین کیونکه جو ریم وخون وغیره اہل جہنم کے بدن سے
جاری ہوگا وه بھی نہایت گرم ہوگا اور اصل معنی لغوی کے حجازی ہونے مین
معترض کو بھی کلام نہوگا کیونکه وه نہایت مستعمل اور مشہور لفظ ہی مگر اوس شعر کو
جو ابن الاعرابی نے لفظ غسل کی سند مین پڑھا ہی لکھے دیتا ہون شعر فیا لیل
ان الغسل ما دمت ایما ؛ علی حرام لا یمسنی الغسل ؛ ای لا اجامع غیرها
فاحتاج الی الغسل طمعا فی تزویجها — کما فی الصحاح + بہرکیف اعتراض
واہیات ہی قوله ۱۰۶ فقره مدثر مین ہی لواحة للبشر ای حراقة للبشر
لفظ لواحه بمعنی حراقه قریش کی زبان نہین افسوس اتنے الفاظ خود اہل اسلام
کے علماء کبار کے اقرار سے غیر فصیح قرآن مین ہون جو ہین پھر بھی مسلمان لوگ قرآن کو فصیح
کہنے سے باز نہین آتے شاید پیار کے سبب فصیح کہتے ہون گے اقول صراح
تلویح سوختن آفتاب رنگ روی را و بزنگ دادن جامه را و گرم گردانیدن

باتش کذا فی ص ق + مجمع والتلویح تغییر اللون الی الاحمرار ولواحته
الشمس تلویحا فھی لواحة علی المبالغة جو ترجمہ کہ پادریصاحب نے لکھا ہی
وہ لفظی ترجمہ نہین ہی اور اسی باعث ہر ایک مفسر نے مختلف لفظون سے ترجمہ
کیا ہے بلکہ حاصل مطلب ہے اور یہ لفظ ایسا فصیح اور غذب ہی کہ تمام فصحاے عرب
اس لفظ کو اس معنی مین بولتے تھے پس بفرض محال اگر یہ قریش کا محاورہ نہو
تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ فصاحت قریش کے بولنے پر منحصر نہین اور اگر ایسا ہوتا
تو کتب فصاحت مین اسکا بیان ہوتا اور اہل لغت غیر قریش کے اشعار سے استشہاد نکرتے
شاہد شعر ولا کنہ قد لوحتہ بجاوع ۔ علی انہ ذو مرۃ صادق النھض
کما فی الحماسہ شارح کہتا ہی لوحتہ ای غیرتہ ۔ طرماح شعر عقاب
عفبناۃ کان وظبفھا ۔ وخرطومھا الاعلی بنار ملوح ۔ کما فی الصحاح
اور بعد اسکے جو پادریصاحب نے افسوس کرکے ایک فقرہ لکھا ہی اوسکا اصل جواب
پہلے شروع مین مذکور ہوچکا کہ یہ گمان فاسد اصحاب رسول اللہ صلعم کی نسبت
کیونکر ہوسکتا ہے وہی تو بیشتر کافر تھے اور حالت کفر مین اونھون نے قرآن کو بجا نجا
اور فصیح سمجھا اور مدتون تک حمیت جاہلیت اور حسد اور طمع اونکو قرآن کے
پیار کرنے کی مانع رہی پادری صاحب کو یون لکھنا چاہیے تھا کہ قرآن ایسا
فصیح ہی کہ جسکو لوگ باوجود عناد کے بھی فصیح بلکہ سحر کہتے تھے یہ مسئلہ تثلیث
نہین کہ جسکے معتقد بغیر سمجھے ہوئے اوسکو جھوٹا پیار کرتے ہین قولہ ۱۰۷
فقرہ بقرہ مین ہی لبکلۃ الصھام الرقت لفظ رفث بمعنی جماع کوئی فصیح آدمی
نہین بولتا مدج کی گنواری زبان ہی اقول صراح رفث بفتحتین جماع وفحش

گفتن و سخن زنان در جماع کذا فی ص۱۱ و ق + مجمع الرفث الجماع ھنا بلا خلاف وقیل اصلہ القول الفاحش فکنی بہ عن الجماع قال الاخفش انما عدیہ بالی وفی الایۃ لانہ بمعنی الافضاء۔ شاہد فصاحت لفظ عجاج شعر ورب سراب حجیر کظہر عن اللغاو رفث التکلم۔ کما فی المجمع والصحاح جواب یہ ہی کہ یہان رفث بمعنی جماع نہین بلکہ موافق استعمال قریش کے بمعنی سخن زنان ہی۔ ہان بطریق کنایہ مراد اوس سے جماع ہی۔ اور یہ لفظ نہایت شیرین ہی اگر یہان کنایہ نہو اور بمعنی جماع فرمایا ہو تو بھی کچھ قباحت نہین کیونکہ مذہج قبیلہ مالک وطی مین ہی اور خاص عرب العربا اور معتبر اللسان ہی اس قبیلہ مین بڑے بڑے نامی گرامی مثل حاتم وغیرہ کے گذرے ہین قولہ ۱۰۸ فقرہ نسا مین ہے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا لفظ مقیتا بمعنی مقتدر غلط اور مذہج کا محاورہ ہی اقول صراح قوت قیاتہ خورش دادن یقال قات اھلہ والاسم قوت بالضم وھو ما یقوم بہ بدن الانسان من الطعام واقات علیہ ای اقتدر مقیت توانا بقوت دادن ومنہ قولہ تعالٰی عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ونگاہ دارندہ وگواہ کذا فی ص۱۲ و ق + مجمع والمقیت اصلہ من القوت فانہ یقوتہ قوتا اذا اعطاہ ما یمسک بہ رمقہ والمقیت المقتدر لان اقتدارہ علی ذلک واقات یقیت اقاتۃ۔ شاہد یہ ہی زبید بن عبد المطلب عم رسول مقبول صلے اللہ علیہ والہ وسلم شعر وذی ضغن کففت النفس عنہ ؛ وکنت علی مساءتہ مقیتا ؛۔ کما فی المجمع اس سے ظاہر ہی کہ یہ لفظ قریش مین مستعمل تھا گو بقول واسطی غریب ہو اور غریب ہونا مخل فصاحت نہین بشرطیکہ فی نفسہ شیرین ہو یعنی تلفظ مین ثقیل نہو اور سماعت مین مکروہ نہو اور اس لفظ مین اس قسم کا کوئی عیب نہین۔

الرفث الجماع والرفث ایضا الفحش من القول وکلام مصنف یقتضی ان الجماع من القول الرفث ۱۲ منہ

پس پادریصاحب اگر کتب موجودہ علم فصاحت کے موافق اعتراض کرنا چاہتے ہین تو اس لفظ بلکہ کل لفظون کی غیر فصاحت کو کتب علم فصاحت سے ثابت کرین ورنہ دماغ سوزی بیکار ہی **قولہ ۱۰۹** فقرہ رعد مین ہے بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ظاہر بمعنی کذب قریش کی زبان نہین غلط ہی مدرج کے گنوار بولتے ہین **اقول** یہ اعتراض ایسا پوچ لچر ہی کہ جسکے دیکھنے سے نہایت ہنسی آتی ہی اور چونکہ بغیر لکھنے تمام آیت کے ناظرین کو میرے دعوے کا لطف نہ اوٹھے گا لہذا پوری آیت کو لکھتا ہون اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ یہان لفظ ظاہر کے وہی معنی ہین جو لغت مین ہین لیکن چونکہ قول ظاہری اور سرسری باتین بے اصل اور جھوٹی ہوا کرتی ہین اس سبب سے اگر کسی مترجم نے اسکا ترجمہ جھوٹی باتین کر دیا تو کچھ بیجا نہین یہ مدرج کا یا کہین اور کا محاورہ نہین کہلائے گا بلکہ یہ محاورہ ایسا شائع ہی کہ ہمارے ہندوستان مین بھی جھوٹی اور بے اصل بات کرنے والے سے کہتے ہین کہ تمھاری یہ سب باتین ظاہری ہین اصل کچھ اور ہی **قولہ ۱۱۰** فقرہ کہف مین ہی وَذَرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ لفظ وصید بمعنی فنا والکہف غلط اور بے محاورہ ہی مدرج کی زبان ہی **اقول** صراح وصید آستان اوصدت الباب واصدنہ اغلقتہ واوصد الباب مجہولا فھو موصد ووصید وصیدہ حظیرۃ من خشب بجمع ستور کذا فی ص ق + مجمع والوصید من اوصدت الباب ای اغلقتہ وجمعہ وصائد ویقال وصید واصید واوصدت واصدت معناہ بالوصد ای بفناء الکہف عن ابن عباس ومجاہد

وقتادة وقيل بالباب وقيل بباب الفجوة او فناء الفجوة لا بباب الكهف لان
الكفار خرجوا الى باب الكهف ثم انصرفوا وقيل الوصيد عتبة الدار —
پادری صاحب کہتے ہین کہ وصید کے معنی فناء الکہف ہین — ہم پوچھتے ہین کہ
خود لفظ فناء کے کیا معنی ہین — صحاح مین ہی الوصید الفناء صاحب صراح
نے یہان فناء کا ترجمہ آستان کیا ہی اور لفظ فناء کی ذیل مین لکھا ہے فناء
بالکسر والمد گرد اگرد وے خانہ فناء الدار — اور صاحب قاموس لکھتا ہے
وفناء الدار ککساء ما اتسع من امامها + بہرحال وصید کے معنی عتبة الدار
یعنی آستان ہین جسطرح عطار سے روایت ہے اور یہ آستانہ اوس فجوہ اور
فرجہ کا تھا جو اندر کہف کے غار در غار تھا کیونکہ حرف من سے جو تجزیہ اور تبعیض کے
واسطے بھی آتا ہے صاف ظاہر ہی کہ اوس غار مین اندر فرجات اور چھوٹے
چھوٹے غار اور بھی تھے اور اصحاب کہف ایسی جگہہ مین بیٹھے تھے کہ وہ مقام
اوس غار مین علیحدہ سا تھا اور بہ سبب تنگی غار اندرونی کے کتا دروازہ مین
بیٹھا ہوگا جسطرح کتون کی عادت ہوتی ہے کہ آدمیون سے کچھہ علیحدہ بیٹھتا ہے
اور اگر غار کے اندر فرجات نہوتے تو یہ لوگ محفوظ نرہ سکتے کسواسطے کہ بعد
تجسس و تلاش ہوجانے کے ایک شخص نے اوس غار کو مویشی خانہ بنالیا تھا
— اور اگر وصید بمعنی ساحة الدار یعنی صحن ہو تو لفظ باسط کا صلہ
حرف با سے مناسب نہوتا بلکہ عبارت اسطرح ہوتی وکلبهم باسط
ذراعيه في الوصيد — شاہد وصید بمعنی آستان و دروازہ یہ ہے
عبید بن وہب شعر بارض فلاة لا يسد وصيدها ۔ علي ومعروفي
خلاء عقد

بها غیر منکر ؛ ۔ کما فی السیرۃ والعقد والمجمع شعر تحن الی اجبار
مکلنا قتی ؛ ومن دونها ابواب صنعاء موصدۃ ؛ کما فی الاتقان عن ابن عباس
شاعر ختعمی حماسی شعر من کل فیاض الیدین اذا غدت ؛ نکباء تلوی
بالکنیف الموصد ؛ ۔ شارح کہتا ہے الکنیف الحظیرۃ من الشجر والموصد
الذی جعل لہ اصاد احکما لہ والاصاد عتبۃ الدار وقیل الوصید الفناء
— اہل فہم اور سخن شناسون نے لفظ وصید کے لطف کو سمجھ لیا ہوگا کہ یہان
جو عتبہ فرمایا اوسکی وجہ یہ ہی کہ عتبہ آبادی کے مکانات اور عمارات کی آستان
کو بولتے ہین اور جنگل کی جھونپڑیون کی ٹٹی کو یا خار کے فرضی اور قدرتی دروازہ کو
وصید ہی بولتے ہین نہ عتبہ ایسا لفظ بجز اہل زبان کے دوسرا نہین بول سکتا
گویا کہ خار کی اور مقام اصحاب کہف کی تصویر کھینچ دی ہی اور اسی کا نام بلاغت ہی
جو مقتضاے حال کے موافق ہو قولہ ۱۱ فقرہ کہف مین ہے اَوْ اَمْضِیْ حُقُبًا
لفظ حقبا بمعنی دہر اقریش کی زبان نہین مندرج کی بولی ہے اقول صراح حقب
بالضم ہشتاد سال ویقال اکثر من ذلک حقبہ بالکسر سالہا حقب جمع حقب بضمتین
روزگار و منہ قولہ تعالی او امضی حقبا وقولہ لابثین فیہا احقابا کذا فی ص و
ق + جمع الحقب الدہر والزمان وجمعہ احقاب قال الزجاج الحقب
ثمانون سنۃ شاہد یہ ہی امرئ القیس شعر فان تناعنہا حقبۃ لا تلاقہا
؛ فانک مما احدثت بالمجرب ؛ ۔ کما فی العقد — عبد اللہ الزبعری جنگ
خندق مین کہتا ہے شعر جی الدیار محا معارفہ رسمہا ؛ طول البلی
وتراوح الاحقاب ؛ ۔ کما فی السیرۃ + مرۃ بن محکان التمیمی الحماسی

شعر ولقد لما غدوا اوصی قعیدتنا ؛ غدّی بینك فلن تلقهم حقبا ؛ + قولہ ۱۱۲ فقرہ نون مین ہے سَنَسِمُہٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ خرطوم ہاتھی کی سونڈ کو کہتے ہین آدمی کی ناک کو کوئی فصیح اور اشراف خرطوم نہین کہتا بلکہ انف بولتے ہین اس لیے یہ آیت فصیح نہین گندہ محاورہ مذہج کا ہے اقول صراح خرطوم بالضم بینی وخمر خراطیم القوم مہتران قوم مخرنظم مرد متکبر خشم ناک ویقال لجشم بن الخزرج وعوف بن الخزرج خرطومان - کذا فی ص وق + مجمع والخرطوم ما نتا من الانف وھو الذی یقع بہ الشم ومنہ قیل خرطوم الفیل وخرطمہ اذا قطع انفہ + کتب لغت اور اشعار عرب سے یہ حصر ثابت نہین کہ سونڈ کو ہمیشہ خرطوم کہین انف نہ کہین اور نہ یہ تخصیص ثابت ہے کہ خرطوم بجز سونڈ کے کسی اور حیوان کی ناک کو نہ کہین بلکہ خود لغت سے ظاہر ہے کہ خرطوم آدمی کی ناک کو بھی بولتے ہین چنانچہ خراطیم القوم سرکشان وسرداران قوم کو کہتے ہین اور جشم اور عوف ان دو قبیلون کو خراطیم کہتے تھے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ وے ناک کی طرح سب سے مقدم رہنا چاہتے تھے بلکہ وحوش وطیور کی ناک اور چونچ کو بھی خرطوم کہتے ہین — وخرطوم الرمہ ہرن کے بچہ کی تعریف کرتا ہے شعر کانہ بالضحی ترمی الصعید بہ ؛ دبابۃ فی عظام الراس خرطوم ؛ — کما فی السیرۃ + امرئ القیس ایک جانور کے حال مین کہتا ہے شعر کانہا لقوۃ طلوب ؛ کان خرطومہا مشال کما فی العقد + طرماح شعر عقاب عقبناۃ کان وظیفہا ؛ مرو خرطومہا الاعلی بنار ملوح ؛ — کما فی الصحاح + ابو قیس الصیفی بن الاسلت جو کہ

شب و روز قریش مین رہتا تھا اصحاب فیل کی مذمت مین کہتا ہے شعر
محاجنھم تحت افرابھم ؛ وقد نھموا نفرا خرھم ؛ دیکھو سونڈ کو انف کہا ہے
خرطوم نہین کہا علاوہ ازین ہمنے فرض کیا کہ خرطوم محض سونڈ کو کہتے ہین پس
بنابر اس فرض کے ہم اوسکو کنایہ کہتے ہین اور فائدہ اس کنایہ سے یہ ہے
کہ قریش کی تذلیل اور استہزا منظور ہے کیونکہ وہ بڑے سرکش اور متکبر
اور عزت طلب تھے اور اپنی ذلت کے سبب آنحضرت صلعم کی پیروی نکرتے تھے
پس اون فیل سیرتون اور خراطیم القوم کے واسطے جیسا کہ یہ لفظ موزون و برجستہ
تھا دوسرا لفظ ہرگز نہ تھا یہ کمال بلاغت ہے **قولہ** ۱۱۳ فقرہ نمل مین ہے
شَجَرِ فِيهِ تُسِيمُونَ لفظ تسیمون بمعنی ترعون غلط اور حجازی زبان نہین +؛
قول مصراع سوم چریدن سائم سائمہ نعت سوائم اسامہ بعلف بردن و
آوردن ستور را قولہ تعالی فِيهِ تُسِيمُونَ کذا فی ص وق جمع تسیمون من
الاسامۃ یقال اسمت الابل اذا رعیتھا واطلقتھا فترعی متصرفۃ حیث
شاءت وسامت ھی اذا رعت وھی نسوم وابل سائمۃ ویقال سمتھا
اذا اقصرتھا علی مرعی بعینہ وسمنھا الخسف اذا ترکتھا علی غیر مرعی
ومنہ قیل سیم فلان خسفا اذا ذل واھتضم شاہد یہ ہی اعشی **شعر**
ومشی القوم بالعماد الی الدرجاء ؛ اعیی المسیم این المساق ؛ -
کما فی الاتقان + کمیت **شعر** اعیا کان مسبحا فقدناہ ؛ وفقد المسیم
ھلک السوام - کما فی المجمل والسیرۃ اور پادری صاحب سے سورہ کے
نام مین بھی غلطی ہوئی ہے یہ آیت سورہ نحل مین ہے **قولہ** ۱۱۴ فقرہ

قاف مین ہے فَهُمْ فِيْ أَمْرٍ مَّرِيْجٍ لفظ مریج بمعنی منتشر بنی خشعم کا گنواری لفظ ہی قریش کی زبان نہین **اقول** صراح مرج چراگاہ و بچر اگذاشتن ستور را مرج بالتحریک جنبیدن خاتم و رانگشت یقال مرج الخاتم ای قلق و مرج الدین والامر ای اختلط واضطرب و مرجت امانات الناس ای فسدت ومنه الهرج والمرج وهما الاضطراب امر مریج ای مختلط کذا فی ص وق + مجمع والمریج المختلط الملتبس واصله ارسال الشیئ مع غیرہ اس لفظ کے معنی منتشر نہین بلکہ مختلط ہین شاہد یہ ہے **شعر** فجالت والتمست به حشاها ؛ فخرکانه غصن مریج ؛ ای قد التبس بکثرة شعبه کما فی المجمع والاتقان[1] + ابوداؤد **شعر** مرج الدهر فاعدت له ؛ مشرف الحارك محبوك الکتد ؛ کما فی الصحاح + پادری صاحب نے لفظ خشعم کو خشعم یعنی شین منقوط سے لکھا ہی یہ غلط ہے بلکہ بجاے شین ثاء مثلثہ چاہیے اور یہ قبیلہ مدینہ کے قریب رہتا تھا حجازی تھا اور عرب العربا اور معتبر اللسان تھا اگر یہ لفظ خاص اسی قبیلہ کا ہے تو بھی کچھ قادح فصاحت نہین **قولہ ۱۱۵** فقرہ سورہ تحریم مین ہے اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا محمد صاحب اپنی دونون عورتون یعنی حفصہ اور عائشہ سے کہتے ہین یعنی اوسوقت کہ ماریہ قبطیہ سے محمد صاحب نے صحبت کی تھی اور اوسکا جھگڑا گھر مین اوٹھا تھا اب یون کہتے ہین اگر تم دونون توبہ کرتی ہو اللہ کی طرف اس فساد کے اوٹھانے سے تو تمھارے دل جھکے جاتے ہین پس لفظ صغت بمعنی مالت غلط اور وحشی لفظ بنی خشعم کا ہی قریش کی زبان نہین +

[1] اتقان مین مصراع اول یون ہے فجالت بنتصالها کما شبرقا ۱۲ منہ

ع پادری صاحب نے ترجمہ غلط کیا ہے یہ لفظ قصد صغت جز انہین ہے اور شرط جز اون کے آنے سے اور صغت جز مین آنے سے جز نہین آتی بلکہ اوپر بلاغت بجاہو واتقان علم البیان پڑھی نہین ۱۲

اقول صراح صغو میل کردن یقال صغت النجوم اذا مالت للغروب
وصغاء محرک ای مبلہ الیک اصغاء گوش دادن بسخن کسی صغی الیہ
اذا مال بسمعہ وکج کردن خنور را بوقت ریختن یقال اصغت الاناء ای
املتہ ویقال ھو مصغی اناؤہ اذا نقص حقہ واصغت الناقۃ اذا
امالت راسھا الی الرجل کذا فی صراح وفی مجمع قد صغت ای مالت و
قیل معناہ ضاقت عن سبیل الاستقامۃ وعدلت عن الثواب الی
ما یوجب الاثم + کتب لغت سے ظاہر ہی کہ صغو کے معنی بجز میل کرنے کے اور
کچھ نہین اور اصغاء کے معنی بھی گوش دادن بسخن اسواسطے ہین کہ آدمی دوسرے
کی بات کی طرف کان کو میل دیتا ہے یعنی جھکاتا ہے اور چونکہ ظرف کے ایل
یعنے کج ہوجانے سے اوسکے اندر کی چیز گر جاتی ہے اسواسطے مصغی اناءہ
بمعنی صاحب نقصان عرب مین مثل کے طور پر بولا جاتا ہے - پس اگر معنی
اعتراض ہے تو محض جہالت ہی کیا معنی کہ اس لفظ کے دوسرے معنی نہین
اگر ممکن ہو تو یا در یصاحب فرماوین کہ اہل حجاز اس لفظ کو فلان معنی مین
بولتے تھے اور اگر لفظ پر اعتراض ہے کہ سوائے بنی خثعم کے باقی عرب اس
لفظ کو نہین بولتے تو بھی غلط ہے کیونکہ لغت سے ظاہر ہی کہ مصغی اناءہ
عرب مین مثل کی طرح بولا جاتا ہے اس سے زیادہ کثرت استعمال اور فصاحت
کا ثبوت کیا ہوگا شاہد یہ ہے غسان بن وعلۃ الحماسی شعر فان ابن
اخت القوم مصغی اناءہ اذا الریز احوخالہ باب جلد شرح کتاب
وجعل اصغاء الاناء مثلا لنقصان الحق لان الاناء اذا اصغی ای امیل نقص ما فیہ

قولہ ۱۱۶ معارج مین ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا لفظ ہلوعا یعنی ضجور احجاز کے برخلاف بولا ہے **اقول** صراح ہلع خروشیدن ہلع ہلوع نعت منه وفی الحدیث من شر ما اوتی العبد شح هالع وجبن خالع ای یجزع فیه العبد ویخزن کذا فی ص وق + مجمع الهلوع الشدید الحرص والشدید الجزع شاہد یہ ہی بشر بن ابی حازم شعر لا مانعا للیتیم نخلته ولا مکبا بخلفه هلعا - کما فی الاتقان عن ابن عباس **قولہ** ۱۱۷ فقرہ کہف مین ہے لَقَدْ قُلْنَا اِذًا شَطَطًا لفظ شططا بمعنی کذب قریش کی زبان نہین خشعم کی بولی ہے **اقول** صراح شطط بالتحریک ازاندازہ گذشتن در ہر خیر وجور کردن متعدی کذا فی ص وق + مجمع الشطط الخروج عن الحد بالغلو فیه واصله مجاوزة الحد فی البعد وشطت الجاریة تشط شطاطا وشاطة اذا جاوزت الحد فی الطول واشط فی السوم اذا جاوز القدر بالغلو فیه شطط کے معنی کذب نہ کسی کتاب لغت مین اور نہ کسی تفسیر مین اگر کسی قبیلہ کا خاص محاورہ ہوتا تو بھی اہل لغت لکھتے خود سیوطی ناقل قول ابو القاسم نے جلالین مین یہ ترجمہ نہین کیا اور اگر ابو القاسم نے یہ ترجمہ کیا ہے تو بطور حاصل مطلب کے لکھا ہوگا کیونکہ جو قول حق سے متجاوز ہو وہ بلاشک جھوٹ ہوگا شاہد یہ ہے اعشی شعر لا ینقهون ولا ینهی ذوی شطط کالطعن یهلك فیه الزیت والفتل - کما فی السیرة + نابغه شعر فدعها عنك اذ شطت نواها ولجت من بعادك فی غرام - کما فی العقد + اور یہ لفظ دو تین احادیث مین بھی موجود ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ آنحضرت صلعم کے زمانہ کا محاورہ تھا

ع رفت رجع راجع ع شططا ای قولا شططا فاشططا ای قولوا قولا شططا ای قولا ذا شطط عن الحق مفرط فی الظلم ۱۲ جلالین

اور اصلی قریشی زبان قولہ ۱۱۸ فقرہ نسار مین ہے صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً
لفظ نحلہ بمعنی فریضہ قریشی زبان نہین خثعم کا لفظ ہے اقول صراح نحل عطیہ
دادن نحلہ کابین زن دادن بے عوضی و بے طلبی کذا فی ص وق + مجمع
والنحله عطية تكون على غير جهة المنا منه يقال نحلت للرجل اذا وهبت
له نحلة ونحلا وسمى النحل نحلا لان الله نحل منها الناس العسل الذي
في بطونها معناه واعطوا النساء مهورهن عطية من الله وذلك لان الله
تعالى جعل الاستمتاع مشتركا بين الزوجين ثم اوجب لها بازاء الاستمتاع
مهرا على زوجها فذلك عطية من الله للنساء وقيل اراد بنحلة فريضة
مسماة وقيل اراد بالنحلة الدين كما يقال ينتحل كذا اى يدين به ذكره
الزجاج وابن خالوية + بيضاوی مین ہے نحلة عطية يقال نحله كذا
نحلة ونحلا اذا اعطاه اياه عن طيب نفس بلا توقع عوض ومن فسرها
بالفريضة ونحوها نظر الى مفهومه لا بانه لا الى موضوع اللفظ جواب یہ ہے
کہ نحلہ کے معنی فریضہ کسی لغت مین نہین تاکہ شبہ ہو کہ بنی خثعم کا محاورہ ہوگا
یہان نحلہ کے معنی وہی معنی ہین جو فصحاے عرب مین مانوس الاستعمال اور
مشہور ہین اور جس مفسر نے اسکا ترجمہ فریضہ کیا ہے صرف مفہوم و مطلب آیت
سے غرض سمجھکر بنظر اختصار حاصل لکھدیا ہے چنانچہ بیضاوی نے اس امر کو ظاہر
بھی کر دیا ہے ——— اور اگر کوئی کہے کہ مہر عطیہ بلا عوض نہین ہوتا تاکہ
لغوی معنی درست ہون بلکہ اوسکا عوض عورت سے استمتاع ہے تو جواب
یہ ہی کہ جسطرح مرد کو عورت سے استمتاع ہے اوسی طرح عورت کو بھی مرد سے

استمتاع حاصل ہے بلکہ زیادہ پس مہر مرد سے عورت کو دلوانا محض حق تعالے
کا عورت پر تفضل ہے اور مرد کی جانب سے عطاے بلاعوض ہے لیکن یہ عطا
اختیاری نہین رکھی بلکہ خدا تعالے نے اسکا دینا فرض کر دیا ہے اس واسطے
اگر کسی مفسر نے بنظر اختصار تسہیل فہم کے واسطے اسکا ترجمہ فریضہ کر دیا تو اس
سے کچھ قباحت نہین اور نہ یہ معنی اصل معنی سے جداگانہ ہو سکتے ہین اور چونکہ
یہ لفظ یہان اپنے معنی مشہور مین بولا گیا ہے اسواسطے کچھ سند کی حاجت نہین
یہ اعتراض بھی محض نزاع لفظی ہے **قولہ** ۱۱۹ فقرہ مائدہ مین ہے لِيَجْعَلَ
عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ لفظ حرج بمعنی ضیق کئی جگہ محمد صاحب نے قریش کے برخلاف
قیس عیلان کے محاورہ پر بولا ہے **اقول** صراح حرج بفتح الراے وکسر ہا اے
ضیق کثیر الشجر حرج بفتحتین تنگی و تنگ شدن کذا فی ص[1] وق وجمع + شاہد
یہ ہو لبید **شعر** فعلوت مرتقیا علی ذی هبوة ؛ حرج الی اعلامهٖ
قتامها ؛ ۔ کما فی المعلقة اور یہ ایسا فصیح لفظ ہے کہ ہر ایک معنی مین فصحانے
بولا ہے اس سے عذوبت لفظی بھی خوب ثابت ہی علقمہ **شعر** حرجا
اذا حاج السراب علی الضوی واستن فی افق السماء الاغبر ۔ کما
فی العقد اور بالفرض اگر یہ لفظ خاص قیس عیلان کا ہے تو کیا قباحت ہے
یہ قبیلہ مضر بن نزار کی اولاد مین ہے اور حجازی اور اوسکے تحت مین اور بھی
چھوٹے چھوٹے قبائل مثل عبس وسعد وغیرہ کے بہت ہین جنمین بڑے بڑے
نامی گرامی شاعر مثل عنترہ عبسی وغیرہ کے گذرے ہین ۔ ایسے محقق سے
جو قرآن کی فصاحت پر اعتراض کرے سخت تعجب ہے کہ وہ انساب عرب

[1] یہ مکان صرح ای ضیق کثیر الشجر لا اصل الیہ الا فی ۱۲ صحاح

اور حالات قبائل سے بھی ناواقف ہو ملاوہ اسکے تحقیق جدید یہ ہے
کہ لفظ غیلان جو عین مہملہ سے ہے اوسکو غین معجمہ سے سمجھے ہوئے ہین اور ہر جگہ
اسیطرح لکھا ہے کاتب کا قصور نہین معلوم ہوتا **اقول** ۱۲۰ فقرہ بقرہ مین
ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ لفظ خاسرون بمعنی مضیعون غلط اور حجازی زبان
کے برخلاف قیس غیلان کی زبان ہے **اقول** خسر خسران بالضم فیہما زیان کردن
وہو مثل فرق وفرقان وخسرت الشیئ وخسرتہ نقصتہ تخسیرا ہلاک کردن خسار
وخسارۃ بالفتح فیہما ہلاکی وگمراہی کذا فی ص وق + مجمع والخسران النقصان و
الخسار الہلاک واصل الخسران ذہاب راس المال + ایسے اعتراضون سے
کبھی ہنسی آتی ہے اور کبھی غصہ پادری صاحب سے کوئی دریافت کرے کہ جو
شخص بوجہ گناہ اور معصیت الٰہی کے اپنے نعماے اُخروی کا نقصان کرے
تو وہ شخص نعمت ابدی اور اپنی عمر کا ضائع کنندہ ہے یا نہین خواہ ایسے شخص
کو زیانکار کہو خواہ مضیع یعنی ضائع کنندہ یا خاسر کہو سب کا حاصل اور مراد ایک ہے
پس خاص ایک ترجمہ پر اعتراض کرنا محض تعصب اور نزاع لفظی ہے **قولہ**
۱۲۱ فقرہ یوسف مین ہے لولا ان تفندون لفظ تفندون بمعنی تستہزؤن
قریش کی زبان نہین قیس غیلان کی لغت ہے **اقول** صراح فند دروغ وسستی
رائے از پیری افتاد دروغ گفتن وخرف شدن وفاسد وخراب شدن
تفنید نکوہیدن وسستی رائے نسبت کردن کذا فی ص وق + مجمع والتفنید
تضعیف الرای وقیل ان اصلہ الفساد شاہد یہ ہے ابو سفیان بن الحارث
بن عبد المطلب بعد فتح مکۃ فی مدح الرسول صلعم **شعر** اصد وانا

جاهدا عن محمدؐ ۞ وادعی وان لم انتسب من محمد ۞ هم ما هم من لا یقل
بهواهم ۞ وان کان ذا رای یلم ویفند ۞ + کعب بن مالک فی قصیدته
شعر ودع التمادی فی الغوایة سادرا ۞ قد کنت فی طلب الغوایة تفند
۞ کما فی السیرة + امیة بن ابی الصلت شعر وسمیتنی باسم المفند
رائه ۞ وفی رائك التفنید لو کنت تعقل ۞ + شاعر حماسی شعر یا صاحبی
دعالومی وتفیدی ۞ فلیس ما فات من امر بمردود ۞ کما فی المجمع ـــ
علاوہ ازین عقد ثمین مین نابغہ کے اشعار کو اور حماسہ مین قیس بن عاصم اور
سعد بن ناشب اور ابو الاسود الدؤلی کے اشعار مین یہ لفظ فصیح موجود ہے
کیا یہ سب شاعر قیسی تھے **قولہ** ۱۲۲ فقرہ اخراب مین ہے من صیاصیهم
غلط ہے من حصونهم کہنا چاہیے تھا صیاصی بمعنی حصون قریش کے برخلاف
قیس غیلان کا محاورہ ہے **اقول** صراح صیصہ خرد اسہ باشندہ صیاصی جمع
صیصة الدیك شاخ کہ بر پاے خروس باشد صیاصی شاخہاے گاو وحصارہا
کذا فی صراح + مجمع والصیاصی الحصون التی یمتنع بها واحدتها صیصة
یقال جذ الله صیصة فلان ای حصنه الذی یمتنع به وکل ما امتنع به
فهو صیصة ومنه یقال لقرون البقر والظباء صیاصی ویقال ایضا
لشوکة الدیك وشوکة الحائك صیصة کتب لغت اور استعمال عرب سے
ظاہر ہے کہ یہ لفظ اکثر ایسی چیزون مین استعمال کیا جاتا ہے جس کے سبب
حیوان محفوظ رہے خواہ خاردار ہو یا شاخ دار ہو جسطرح صاحب قاموس
اور علامہ طبرسی نے فرمایا ہے وکل ما امتنع به فهو صیصة اور حصن اور

اور حصون خاص ایسے قلعہ کو کہتے ہین جسکی عمارت مستحکم اور بلند ہو اور اس آیت
مین یہود بنی قریظہ کے قلعون کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ اون بیچارون کے
قلعہ کچی دیوارون کے چھوٹے چھوٹے ہون گے جسطرح ہمارے ہندوستان
مین بعض بعض گانون مین آسودہ زمیندار گڑھی بنا لیتے ہین اور اوسکی دیوار
پر اور نیچے جھاڑ رکھدیتے ہین یا تھوہڑ کے درخت لگا دیتے ہین ورنہ پختہ اور
مستحکم قلعہ تو اکثر سلطنت مین معدودہ چند ہوتے ہین خصوصًا حجاز مین تو
آج تک کوئی عمدہ اور بلند قلعہ نہین + اور اگرچہ باعتبار لغت و مفہوم کے ایسی
کچی گڑھی کو حصن کہہ سکتے ہین مگر اہل زبان کے نزدیک ہر ایک کے واسطے علیحدہ
لفظ ہوتے ہین چنانچہ ہمارے ہندوستان مین بھی کچے بڑے قلعہ کو گڈہ اور
چھوٹے کو گڑھی کہتے ہین اور پختہ اور بلند کو قلعہ بولتے ہین شاہد یہ ہے
سحیم عبد بنی الحسحاس شعر واصبحت الثیران صرعی واصبحت
نساء تمیم یبتدرن الصیاصی ۔ کما فی السیرۃ ۔ پس اگر علیم مطلق بھی
مثل معترض کے زبان عرب سے ناواقف ہوتا تو وہ بھی بنی قریظہ کی کچی گڑھیون
کو حصون فرما دیتا ——— اور اگر بالفرض وہی پختہ قلعہ اور حصون ہو
تو ہم کہتے ہین کہ بنظر تذلیل و تحقیر کے اون کو صیاصی فرمایا ہے اور یہ کمال لطافت
و بلاغت ہے کیونکہ یہ لفظ اکثر حیوانات کے سامن اور جوارح مین مستعمل ہوتا ہے
——— یہان تک خاص معنی کا جواب تھا اب مین کہتا ہون کہ یہ لفظ ایسا
شیرین اور فصیح ہے کہ فصحا نے ہر ایک معنی مین بولا ہے شاہد صیاصی بمعنی
قرون النابۃ الجعدی شعر وسادۃ رھطی حتی بقیت فرد الصیصۃ

الاعضب ۔ کما فی السیرۃ شاہد بمعنی خرد آشتہ دربید بن الصمۃ الحماسی
شعر فجئت الیہ والرماح تنوشہ کوقع الصیاصی فی النسیج الممدد ۔
کما فی المجمع والصحاح والحماسۃ قولہ ۱۲۳ فقرہ زخرف مین ہے اَنتُم وَاَزوَاجُکُم
تُحبَرُونَ لفظ تحبرون بمعنی تنعمون قریشی زبان نہین قیس عیلان کا گنواری
لفظ ہے اقول صراح حبر بالکسر اثر النعمۃ حبر بالفتح دانشمند قال صاحب الصحاح
ہو بالکسر افصح لانہ یجمع علی افعال دون فعول وآراستن سخن وجامہ وجز آن
وسیاہی کردن دردوات وشاد کردن حبور حبرہ کذلک قولہ تعالی فَهُم
فِی رَوضَةٍ یُحبَرُونَ ای ینعمون ویکرمون ویسرون رجل یحبور مرد شاد ان
کذا فی ص وق + مجمع الحبور السرور الذی یظهر فی الوجہ اثرہ وحبرتہ
ای حسنتہ شاہد یہ ہی زہیر شعر فاصبح محبورا ینظر حولہ ۔ تغبطہ
لو ان ذلک دائم ۔ کذا فی العقد + عجاج مصرع الحمد للہ الذی
اعطی الحبر ۔ کذا فی المجمع قولہ ۱۲۴ فقرہ آل عمران مین ہے مِنَ
الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ لفظ رجیم بمعنی ملعون کوئی مکہ مدینہ کا شریف نہین بولتا
کیونکہ قیس عیلان کی زبان ہے اقول صراح رجم سنگسار کردن فهو رجیم
مرجوم ای مقتول رجم ایضا بگمان سخن گفتن کذا فی ص وق + مجمع رجیم فعیل
بمعنی مفعول وهو المرمی ای المطرود من السماء المرمی بالشهب الثاقبۃ
قیل المرجوم باللعنۃ رجیم کے اصل معنی سنگ انداختن ہین لیکن شی انداختہ
مین توسیع ہوگئی ہی پتھر پر منحصر نہین کبھی سخن اور کبھی گمان کے ساتھہ بھی رجم
کا استعمال کرتے ہین اسیواسطے اہل لغت نے اسکے معنی مین بہت الفاظ مثل قتل

وقذف ولعن وشتم وسنگ کے لکھے ہین بہرحال یہ لفظ نہایت فصیح و مانوس
الاستعمال ہے اور تمام عرب کے فصحا نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق بولا ہے
+ شاہد یہ ہے علقمۃ شعر بل کل قوم وان عزوا وان کثروا ؛ عریفھم
باثا فی الشر مرجوم ؛ + ایضا شعر من ذکر سلمی و ما ذکری لھا وان لھا
الا السفاہ وظن الغیب ترجیم ؛ + کما فی العقد + عبد اللہ بن قیس الرقیات
احد بنی عامر بن لوی بن غالب یذکر ابرھۃ شعر واستھلت علیھم
الطیر بالجندل حتی کانہ مرجوم ؛ + کما فی السیرۃ + یزید بن الحکم
الثقفی الحماسی شعر ما بخل من ھو للمنون ؛ وربیھا غرض رجیم ؛
قولہ ۱۲۵ فقرہ حجرات مین ہے لا یلتکم اعمالکم لفظ یلتکم بمعنی ینقصکم
حجازی زبان نہین عیلانی بولی ہے اقول صراح التکم کردن حق کسی را
یقال اللہ حقہ ای نقصہ وبازداشتن از انچہ روی آوردہ باشد باز گردانیدن
مثل لانہ یقال التہ ولات یلتہ وھما لغتان حکاھما الیزیدی عن ابی عمرو
بن العلاء قولہ تعالی لا یلتکم من اعمالکم من اللیت ولا یالتکم من الالت
کذا فی صراح + مجمع قرء اھل البصرۃ لا یالتکم بالالف والباقون لا یلتکم
بغیر الالف قال ابو زید الته حقه یالته التا اذا نقصه وقوم یقولون
لات یلیت لیتا ویقال التا الرجل الیته لیتا اذا عمیت علیه الخبر فاخبرته
بغیر ما یسئلك عنه وقوم یقولون لاتنی عن حقی ولاننی عن حاجتی
ای صرفنی عنها وحجۃ من قرء لا یلتکم قولہ تعالی وما التناھم من قرء
یلتکم جعلہ من لات یلیت شاہد یہ ہے شاعر شعر یا کلن ما اغنی الولی

فلم یلبث ؛ کان بحافات النهاء المزارعا ؛ - کما فی الصحاح انشدہ الفراء
اور یہ لفظ ایسا شیرین و فصیح ہی کہ ہر ایک معنی مین فصحا نے بولا ہے مروبۃ
شعر و لیلۃ ذات ندی سریت ؛ و لم یلتنی عن هواها لیت - کما فی المجمع
قولہ ۱۲۶ فقرہ شعرا رمین ہے عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ لفظ عشیرہ بمعنی حفدہ
غلط اور قریش کے برخلاف سعد کے قبیلہ کی بولی ہے اقول پادریصاحب کو علم
عربی مین یہ کمال ہے کہ اتقان کی عبارت کے معنی بھی درست سمجھہ مین نہین
آتے اور قرآن پر اعتراض کرتے ہین خدا کی قدرت ہی اتقان مین عشیرہ کے معنی
ہرگز حفدہ نہین بلکہ سعد العشیرۃ ایک قبیلہ یمنی کا نام ہے اور لفظ العشیرہ اس
قبیلہ کے نام کا جزو ہے نہ لفظ قرآنی دیکھو اتقان کی عبارت یہ ہے و بلغۃ
سعد العشیرۃ حفدہ اختان کل عیال و بلغۃ قیس عیلان نخلۃ فریضۃ
حرج ضیق لخاسرون مضیعون الخ مطلب ابوالقاسم کا یہ ہے کہ قرآن مین جو
لفظ حفدہ بمعنی اختان اور لفظ کل بمعنی عیال فرمایا ہے وہ قبیلہ سعد العشیر
محاورہ کے موافق ہے پادریصاحب نے یہ تو خیال کیا ہوتا کہ اگر عشیرہ کے
معنی حفدہ ہون تو چاہیے کہ اختان قرآن کا لفظ ہو حالانکہ قرآن
مین نہین اور چاہیے کہ اختان کے معنی کل ہون اور لفظ عیال
کے معنی کی پھر ضرورت ہو اس سے معلوم ہوا کہ اختان کے معنی کل
مع عیال سمجھے ہین اور لفظ کل کو بالضم بمعنی ہمہ سمجھے ہین سو یہ بھی غلط ہے
کیونکہ یہ لفظ بالفتح ہے اور سورہ نحل مین بمعنی بار یا بمعنی عیال موجود
ہے ——— بعد اصل جواب کے کہتا ہون کہ جو آیت پادری صاحب نے

۲ الخفدۃ الاعوان والخدم وقیل ولد الولد واصهم لا فرزند رجل محفود ای مخدوم ۱۲ منہ

لکھی ہے اوس مین بھی لفظ عشیرہ کے معنی حفدہ نہین ہوسکتے نہ از روے لغت
اور نہ از روے شان نزول آیت کیونکہ حفدہ کے معنی اعوان و یاران و
خدمتگاران و نیرگان ہین اور عشیرہ کے معنی قبیلہ و تبار ہین اور شان نزول
اسکی بموجب روایت متفق علیہ الفریقین یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے دعوت
طعام کرکے کل بنی ہاشم کو کہ وہ چالیس آدمی تھے جمع کیا ابوطالب و حمزہ
و عباس و ابولہب و علی مرتضیٰ وغیرہم اور اونکو یہ معجزہ دکھایا کہ بکری
کی ایک ران گوشت اور ایک قعب دودھ مین سبکو سیر کردیا حالانکہ ہر ایک
آدمی اون مین سے ایک ایک بکری کا گوشت کھا جاتا تھا بعد کھانے کے
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای بنی عبدالمطلب مین خدا کی جانب سے تم کو
عذاب آخرت سے ڈراتا ہون اور بہشت کی بشارت دیتا ہون قبول کرو
میری اطاعت کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ اور تم مین سے ایسا کون شخص ہے کہ جو
ایمان لاوے مجھ پر اور میری بیعت کرے اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی بنے
اور میرا وزیر بنے اور بعد میرے میرا وصی ہو اور میرے اہل و عیال مین خلیفہ ہو
اور میرے قرض کو ادا کرے۔ پس سب لوگ خاموش ہو رہے مگر علی ابن ابیطالب
نے عرض کیا کہ مین آپ پر ایمان لاتا ہون تا اینکہ اس تقریر کو تین مرتبہ فرمایا
اور بجز حضرت علی مرتضے کے کوئی جواب نہ دیتا تھا تیسری مرتبہ مین آنحضرت صلعم
نے علی مرتضے سے فرمایا کہ تو ہے بھائی اور وزیر اور وصی میرا اسپر بنی ہاشم
ہنسے اور حضرت ابوطالب سے بطور مضحکہ کے کہا کہ آج سے اپنے بیٹے کی
اطاعت کرو تمھارا امیر ہوا اور ابولہب نے کہا کہ دیکھا محمد کا سحر کہ ذرا سے کھانے

مین سبکو سیر کر دیا رواہ الثعلبی عن ابی رافع وغیرھم عن براء بن عازب
کما فی المجمع وغیرہ اور ظاہر ہے کہ یہ اشخاص نہ آنحضرت صلعم کے خدمتگار
تھے نہ یار نہ اولاد پھر یہ حفدہ کیونکر ہوئے اور لفظ عشیرہ بمعنی قبیلہ وقبائل
اہل حجاز بلکہ کل عرب مین ایسا کثیر الاستعمال ہے کہ شاید اسکے برابر دوسرا
لفظ نہو اور کسی شاعر کا کلام اس لفظ سے خالی ہو + امرئ القیس
شعر فادبرن کالجزع المفصل بینہ ۔ بجید معم فی العشیرۃ مخول
۔ کما فی المعلقۃ الاولی + زہیر بن سلمی شعر سعی ساعیا غیظ بن مرۃ
بعد ما ۔ تبزل ما بین العشیرۃ بالدم ۔ کما فی المعلقۃ الثالثۃ + لبید
بن ربیعہ شعر وھم العشیرۃ ان یبطئ حاسد ۔ او ان یلوم مع العدو
لیامھا ۔ کما فی المعلقۃ الرابعۃ + قولہ ۱۲۷ فقرہ نوح مین ہے
سُبُلاً فِجَاجًا لفظ فجاجا بمعنی طرقا قریشی زبان نہین کندہ کی بولی ہے اقول
صراح فج راہ کشادہ میان دو کوہ فجاج جمع کذا فی ص وق + مجمع الفجاج الطرق
المتسعۃ المتفرقۃ واحدھا فج وقیل الفج المسلک بین جبلین شاہد یہ ہے
ابو کبیر الھذلی شعر واذا رمیت بہ الفجاج رأیتہ ۔ یھوی مخارمھا
ھوی الاجدل ۔ کما فی الحماسہ + ابن السلیمانی الحماسی شعر لعمری
لقد کانت فجاج عریضۃ ۔ ولیل شخامی الجناحین ادھم ۔ اور اگر یہ
لفظ کندہ کا ہے تو بھی نہایت فصیح ہے کیونکہ یہ یمنی قبیلہ ہے اور یمن کا حال
اوپر مذکور ہو چکا خصوصًا یہ قبیلہ بڑا نامی گرامی تھا جسمین امرئ القیس بن
حجر الکندی سا شاعر تھا قولہ ۱۲۸ فقرہ واقعہ مین ہے وَبُسَّتِ

الجبال بسّا لفظ بست بمعنی فتت وحشی غیر مانوس کنندہ کی زبان ہے حجازی
لفظ نہین اقول صراح بس نرم راندن و پریشان رہا کردن ستور را و ریزہ
ریزہ کردن کذا فی ص وق + مجمع البس الفت بالتاء کما یبس السویق
ای بلت والبسیس السویق او الدقیق یتخذ زادا شاہد یہ ہے سراجی
شعر لا تخبزا خبزا وبُسّا بسا ۔ ولا تطیلا بمناخ حبسّا ۔ اور دوسرے
معنی مین بھی راجز کہتا ہے مصرعہ وانبس حیات الکثیب الاہیل ۔
کما فی المجمع والصحاح بیان آیۂ کریمہ مین بھی دونون معنی چسپان ہین اور دونون
فصیح اور مشہور ہین قولہ ۱۲۹ فقرہ ہود مین ہے فلا تبئس بما کانوا
یفعلون لفظ تبئس بمعنی تحزن غلط قریش کے برخلاف کندہ کی زبان ہے +
اقول پادریصاحب نے غلط لکھا ہے قرآن مین یہ لفظ تبتئس ہے اور مصدر
اسکا بؤس ہے صراح بؤس سختی وفی المثل عسی الغویر ابؤسا ویقال یوم
بؤس ویوم نعم بالاضافۃ روز سختی و راحت اباس سختی رسیدن ابتئاس
اندوہگین شدن وکراہت داشتن قولہ تعالی ولا تبتئس بما کانوا یفعلون
ای لا تحزن ولا تشتک مبتئس اندوہگین باساء سختی کذا فی ص وق + مجمع
الابتئاس حزن فی استکانۃ وھو افتعال من البوس شاہد یہ ہے حسان
بن ثابت شعر ما یقسم اللہ اقبل غیر مبتئس ۔ منہ واقعد کریما
ناعم البال ۔ کما فی الصحاح والمجمع انشدہ ابو عبیدۃ + ابو قیس شعر
ولہ الراھب الحبیس تراہ ۔ رہن بؤس وکان ناعم بال ۔ کما فی السیرۃ
قولہ ۱۳۰ فقرہ مؤمنون مین ہے اخسئوا فیہا ولا تکلمون لفظ اخسؤا

بمعنی اخر واقریش کے برخلاف قبیلہ عذرہ کا محاورہ ہے اسلیے وحشی اور
غیر مانوس ہے اقول اسی لفظ پر نمبر بائیس ۲۲ مین بھی اعتراض کیا ہے چونکہ
وہان اسکا جواب ہوچکا ہے اسواسطے حاجت اعادہ نہین مگر وہان اسکو اسی
معنی مین کنانہ کا محاورہ لکھا ہے کیونکہ خزی اور صغر دونون کے معنی خواری
کے ہین مترجمین کے اختلاف لفظی سے معنی مین فرق سمجھنا محض جہالت ہے
عربی دان کے نزدیک کچھ فرق نہین قولہ ۱۳۱ فقرہ آل عمران مین ہے
مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ لفظ ربیون وحشی اور غیر مانوس جنگلی لفظ شہر حضر موت
کی بولی ہے اقول صراح ربی واحد ربیین وھو الوف من الناس قال
اللہ تعالی الخ کذا فی ص وق + مجمع انھم جموع کثیرۃ عن مجاھد وقتادۃ
او عشرۃ آلاف عن الزجاج وھو المروی عن ابی جعفر شاہد یہ ہے حسان
بن ثابت شعر واذا معشر تجافوا عن القصد املنا علیھم ربیا۔
کما فی الاتقان + امیہ بن ابی الصلت شعر حول شیاطینھم ابابیل
ربیون سد واسنورا مدسورا۔ کما فی السیرۃ پادری صاحب
ابتدا مین کہہ آئے ہین کہ شہرون کی زبان افضل اور فصیح ہوتی ہے اور یہان
حضر موت کو بھی شہر کہا ہے پھر شہر کی زبان کو جنگلی اور وحشی کہنا وحشت سے
خالی نہین قولہ ۱۳۲ فقرہ بنی اسرائیل مین ہے فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا
لفظ دمرنا بمعنی اہلکنا حضر موت کا لغت ہے قریش کی زبان نہین اقول
صراح دمار ہلاکی تدمیر ہلاک کردن و ہلاکی فگندن بر کسے کذا فی ص وق
مجمع التدمیر الاھلاک والدمار الھلاک شاہد یہ ہے ضرار بن الخطاب

یوم الخندق شعر فلو لا خندق کانوا لدیہ ؛ لدسنا علیھم جمعینا ؛
کما فی السیرۃ **قولہ** ۱۲۳ فقرہ قاف مین ہے وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوبٍ
اور فاطر کے دوسرے رکوع مین بھی ہے یہ دونون محاورہ غیر فصیح حضرموت
کی لغت مین کیونکہ قریش کی زبان مین لغوب بمعنی تہکن نہین آیا **اقول**
صراح لغب لغوب ماندہ شدن رجل لغب بالتسکین ای ضعیف کذا فی ص وق
مجمع واللغوب الاعیاء شاعر حماسی **شعر** کان لھا برجل القوم لوثا ؛
وما ان طبھا الا اللغوب ؛ قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کہتی ہے **شعر**
اذا انتضل القوم الاحادیث لم یکن ؛ عییًّا ولا لغبا علی من یقاعد ؛
کما فی الحماسہ ۔ دیکھو کجا شہر حضرموت اور کجا سرزمین بنی اسد قبیلہ
قدیم الایام مین حجاز مین جانب اعلی کو مقام قوّ کے پاس رہتا تھا ۔ اور
پادری صاحب نے یہ تو کہا کہ قریش کی زبان مین لغوب بمعنی تہکن نہین
آیا لیکن یہ نہ بتایا کہ قریش کی زبان مین لغوب کے کیا معنی ہین **قولہ**
۱۲۴ فقرہ سبا مین ہے تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ لفظ منساتہ بمعنی عصا کس ملک کی
بولی ہے حجازی زبان تو نہین ہے **اقول** صراح لمس راندن و بانگ زدن
شتر را منساۃ عصا یھمز ولا یھمز کذا فی ص وق ۔ مجمع والمنساۃ
العصا الکبیرۃ التی یسوق بھا الراعی غنمہ مفعلۃ من نسأت الناقۃ
والبعیر اذا زجرتہ شاہد یہ ہے شاعر **شعر** اذا دببت علی المنساۃ
من ھرم ؛ فقد تباعد عنک اللھو والغزل ؛ کما فی الحجج والصحاح ۔
ابو القاسم نے تو اس لفظ کو بھی حضر موتی لکھا ہے مگر پادری صاحب کو

اس تجاہل اور ابو القاسم کے نام ترک کرنے سے شاید اپنی تحقیق کا اظہار منظور ہے سو اس تجاہل سے برعکس جہالت ظاہر ہوئی کہ عبارت اتقان کی سمجھ مین نہین آئی + **قولہ** ۱۲۵ اعراف مین ہے وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ لفظ طفقا بمعنی عمد اقریشی زبان نہین غسان کی بولی ہے **اقول** صراح طفق یفعل کذا الطفقا ای جعل یفعل کذا فی ص وق + مجمع وطفق یفعل کذا بمعنی جعل یفعل ومثلہ ظل یفعل وابتداء یفعل واخذ یفعل وہ لفظ مشہور ہے جسکو نحوی ہدایۃ النحو اور کافیہ تک مین بھی لکھدیتے ہین اور مشترجمون کے اختلاف لفظیہ پر اعتراض کرنا تعصب یا جہالت ہے **قولہ** ۱۲۶ فقرہ عنکبوت مین ہے سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ لفظ سیئ بہم بمعنی کرہہم غسانی لغت قریش کے برخلاف ہے **اقول** صراح سوء مساءۃ اندوہگین کردن سیئۃ بدی اساءت بدی کردن کذا فی ص وق + مجمع اصل سیئ بهم سوی بهم من السوء فاسکنت الواو وانقلبت کسرتها الی السین والسوء ما یظهر مکروهه لصاحبه اس لفظ کے جو معنی لغت مین ہین وہی قرآن مین ہین اور وہی سب مفسرون نے بلکہ خود سیوطی نے بھی لکھے ہین اگرچہ ہر ایک کے طرز بیان مین اختلاف ہو اور ابو القاسم والا ترجمہ بھی لغوی معنی سے جداگانہ نہین چنانچہ بنظر بصیرت دیکھہ لو کہ یہان سئی بہم اور کرہہم کا مآل اور حاصل مطلب ایک ہے کیونکہ خواہ یون کہو کہ حضرت لوط اندوہگین ہوگئے اون فرشتہاے عذاب کے سبب خواہ یون کہو کہ حضرت لوط نے اون فرشتون کے آنے کو مکروہ سمجھا دونون کا ایک مطلب ہے ایسی

نزاع لفظی سے غیر عربی دان لوگ فریب کھا سکتے ہین اہل علم اون کو واہیات
اور تعصب سمجھتے ہین ـــــ حسان بن ثابت یوم بدر شعر غابت بنو اسد
وآب غزیہم ؛ یوم القلیب بسوءۃ وفضوح ؛ + سوید بن الصامت
شعر الا ربّ من تدعو صدیقا ولن تری ؛ مقالتہ بالغیب ساءک
ما یفری ؛ + حسان فی بنی قریظۃ شعر لقد لقیت قریظۃ ماسأھا
؛ وما وجدت لذل من نصیر ؛ ـ کما فی السیرۃ ـ حارث بن حلزۃ
شعر واتانا من الحوادث والانباء ؛ خطب نعنی بہ ونساء ؛ ـ
کما فی المعلقۃ السابعۃ + + النابغۃ الجعدی الحماسی شعر فتی
کان فیہ ما یسر صدیقہ ؛ علی ان فیہ ما یسوء الاعادیا ؛ ھند
بنت عتبہ ام معاویہ فی مرثیۃ عتبۃ شعر یریب علینا دھرنا
فیسوءنا ؛ ویابی فما یاتی بشیء نغالبہ ؛ کما فی السیرۃ معلوم نہین
کہ پادریصاحب ہند مادر معاویہ کی زبان کو بھی قریشی کہین گے یا نہین
قولہ ۱۲۷ فقرہ نساء مین ہے لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ لَا تَغْلُوا یعنی زیدوا
غلط محاورہ عسانی ہے اقول صراح غلا فی غلیان جوشیدن دیگ غلوا ز
حد در گذشتن و ہر چیز یقال منہ غلی فی الامر ای جاوز فیہ الحد ـ کذا فی ص و
ق + مجمع اصل الغلو مجاوزۃ الحد یقال فی الدین یغلو غلوا وغلی
بالجاریۃ لحمہا وعظمہا اذا اسرعت الشباب لذاتہا تغلو غلوا
وغلی بسہمہ غلوا اذا رمی بہ اقصی الغایۃ شاہد یہ ہے حارث
بن حلزۃ شعر ان اخوانا الاراقم یغلون ؛ علینا فی قتیلہم

احفاء - کما فی المعلقة **قولہ** ۱۳۸ فقرہ بنی اسرائیل مین ہے خشیۃ
اِملاقٍ لفظ املاق بمعنی جوع بنی نجم کی زبان قریش کے برخلاف وحشی لفظ
ہے **اقول** صراح املاق درویش شدن و درویشی کذا فی ص وق + مجمع اِملاق
ای خوف فقر وعجز عن النفقة علیهن املاق کے معنی جوع نہ کسی لغت مین اور نہ
تفسیر مین پھر ہم اسکو کسی قبیلہ عرب کا محاورہ کیونکر سمجھین بہرحال یہ بھی نزاع
لفظی ہے کہ مترجم نے بنظر اتحاد مآل بجاے فقر کے جوع لکھدیا ہے اور قرآن مین
وہی معنی ہین جو کتب لغت مین لکھے ہین اور یہ لفظ نہایت فصیح اور مانوس الاستعمال
ہے شاہد یہ ہے شاعر **شعر** وانی علی الاملاق یا قوم ماجد اعد لاضیاف
الشواء المصهبا - کما فی الاتقان عن ابن عباس **قولہ** ۱۳۹ اسی مین ہے
وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا لفظ تعلن بمعنی تقہرن بنی نجم کا لغت ہے **اقول** صراح
علو بلندی و بلند شدن جاے و بر بلندی بر آمدن و علوت الرجل ای غلبته
و علوته بالسیف ضربته و علی فی الارض ای تکبر کذا فی ص وق + مجمع
العلو الارتفاع و علی فلان الشیئ اذا اطاقه ویقال علی فی المکارم یعلی علاء
فهو علی و علی فی المکان یعلو علوا فهو عال معناه ای لتستکبرن و
لتظلمن الناس ظلما عظیما والعلو نظیر العتو هنا وهو الجرأة علی الله
والتعرض لسخطه اگر خاص اتقان والے ترجمہ پر اعتراض ہے تو یہ نزاع لفظی
ہے کیونکہ یہ ایسا لفظ ہے کہ حروف صلہ کے باعث جسکا ترجمہ مختلف ہوجاتا ہے
ورنہ اصل لغت کے معنی وہی ایک ہین یعنی بلند شدن اور ارتفاع و غلبہ و
ضرب و تکبر جو صاحب صراح نے لکھے ہین یہ ایسے مفاہیم ہین کہ اگر کوئی بجاے ان کے

ظلم و قہر و بغی و قتل وغیرہ حسب موقع لکھدے تو چندان مستبعد نہین خود صاحب
قاموس نے غلبہ کا ترجمہ قہر کیا ہے اور یہان جو یہ لفظ فرمایا ہے اسکا یہی سبب ہے
کہ یہ سب معانی بنی اسرائیل مین موجود تھے گویا یہ ایک ایسا لفظ فرمایا ہے کہ
اون کے سب عیوب کو حاوی ہے۔ اور اگر اصل لفظ پر اعتراض ہے تو شواہد
اسکے یہ ہین شاہد بمعنی قہر و غلبہ عبد اللہ بن قیس بن عدی جبکہ ملک حبش مین
مسلمان ہوا قریش کی شکایت مین کہتا ہے شعر فاجعل عذابك بالقوم
الذین بغوا ؛ وعائذا بك ان یعلوا فیطغون ؛ شاہد بمعنی ضرب و قہر و غلبہ
عبد اللہ الزبعری جنگ احد مین حسان کو جواب دیتا ہے شعر لا الوم
النفس لا اتنا ؛ لو کرھنا لفعلنا المفتعل ؛ بسیف الھند نعلوا ھامھم
علا لا نعلوھم بعد نھل ؛ + کعب بن مالك یوم الخندق شعر و کان لنا
النبی وزیر صدق ؛ به نعلوا البریة اجمعینا ؛ + حسان عبد اللہ بن
زبعری کے جواب مین جنگ احد مین کہتا ہے شعر و علونا یوم بدر بالتقی
؛ طاعة اللہ و تصدیق الرسل ؛ قولہ ۱۴۰ فقرہ اسی مین ہے فجاسوا
خلال الدیار یہ محاورہ بھی قریش کا نہین ہے بنی جذام کی بولی ہے اقول
صراح جوس درمیان سرا رفتن و جای بگشتن و پرسیدن از انچہ در وست
قولہ تعالی فجاسوا خلال الدیار ای تخللوھا وطلبوا ما فیھا۔ کذا
فی ص وق + مجمع والجوس التخلل فی الدیار یقال ترکت فلانا یجوس
بنی فلان ویجوس بھم ید وسھم ای یطأھم قال ابو عبید کل موضع خالطتہ
او وطیتہ فقد جسستہ وقیل الجوس طلب الشیء یا ستقصاء شاہد

یہ ہے حسان **شعر** ومنا الذی لاقی بسیف محمد ؛ فجاس بہ الاعداء عرض العشائر ؛ ای وطأ وداس - کما فی المجمع **قولہ** ۱۴۱ **اقرہ** قصر مین ہے جناحاک من الرھب لفظ جناح بمعنی ید قریش کی بولی نہین ہے - بنی حنیفہ کی زبان ہے برخلاف محاورہ شرفا ہے اور اسی مین لفظ رہب بمعنی فزع غلط ہے قریشی زبان نہین **اقول** صراح جناح بالفتح بال اجنحہ جمع - کذا فی ص + قاموس مین ہے والجناح الید والعضد والابط والجانب ونفس الشیئ + مجمع ای ضم یدیک الی صدرک قال ابو عبیدہ جناحا الرجل یداہ وقال غیرہ الجناح ھنا العضد + اگرچہ ظاہرا باعتبار اصل وضع اس لفظ کے معنی بال ہون مگر بطور توسع کے ہر ایک حیوان اور انسان کے دست و بازو کو بھی کہتے ہین چنانچہ اسی وجہ سے صاحب قاموس نے یہ سب معانی لکھے ہین شاہد یہ ہے حسان آنحضرت صلعم کے مرثیہ مین کہتا ہے **شعر** عطوف علیھم لا یثنی جناحہ ؛ الی کنف یحنو علیھم ویمھد ؛ شاہد بمعنی نفس الشی عباس بن مرداس یوم حنین **شعر** وغداۃ نحن مع النبی جناحہ ؛ ببطاح مکۃ والفضا یتھزع - کما فی السیرۃ + بہرحال فصاحت لفظی ان اشعار سے ظاہر ہے - اور رہب کے معنی ہین ترسیدن کذا فی ص وق + مجمع من الرھب ای من الخوف شاہد یہ ہے نابغۃ **شعر** ونحن نرجی الخلدان فار قدحنا ؛ ونرھب قدح الموت اذجاء قاھرا ؛ - کما فی العقد + حسیل بن بجیر الضبی الحماسی **شعر** وارھبت اولی القوم حتی تھنھموا ؛ کما ذدت یوم الورد عیرا حوامسا ؛ + لبید یبکی اخاہ ارید[۱] **شعر** اخشی علی ارید

[۱] ارید بن ضبیعہ اخا لبید کان من فرسان الجاھلیۃ وشعرائھا یقتل یوم ذی قار قتلہ بکر بن وائل وکان ارید ممن خرج مع النعمان الی ذی قار لیمنعہ من بکر بن وائل فقتل ارید وانھزم اصحابہ وکان ارید ھو الذی اسر حاجب بن زرارۃ یوم ذی قار فاعتقہ تمیم بن مر فاعتق حاجب ارید ۱۲

الحتوف ولا ارهب نوء السماك والاسد ؛ + بکر بن حفص یوم بدر قتله عامر **شعر** لما رایت انه هو عامر ؛ تذکرت اشلاء الحبیب الملحب ؛ وقلت لنفسی انه هو عامر ؛ فلا ترهبیه وانظری ای مرکب ؛ + ابو احمد بن جحش وهو یذکر هجرة بنی اسد بن خزیمة من قومه الی المدینة وکان هاجر الی المدینة وکانت عنده القرعة بنت ابی سفیان وامه امیمة بنت عبد المطلب **شعر** لما رأتنی ام احمد غادیا ؛ بذمة من اخشی لعیب وارهب ؛ الخ ۔ کما فی السیرة **قوله** ۱۴۲ فقره نسائین ہے حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ لفظ حصرت بمعنی منافقت قریشی بولی نہین شہر عمامہ کا اجنبی وحشی غیر فصیح لفظ ہے **اقول** صراح حصر تنگ گرفتن بر کسی یقال حصره ای ضیق علیه وباز داشت کردن کسی از حصر نفتحتین بستہ شدن سخن وتنگ دل شدن حصیر تنگ دل وبخیل وبوریا وبہلو وپادشاہ لانہ محبوس ۔ کذا فی ص وق + مجمع الحصر الضیق وکل من ضاقت نفسه عن شیئ من فعل وکلام قد حصر ومنه الحصر فی القرأة ؛ شاہد ہے لبید **شعر** اسهلت واتصبت بکذع منیفة ؛ جرداء یحصر دونها جراتها ؛ کما فی المعلقة الرابعة **شعر** لعمرك ما سعد بخلة آثم ؛ ولا انا ایوم الحفاظ ولا حصر ؛ ۔ کما فی العقد ؛ شاہد بمعنی بادشاہ لبید **شعر** وقما قرغلب الرقاب کانهم ؛ جن لدی باب الحصیر قیام ؛ کما فی الصحاح **قوله** ۱۴۳ فقره نسائے ہے رکوع مین ہے اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ای تخطئوا خطاء بینا شہر سبا کی بولی ہے جو فصاحت سے خارج ہے **اقول**

لہ ابو احمد عبد المطلب نوفل بن خویلد بن اسد بن عبد العزی زوج ام حبیبة بنت ابی سفیان واسمها رملة وکانت هاجرت الی ارض الحبشة فتنصرت بها زوجها وثبت علی النصرانیة حتی مات بها وبعث الیها النجاشی یخطبها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فزوجها منه وامهرها عنه اربعة آلاف درهم وبعث بها الی رسول الله صلی الله علیه وسلم مع شرحبیل بن حسنة وقیل مع عمرو بن امیة الضمری وقیل مع ابرهة الحبشی وقیل مع ابن اخیه ذی مخبر وقیل مع ابن اخیه ذی مخمر وقیل مع ابن اخیه ذی مخمر وقیل مع ابن اخیه ذی مخمر وقیل مع ابن اخیه ذی مخمر

صراح میل خمیدن واز راہ چمیدن صلہ بعن وجور کردن صلہ بعلی - کذا فی
ص وق + مجمع ای تعدلوا عن الاستقامۃ عدولا بینا بالاستکبار
من المعصیۃ وذلک ان الاستقامۃ ھی الموجبۃ الی الثواب والمیل عنھا
یؤدی الی الھلاک ۔ یہ اعتراض بھی نزاع لفظی ہے پادریصاحب نے اپنی لیاقت
علمی ظاہر کی ہے کیونکہ خمیدگی اور لغزش مفہوم عام ہے ہر ایک جگہہ اپنے اپنے
طرز کی ہوتی ہے ۔ ہدایت الٰہی سے اور سنت وطریقہ انبیا علیہم السلام سے ہٹنا
اور لغزش کرنا جسطرح اس آیت مین مذکور ہے بلاشک عین خطا ہے پس معلوم
ہوا کہ ابوالقاسم نے مطلب اور محصل بیان کر دیا ہے نہ ترجمہ لفظی اور شاہد اسکے
عبداللہ الزبعری جب مسلمان ہوا تب آنحضرت صلعم سے معذرت کرتا ہے
شعر اذ اُبارِی الشیطان فی سنن الغی ۔ ومن مال میلہ مثبور ۔ آیۂ
کریمہ مین میل کے وہی معنی ہین جو اس شعر مین ہین نابغۃ شعر لانک
موضع القسطاس منھا ۔ فتمنع جانبیھا ان تمیلا ۔ کما فی العقد +++
امرئ القیس ع تقول وقد مال الغبیط بنا معا ۔ کما فی المعلقۃ ۔
علقمہ بن عبدۃ شعر تسقی مذانب قد مالت عصیفتھا ۔ حدورھا
من اتی الماء مطعوم ۔ کما فی السیرۃ قولہ ۱۴۴ فقرہ فرقان مین ہے
وَکُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیرًا لفظ تبر نا بمعنی اہلکنا شہر سبا کی بولی ہے قریش کی زبان
نہین اقول صراح تبار بالفتح ہلاکی تبرہ ای کسرہ واھلکہ ۔ کذا فی ص و
ق + مجمع التتبیر الاھلاک والاسم منہ التبار ومنہ قیل لقطع الذھب
۔ پادریصاحب شروع کتاب مین کہہ چکے ہین کہ سب سے عمدہ اور افضل زبان اور

شہر کی ہوتی ہے جہان شریف اور اہل علم زیادہ ہون اوس سے زیادہ بھی
افضل وہان کی جہان سے وہ زبان نکلی ہے مثلاً اردو زبان کہ دہلی کی ہے
الخ ــــ مین کہتا ہون کہ شہر سبا عرب کے بڑے قدیمی شہرون مین تھا چنانچہ
نمبر ۱۶ مین اسکا بیان ہوچکا ہے اور وہان بڑے بڑے ذی ثروت شریف اور
اہل علم و ہنر رہتے تھے اس سبب سے ہم کہتے ہین کہ پادریصاحب کے قول کے
موافق چاہیے کہ شہر سبا کی زبان سب سے افضل اور عمدہ ہو کیونکہ اکثر عرب العربا
اور اہل حجاز کی قدیمی زبان وہی ہے ــــــــــ علاوہ اسکے
کسی اہل لغت نے اس لفظ کو شہر سبا کا محاورہ نہین لکھا اسواسطے یہ اعتراض
بھی محض واہیات ہے **قولہ** ۱۴۵ انفال مین ہے وَنَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ
لفظ نکص بمعنی رجع محمد صاحب نے قریش کے برخلاف بنی سلیم کی وحشی زبان
بولی ہے **اقول** صراح نکص نکوص پاسگی رفتن کذا فی ص وق مجمع
ای رجع القهقری منهزما شاہد یہ ہے زہیر **شعر** هم يضربون حين ساك
البيض اذ لحقوا لا ينكصون اذا ما استلحموا حموا ــ كما فی العقد
اوس بن حجر احد بنی اسید بن عمرو بن تمیم **شعر** نكصتم على اعقابكم
ثم جئتم تربون انفال الخميس العرمرم ــ كما فی السيرة **قولہ** ۱۴۶
فقرہ حٰمٓ السجدہ مین ہے صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ ذاریات مین ہے
فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ پس لفظ صاعقہ بمعنی موت غلط اور قریش کے برخلاف
قبیلہ عمارہ کی زبان بولی ہے **اقول** صراح صعق صاعقہ آتش کہ از آسمان
فتد و رعد شدید یقال صعقتهم الصاعقة و صعقتهم السماء ای الفت

علیهم الصاعقة و بانگ عذاب صعقة تصعاق بیہوش شدن
وقولہ تعالی فصعق من فی السموات ومن فی الارض ای مات حماد
صعق الصوت سخت آواز کذا فی ص قاموس مین ہے الصاعقة الموت
وکل عذاب مهلك وصيحة العذاب والحراق الذی بید الملك
سائق السحاب او نار تسقط من السماء وکسمع غشی علیه والصعق حرکة
شدة الصوت + نہایہ ابن اثیر مین ہے الصعق ان یغشی علی الانسان من
صوت شدید یسمعه و ربما مات منه ثم استعمل فی الموت کثیرا والصاعقة
النار التی یرسلها الله مع الرعد الشدید مجمع قال ابو علی قال ابو زید الصاعقة
التی تقع من السماء والصاقعة التی تصقع الروس قال الاصمعی الصاعقة
والصاقعة سواء وانشد شعر الخ واما الصعقة فقیل انها مثل الزجرة هو
الصوت الذی یکون عن الصاعقة قال بعض الزجار شعر لاح سحاب فرائنا
برقة ثم تدانی فسمعنا صعقة وقیل کل عذاب صاعقة لان کل من یسمعها
یصعق لها وقیل هی الوقع الشدید من السحاب تسقط معه نار تحرق وصیحة
العذاب او الحذر یہان صاعقہ کے معنی موت مقطوع ومنصوص نہین اور
بالفرض اگر ایسا ہو تو کچھ قباحت بھی نہین کیونکہ کتب لغات سے بخوبی ثابت
ہے کہ اہل عرب اس لفظ کو موت کے معنی مین بھی استعمال کرتے تھے بلکہ ہر ایک
امر مہیب اور بیہوش کنندہ اور مہلک کے واسطے بولتے تھے لیکن باوجود اس اختلاف
معانی کے کسی عالم لغوی نے اس لفظ کو خاص کسی قبیلہ کا محاورہ نہین لکھا اور
اگر کسی قبیلہ کا ہو تو کیا قباحت ہے کیونکہ فصاحت قریش پر منحصر نہین +

قولہ ۱۴۷ فقرہ بقرہ مین ہے كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ ينعق بمعنی یصیح حجازی زبان نہین قبیلہ طی کا اجنبی محاورہ ہے اقول صراح نعق بانگ کردن شبان گوسفندان را کذا فی ص وق + مجمع ونعق الراعی بالغنم ینعق نعیقا اذا صاح بها زجرا ونعق الغراب نعقا اذا صوت من غیر ان یمد عنقه ویحرکها ونعق بالغنم بمعناه فاذا مد عنقه وحرکها نغر صاح فیل نعب شاہد یہ ہے اخطل شعر وانعق ضانك ناجرین فانما ۔ منیتك نفسك فی الخلاء ضلالا ۔ کما فی المجمع والصحاح + حریث بن عناب النبهانی الحماسی شعر کانکم معزی فواصع حرة ۔ من العرا وطیر یخفاف ینعق ۔ یہ دونون شاعر قبیلہ طی کے نہین تھے اور نہ قبیلہ طی غیر فصیح بلکہ یہ قبیلہ بڑا نامی اور معدن شرفا وامرا وشعرا تھا قولہ ۱۴۸ فقرہ بقرہ کے ۳ رکوع مین ہے وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا لفظ رغدا بمعنی خصیب کبھی فصحاے قریش نہین بولتے بنی طی کی زبان ہے اقول صراح عیشة رغد بالضم ای واسعة طیبه و رغد عیشهم بضمتین والکسر ای طاب واتسع وارغد القوم انعموا کذا فی ص وق + مجمع والرغد النفع الواسع الکثیر الذی لیس فیه عنا قال ابن درید الرغد السعة فی العیش شاہد یہ ہے امرئ القیس شعر بینما المرء تراه ناعما ۔ یامن الاحداث فی عیش رغد ۔ کما فی المجمع + شاعر حماسی قبیلہ بنی حارث کا کہتا ہے شعر منی ان تکن حقا تکن احسن المنی والا فقد عشنا بها زمنا رغدا قولہ ۱۴۹ فقرہ بقرہ کے ۱۵ رکوع مین ہے إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ لفظ سفه بمعنی خسر غلط قریشی زبان نہین طی کا محاورہ ہے

اقول یہ لفظ مکرر لکھا ہے اسواسطے تحقیق لغت کی حاجت نہین مجمع البیان
مین ہے ای لا یترک دین ابراھیم و شریعۃ الا من اھلک نفسہ و اوبقھا
وقیل اضل نفسہ عن الحسن وقیل جھل قدرہ لان من جھل خالقہ فھو
جاھل بنفسہ وقیل جھل نفسہ بما فیھا من الایات الدالۃ علی ان لھا صانعا
لیس کمثلہ شئ عن ابی مسلم بہرحال یہ قریش کی زبان ہے اور اوسی معنی مین
وارد ہے جس معنی مین قریش بولتے تھے چنانچہ شواہد اور اشعار اسکے نمبر ۲۱
مین مذکور ہوچکے ہین پادریصاحب نے ناحق دوبارہ تکلیف دی ہے ++

قولہ ۱۵۰ فقرہ یٰسٓ مین ہے یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ لفظ یٰس بمعنی ای انسان
غلط بولا ہے قریش یہ نہین بولتے طی کی زبان ہے یہ ایسی بات ہے جیسے کوئی
دہلی کے فصحا کے درمیان کھڑا ہوکر بدعوی فصاحت کسی آدمی کو پکارے
کہ او مانس سنیو میری بات یہ تمام محاورے جنکا ذکر اوپر آیا قریش کے سامنے
ایسے ہی تھے **اقول** یہ اعتراض بھی نہایت ہیچ و پوچ ہے اور جواب اسکا
بہت صاف اور سہل بلکہ کئی جواب ہین اولاً یہ کہ حروف مقطعات قرآنی کی
تفسیر و تاویل کی نسبت مفسرین مین بڑا اختلاف ہے یہان تک کہ اس باب
مین دس بارہ قول ہین اور جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور جناب
امام جعفر صادق علیہم السلام سے یہ روایت ہے کہ یہ حروف متشابہات اور حق تعالے
کے اسرار ہین کوئی انکے معانی نہین جانتا اور یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلعم
کا اسم ہے پس اگر معترض باعتبار روایات کے اعتراض کرتا ہے تو اوس کا
یہ جواب ہے کہ اہلبیت علیہم السلام سے زیادہ کسی کی روایت معتمد علیہ نہین

ہوسکتی کیونکہ اھل البیت ابصر بما فی البیت ثانیاً اگر یہ لفظ قبیلہ طی
کا ہوتا تو صحابہ کرام اور تابعین عظام وغیرہم مفسرین عرب سب ایک معنی
لکھتے اور یہ اختلاف اوسی زمانہ مین طی ہوجاتا ثالثاً یہ کہ ہم دعوی کرتے ہین
کہ یہ لفظ قریشی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کی زبان پر جاری ہوا اور معترض کو بھی
آنحضرت صلعم کے قریشی ہونے مین کلام نہین ہمارے دعوی کی سند قرآن مجید
موجود ہے پس اگر معترض یا اور کوئی خلاف اصالت اس امر کا مدعی ہو کہ یہ
محاورہ قبیلہ طی کا ہے تو اوسکو لازم ہے کہ مثل دلیل اصالت کے قطعی دلیل سے
اس خصوصیت کو ثابت کردے اور قبیلہ طی کے اشعار سے استشہاد کرے ورنہ دعوی
بلا دلیل قابل سماعت نہین رابعاً روایات سے قطع نظر کرکے بقاعدہ نحو
کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ یہ لفظ مخفف یا انسان کا ہو کما قال ابن جنی یا مخفف
یاسید کا ہو فا اور عین کلمہ کو حذف کرکے صرف سین کو باقی رکھا ہو اور
تخفیف کرنا فصحاے عرب مین شائع ہے شاہد اسکا یہ ہے شعر قلنا
لها قفی لنا قالت قاف ای وقفت + اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے
کیف تھی بالسیف شاء ای شاھدا + کما فی الجمع اور مراللہ مخفف ہے
ایمن اللہ کا بہرحال اعتراض اور تخصیص بے دلیل ہے قولہ اذا افترقوا
مین ہے وقد افضی بعضکم الی بعض لفظ افضی بمعنی جماع کبھی قریش نے نہین
بولا یہ قبیلہ خزاعہ کی زبان ہے اقول صراح فضو فضاء بالفتح والمد کشادگی
و فراخی زمین وجاے فراخ وکشادہ شدن وافضیت ای خرجت الی الفضا
وافضت الی فلان نسبی وافضی الی امرأتہ ای باشرھا وجامعھا

وافضاها ای جعلها مفضاۃ وھی التی جعلت مسلکا ھا واحدۃ کذا فی
ص و ق مجمع والافضاء الی الشئ وھو الوصول الیہ بالملامسۃ واصلہ
من الفضاء وھو السعۃ وھو کنایۃ عن الجماع وسمی الخلوۃ الافضاء
لوصول بھا الی مکان الوطی جواب یہ ہے کہ اس لفظ کے اصل معنی یہان
جماع نہین بلکہ کنایہ ہے جماع سے اور ایسے کنایات زبان عرب کی نظم و
نثر مین ہزارہا ہین کیونکہ یہ بلاغت ہے اور اسی واسطے استشہاد کی ضرورت
نہین اور اگر کنایہ پر کوئی اعتراض ہو تو پادری صاحب بیان کرین —
قولہ ۱۵۲ فقرہ آل عمران مین ہے لا یالونکم خبالا پھر توبہ کے
۶ رکوع مین ہے ما زادوکم الا خبالا پس لفظ خبالا بمعنی غیا گنواری
اور قریش کے برخلاف قبیلہ عمان کا لغت ہے **اقول** صراح خبل بالسکون
تباہی خبل بفتحتین دیوانگی وقد خبله واختبله اذا افسد عقله او عضوه
کذا فی ص و ق مجمع والخبال الشر والفساد ومنه الخبل بفتح الباء وسکونها
للجنون لانه فساد العقل ورجل مخبل الراى ای فاسد الراى شاہد یہ ہے حارث
بن ہشام بن مغیرہ اہل اسلام کے اشعار کے جواب مین ایک قصیدہ مین کہتا ہے
شعر فلا تفرحوا ان تقتلوھم فقتلھم لکم کائن خبل مقیما علی خبل علی
ابن ابی طالب یا اور کوئی مسلمان جنگ بدر مین شعر و انکر اقوام فراغت
قلوبھم فزادھم ذو العرش خبلا علی خبل — کما فی السیرۃ بعد اسکے
پادریصاحب سے کوئی دریافت کرے کہ قبیلہ عمان کون اور کہان ہے البتہ
عمان بالضم مخففا یمن مین ایک شہر ہے اور عمان بالفتح ملک شام مین ایک شہر ہے

مگر قبیلہ کا نام آج تک نہین سنا شاید یہ تحقیق تازہ ہوئی ہوگی **قولہ** ۱۵۲ فقرہ انعام مین ہے نَفَقًا فِی الْاَرْضِ لفظ نفقا بمعنی سرنگ قریشی زبان نہین عمان کی بولی ہے **اقول** صراح نفاق بالکسر فعل منافق یعنی دوروئی کردن منافق لغت منہ نفق نفقہ ہزنیہ بالتحریک سپری شدن یقال نفق الزاد وراہ باریک وفی المثل ضل دربیص نفقہ ای جحرۃ نافقاء یکے از سوراخہاے نہانی کلاکموش یقال فیہ اذا اتی من قبل القاصعاء ضرب النافقاء براسہ فانتفق ای خرج نوافق جمع ونافق یقال نفق الیربوع ونافق ای اخذ فی نافقائہ ومنہ اشتقاق المنافق فی الدین کذا فی ص وق + مجمع النفق سرب فی الارض لہ مخلص الی مکان اخر واصلہ الخروج ومنہ المنافق لخروجہ من الایمان الی الکفر ومنہ النفقۃ لخروجہا من الید یہ لفظ نہایت فصیح اور تمام عرب مین مانوس الاستعمال ہے اور اکثر مشتقات اسکے مستعمل اور مشہور ہین چنانچہ عرب مین مثل مشہور ہے ضل دربیص نفقہ اور چونکہ مثل ہر ایک زبان مین نہایت فصیح اور شعر سے بھی زیادہ مستند اور مشہور ہوتی ہے اسواسطے یہان شعر سے استشہاد کی ضرورت نہین ہے **قولہ** ۱۵۴ فقرہ ص مین ہے رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ پس یہ قریش کی زبان نہین عمان کے لوگ اسطرح بولا کرتے ہین **اقول** صراح صواب راست نقیض خطا واصاب ای وجدہ واصابتہ مصیبۃ فہو مصاب واصاب فی قولہ واصاب القرطاس اصابۃ ومصابا ویقال فی عقلہ صابۃ ای طرف من الجنون کذا فی ص وق + مجمع اصاب ای حیث

ارادسلیمان من النواحی عن اکثر المفسرین وحقیقته حیث قصد + بلعاء
بن قیس الکنانی الحماسی **شعر** غشیته وهو فی جاواء باسلة ؛ عضبا
اصاب سواء الراس فانفلقا ؛ + شارح کہتا ہے اصاب بمعنی طلب وبمعنی
نال یقال اصبت فاخطاته زهیر فی مدح نعمان بن وائل **شعر** اصاب
بنی غیظ فاضحوا عباده ؛ وجللها نعمی علی غیر واحد ؛ کما فی العقد **قولہ**
۱۵۵ فقرہ بقرمین ہے بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ پھر کہا بَغْيًا بَيْنَهُمْ
یہ لفظ بغیا بمعنی حسدا قریش کی بولی نہین عمان کا محاورہ ہے **اقول** صراح
بغی ستم وفزونی کردن بغیته بالضم والکسر حاجت قال الاصمعی البغیة بالکسر
الحال التی تبغیها وبالضم الحاجة نفسها وبغی ضالته ای طلب بغاء بالضم
والمد یقال بغیت المال من مبغاته وبغیتك الشی طلبته لك وینبغی
لك ان تفعل کذا من افعال المطاوعة یقال بغیته فابتغی کما تقول کسرته
فانکسر ابغاء برطلب وشتن ویاری دادن وطلب و بغیته الشی وابتغیته
وتبغیته ای طلبته کذا فی صراح + مجمع والبغی اصله الفساد ماخوذ من
قولهم بغی الجرح اذا فسد وقیل اصله الطلب لان الباغی یطلب لتطاول
الذی لیس له ذلك وسمیت الزانیة بغیا لانها تطلب + معناه بغیا ای
حسدا لمحمد ﷺ اذ کان من ولد اسمعیل وکانت الرسل من قبل بنی اسرائیل
وقیل طلبا لشئ لیس لهم ثم فسر ذلك بقوله ان ینزل الله من فضله علی
من یشآء من عباده الخ اگر اتقان کے ترجمہ پر اعتراض ہے تو یہ محض نزاع لفظی
ہے کیونکہ یہ ترجمہ اسکا بعینہ لفظی نہین بلکہ حاصل مطلب ہے کسواسطے کہ مضمون

آیت کا یہ ہے کہ یہود چاہتے ہین کہ بدستور سابق نبوت خاندان اسرائیل مین ہو
خاندان اسمعیل مین نہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی خواہش اور طلب بغیہ حسد کے
کیونکہ حسد کے معنی بھی بدخواستن ہین پس ہر ایک مفسر نے اپنی اپنی عقل کے موافق
اس مطلب کو بیان کیا ہے سب کی عبارت یکسان کیونکر ہوسکتی ہے دیکھو
بیضاوی نے یہ ترجمہ کیا ہے بغیا ای طلبا لما لیس لھم وحسدًا مدارک
مین ہے بغیا مفعول لہ ای حسدا وطلبا لما لیس لھم وھو علۃ اشتروا
پادریصاحب مترجمون کے اختلاف الفاظ کو نہ دیکھین اصل معنی لغوی کو دیکھین
اگر لغوی معنی چسپان نہون تو قرآن پر اعتراض کرین پس اگر معنی لغوی
یعنی فساد یا طلب محض یا طلب فزونی پر اعتراض ہو اور اس معنی کو عمان کا
محاورہ سمجھا ہو تو اسکا شاہد یہ ہے شاہد بمعنی فساد بطور حسد عباس
بن مرداس جنگ بدر مین جبکہ کافر تھا کہتا ہے شعر قضی یوم بدر ان نلاقی
معشرا ۔ وبغوا وسبیل البغی بالناس جائر ۔ کنانۃ بن عبد کعب بن مالک
کے جواب مین جنگ حنین مین شعر من کان یبغینا یرید قتالنا ۔ فانا
بدا نزعلم لا نریمھا ۔ کذا فی السیرۃ ۔ اور شاہد بمعنی طلب فزونی یہ ہے
کعب بن مالک عباس بن مرداس کے جواب مین جنگ بدر کے وقت شعر
فطاح سلامۃ بن سعیۃ عنوۃ ۔ وقید ذلیلا لمنایا ابن اخطبا ۔ واطلب
یبغی العز والذل یبتغی ۔ خلاف یدیہ ما جنی حین احلبا ۔ عباس بن مرداس
خوات بن الحبیر کے جواب مین شعر سراعا الی العلیا کراما الی الوغا ۔ یقال
لباغی الخیر اھلا ومرحبا ۔ کما فی السیرۃ ۔ دیکھو یہ سب شاعر عمان کے تھے کہ

مجاز کے **قولہ** ۱۵۶ فقرہ بنی اسرائیل مین ہے طَآئِرُهٗ فِیْ عُنُقِهٖ لفظ طائر بمعنی عمل ہرگز قریش کی بولی نہین عمان کی بولی وحشی ہے **اقول** صراح طیر طائر پرندہ وکردار طیر جمع وایضا فال ومنه قول العرب لا طیر الا طیر الله تطیر فال گرفتن یقال تطیر منه وبه طیرة بالکسر وفتح ۲ فال بد کذا فی ص وق + مجمع والطائر هنا عمل الانسان شبه بالطائر الذی یسنح ویتبرک به والطائر الذی یبرح فتیشأم به والسانح الذی یجعل میامنه الی میاسرک والبارح الذی یجعل میاسره الی میامنک والاصل فی هذا انه اذا کان سانحا امکن الرای واذا کان بارحا لم یمکنه قال ابو زید کل ما یجری من طائر او ظبی او غیره فهو عندهم طائر وانشد لکثیر **شعر** فلست بناسیها الخ وانشد لزهیر **شعر** فلما ان تفرق الخ قال وقولهم سئلت الطیر وقلت للطیر انما هو زجرتها من خیر او شر ویقوی ما ذکره قول الکمیت **شعر** ولا انا الخ وانشد لحسان **شعر** ذریني وعلمي بالامور وسیرتي ؛ فما طائری فیها علیک بأخیلا ؛ ای لیس رائی بمشئوم + وانشد لکثیر **شعر** اذا ما یطیر الخ معناه والزمناه کل انسان عمله من خیر او شر فی عنقه وانما قیل للعمل طائر علی عادة العرب فی قولهم جری طائره بکذا ومثله قوله تعالی قالوا طائرکم معکم وقوله انما طائرهم عند الله وقیل طائره یمنه وشومه وهو ما یتطیر منه وقیل طائره حظه من الخیر والشر وقیل طائره کتابه وقیل معناه جعلنا لکل انسان دلیلا من نفسه لان الطائر عندهم یستدل به علی الامور الکائنة فیکون

معناہ کل انسان دلیل نفسہ وشاھد علیھا ان کان محسنا فطائرہ
میمون وان کان اساء فطائرہ مشئوم۔ حق یہ ہے کہ باوجیکہ صاحب نے
ابھی تک کوئی تفسیر مبسوط نہین دیکھی جسمین ہر ایک لفظ کی تحقیق و تنقیح ہو اگر
دیکھتے تو سمجھ لیتے کہ چونکہ عرب کے نزدیک طائر باعث سعادت و نحوست
اعمال و افعال کا ہوتا تھا اور بجاے مشیت و تقدیر الہی کے مقرر تھا اسواسطے
عرب کے محاورہ اور عادت کے موافق مجازاً طائر بمعنی عمل فرمایا ہے اس مین عقل
اور قیاس کو کیا دخل ہے چنانچہ حسان کے شعر کو دیکھو کہ طائر کو بجاے رائے
اور عمل کے بولا ہے۔ علاوہ اسکے طائر سے حظ اور
بہرہ خیر اور شر عمل کا بھی مراد ہو سکتا ہے یعنی آدمی برا اور بھلا جیسا کام کرتا ہے
اوسکا بہرہ اور نتیجہ یعنی سعادت و شومی جو اوسکو اوس عمل سے حاصل ہوتی ہے
اوسکی گردن مین لازم کر دی جاتی ہے اور اس تفسیر مین چنداں مجاز بھی نہین
کما قال ابو عبیدہ والمبرد **قولہ** ۱۵۷ فقرہ نازعات مین ہے واغطش
لیلھا لفظ اغطش بمعنی اظلم قریش کی بولی نہین یہ بولی شعر کی ہے جو فصاحت
سے خارج ہے **اقول** صراح غطش اغطاش تاریک کردن شب را و تاریک
شدن متعد لازم غطش بالتحریک ضعیفی بصر فلاۃ غطشی بیابان بے رہ و روی
کذا فی ص و ق و مع والغطش الظلمۃ واغطشہ اللہ اظلمہ والاغطش الذی
فی عینہ شبہ العمش وفلاۃ غطشاء لا یھتدی فیھا شاہد یہ ہے اعشی
شعر ویھماء باللیل غطشی الفلاۃ تریف قفی صوت فیادھا کما فی الصحاح
والشرح للحماسہ اور بالفرض اگر یہ محاورہ شعر کا ہے تو بھی کسی طرح غیر فصیح

نہین ہوسکتا کیونکہ یہ یمنی قبیلہ ہے اور یمن کا حال چند جگہہ بیان ہوچکا ہے
کہ وہ مجمع امراؤ شرفا و شعرا تھا **قولہ** ۱۵۸ فقرہ بنی اسرائیل کے ۶ رکوع مین
ہے لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ لفظ احتنکن محمد صاحب نے بمعنی استاصلن قریش کے
برخلاف اشعر کی بولی جو وحشی ہے بولی ہے **اقول** صراح حنک لیشہ کردن
ستور را احتناک کذلک وایضا خوردن ملخ گیاہ زمین را قولہ تعالے لَاَحْتَنِكَنَّ
ذُرِّيَّتَهٗ قال الفراء لاستولین علیهم واستوارشدن وآزمودہ شدن کذا
فی ص وق + مجمع الاحتناک الاقتطاع من الاصل یقال احتنک فلان
ما عند فلان من مال او علم اذا استقصاہ فاخذہ کلہ واحتنک الجراد
الزرع اذا اکلہ کلہ شاہد یہ ہے شاعر **شعر** اشکوا الیک سنة قد اجحفت
؎ بجهدنا الی جهدبنا واضعفت ؎ واحتنکت اموالنا وجلفت ؎ — کما
فی المجمع **قولہ** ۱۵۹ فقرہ اسی مین ہے فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى پھر طہ کے ۴
رکوع مین ہے نُخْرِجَكُمْ تَارَةً اُخْرٰى یہ دونون آیتین فصاحت سے خالی
ہین لفظ تارۃ اشعری زبان ہے محمد صاحب کو مَرَّةً بولنا چاہیے تھا جو شرفاء
قریش بولتے ہین **اقول** صراح تارۃ یکبار تارات تیز جمع کذا فی ص وق +
مجمع شاہد یہ ہے طرفة بن العبد البکری **شعر** فطورا به خلف الزمیل
وتارة ؎ علی حشف کالشن ذاوجددد ؎ — کما فی المعلقة الثانیة + + +
عنترة العبسی **شعر** طورا یجرد للطعان وتارة ؎ یاوی الی حصد القسی
عرمرم ؎ — کما فی المعلقة السادسة عباس بن مرداس جنگ حنین مین
شعر طورا یعانق بالیدین وتارة ؎ یفری الجماجم صارما بتاتا کذا ؎ —

کما فی السیرۃ **قولہ** ۱۶۰ فقرہ زمر کے ۴ رکوع مین ہے اشمأزت قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ لفظ اشمأزت بمعنی مالت و نفرت فصحاء کے برخلاف اشعر کے طور پر بولا ہے **اقول** صراح اشمئزاز منقبض و گرفتہ شدن کذا فی ص ق + مجمع والاشمئزاز الانقباض والنفور عن الشیء شاہد یہ ہے عمرو بن کلثوم شعر اذا عض الثقاف بہا اشمأزت ورلہ عشوزنۃ زہبونا ۔ کما فی المعلقۃ الخامسۃ والمجمع **قولہ** ۱۶۱ فقرہ حشر کے پہلے رکوع مین ہے مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ لفظ لینۃ بمعنی نخل قریش کی زبان نہین قبیلۂ اوس کا لغت ہے **اقول** صراح لون گونہ چون زردی وسرخی ونوعی از خرما واحد تہا لینۃ ومنہ قولہ تعالی الحرو تمرہا یسمی العجوۃ والجمع لین وجمع اللین لیان کذا فی ص ق + مجمع واللینۃ النخلۃ شاہد یہ ہے امرئ القیس شعر وسالفۃ کسحوق اللیا + ن اضرم فہا الغوی السعر ۔ کما فی المجمع والصحاح والعقد + ذوالرمۃ شعر طراق الخوافی واقع فوق لینۃ ۔ ندی لیلۃ فی ریشۃ یترقرق ۔ کما فی المجمع + یہ دونون شاعر قبیلۂ اوس کے نہین اور بالفرض یہ لفظ اوس کا ہے تو کیا قباحت ہے اوس حین حجازی قبیلہ ہے یثرب مین رہتا تھا مگر پادری صاحب کو کیا معلوم اون کو اعتراض کر دینا خواہ درست ہو یا نہو **قولہ** ۱۶۲ فقرہ منافقون مین ہے حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ینفضوا بمعنی متہبوا غلط محاورہ قبیلۂ خزرج کی زبان ہے قریش کا محاورہ نہین **اقول** صراح فضض فض شکستن چیزی چنانکہ از ہم جدا شود و شکستن مہر نامہ

فضض بفتحتین شکستہ و ریزہ انفضاض شکستہ شدن فضیض آب خوش و روان
تفضیض پراگندہ شدن کذا فی صراح و فی مجمع الانفضاض التفرق و فض
الکتاب اذا فرقہ و نشرہ و سمیت الفضۃ فضۃ لتفرقہا فی اثمان الاشیاء
المشتریات + بعدہ اسکے دو جواب ہین **اولا** یہ لفظ ایسا مشہور اور مانوس ہے
کہ لفظ فضہ اسی سے مشتق ہو کر تمام عرب مین متداول ہوا اور آب روان کو
اسی واسطے کہتے ہین کہ وہ بھی اپنے منبع سے نکلکر متفرق ہوتا ہے چنانچہ اسی معنی
مین امرئ القیس کہتا ہے **شعر** یمیث دماثٍ فی ریاض انیقۃ ؎
تحیل سواقیہا بماء فضیض ؎ کما فی العقد اور اسی قصیدہ مین جس مین
یہ شعر ہے دو مرتبہ اس لفظ کو لکھا ہے اور اگر کوئی اس معنی کو آیت کے معنی سے
جداگانہ کہے تو بھی فصاحت لفظی بہرحال ثابت ہے **ثانیا** اگر یہ لفظ قبیلۂ
خزرج کا ہے تو عین حجازی ہے اور عرب العرباء کا مانوس الاستعمال ہے کیونکہ
اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ اوس اور خزرج یثرب یعنی مدینہ مین رہتے تھے اور
فصاحت شہر مکہ مین ہی منحصر نہ تھی مدینہ کے باشندے بھی فصیح تھے اور مکہ اور
مدینہ کی زبان مین چندان فرق نہ تھا بلکہ متعرض کے قاعدہ کے موافق مدینہ
کی زبان عمدہ ہونی چاہیے کیونکہ وہان بہت اہل علم اور پڑھے لکھے یہود تھے اہل مکہ
بھی علمی بات اونھین سے دریافت کرتے تھے + **قولہ** اب کہان تک بندۂ
راقم ان غیر فصیح جنگلی گنواری وحشی غیر مانوس لفظون کو لکھے تمام قرآن مین
قریب نصف کے ایسے خراب محاورہ بھرے ہوئے ہین پر خیر ہم اس فصل کو
مختصر فہرست یہ ختم کرتے ہین **اقول** پادریصاحب نے جسقدر الفاظ لکھے

اونکا جواب تو ایسا دندان شکن ہو چکا یقین ہے کہ اب اونکا توحش رفع
ہو جاویگا لیکن یہ فقرہ عاجزانہ اور متحسرانہ جو لکھا ہے کہ اب کہان تک بند و
راقم لکھے اس فقرہ سے بڑا تعجب ہوتا ہے کیونکہ جسقدر الفاظ اتقان
مین لکھے تھے وہ سب لکھدیے اور جو درمیان مین سہواً نظر سے رہگئے تھے اونکو
بھی مابعد مین علیحدہ لکھدیا ہے پھر کہان سے لکھتے جو قریب نصف قرآن کے
ہوتے اس کذب صریح اور دروغ بیفروغ سے کیا فائدہ ہوا + + + + +
کمال حیف ہے کہ جو شخص روز قیامت اور جزا و سزاے آخرت کا قائل ہو وہ استقدر
جھوٹ بولے اگر کوئی زندیق منکر وجود واجب الوجود ایسا کلمہ کہے تو عجب
نہین ہان اس حیرت کو اسطرح رفع کیا جاوے تو ممکن ہے کہ فرقہ عیسائیہ
کے نزدیک جزا اور سزا اعمال پر موقوف نہین صرف حضرت عیسیٰ پر اعتقاد
لانا کافی ہے اعمال بیکار ہین پس جھوٹ اور سچ برابر ہے اور انسان مختار ہے
جو چاہے کرتا پھرے بہرحال جب تک کہ بادریصاحب بموجب اپنے
دعوی کے نصف قرآن کے الفاظ یا ہزار دو ہزار الفاظ نہ لکھدین تب تک
دروغگوئی کا داغ اونسے رفع نہوگا بلکہ یہ کذب تمام فرقہ کو بدنام کرے گا اور
غیرون کو دین عیسوی سے نفرت پیدا کر دیگا اور ایسے ہی مقام پر کہا گیا ہے
شعر ترا اژدہا گر بود یار غار + ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

قولہ ۱۶۳ لفظ رمد بمعنی نسیان بنی تمیم کی بولی ہے **اقول** رمد قرآن مین کہین نہین
اگر معترض کی نظر مین ہو تو نشان بتاوے بظاہر یہ لفظ امد معلوم ہوتا ہے
صراح امد غایت کالمدی وقتم کذا فی ص وق + مجمع الامد الوقت الممتد

وھو والمدۃ واحد + امد کے معنی نسیان نہ کسی کتاب لغت مین اور نہ کسی
تفسیر مین اگر قبیلہ تمیم کا محاورہ ہوتا تو اس معنی کو اہل لغت بھی لکھتے کیونکہ
اونکے دیگر محاورات منفردہ اہل لغت نے لکھے ہین اور کیونکر نہ لکھین کہ وہ بھی
عرب العربا رتھے معلوم ہوا کہ قائل کو اس مقام مین نسیان ہوا ہے مین کہتا ہون
کہ قطع نظر کسی کے قول کے خود عربی دان شخص قرآن کو دیکھے کہ یہ معنی وہان
درست بھی ہوتے ہین یا نہین اور اگر چہ پادریصاحب نے اسکا نشان نہین بیان
کیا مگر مین لکھتا ہون کہ یہ لفظ قرآن مین چار جگہہ یعنی سورۂ آل عمران اور کہف
اور حدید اور جن مین وارد ہے ہر ایک آیت کو نکال کر دیکھنا چاہیے اور پادریصاحب
کو داد دینی چاہیے **قولہ** ۱۶۴ لفظ افضوا بمعنی انفروا خزاعہ کی زبان ہے
اقول یہ لفظ قرآن مین بعینہ کہین نہین اور طریقہ ابوالقاسم کا یہ ہے کہ بعینہ
قرآن کا لفظ لکھتا ہے مادہ نہین لکھتا معترض کو لازم ہے کہ اوس سورہ اور
آیت کا نشان بتائے جہان یہ لفظ ہو غالبًا یہ لفظ انفضوا ہے جو سورۂ جمعہ
مین ہے پس اگر یہی ہے تو اسکا جواب نمبر ۱۶۲ مین ابھی مذکور ہو چکا ہے حاجت
اعادہ نہین اور بفرض محال اگر یہ خزاعہ کا لفظ ہو تو بھی کچھہ قباحت نہین یہ قبیلہ
قدیمی یمنی ہے کہ بعد خرابی شہر سبا کے بطن مر مین رہتا تھا اور عرب العربا اور
نامی گرامی تھا اور اس مین بڑے بڑے شعرا ہوئے ہین **قولہ** ۱۶۵ لفظ عقود
بمعنی عہود بنی حنیفہ کی بولی ہے **اقول** صراح عقد بستن یقال عقدت البیع
والعہد والنکاح والحبل فانعقد اور عہد کے معنی ہین زنہار و سوگند و پیمان
کذا فی ص قاموس مین ہے عقد الحبل والبیع والعہد یعقدہ شدہ والعقد

الضمان والجمع + مجمع والعقود جمع عقد بمعنی معقود کتب لغت سے ظاہر ہے
کہ عقد کے معنی عہد بھی ہین لیکن یہ کسی اہل لغت نے تصریح نہین کی کہ یہ بنی حنیفہ
کا محاورہ ہے اور دراصل ایسا نہین بلاشک یہ تمام عرب کا محاورہ معلوم ہوتا ہے
شاہد یہ ہے الحطیئۃ مصرعہ قوم اذا عقدوا عقدوا لجارھم - کما
فی البیضاوی **قولہ** ۱۲۶ لفظ ختان بمعنی عیال بنی سعد کی بولی ہے -
اقول قرآن شریف مین نہ کہین لفظ ختان آیا ہے نہ اختان یہ وہی غلطی ہے جو نمبر
۱۲۶ مین لفظ عشیرہ کی ذیل مین مذکور ہو چکی ہے پادری صاحب سے اتقان
کی عبارت پڑھی نہین گئی اور تحریف کی ایسی مزاولت ہوگئی ہے کہ جب عبارت
سمجھ مین نہین آئی تو اختان اور عیال کے درمیان سے لفظ کل کو اوڑا دیا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ **قولہ** ۱۲۷ عضل بمعنی حبس **اقول** بظاہر
لفظ عضل بعینہ قرآن مین کہین نہین اور ابو القاسم کا دستور یہ ہے کہ بعینہ لفظ
قرآنی لکھتا ہے مادہ و مشتقات نہین لکھتا پادریصاحب پہلے اسکا اثبات کرین
تب ہم جواب دین البتہ اسکے مشتقات قرآن مین ہین **قولہ** ۱۲۸ لفظ
امۃ بمعنی حین **اقول** صراح امۃ گروہ ہر جنس از حیوان وراہ و دین یقال لا امۃ
لہ و ہنگام قولہ تعالی وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ وقولہ تعالی وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ
الْعَذَابَ إِلَى أُمَّةٍ - کذا فی ص وق + اور تفاسیر مین اسکے ترجمہ مین یہ الفاظ
ہین جماعۃ من الزمان وجماعۃ من اوقات او مدۃ طویلۃ بہرحال
اس لفظ کے معنی مدت اور وقت لغت مین موجود ہین اور اہل لغت نے کسی
قبیلہ کی تخصیص نہین کی پھر اسکو ازدشنوءۃ کا لفظ کیونکر سمجھا جاوے اور اگر

وہین کا محاورہ ہے تو کیا قادح فصاحت ہے وہ بھی شریف اور عرب العربا اور معتبر اللسان تھے اور یہ محض غلط اور خلاف جمہور بلکہ پادریصاحب کا مصنوعی قاعدہ ہے کہ فصاحت قریش مین منحصر تھی یا یہ کہ اونکی برابر کوئی فصیح نہین

قولہ ۱۶۹ لفظ رس بمعنی بیر از دشنوۃ کی زبان ہے **اقول** صراح رس ایضا چاہ بسنگ برآوردہ و نام چاہ بقیہ ثمود و نام وادی و نام آبی و چاہ کندن و در گور افگندن کذا فی ص + اور مجمع البیان وغیرہ تفاسیر سے ظاہر ہے کہ رس ایک خاص کنوے کا نام اور علم تھا اور یہ بھی تیقن نہین بعض نے ملک یمن یا یمامہ کے کسی گانو کا نام لکھا ہے بہرحال یہان رس سے مطلق کنوان مراد نہین تاکہ از دشنوۃ کا محاورہ متصور ہو بلکہ علم ہے خواہ کنوان ہو یا قریہ ہو اور علم کا ترجمہ نہین ہوتا بعینہ بولا جاتا ہے اور بالفرض اگر بنا بر محاورہ از دشنوۃ کے مطلق کنوان مراد ہو تو فصاحت مین اس سے کیا قدح لازم آتی ہے کیونکہ اوس قبیلہ کے لوگ بھی مستند اللسان تھے

قولہ ۱۷۰ لفظ مرض بمعنی زنا حمیر کی بولی ہے **اقول** یہ لفظ قرآن مین تیرہ چودہ جگہہ وارد ہے نہین معلوم کہ پادریصاحب نے کس آیت پر اعتراض کیا ہے البتہ لفظ مرض نفاق اور شک یا گناہ کے واسطے بھی قرآن مین آیا ہے سو یہ کنایہ ہے نہ معنی حقیقی کیونکہ حقیقت و ماہیت مرض کی یہ ہے کہ مزاج بدنی یا عضوی حد اعتدال سے خارج ہو جاوے اور ظاہر ہے کہ نفاق و شک در دین یا عام گناہ کی حالت مین قلب حد اعتدال سے خارج ہو جاتا ہے اور اسی واسطے حکما گناہ اور رذیلتون کو امراض نفسانیہ بولتے ہین اور اگر اس سے بھی اطمینان نہو تو خاص مرض

بمعنی نفاق کا شاہد ملاحظہ کریجئے شعر اجامل اقواما حیاء وقد ارجح
صدورہم تغلی علی مراضھا ۔ کما فی الاتقان عن ابن عباس **قولہ**
۱۷۱ لفظ تترکہ بمعنی نیقصکم حمیری زبان ہے **اقول** صراح وتر بالکسر تنہا
وطاق وتر بالفتح کینہ واین لغت اہل عالیہ است وبالکسر اہل الحجاز فی
الثانی وبالفتح فی الاول ولبنی تمیم بالکسر فیھما وتر بفتحتین زہ کمان
وتر بالسکون کینہ ناستدن وکم کردن از حق کسی یقال وترحقہ ای نقصہ
موتور آنکہ کینہ کشتہ خویش در نیابد کذا فی ص وق جمع یقال وترہ یترہ وترا
اذا نقصہ ومنہ الحدیث فکانما وتر اھلہ ومالہ واصلہ القطع ومنہ
الترۃ القطع بالقتل یہ لفظ ہرگز خاص حمیری نہین بلکہ تمام عرب مین مستعمل
اور مشہور ہے اور جسقدر فرق تھا صاحب صحاح نے بیان کر دیا کہ اس لفظ کو اسطرح
اہل عالیہ بولتے ہین اور اسطرح اہل حجاز اور اسطرح بنی تمیم باوجود اس تصریح
کے ہم ایک ابوالقاسم کے قول کا کیونکر یقین کرین جس بنیاد پر کہ پادریصاحب
نے یہ سب اعتراضات لکھے ہین **قولہ** ۱۷۲ لفظ حسبانا بمعنی بردا من الکبر
حمیری زبان ہے **اقول** پادریصاحب جسطرح تعصب مین کامل ہین اسی طرح
علم وفہم مین بھی کامل ہین اتقان مین اسکا ترجمہ صرف برد الکھا ہے اور لغت اسکے
من الکبر عتیا لکھا ہے کیونکہ یہ عبارت سورہ مریم مین اسطرح ہے وَقَدْ بَلَغْتُ
مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا اس سے پادریصاحب یہ سمجھے کہ جار مجرور برد اسے متعلق ہے۔
مین کہتا ہون کہ اگر اتقان کی عبارت سمجھ مین نہین آئی تھی تو سورہ کہف کو
دیکھ لینا چاہیے تھا کہ آیہ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ مین ایک باغ پر

عذاب نازل ہونے کا ذکر ہے پادری صاحب وہان ضرور سمجھ لیتے کہ باغ اور زراعت کو بوڑھاپے کی سردی سے کیا نسبت اور یہ معنی کسی خاص قبیلہ کا محاورہ نہین ورنہ اہل لغت ضرور اسکی تصریح کرتے دیکھو صراح وغیرہ کتب لغت مین ہے حسب حسبان بالضم والکسر حسباۃ شمردن واندازہ وبزرگی مرد از روے نسب حسبان بالضم عذاب وملخ وتیرہاے ناوک حسبانۃ یکے۔

اور علامہ طبرسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ حسبان دراصل مرمی کو یعنی ہر ایک شی انداختہ شدہ کو کہتے ہین کیونکہ مثل حساب کے اوس مین بھی کثرت ہوتی ہے بہرکیف یہان حسبان کے معنی انداختہ آسمانی ہین لیکن یہ معنی ایک مفہوم عام ہے جسکے مصداق بہت ہوسکتے ہین پس اوسکی تشخیص مین اختلاف ہے ابن عباس اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ آتش آسمانی مثل صاعقہ کے ہے چنانچہ مصنف اتقان نے جلالین مین اور بیضاوی وغیرہ مفسرین نے یہی لکھا ہے اور بعضون نے اپنی راے سے بردیعنی برف یا ژالہ یا پتھر بھی لکھدیے ہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ژالہ وبرد اوسکا لفظی ترجمہ ہے اور چونکہ یہ لفظ اپنے معنی مشہورہ مین بولا گیا ہے اسواسطے سند کی حاجت نہین قولہ ۱۷۳ لفظ امام بمعنی کتاب حمیری محاورہ ہے اقول صراح امام بالکسر پیش رو وکتاب قولہ تعالی وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ای فی کتاب عن الحسن وسطر چوب وکرانہ زمین وکرانہ راہ قولہ تعالی وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ای طریق جواب اسکا بہت سہل ہے کہ امام پیش رو کو کہتے ہین اور یہ ایک مفہوم عام ہے جسمین یہ وصف پایا جاوے

اصل حسبان
انتی شیخ الجبری
فی طلق والاصل کان
وذلک من قبل الاسکان
واصل الباب الاسکان
وانما نقال لما یکثر
حسبان للانسان
الحساب بمعنی عدد الاوزان
علی خلیل وجمعہ حسبان
من السماء وبردا
ابن عباس وقتادہ
وقیل وبرد جلدی

ان عذابہ اما برد او ما
حجارۃ او غیرہما مما شاء
من انواع العذاب
قلت ۱۲ اور جلالین مین
بجای صواعق من
العذاب ۱۲ بیضاوی
حسبانا من السماء
ای عذابا
وہو الصواعق
من ۱۲

اوسی کو امام کہہ سکتے ہین یہان مراد امام سے لوح محفوظ ہے اور
ظاہر ہے کہ بوجہ تقدم آفرینش کے یا بوجہ اسکے کہ جملہ احوال ممکنات پہلے
اوس مین مکتوب ہوچکے ہین اوس مین یہ وصف امامت یعنی تقدم پایا
جاتا ہے پس اس اعتبار سے اگر کسی نے اوسکو امام کہدیا تو یہ خلاف قاعدہ
عرب نہین تاکہ غیر فصیح ہو اور اگر یہ لفظ حمیری ہوتا تو اہل لغت بھی اسکی
تصریح کردیتے بہرحال مطابق قواعد کتب فصاحت متداولہ کے جنکے موافق
پادریصاحب نے اپنی دانست مین اعتراض کیا ہے غیر فصیح نہین اور اگر کتب
فصاحت کے خلاف اعتراض ہے تو وہ لائق التفات اور قابل جواب نہین ہا

قولہ ۱۷۴ لفظ حرض بمعنی حصن ہذیلی زبان ہے اقول صراح ترجمہ
برآغالانیدن وگرم کردن کسی را بر چیزے کذا فی ص وق + اسکے سوائے
اور بھی دو ایک معنی ہین مگر حصن نہین اگر ہذیل کا محاورہ ہوتا تو اہل لغت
یہہ معنی بھی لکھتے علاوہ اسکے لامذہب آدمی بھی اگر اس آیت
کو دیکھے تو پادریصاحب کی عقل پر آفرین کرے اور کہدے کہ حرض کے معنی یہان
کسیطرح حصن نہین ہوسکتے کیونکہ آیہ کریمہ سورہ نساء مین اسطرح ہے۔
فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللَّهُ
أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا یہ آیت
جہاد کی ترغیب مین وارد ہے اور مطلب اوسکا یہ ہے کہ برانگیختہ کر اور تاکید کر
اے محمد مسلمانون کو قتل و جنگ پر اور ہر ایک مفسر نے اسکا ترجمہ عربی مین
حرضہم کیا ہے اگر اسکے معنی حصن ہون یعنی بند اور محفوظ رکھہ مسلمانون کو تو مطلب

برعکس ہو جاویگا خدا جانے اتقان مین کاتب نے کیا نسخ و مسخ کر دیا ہے
پادریصاحب کو مناسب تھا کہ ہر ایک لفظ کو قرآن و تفسیر سے بھی مقابلہ
کر لیتے کیونکہ اونکا قول ہے کہ جب تفسیرون سے اطمینان نہین ہوتا تب ہم
اعتراض کرتے ہین پس بجز اتقان کے کسی اور تفسیر کو تو دیکھا ہوتا تاکہ راستباز
ظاہر ہوتی **قولہ** ۱۷۵ نورہم بمعنی وجہہم ہذیلی لغت ہے **اقول** نور کے
معنی وجہ کسی کتاب لغت مین نہین خدا جانے اتقان مین کیا لفظ لکھا ہے اور
کاتبون نے کیا کر دیا ہے یہ لفظ قرآن مین ۳۰ جگہہ وارد ہے معترض کو لازم
ہے کہ اس آیت کا پتا اور نشان بتانے بعدہ جواب طلب کرے لیکن ہم
پادریصاحب پر احسان کر کے کہتے ہین کہ غالبًا یہ لفظ تَقُوْلُهُمْ ہے جو سورۂ
مریم کے آخر مین ہے مگر چونکہ ہمکو یقین نہین کہ پادری صاحب کی یہی مراد
ہو اسواسطے ہمکو اسکے استشہاد سے چندان بحث نہین **قولہ** ۱۷۶
لفظ صلد بمعنی نقیا ہذیلی زبان ہے **اقول** صرح صلد رست تابان حجرہ
صلد وارض صلد وجبین صلد ای صلب املس کذا فی ص وق + مجمع
والصلد الحجر الاملس شاہد یہ ہے حضرت ابوطالب **شعر** وانی لقوم
وابن قرم لهاشم ۞ لاباء صدق مجدهم معقل صلد ۞ ۔ کما فی الاتقان
+ شاعر حماسی **شعر** هوی عن صخرة صلد ۞ فقرت تحتها کبد ۞
علاوہ اسکے یہ لفظ روبہ وغیرہ دیگر شاعرون کے اشعار مین بھی موجود ہے
صحاح اور مجمع البیان اور حماسہ مین دیکھہ لینا چاہیے مگر بعد حضرت
ابوطالب کے شعر کے کسی کے شعر کی ضرورت نہین رہی ——

اور بلاغت اس کلام مین یہ ہے کہ صلہ بخیل کو بھی کہتے ہین اور یہ آیہ کریمہ
جس مین یہ لفظ ہے اون اشخاص کے حال مین ہے جو دنیا کی نیکنامی یا
دیگر اغراض ریائی کے واسطے خرچ کرتے ہین اور پھر لینے والے پر اوسکا احسا
اور منت رکھتے ہین پس نکتہ یہ ہے کہ ایسا شخص درحقیقت بخیل ہے خدا جانے
عرب نے جب یہ آیت سنی ہوگی تو اونکو کیسا کچھ وجد ہوا ہوگا **قولہ** ا
لفظ یعذب بمعنی یعیب بنی کنانہ کی بولی ہے **اقول** لفظ یعذب بالذال المعج
قرآن مین ۲۶ جگہہ وارد ہے اور غالبًا یہ معنی کہین مراد نہین کیونکہ کتب لغت
مین یہ معنی نہین البتہ یہ لفظ یعزب بالزاء المعجمہ بمعنی یغیب بالغین المعجمہ معلوم
ہوتا ہے کیونکہ عزب کے معنی دور ہونے اور غائب ہونے کے ہین عزب
عنی فلان ای بعد و غاب اور سورۂ یونس مین یہ لفظ ایسے ہی مقام پر
جسکے یہ معنی ہوسکتے ہین اور وہ آیت یہ ہے وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ
مِثْقَالِ ذَرَّةٍ الخ مگر چونکہ ہم یقین نہین کرسکتے کہ معترض کے نزدیک بھی
یہی لفظ ہے اسواسطے بالفعل اسکو ہاذ نکیا گیا یا در یصاحب پہلے آیت
مقام کا پتا بتائین تب جواب طلب کرین **قولہ** ۱۷۸ لفظ عینا بمعنی
بیضا ہمدان کی بولی ہے **اقول** یہ لفظ قرآن مجید مین ۱۷ جگہہ وارد
کوئی کہان تک تلاش کرے خصوصًا جبکہ کتب لغت مین بھی یہ معنی نہون
اگر کتب لغت مین اس لفظ کے یہ معنی ہوتے تو قرآن مین بھی ہر جگہہ کو
لیکن درصورتیکہ لغت مین نہین تو ہم کو اسقدر فرصت نہین کہ اپنے وقت
لغو کاسون مین صرف کیا کرین ۔ علاوہ اسکے یہ قبیلہ یمنی ہے اس

بانیا الذین امنوا
لیبلوا صدقاتکم بالمن
والاذی کالذی ینفق
مالہ رئاء الناس
لایؤمن باللہ والیوم
الآخر فمثلہ کمثل صفوان
علیہ تراب فاصابہ وابل
فترکہ صلدا الخ ۱۲
سورۃ البقرۃ پارہ ۳
۱۲ رکوع ۲

محاورہ غیر فصیح بھی نہین **قولہ** ۱۷۹ لفظ عبقری بمعنی طنافس ہمدان کی زبان ہے
اقول صراح عبقر زمین پریان وعرب ہر چیزے از مردم وستور وجامہ وفرش
وجز آن را کہ در غایت قوت وحسن ولطافت باشد بوے نسبت کنند یقال ثوب
عبقري وهو واحد وجمع والانثی عبقرية ويقال ثياب عبقرية - كذا
فی ص وق وجمع یہ لفظ رفرف یعنی فروش جنت کی مدح مین فرمایا گیا ہے اور
غرض اس سے غایت درجہ کی مدح منظور ہے اور یہ نہایت مشہور اور مستعمل اور فصیح
ہے زہیر **شعر** يخيل عليها جنة عبقرية ٭ جديرون يوما ان ينالوا
فيستعلوا - كما فی العقد والمجمع بعد اسکے مین کہتا ہون کہ ہرگاہ رفرف سے
مراد فروش ہین اور طنافس کے معنی بھی پارچہاے گستردنی ہین تو اسصورت
مین لفظ عبقری بیکار ہوتا ہے اسواسطے لفظ عبقری کے معنی طنافس کہنا
مناسب نہین ٭ **قولہ** ۱۸۰ لفظ اظہار بمعنی الغدار نصر بن معاویہ
کی زبان ہے **اقول** یہ لفظ اظہار نہین بلکہ اتقان کے دیکھنے سے معلوم ہوا
کہ الختار ہے اور ختر کے معنی لغت مین غدر وفریب ہین شاہد یہ ہے عمرو بن
معدی کرب **شعر** فانك لو رأيت اباعمير ٭ ملأت يديك من غدر وختر
- كما فی المجمع + امرئ القيس **شعر** ألم يخبرك ان الدهر غول ٭ ختور العهد
يلتهم الرجالا - كما فی العقد **قولہ** ۱۸۱ لفظ حفدہ بمعنی خدم عامر
بن صوصعہ کی زبان ہے **اقول** صراح حفدہ اعوان ویاران وخدمتگاران
وپیرگان کذا فی ص وق + مجمع الحفدة جمع حافد واصل الحفد الاسراع
فی العمل ومنه ما جاء فی الدعاء اليك نسعى ونحفد ومن البعير يحفد

حفدا اذا اسرع فی سیرہ قال الراعی شعر کلفت مجہولہا نوقا یمانیۃ
؎ اذا الحداۃ علی اکسائہا حفدوا ؎ ومنہ قیل للاعوان حفدۃ لاسراعہم
فی الطاعۃ قال جمیل شعر حفدالولائد حولہا واستسلمت ؎ باکفہن ازمۃ
الاجمال ؎ بعدان شواہد کے مین کہتا ہون کہ یہان حفدہ کے معنی خدم متعین
نہین بعض مفسرین نے اسکے معنی خدم واعوان لکھے ہین بعضون نے واماد لکھے
ہین بعضون نے پوتے لکھے ہین بعضون نے ربیبہ لکھے ہین خود ابوالقاسم نے جس کے
قول کے موافق پادریصاحب نے یہ سب اعتراضات لکھے ہین اوس نے اسی کے
معنی اختان یعنی داماد ان لکھے ہین بہرحال اصل لغت کا شاہد موجود ہے اور یہ
لفظ نہایت فصیح اور مشہور اور مانوس الاستعمال ہے **قولہ** ۱۸۲ لفظ عول
بمعنی میل بنی ثقیف کی زبان ہے **اقول** یہ اعتراض نمبر ۱۰۷ مین مذکور ہوچکا ہے
بدحافظگی کے سبب دوبارہ لکھا ہے اور وہان اسکا جواب مع شواہد ہوچکا ہے
اسواسطے حاجت اعادہ نہین تعجب یہ ہی کہ وہان بنابر روایت ابوالقاسم کے
اس لفظ کو جرہم کا لکھا ہے اور یہان باتباع ابن الجوزی بنی ثقیف کا لکھا ہے
پس دونون روایتون مین سے ایک کو ترجیح دینا مناسب تھا ورنہ دونون ساقط
کرنی چاہیے تھین اور بالفرض یہ لفظ ثقیف کا ہے تو فصاحت مین کیا قدح ہے
کیونکہ وہ قبیلہ حجازی ہے اور ہوازن کے تحت مین داخل ہے **قولہ** ۱۸۳
لفظ صور بمعنی قرن بنی عک کی زبان ہے **اقول** صور کے معنی لغت مین قرن
یعنی سینگ بھی ہین اور احادیث حالات قیامت مین یہ لفظ آنحضرت صلعم نے
اکثر فرمایا ہے بلکہ یہ سب الفاظ مذکورہ سابقہ احادیث مین موجود ہین چنانچہ

نہایہ ابن اثیر اور مجمع البحار گجراتی کو دیکھ لینا چاہیے اس سے ظاہر ہے کہ اکثر
ان معانی و الفاظ مین آنحضرت صلعم کی پیدائشی زبان ہے اگر یہ لفظ حجازی محاورات
نہوتے تو کیا ضرورت تھی کہ شب و روز کی گفتگو مین بھی اجنبی اور غیر مانوس
الفاظ بولتے خصوصًا اہل حجاز سے۔ بہرحال یہ لفظ صور اور یہ
معنی حجازی محاورہ ہے اور عرب اسکو دو طرح سے بولتے ہین نفخ الصور
و نفخ فی الصور شاہد یہ ہے شعر لولا ابن جعدة لم یفتح قُهُنْدُز کرمٌ ولا
خراسان حتی ینفخ الصورا ۔ کما فی المجمع + راجز شعر نطحنا هم غداة
الجمعین نطحا شدیدا لا کنطح الصورا ین ۔ کما فی الصحاح قولہ
۱۸۴ لفظ ورا بمعنی پوتا ہندیلی زبان محمد صاحب نے بولی ہے اقول یہ لفظ قرآن
مجید اور فرقان حمید مین ۲۳ یا ۲۴ جگہ آیا ہے اگر معترض کسی آیت کا نشان
بتائے تو جواب دیا جاوے اور اگر یہ ہندیل کا محاورہ بھی ہو
تو کیا قباحت ہے ہندیل قریش کے ہموطن اور ہم جد مضر کے اولاد مین ہین ——
علاوہ اسکے ورا کے معنی پس بھی ہین یعنی عقب و خلف اور یہ ایک مفہوم کلی ہے
جس مین یہ وصف پایا جاوے اوسی کو ورا اور عقب اور خلف کہہ سکتے ہین
چنانچہ اولاد اور اولاد اولاد کو عقب و اعقاب و خلف و اخلاف کہتے ہین ——
اور اگر ورا بمعنی پس پر اعتراض ہو تو یہ لفظ کثیر الاستعمال ہے حاجت استشہاد
نہین مگر پھر بھی ہم ایک شاہد خوشنودی مؤمنین کے واسطے لکھے دیتے ہین
زہیر شعر الی حفرة اهدی الیها مقیمة یحث علیها سابق من
ورائیا ۔ کما فی العقد

تنبیہ

اگر پادریصاحب یا اور کوئی متعصب آدمی ہمارے اون جوابات کو جو قبل شواہد اشعار مذکور ہوچکے ہین دیکھکر اور بعدہ شواہد اشعار کی شہادت سے متحیر ہوکر کہنے لگے کہ اگرچہ یہ شعر استند اور موثق ہین اور بموجب قواعد کتب موجودہ ومروجہ علم فصاحت کے انکی شہادت بھی قابل تسلیم ہے مگر چونکہ یہ تینون دیوان یعنی عقد ثمین اور سبعہ معلقہ اور حماسہ اہل اسلام کے جمع کیے ہوئے ہین اور نیز کتاب صحاح اللغات جوہری اور سیرت ابن ہشام اور تفسیر مجمع البیان اور اتقان مین بھی اہل اسلام کے جمع کیے ہوئے اشعار ہین لہذا ان لوگون کی روایت معتبر نہین اور یہ اشعار قابل استشہاد نہین تو یہ محض سفسطہ اور وسوسہ ہے اور اس سفسطہ کے بہت جواب ہین **اوّلا** یہ کہ اگرچہ یہ جامعین اشعار اور مصنفین تواریخ ولغات مسلمان تھے مگر یہ لوگ اس معاملہ قرآن مین ایسے راوی اور شاہد ہین جنکو شہادت دینا منظور نہین اور بجز اتقان وجمع کے انکی تالیف وتصنیف قرآن سے کسیطرح متعلق نہین یہ تالیف اون کی قرآن سے ایسی بے غرض ہے جسطرح اونکی تالیف وترجمہ علوم یونانیہ مثل ریاضی وفلسفہ وطب وغیرہ اگر یہ تالیفات اہل عرب کی غیر مستند وغیر معتبر ہون تو وے اشعار ولغات وصرف ونحو وفصاحت و تاریخ بھی اون کی غیر معتبر ہو ہرگز کسی عاقل کو گمان نہین ہوسکتا کہ

پہلی اور دوسری صدی ہجری کے علما اور فصحا ثنا تعین اشعار نے دیوان
عقد ثمین و سبعۂ معلقہ و حماسہ و اغانی وغیرہ کو اسواسطے تالیف کیا کہ تیرھوین
صدی مین پادری عماد الدین قرآن کے الفاظ پر اعتراض کرینگے اوسوقت
یہ دیوان ہمارے کام آوین گے کیونکہ یہ بات کہ قرآن مین الفاظ غیر فصیح
ہین آج تک کسی مسلمان کے گوش زد بھی نہین ہوئی اور اگر کسی نے کہا ہو
تو پادری صاحب اوسکا نام بتائین پھر مسلمان ایک معدوم شی نادیدہ و
ناشنیدہ مجہول مطلق کا ارادہ کسطرح کرتے اور کیون کرتے ۔ ثانیاً
یہ اشعار جو ان دواوین و کتب مین جمع کیے گئے ہین ہمیشہ سے تا زمانہ تالیف
مشہور اور معروف اور منقول چلے آئے ہین اور اکثر فصحا کو زبانی یاد تھے ۔
کیونکہ پہلے اکثر زبانی یاد پر مدار تھا اور کتابت کا رواج کم تھا اگر یہ مؤلفین
شاعر کے نام مین یا اشعار مین غلطی کرتے تو اوس زمانہ کے علما شور مچاتے
اور ان کتب کی تغلیط و تکذیب کر دیتے اور غیر معتمد ٹھہرا دیتے پھر کوئی ان سے
استناد و استشہاد نکرتا اور کوئی درس و تدریس مین جاری نہ رکھتا حالانکہ جب سے
یہ جمع ہوئے ہین تمام عربی عبارتون مین انھین سے حوالے دیے جاتے ہین ۔
چنانچہ سر ایلوارڈ پیر و فیسر یونی ورسٹی گریفس والڈ نے جو دیوان عقد ثمین
مطبوعہ لندن پر شروع مین ایک عبارت مثل تقریظ کے لکھی ہے اوس سے ان
اشعار عقد ثمین و سبعہ معلقہ کی صحت اور شہرت اور ان شعرا کی فصاحت و
وثاقت خوب ظاہر ہے ـــــ اور علی ہذا القیاس دیوان حماسہ کے اشعار
کی بھی صحت و فصاحت نہایت مستند و مستہر ہے مؤلف اسکا ابو تمام حبیب بن

اوس الطائی جو تقریبا ۱۷۰ھ ہجری مین پیدا ہوا اتحا فن شاعری مین وحید العصر
اور فرید الدہر تحا ابن خلکان لکھتا ہے کہ ابو تمام لطافت لفظ اور بضاعت
شعر اور حسن اسلوب نظم مین واحد عصر اور امام فن تحا اور کتاب حماسہ جو اوس
نے اشعار عرب سے منتخب کرکے جمع کی ہے اوسکی دقت فہم اور اتقان معرفت
پر دلیل ہے اور حسن اختیار شعر کا نمونہ ہے یہ شخص امامیہ مذہب تحا اور اوسنے
نے اہل بیت علیہم السلام کی مدح مین بہت قصائد لکھے ہین اسکے قصائد مین امام
محمد تقی ابجواد تک کا حال پایا جاتا ہے اسکے ہمعصرون مین اسکے برابر کسی کو
اشعار عرب یاد نہین تھے علاوہ قصاید و قطعات عرب کے چودہ ہزار اشعار
عرب متفرقہ اوسکو یاد تھے اور خود اوسکے اشعار ان سے زائد ہین علما
کہتے ہین کہ قبیلہ طی مین تین شخص پیدا ہوئے ہین کہ ہر ایک اپنے وصف مین
منفرد و بنظیر تحا حاتم طائی سخاوت وجود مین اور داؤد طائی زہد
و ورع مین اور ابو تمام طائی شعر و سخن مین سنہ ۲۲۱ ہجری مین شہر موصل مین
اس نے وفات کی ہے اور ابو سہل بن حمید طوسی نے بنظر عزت و قدر دانی اسکی
قبر پر ایک بہت بڑا گنبد بنا دیا ہے فقط کما فی المجالس الغرض یہ دیوان حماسہ
جسکو ایسے نامی گرامی شاعر سخن فہم نے منتخب کرکے جمع کیا ہے ہمیشہ علما و ادبا
کی درس و تدریس مین رہا ہے اور مطارح الاذکیا اور معرکۃ الآرا خیال کیا گیا ہے
چنانچہ اسی سبب سے علما و ادبا نے اسکی چند شروح لکھی ہین اور حل معانی اور
اشعار مین بہت کچھ تحقیق و تدقیق کی ہے منجملہ اونکے ابو زکریا یحیی بن علی
کی شرح بہت عمدہ اور مبسوط ہے اور بوجہ خوبی کے اہل جرمن نے اوسکو چھاپا

دیا ہے اور چھاپنے والون نے بھی کہ جو غالبًا عیسائی ہین بہت کچھ اس دیوان
کی مدح لکھی ہے چنانچہ بوجہ اختصار اوس عبارت کے جا بجا سے چند فقرات
لکھتا ہون قال غیورغ ولیلهم فریتغ العبد الصغیر الشیخ المعلم الحقیر
فی المدرسة الکلیة الملکیة بمدینة بن المعمورة اعلم ایها اللبیب
الاکرم ان الشعر ما غبر من الزمان وفی کل بلد ومکان کان عند العرب
مشهورا ولا لاحد منهم منکورا وهو محبب للخاص والعام مرغوب
فیه فی کل یوم وعام مالت الیه الطباع واصغت الیه السماع ملوکهم
وعظمائهم شعراء وشعرائهم خلفاء الخ وعلی قول منهم فتح باب الشعر
بملك من کندة بامرئ القیس الدهاس وغلق بملك من بنی همدان بابی
فراس وما بمعجب ان دواوینهم اکثر من ان تعد واشعارهم
اوفر من ان تحط وان کان ما نظم من الاشعار کثیرا فما وجدنا الکتاب
الحماسة نظیرا وانه لاکرم واعظم کتب شانا واقدمها دهرا وزمانا
وهو ایضا من القمرین وارفع قدرا من البحرین النقط درر قوافیه و
الاشعار من القبائل والاعم فی بحار رجل هو کالشمس بین العلماء
کالفریدة فی سلك الشعراء والحکماء اسمه حبیب وکنیته ابو تمام
وهو کاسمه حبیب وتمام الخ اور صحاح کی صحت وشہرت ووثاقت و
رشاقت اظہر من الشمس ہے بیان کی حاجت نہین ہے جامہ عرب کے لغات
صحاح معلوم ہونے کے واسطے تصنیف کی گئی ہے نہ خاص قرآن وحدیث
کے واسطے اکثر کتب لغات متداولہ سے مقدم ہے کیونکہ جوہری کی وفات سنہ ۳۹۳

مین متحکم ہے یہ کتاب قدیم الایام سے علما و فضلا کی معتمد علیہ اور ہر ایک کتاب
لغات سے زیادہ مستند ہے اور اس مین جو ہر ایک لفظ کی سند مین اشعار
لکھے ہین اکثر انھین تینون دیوانون مذکورہ بالا سے لکھے ہین اور بعض اشعار
دیگر شعرا کے دیوانون سے بھی لکھے ہین مگر وے دیوان اس دیار ہند مین
دستیاب نہین ہوتے اور یہان دستیاب نہونے سے یہ نہین لازم آتا کہ بجز
دواوین ثلاثہ مذکورہ کے اور کوئی دیوان عرب مین نہو دیکھو اعشی کا دیوان تک
جو نہایت مشہور ہے اور امدی نے جسکی شرح بھی لکھی ہے ہندوستان مین میسر
نہین لیکن جوہری وغیرہ کے پاس ضرور ہون گے اور اون نے یہ سب اشعار
بڑی صحت و سند سے لکھے ہین اور اسی باعث ہم نے بعض شعرا کے مسکن و قبیلہ
بلکہ نام سے بھی تعرض نہین کیا کیونکہ جن اشعار کو جوہری وغیرہ نے لکھا ہے
وہ بلاشک قابل استناد ہین گو اون کے شاعرون کا نام معلوم نہو سیرت
ابن ہشام یہ کتاب آنحضرت صلعم کی سیرت مین پرانی اور متقدم ہے مگر سب
حالات مختصر اور مجمل ہین اور ایک لطف اسمین یہ ہے کہ غزوات مین جو اشعار
و قصائد طرفین سے ہوئے ہین وہ کچھ مفصل ہین مصنف اسکا اواخر صدی
سوم اور اوائل چہارم مین تھا اسکے اشعار پر بھی دروغ و افترا کا احتمال
نہین ہو سکتا کیونکہ اسکو قرآن سے کچھ علاقہ نہین ہے تفسیر مجمع البیان
علامہ ابو علی طبرسی کی تصنیف ہے اور ۵۲۶ھ ہجری مین اسکی تصنیف ختم
ہو چکی ہے کتاب جامع فنون و ضروریات تفسیر ہے اور نہایت معتبر و مستند
و عمدہ ہے اس مین جو اشعار ہین وے غالبا ان دواوین ثلاثہ اور صحاح جوہری

وغیرہ مین موجود ہین جسکو شک ہو مقابلہ کرلے اسواسطے اس مفسر پر یہ اتہام
نہین ہوسکتا کہ قرآن کی صحت کے واسطے غیر مستند یا خود تصنیف کرکے اشعار
لکھدیے ہون ـــــ اتقان سیوطی بھی عمدہ کتاب ہے معترض بھی اوس سے
خوب واقف ہے ـــــ ناظرین انصاف گزین غور کرین کہ بعد اس وثاقت
ومتانت وشہرت کتب مذکورہ کی مجال نہین کہ کوئی متعصب بھی ان کتب کو
مطلقاً غیر معتبر کہدے اور ان اشعار مین جو کتب مذکورہ سے نقل کیے ہین جرح
وقدح کرے ـــــ بہرحال یہ ۱۸۴ الفاظ جنکو عماد الدین نے سوء فہم یا تعصب
سے غیر فصیح لکھا ہے نہایت فصیح ہین اور شعرائے جاہلیت کے اشعار مین موجود
ہین اور معترض کا دعوے بے اصل اور بے دلیل ہے ایک لفظ بھی کلام الہی

	مین غیر فصیح نہین ہے ط

دوسری فصل فصاحت آیات کے اثبات مین

قولہ تمہ فصل اول باب ہشتم ـــــ اب ہم اس تتمہ مین یہ بات دکھلاتے
ہین کہ قرآن کے بعضے فقرے فصاحت بلاغت لفظی ومعنوی کے بعض عمدہ
رعایات سے خالی ہین پہلا فقرہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ پہلی آیت قرآن کی
غلط اور فصاحت سے خارج عام لوگون کی سی گفتگو ہے کیونکہ لفظ رحیم بہ نسبت
رحمن کے عام ہے اور رحیم ادنی ہے اور رحمن اعلے ہے فصحاے عرب کی عادت
ہے کہ صفات مین ادنی سے اعلے کی طرف ترقی کیا کرتے ہین محمد صاحب نے

اعلے سے ادنے کی طرف اولٹی ترقی کی پس اون کو یون کہنا چاہیے تھا
بسم اللہ الرحیم الرحمن + اقول فصل گذشتہ مین پادریصاحب کی مہارت
علم ادب اور واقفیت زبان عرب کا حال ناظرین پر خوب کھل گیا ہوگا اور
منصفون نے حق و باطل مین امتیاز کرلیا ہوگا اب اوس سے بھی طرفہ ماجرا
یہ ہے کہ آیات کی فصاحت و بلاغت پر منہ کھولا ہے اور اپنی لیاقت علمی اور زور
سخن فہمی کو بہت کچھ کام فرمایا ہے اور منشا اسکا یہ معلوم ہوا کہ چونکہ عبارت قرآنیہ
سہل و متنع ہے اور علما نے عبائر دقیقہ و مشکلہ کی حل تراکیب و معانی مین بسط
دیا ہے اور بوجہ متانت اور عمدگی عبارت کے ایک ایک آیت کی چند طرح سے
ترکیبین بیان کی ہین اور صنائع اور بدائع اور لطائف و نکات کہ جو اسباب اعجاز
ہین ظاہر کیے ہین خصوصاً زمخشری نے ہر ایک سہل بات کو یہان تک کہ مسائل
صرف و نحو کو بھی تفسیر کشاف مین بطور سوال و جواب کے اِن قُلْتَ قُلْتُ
کرکے لکھا ہے پس بعض جگہہ تو ایسا ہوا ہے کہ قلت استعداد کے سبب اور علم صرف
و نحو و فصاحت مین مہارت نہونے کے باعث تراکیب و معانی ذہن مین نہین
آئے اور اوس بسط و تدقیق سے مجملاً اسقدر سمجھہ لیے ہین کہ یہ مقام مشکل اور
قابل اعتراض ہے اور بعض جگہہ اگر کچھہ سمجھہ مین آگیا ہے تو اپنے مطلب کی بات
لکھہ لی ہے اور جواب کو چھوڑ دیا ہے تاکہ عوام ان اعتراضون کو اون کے تباہ
افکار سے سمجھکر مدح اور تعریف کرین اور سردست مغالطہ مین پڑجاوین
پادریصاحب کہتے ہین کہ پہلا فقرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ پہلی آیت قرآن کی
غلط اور فصاحت سے خارج عام لوگون کی سی گفتگو ہے فقط

سب اہل علم جانتے ہین کہ ہر زبان مین غلط اوسی عبارت کو کہتے ہین جو اوس
زبان کی صرف و نحو اور لغات کے خلاف ہو اور بلاغت کی رعایات سے خالی
ہونے کے باعث کسی زبان مین عبارت غلط نہین کہی جاتی اور اول سے آخر
فصل تک اسیطرح ہر سوال مین لفظ غلط معترض کے مُنہ سے صادر ہوتا گیا ہو
کہین اس غلطی پر تنبہ نہین ہوئے ——— دیکھو بعض اشعار امرئی القیس
اور فرزدق و متنبی وغیرہ کے مسائل علم و معانی مین ایسے لکھے ہین کہ جو قواعد
مندرجہ کتب ہو نہ کے خلاف ہین تاہم علماے اسلام نے اپنی تہذیب کے سبب
اون کو غلط نہین کہا اور حق یہ ہے کہ اہل زبان کے کلام کو کیونکر کوئی یک بیک
غلط کہہ سکتا ہے ——— اور یہ آیۂ بسملہ جوام الکتاب فصاحت کا عنوان اور
دریاے بلاغت کا ایک گوہر غلطان ہے اور معترض نے بھی کوئی عیب وسقم از روے
صرف و نحو و لغت کے بیان نہین کیا اور پھر بے محابا اوسکو غلط کہدیا ہے اسے
سواے تعصب کے اور کیا کہا جاوے اور پھر اسپر بھی صبر نہین کیا بلکہ بعد
لفظ غلط کے غیر فصیح اور عام لوگون کی سی گفتگو کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے پس
ہم کہتے ہین کہ اکثر عبارتین فصیح نہین ہوتی ہین مگر قواعد صرف و نحو کے
مطابق صحیح ہوتی ہین اسلیے غلط کو غیر فصیح کہنا دراصل اپنے دعوے کو ضعیف
کر دینا ہے بلکہ من وجہ اوس عبارت کی صحت کا اقرار ہے اور علی ہذا القیاس
عام لوگون کی گفتگو کہنا یہ غیر فصیح سے بھی زیادہ تر ضعف غلطی پر دلالت کرتا ہے
کیونکہ عوام کی گفتگو ہمیشہ غیر فصیح نہین ہوتی بلکہ زبان کے باب مین اکثر عوام
کے محاورہ سے سند لی جاتی ہے ——— پس کسی عبارت کی مذمت اور اہانت مین

بعد غلط کہنے کے غیر فصیح اور عام لوگون کی سی گفتگو کہنا اعلیٰ سے ادنیٰ کیطرف
اولٹی ترقی ہے معترض کو یون کہنا چاہیے تھا کہ یہ پہلی آیت قرآن کی عام
لوگون کی سی گفتگو اور غیر فصیح بلکہ غلط ہے اعاذنا اللہ من ذلک مگر یہ قرآن
سے مخالفت کرنے کی سزا ہے کہ منکر جس امر پر اعتراض کر رہا ہے اور اوسی کے
لکھنے مین مصروف ہے سطر و وسطر کا بھی فاصلہ نہین اوسی غلطی مین دو چند مبتلا ہے حالانکہ قرآن اوس قباحت سے پاک ہی کما سیاتی اور اسی طرح پہلے
دونون فقرے بھی قابل مضحکہ ہین کیونکہ لفظ بات کے واسطے سناتے ہین یا ظاہر
کرتے ہین یا کہتے ہین بولتے ہین مگر بات کو دکھانا کبھی فصحاے ہند نہین بولتے
اور علی ہذا القیاس فصاحت بلاغت لفظی و معنوی بھی عجب ترکیب کا فقرہ ہے
غالبًا انگریزی قالدن پر ہوا اور تبدیل لب و لہجہ ہند کا اہل انگلستان سے
مشابہت حاصل کرنے کے واسطے کیا ہو مجھکو یہ مقصود نہین کہ پادریصاحب
کی عبارت پر حرف گیری کرون کیونکہ اس سے کتاب مین طول ہوتا ہے مگر
یہ ذرا سی تنبیہ اسواسطے ہے کہ جسطرح ناظرین کو فصل گذشتہ مین اونکی استعداد
علم ادب اور واقفیت زبان عرب کا حال معلوم ہوا اسی طرح اس فصاحت
و بلاغت کی فصل مین بھی اونکی فصاحت و بلاغت کا نمونہ اور طبیعت کا
مذاق ناظرین پر ظاہر ہو جاوے اور سمجھ لین کہ قرآن کی فصاحت و بلاغت
پر اعتراض کرنے والا خود مسائل فصاحت و بلاغت پر کیسا حاوی ہے
اور اوسکو اس فن مین کسقدر مزاولت ہے شعر تو بر اوج فلک چہ دانی
چیست ز چون ندانی کہ در سرایت کیست پادریصاحب کہتے ہین کہ لفظ

رحیم بہ نسبت رحمن کے عام ہے اور رحیم ادنے ہے اور رحمن اعلی ہے فصحاے
عرب کی عادت ہے کہ صفات مین ادنے سے اعلی کیطرف ترقی کیا کرتے
ہین محمد صاحب نے اعلی سے ادنی کیطرف اولٹی ترقی کی پس اونکو یون
کہنا چاہیے تھا بسم اللہ الرحیم الرحمن فقط چونکہ یہ عربی زبان کی بحث
ہے اور اوسکے قواعد صرفی و نحوی اور مسائل فصاحت و بلاغت اور محاورات
اور خصوصیات سے اکثر عوام یہان کے ناواقف ہین لہذا قبل اصل جواب کے
تین امور بطور مقدمہ کے لکھنے مقدم ہین تاکہ اونسے لفظ رحمن کی حقیقت
معلوم ہو جاوے اور اس سبب سے جواب کے سمجھنے مین سہولت اور
حق و باطل مین تمیز کے واسطے بصیرت آجاوے اور نیز مؤمنین کو دقائق
و حکم قرآن مجید کا نمونہ معلوم ہو جاوے **امر اول** یہ ہے کہ رحمان فعلان
کے وزن پر ہے اور رحیم فعیل کے وزن پر ہے اور علم نحو مین یہ دونون صیغہ
مبالغہ کے ہین مگر اکثر نحاۃ کی راے یہ ہے کہ فعلان مین بہ نسبت فعیل کے
زیادہ مبالغہ ہے اور سہیلی نے دلیل اسپر یہ بیان کی ہے کہ فعلان صیغہ
تثنیہ کی صورت پر ہے اور بہ نسبت واحد کے اسمین دو حرف زائد ہین پس
لفظی زیادتی اس امر کی مقتضی ہے کہ معنی مین بھی زیادتی ہو اور اسی
زیادتی کی وجہ سے یہ علماء رحمان کو ابلغ کہتے ہین اور اسی بنا پر رحمن
و رحیم مین عموم و خصوص مطلق ہے پس رحیم عام ہوگا اور رحمن خاص
اور ابن الانباری جسکے علم و کمال کی معترض بہت مدح کرتا ہے
کہتا ہے کہ فعیل مین زیادہ مبالغہ ہے اور یہی ابلغ ہے اور ابن عساکر نے اس پر

یہ دلیل بیان کی ہے کہ فعیل جمع کا بھی وزن ہے مثل عبید کے اور جمع کا مرتبہ بعد تثنیہ کے ہے اور بھی اس مین معنی کی زیادتی ہوتی ہے پس جو لفظ اس وزن پر ہو وہ بھی ابلغ ہوگا اور قطرب کی رائے یہ ہے کہ ان دونون وزنون مین برابر مبالغہ ہے کوئی ابلغ نہین کما فی الاتقان فی ذکر المبالغة اور اسیطرح ابن عباس سے منقول ہے قال هما اسمان رقیقان احدهما ارق من الاخر یعنی دونون اسم رقیق ہین اور ہر ایک دوسرے سے زیادہ رقیق ہے اور بعد اس اختلاف کے یہ دوسرا اختلاف ہے کہ خدا کی صفات مین مبالغہ نہین ہوسکتا کیونکہ صفات الہی قدیم سے اکمل ہین قابل کمی و زیادتی کے نہین اور بعضون نے لکھا ہے کہ اگرچہ باعتبار نفس صفت کے مبالغہ نہین ہوسکتا مگر باعتبار تعدد مفعولات و موارد رحمت کے یعنی مرحومین کی کثرت کی وجہ سے مبالغہ ہوسکتا ہے کما فی الاتقان فی ذکر المبالغة فقط یہان ناظرین کو یاد رہے کہ جنکے نزدیک رحمان ابلغ نہین ہے اونکے نزدیک رحیم عام بھی نہین **امر دوم** یہ ہے کہ لفظ رحمان اگرچہ صفت کا صیغہ ہے مگر ہمیشہ سے ذات باری کے واسطے مخصوص اور مثل علم کے ہے گویا رحمن اللہ کا نام ہے پس کسی مخلوق کو رحمان نہین کہتے جسطرح لفظ خالق اور صمد اور احد کہ یہ جملہ اسماء اگرچہ صفات ہین مگر مثل لفظ اللہ کے ذات باری کے واسطے مخصوص اور کالاعلام ہین اور یہ علمیت باعتبار حقیقت خاصہ مثل القاب و خطابات کے ہے لہذا یہ علمیت منافی وصفیت بھی نہین اور اسی وجہ سے یہ اسماء صفات کبھی اپنے مصادر و افعال کی طرح مثل صفات مشبہ

کے عمل کرتے ہین اور کبھی بغیر موصوف کے بھی بولے جاتے ہین اور مختصوصیت
اور علمیت رحمان کی خود کلام الہی اور اقوال اہل زبان سے ثابت ہے
قال اللہ تعالیٰ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى
اور پھر فرمایا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ اور پھر فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ
الْقُرْاٰنَ دیکھو خود جناب الہی فرماتا ہے کہ رحمان میرے ناموں مین سے ہے
اور ابن مالک نحوی کہتا ہے کہ ان آیات مین اور اکثر جگہہ لفظ رحمن
کے بغیر موصوف واقع ہونے سے ظاہر ہے کہ یہ لفظ علم ہے۔
شنفری شاعر زمانہ جاہلیت کا جسکے اشعار حماسہ مین موجود ہین کہتا ہے
شعر لاضربت تلك الفتاة هجينها ؛ لا قضب الرحمن ربي يمينها ؛ اور
سلامہ بن جندل جسکے اشعار اشعار حماسہ کی سند مین شارح نے لکھے ہین کہتا ہے
مصرعہ وما يشاء الرحمن يعقد ويطلق ؛ + اعشی **مصرعہ** بوّء
الرحمن بيتك منزلا ؛ ۔ كما في المجمع زيد بن عمرو بن نفیل شاعر جاہلی اپنے
قصیدہ مین کہتا ہے **شعر** ولكن اعبد الرحمن ربي ؛ ليغفر ذنبي الرب الغفور
؛ ۔ كما في السيرة + ان اشعار سے ثابت ہے کہ عرب رحمن کو مثل اللہ کے
ذات باری تعالی کے واسطے مخصوص اور مثل علم کے سمجھتے تھے **امر سوم**
یہ ہی کہ لفظ رحمان مین دنیاوی رحمتین مراد لی گئی ہین اور رحیم مین رحمتہاے
اخروی پس رحمان کے معنی رحمت کنندہ در دنیا اور رحیم کے معنی رحمت
کنندہ در آخرت ہین ۔ تفسیر مجمع البیان مین ابو سعید خدری سے منقول
ہے کہ جناب سید المرسلین وخاتم النبیین صلعم نے فرمایا ہے کہ الرحمن رحمن الدنیا

والرحیم رحیم الاخرۃ اور اسی تفسیر مین دوسری حدیث یہ ہے کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خداوند عالم تمام خلق پر رحمن ہے اسواسطے
کہ دنیا مین اوسکی رحمتین اور شفقتین ہر مسلم و کافر اور متقی و فاجر پر برابر
ہین کسی کی تخصیص نہین - اور رحیم ہے خاصکر مؤمنین پر اور اس حدیث
کا مآل بھی یہی ہے کہ رحیم باعتبار رحمت آخرت کے ہے کیونکہ دار دنیا مین
کافر بھی رحمت مین شریک ہین اور آخرت مین خاص مؤمنین پر ہی رحمت
ہوگی کہ کافر وہان کی رحمت سے محروم ہین اور یہ تخصیص قواعد نحوی کے
بھی خلاف نہین کیونکہ صفات مشبہہ کے متعلقات اکثر محذوف رہتے ہین
اور وہ متکلم کے بیان سے یا قرینہ سے معلوم ہوتے ہین جسطرح عرب کے
سلاطین سے عرب کہتے تھے ایہا الامیر یعنی ای امیر المومنین وایہا الخلیفۃ
یعنی ای خلیفۃ الرسول ایہا الملک یعنی ایہا الملک فی العرب اور یہان آیہ
بسملہ مین متکلم کی رای اور قرینہ سب موجود ہے غرض اس مقدمہ سے یہ
تین امر بخوبی ثابت ہوگئے **اولا** یہ کہ لفظ رحمن کی ابلغیت از روے قاعدہ
نحو کے لفظاً اور از روے اقوال علما کے معنیً متنازع فیہ ہے **ثانیا** یہ کہ
رحمن ذات باری تعالے کے واسطے مخصوص اور علم اور نام کے مثل ہے
ثالثا یہ کہ ذات باری تعالی کو رحمن باعتبار مراحم دنیوی کے کہتے ہین
اور رحیم باعتبار مراحم عقبی کے ——— + اس مقدمہ کے بعد ناظرین
اس ایک اعتراض کے جوابات کو ملاحظہ کرین **جواب اول** یہ ہے
ہرگاہ کہ لفظ رحیم کا مصداق ذات باری تعالی ہو یعنی اللہ کو رحیم کہین

تب رحیم مین بھی اوسی قدر رحمت مراد ہوگی جسقدر رحمن مین مراد ہے
گو دونون رحمتین مختلف ہون کیونکہ حق تعالی کی کسی صفت مین کمی نہین
اوسکی جملہ صفات ازل سے اکمل ہین پس لفظ رحمن باعتبار مصداق
کے یہان رحیم سے ابلغ نہین اور اعتراض واہیات ہے ــــ اور اگر
بغیر لحاظ مصداق کے صرف باعتبار وزن ومفہوم لفظ کے رحمن مین ابلغیت
فرض کی جاوے تو اس سے آیۂ بسملہ مین کچھہ اعتراض لازم نہین آتا ــــ
لیکن ہم اسکا بھی جواب دیتے ہین کہ رحمن کی مفہومی ابلغیت مین بھی
اختلاف ہی ابن عباس جو نحاۃ اور مفسرین دونون فریق کے معتمد علیہ
ہین اونکے نزدیک اور بھی بعض نحویون کے نزدیک اوسکی ابلغیت ثابت
نہین معترض کو لازم ہے کہ اولا اس ابلغیت پر اہل زبان کا اجماع ثابت
کرے تب جواب کا طالب ہو اور اگر باعتبار موارد اور مواقع رحمت
کے ابلغیت کو ثابت کرے تو باوجودیکہ یہ مسئلہ بھی متنازعہ فیہا ہے مگر تاہم
یہ جواب ہی کہ باعتبار موارد کے ابلغیت کا ثابت کرنا محض عقلی بات ہی اور
ویسے ہی ابلغیت کی علت وجہ رحیم مین بھی نکل سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ
مابہ الرحمۃ یعنی نعماے اخروی چونکہ باقی اور افضل اور نفیس اور اعلی ہین
لہذا اس اعتبار سے لفظ رحیم ابلغ ہے خصوصا مؤمنین قائلین بسملہ کے
نزدیک کہ وہ اکثر نعماے دنیوی سے محروم رہتے ہین اور نعماے اخروی کے
موعود ہین پس اونکو رحیم بہ نسبت رحمن کے ابلغ ہوگا **جواب دوم**
بفرض ابلغیت رحمن کے جسطرح کہ ہو یہ جواب ہے کہ تاخیر ابلغ واعلی کی

صفات مین ہوتی ہے یا یہ کہ ایک مبتدا کی چند خبرون مین چنانچہ خود مصنف نے بھی لکھا ہے کہ صفات مین اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف ترقی کیا کرتے ہین اور یہان آیہ بسملہ مین رحمن و رحیم لفظ اللہ کی صفت نہین ہین تاکہ ترقی کی حاجت ہو اور نہ اللہ موصوف ہے کیونکہ بنا بر تحقیق و تدقیق کے جو عرب کہ ابن ہشام صاحب کتاب مغنی اور ابن مالک وغیرہما اعاظم نحاۃ نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ لفظ اللہ مبدل منہ ہے اور رحمن بدل اور مقصود بالنسبت ہے اور رحیم صفت ہے رحمن کی نہ اللہ کی کیونکہ اگر اللہ کی صفت ہو تو اوسکی بدل اوسکی صفت پر مقدم ہو جائے گی اور بدل صفت پر مقدم نہین ہوتی بلکہ ایسے مقام پر صفت مقدم ہوتی ہے ـــــ ناظرین غور فرماوین کہ یہان تعدد صفات کہان ہے جو تقدیم البغیت کا سقم بھی پیدا ہو **جواب سوم** بعد فرض البغیت رحمن اور ترکیب توصیفی کے یہ ہے کہ لفظ رحمن مین مثل اللہ کے مخصوصیت اور علمیت ہے کہ بجز ذات باری تعالی کے دوسرے کو رحمن نہین کہتے بخلاف لفظ رحیم کے کہ سوائے اللہ کے اورون کو بھی رحیم کہتے ہین پس مثل لفظ اللہ کے بنظر قصد بالذات و تبرک و تعظیم رحمن کی تقدیم بھی لازم تھی **جواب چہارم** جناب الہی کا کلام شعرا کا سا نہین جنکی تمام ہمت اسی مین مصروف رہتی ہے کہ شعر مین ایسے صنائع و بدائع بھرنا چاہیے کہ ممدوح اور سامعین خوش ہون اور یہ کلام سب کے کلام پر فائق رہے اونکے مضامین اکثر الفاظ کے تابع رہتے ہین کہ جہان کہین برجستہ لفظ نملا تو مضمون کو ہی بدل دیا یہ کلام جناب مستجمع کمالات

مستغنی عن الصفات قادر مطلق حکیم برحق کا ہے کہ حسب مقتضاے حال
اور مطابق ضرورت کے ہر لفظ کو اپنے محل و موقع پر رکھا ہے اور مقدمہ
مین یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رحمان مین رحمانیت دنیا مراد ہے اور رحیم
مین رحیمیت عقبا اور مرتبہ ضروریات دنیا کا وجودًا عقبیٰ پر مقدم ہے
لہذا رحمن رحیم پر مقدم ہونا چاہیے **جواب پنجم** بنا بر فرض مذکورہ بالا
کے تاخیر رحیم کی یہ وجہ ہے کہ چونکہ رحیم مین رحیمیت عقبیٰ مراد ہے اور مؤثرات
اور نتائج عقبیٰ کے باقی اور ابدی اور دنیا کی فانی اور آنی ہین وہی اعلیٰ
یہ ادنیٰ وہی خطیر یہ حقیر وہی نفیس یہان کے خسیس وہی افضل یہ ارذل اور
ظاہر ہی کہ عمدہ اور نفیس شی کا معطی حقیر اشیاء کی معطی سے بہتر اور اعلیٰ
ہوتا ہے پس باعتبار ما بہ الرحمۃ یعنی نتائج رحیمیت کے رحیم مین ترقی ہے
خصوصًا مؤمنین قائلین بسملہ کو کہ یہان کے نعماے فانیہ چندان اونکو مرغوب
ومطلوب بھی نہین اور اکثر باوجود طلب کے منتفع اور متمتع بھی نہین ہوتے
کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہے الدنیا سجن المؤمنین وجنۃ الکافرین
پس مؤمنین کو لفظ رحیم مین ترقی ہے اور علم بلاغت مین ایسے ہی نکات اور
لطائف عقلیہ ہوا کرتے ہین **جواب ششم** یہ ہی کہ علاوہ اسباب اور وجوہ
مذکورہ کے تاخیر رحیم مین رعایت فاصلہ کے بھی ہے فصحاے عرب بلکہ ہر زبان
کے فصحا کا دستور ہے کہ سجع اور قافیہ اور فاصلہ کے رعایت کیواسطے مؤخر
کو مقدم اور مقدم کو مؤخر کر دیتے ہین **جواب ہفتم** زبور کے باب ۸۶ آیت
۱۵ مین ہے ایل رحوم وحنون اور پھر باب ۱۰۳ آیت ۸ مین ہے رحوم

وحنون یھواہ ، اس عبارت کا ترجمہ ولبہ کلن قسیس اکسی و معلم
علم الہی نے اصل زبان عبرانی سے فارسی مین کیا ہے کہ خداوند رحمن
ورحیم است ، نسخہ مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ع معلوم ہوا کہ اس ترتیب
مین کتب سماویہ کی بھی مطابقت ہے اور مترجم کی جلالت قدر اور مہارت
زبان عبرانی و فارسی اوس نسخہ سے ظاہر ہے پس اگر بسم اللہ غلط ہوگی
تو زبور پہلے غلط ہوگی — اسواسطے پادریصاحب کو لفظ غلط کہنا مناسب
نہ تھا ، ناظرین کو ان آٹھ سات جوابون سے روشن ہوگیا ہوگا کہ
قرآن مجید مین جہان جو لفظ ہے وہی اوسکی جگہہ ہے اگر اس ترتیب موجودہ کے
خلاف ہوتا جسطرح معترض نے لکھا ہے تو سفہا اور حمقا کا سا کلام ہوجاتا حکیمانہ
کلام نرہتا کیونکہ اسوقت مثل رحمن کے عقلی ابلغیت رحیم مین بھی موجود ہے
اور دیگر لطائف و حکم و مصالح بھی پیدا ہین اور فاصلہ کی بھی رعایت ہے
اور اوس ترتیب مین یہ امور ہرگز نہین تھے پس جس ترتیب مین کہ وجوہ
بلاغت زیادہ ہون وہی ترتیب عمدہ ہے نہ وہ کہ جس مین ایک ہی وجہ
ہو اور اوسکے بھی مقدمات و اسباب مین اختلاف ہو کما مر

قولہ دوسرا فقرہ سورۂ فاتحہ مین ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یہ
بھی غلط اور عام لوگون کی سی گفتگو ہے کیونکہ پہلے خدا سے مدد مانگنی چاہیے
ترتیب کے برخلاف ایسے مدعی فصاحت کو بولنا نچاہیے تھا **اقول**
ایسے محقق نے جس کے نزدیک صرف خلاف ترتیب ہونے سے عبارت
غلط ہوجاتی ہے یہ کچھہ بیان نکیا کہ عبادت اور استعانت مین کس قسم کی

ترتیب ہے اور استعانت کو عبادت پر تقدمات خمسہ مین سے کس طرحکا
تقدم ہے اگر استعانت کو عبادت کا مقدمہ اور سبب اتمام خیال کرکے متقدم
بالطبع سمجھے ہین تو محض غلطی ہے کیونکہ وجود عبادت کا ہماری استعانت پر
موقوف نہین بلکہ خدا کی اعانت و امداد پر موقوف ہے اور عبادت کی لائق
اعانت ضروری بدون استعانت کے خدا نے عطا کر رکھی ہے یعنی اعضا اور
حواس اور اسباب معاش اور طاقت عبادت کرنے کی بغیر طلب کے پیشتر سے عطا
فرما دی ہے اگر کام کی قدرت پہلے سے عطا نہوتی اور انسان مجبور ہوتا تو عبادت
کا حکم اوسکے واسطے عبث ہوتا + اور بدیہی امر ہے کہ بعض عبادات یا بعض
وقت بدون استعانت کے ہم عبادت کر لیتے ہین اور اگر پادریصاحب کا
یہ مطلب ہے کہ پہلے استعانت کرنے سے شاید حق تعالی صعوبت اور مشقت
عبادت کو ہم پر سہل کر دے اور اوسکی اعانت سے بخوبی انجام ہو جاوے
اسواسطے اولے ہی کہ بندہ پہلے استعانت کر لیوے تو اس اولویت کو ہم بھی
تسلیم کرتے ہین اور ایسا ہی سب مسلمان کرتے ہین کہ ہر عبادت کے شروع
مین بلکہ ہر کام کے شروع مین بسم اللہ کہہ لیتے ہین جو خاص استعانت ہے ۔
مگر چونکہ یہ اولویت نفس استعانت مین نہین اور نہ تقدمات خمسہ مین کسی قسم کا تقدم
لہذا اس امر کی مقتضی نہین کہ عبادت اور استعانت کے نام لینے اور ذکر کرنے مین
بھی استعانت کو مقدم کیا جاوے جسطرح یہان سورہ حمد مین عرض حال ہے +
یہان تک اعتراض کا جواب تھا اب تقدیم عبادت کے اسباب بیان کرتا ہون
جس سے کلام الہی کی بلاغت ظاہر ہو اولا بطور عقل و نقل عبادت استعانت

سے اشرف و افضل ہے اسواسطے کہ عبادت مقصود بالذات ہے اور استعانت
مقصود و ملحوظ بالعرض ہے کیا معنی کہ عبادت وغیرہ دیگر مہمات ہی کے واسطے
استعانت کی حاجت ہوتی ہے اور ظاہر ہی کہ مقصود بالذات اشرف و افضل ہی
بہ نسبت مقصود بالعرض کے + علاوہ اسکے استعانت سوال ہے اور عبادت خدمت
ہے اور عموماً سوال باعث ذلت ہے اور خدمت باعث عظمت چنانچہ جناب
باری تعالی مین بندہ کا قرب اور ترقی مدارج عقبا عبادت کی حیثیت پر موقوف
ہی نہ سوال کی حیثیت پر جسقدر جسکی عبادت ویسا ہی اوسکا مرتبہ + علاوہ
اسکے خدمت عموماً سوال کے قبول ہونے کا عمدہ ذریعہ ہے اور بدون ذریعہ
کے سائل اکثر محروم رہتا ہے + علاوہ اسکے حدیث مین وارد ہے کہ اگر بندہ حمد
و تسبیح الہی مین مشغول رہے تو بغیر طلب اوسکی حاجت روا ہوتی ہے ثانیاً
فن بلاغت مین اہتمام باعث تقدیم ہے اور یہان بھی ذکر عبادت کا اہتمام
منظور ہے اور عبادت کا ہی بیان اصل مقصود ہے استعانت کا ذکر محض
واسطے رفع تکبر و غرور کے بطور تعلیم فرمایا ہے تاکہ بندہ کو اپنی عبادت کے بعد
یہ خیال نہ آجاوے کہ مین نے بالاستقلال عبادت پوری کر لی بلکہ یہ خیال
کرے کہ مین ایسا عاجز ہون کہ بدون اعانت خدا کے عبادت بھی نہین کر سکتا
یہ بھی اوسی کی امداد سے تمام ہوئی ہے + بنا بر اس معنی و احتمال کے یہ استعانت
عبادت ماضیہ کا عرض حال اور آیندہ کے واسطے طلب اعانت ہے اور فقرہ
ما بعد یعنی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے واسطے عجب لطافت سے تمہید اور
توطیہ اور مناسبت ہے کیونکہ اس فقرہ سے سوال شروع ہوتا ہے اور سورہ حمد

سیاق اس احتمال کا مؤید ہے کیونکہ نصف سورہ حمد اوصاف الٰہی اور اظہار
عبودیت مین ہے اور نصف آخر سوال ہے ۔ اور ہم نے فرض کیا کہ استعانت
کو بھی عبادت پر کسی قسم کا تقدم ہو مگر جب دو چیزون مختلف اسباب سے باہم متقدم
بھی ہون اور متاخر بھی تو متکلم کو جسکی تقدیم منظور ہوتی ہے اوسی کو مقدم
کر دیتا ہے چنانچہ قرآن مین ایک جناب خاتم المرسلین صلعم کو حضرت نوحؑ سے بھی
مقدم بیان کیا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ وہان آنحضرت صلعم کی شرافت و فضیلت کا
اظہار مقصود ہے **ثالثا** لفظ نستعین کی تاخیر سے فاصلہ بھی حاصل ہو گیا
اور فصحا فاصلہ اور قافیہ کی رعایت کے واسطے مقدم کو مؤخر کر دیتے ہین —
پس مدعی فصاحت نے جس پر پادریصاحب نے بڑے غیظ و غضب سے اعتراض
کیا ہے ان وجوہ بلاغت کے سبب عبادت کو مقدم کیا ہے **قولہ** ۳ فقرہ
سورہ بقرہ مین ہے یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا منافق لوگ خدا کو اور مسلمانون
کو فریب دیتے ہین یہ محض غلط ہے کیونکہ خدا عالم الغیب ہے اوسکو کوئی فریب
نہین دے سکتا ہان مسلمان فریب مین آسکتے ہین سو اوسنے مسلمانون کو
جدا بیان کیا ہے پس یہ کلام بلیغ نہین **اقول** یہ ایسی فصیح و بلیغ عبارت ہے
کہ کئی طرح سے جسکے معنی اور ترکیب اور جواب ہو سکتے ہین اور ایسی ہی وجہ
سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خالق کا کلام ہے کیونکہ مخلوق کے کلام مین دو سرے معنی
و ترکیب پیدا کرنے مین بھی اشکال و تکلف ہوتا ہے **اولا** صراح خدع فتنتن
خدیعۃ مکر و فریب مجمع اصل الخدع الاخفاء والابھام بخلاف الحق و
البین الخ مطلب یہ ہے کہ منافق لوگ جو کہتے ہین کہ ہم خدا اور رسول

پر ایمان لائے ہین تو وہ فریب کرتے ہین اور اصل بات کو پوشیدہ کرتے ہین
پادریصاحب نے اس سے یہ کیونکر سمجھ لیا کہ اونکا فریب خدا پر چل گیا
اور واقع ہوگیا اور خدا فریب کھا گیا جو وہ لکھتے ہین کہ اوسکو کوئی فریب
نہین دے سکتا + ہم بھی کہتے ہین اور سب مفسرون نے اس شبہہ کو رفع
کر دیا ہے کہ بے شک کوئی خدا کو فریب نہین دے سکتا مگر یہ ممانعت کہان
سے ثابت ہوئی کہ ایسے امر کا کوئی ارادہ بھی نہین کر سکتا ارادۂ فعل اور چیز ہے
اور وقوع فعل اور چیز ہے بہت سہل اور صاف ہے اور ہمارے روزمرہ
مین داخل ہے کہ جو شخص اپنے مخالف سے فریب کرنا چاہتا ہے پس اگر وہ
فریب مخالف پر فوراً ظاہر ہو جاتا ہے اور نہین چلتا تو بھی اسطرح کہا جاتا
ہے کہ فلان شخص نے یہ فریب کیا سو اوسکا یہ مطلب نہین ہوتا کہ اوسکا فریب
چل گیا بلکہ اوسکے ارادہ اور فعل کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور یہ مطلب ہوتا ہے
کہ اوس شخص نے فریب کرنا چاہا اور کیا مگر چلا نہین اور اسی سبب سے مفسرین
نے یُخٰدِعُوْنَ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ منافق لوگ اللہ اور مؤمنین سے فریبونکا
معاملہ کرتے ہین یا فریب کرنا چاہتے ہین + اور اگر ہماری بیان اور روزمرہ
کا اعتبار نہو تو خاص زمانۂ جاہلیت کے محاورہ کو دیکھ لو نہ ہین شعر فلا
تکتمن اللہ ما فی نفوسکم لیخفی ومہما یکتم اللہ یعلم کما فی المعلقۃ
دیکھو اس شاعر سے کسی عرب نے یہ نہ کہا کہ اللہ سے کون چھپا سکتا ہے جو
تو منع کرتا ہے اور جسطرح اس شاعر نے مصرعۂ دوم مین ظاہر کر دیا ہے
کہ کوئی چیز خدا سے چھپ نہین سکتی اسیطرح اس آیت مین بھی خدع کی نفی

کردی ہی اور صاف فرمادیا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ معلوم نہین کہ پادریصاحب
اس عبارت کو کیون چھوڑ گئے حق یہ ہے کہ تیرہ سو برس کے واقعہ اور مضمون
کی تصدیق آج بھی مؤمنین کو کرادی کہ نصف آیت کو اخفا کرکے کس خدع سے
اعتراض بنایا ہے **ثانیاً** یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ مین لفظ اللہ سے مجازاً رسول اللہ صلعم
مراد ہین یعنی منافق لوگ رسول اللہ اور مؤمنین کے ساتھ فریب کرتے ہین
اور یہ مجاز بھی نہایت مشہور اور رائج ہے سلاطین کا دستور ہے کہ اونکے سفیر
اور وکیل کے ساتھ دوسرا بادشاہ جو معاملہ کرتا ہے اوس معاملہ کو بعینہ اپنے
ساتھ سمجھتے ہین اور سفیر کی اہانت کو اپنی اہانت اور اوسکی تعظیم کو اپنی
تعظیم اور اسیطرح عدالت مین جاکر وکیل موکل کی گفتگو کو سن لو اور اس مجاز پر
دو قرینہ ہین **اولاً** استحالۂ عقل کہ خدا کسی کے فریب مین نہین آسکتا **ثانیاً**
یہ کہ اللہ اور مؤمنین کا تو ذکر ہوا اور رسول کا ذکر نہوا اسکے کیا معنی اور بلاغت
اور نکتہ اسمین اظہار قربت رسول ہے اور یہ قربت رسول صلعم کی شرافت اور
فضیلت کا باعث ہی **ثالثاً** قبل لفظ اللہ کے لفظ رسول مضاف محذوف
ہے اور حذف مضاف زبان عرب مین کثیر الاستعمال ہے حاجت مثال نہین
مگر احتیاطاً دو تین شعر لکھتا ہون زہیر **شعر** امن ام اوفی دمنۃ لم تکلم
بحومانۃ الدراج فالمتثلم ای من منازل ام اوفی — کما فی المعلقۃ ## بالثاء
اور اسی قصیدہ مین ہے **شعر** سعی ساعیا غیظ بن مرۃ بعد ما تبزل
ما بین العشیرۃ بالدم ای بسفک الدم حارث بن حلزۃ **شعر** زعموا
ان کل من ضرب العیر اصحاب لولاء وانا الولاء ای انا اصحاب الولاء

ے کما فی المعلقۃ + رابعاً ۔ زبور مین حضرت داؤد بنی اسرائیل کی
شکایت مین فرماتے ہین وبرگشتہ مثل پدران خیانت ورزیدند یعنی از خدا
ومثل کمان فریب دہ منحرف شدند واورا یعنی خدارا غضبناک کردند ؛
اور اسیطرح ہوشیع پیغمبر اپنی کتاب کے باب ہفتم مین کہتے ہین یاد رکھیا
فرماوین کہ خدا سے کون خیانت کرسکتا ہے اور کون اوسے فریب دے سکتا ہے
جو بنی اسرائیل نے خدا کے ساتھ کیا اور اردو ترجمون مین جو اس اعتراض
کو سوچکر استادون نے بجاے خیانت کے لفظ سرکشی بنا دیا ہے یہ دوسری
خیانت اور تحریف ہے اور جو اعتراض پادریصاحب نے کیا ہی وہ درحقیقت
اسی آیۂ زبور مین ہے کیونکہ اس سے خدا کو فریب دینا اور اس امر محال
کا وقوع ظاہر ہوتا ہے نہ آیۂ قرآنیہ سے پادریصاحب ابتداے کتاب
مین لکھتے ہین کہ جب ہم کو تفسیرون سے تسلی نہین ملتی تب ہم اعتراض
کرتے ہین اور ایک جگہہ اپنی دیانت کا بھی دعوی کیا ہے اس لیے مین
کہتا ہون کہ یہ تینون جواب مذکورہ اور اسیطرح قول اول و دوم کے
جواب تفاسیر مین موجود ہین ان سے کیون نہین تسلی ہی ہان اسقدر فرق
ہے کہ مین نے ہر ایک جواب کو تفصیل سے لکھا ہے اور مفسرون نے بہت
مختصر لکھا ہے اگر وہ اسقدر تفصیل کرین تو تمام عمر مین تفسیر تمام نہو اور
چندان فائدہ بھی نہو کہ تفسیر صاحب استعداد کے واسطے لکھی جاتی ہین اور
بالفرض اگر اونمین تسلی نہ ہی تو لازم تھا کہ مفسرونکے جواب کو نقل کرکے اوسکا
رد کرتے تو ہم بھی سمجھتے کہ فلان بات قابل تسلی نہین غالبًا تفسیرون کے

مختصر متین عربی عبارت ہونے کے سبب تسلی نہین ہوئی سو یہ مفسرون کا قصور
نہین دیکھنے والے کو لازم ہے کہ اونکے مطالعہ کے لائق استعداد بہم پہنچاوے
یا کسی سے پڑھے ورنہ مبتدی کو کوئی کہان تک سمجھائے **قولہ** فقرہ
سورہ بقرہ مین ہے اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ وَاِنَّ مِنْهَا
لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ پتھرون مین بعض پتھر ہین جنسے پانی کی نہرین
نکلتی ہین اور بعض وہ پتھر ہین کہ اون مین سے پانی نکلتا ہے واہ سبحان اللہ کیا
عمدہ قرآن کی فصاحت و بلاغت ہی اور کیا کلام مدلل اور قادر ہے یہ تو
نادانون کی سی بات ہی کیونکہ دونون شقون کا ایک ہی مطلب ہے پھر دوسری
شق لانے سے کیا فائدہ **اقول** جل جلالہ آج تک قرآن کے مقابلہ اور
توہین مین مخالفون کی زبان مین لحن اور عبارت مین خبط ہو جاتا ہے
جہان معترض نے اس کتاب مین کوئی کلمہ بڑھکر کہا ہے وہین سر کے بھل
گرا ہے جواب سے پہلے یہ پوچھتا ہون کہ لفظ قادر جو لفظ مدلل پر عطف ہے
یہ ترکیب مین لفظ کلام سے کیا نسبت رکھتا ہے اگر کہو کہ کلام کی صفت ہے
تو محض غلط کیونکہ قادر متکلم کی صفت ہوتی ہے نہ کلام اور اگر کہو کہ مضاف الیہ
ہے تو پھر معطوف علیہ کسی کی صفت اور معطوف کسی کا مضاف ہوگا اور
اسوقت معطوف و معطوف علیہ کا یکسان حال ہوگا حالانکہ دونون کا ایک
حال ہونا ضرور ہے اور اصل اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہرگز دونون
شقون کا ایک مطلب نہین کیونکہ یہان پانی نکلنے کا بیان کرنا مقصود نہین
پتھرون کی تفصیل و تفریق اور تفاوت باہمی کا بیان مقصود ہی اور اس

تفصیل سے پتھرون کی تفصیل مطلوب ہی مطلب یہ ہی کہ یہود کے قلوب پتھر سے بھی
سخت تر ہین اور پتھرون کو اون سے فضیلت حاصل ہے کیونکہ پتھرون مین
تو بعض پتھر سے نہرین نکلتی ہین جس سے زراعت و نباتات پیدا ہوتی ہے
اور اوس سے حیوان و انسان منتفع ہوتے ہین اور بعض پتھر سے اگر نہرین
جاری نہین ہوتین تو تھوڑا سا ہی پانی نکلتا ہے کہ اوس سے بھی آدمی
منتفع ہوتے ہین مگر اے یہود تمہارے دل کسی طرح نہین پسیجتے اور اون سے
کچھہ نفع نہین نہ تمکو نہ غیر کو ۔ اور دوسری شق مین لفظ الماء
سے تھوڑا پانی اسواسطے مراد ہے کہ انہار کے مقابلہ مین واقع ہوا ہے
اور دستور ہے کہ جب تک پانی تھوڑا سا رہتا ہے تب تک اوسے پانی
بولتے ہین اور جب کثرت سے نکل کر دریا اور نہر کی حد کو پہونچ جاتا ہے
تب اوسکو عرف مین پانی نہین بولتے دریا نہر چشمہ وغیرہ کے لفظ سے
بولتے ہین بہرحال اہل مذاق خوب جانتے ہین کہ ایسے مقام تمثیل و تفضیل
مین تفصیل سے ہی بلاغت و لطافت ہوتی ہے تاکہ ایک چیز کی فضیلت دوسری
چیز پر خوب ثابت ہوجاوے اور دشمن اپنی تفضیح اور اہانت کو دیر تک
سنا کرے اور خوب شرمندہ اور متاثر اور منفعل ہووے ۔ بلاغت
یہی ہے کہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہو اجمال کی جگہہ اجمال تفصیل کی
تفصیل ذہین آدمی سے کسی طرز سے بات چیت کی جاتی ہے غبی سے
کسی طرز پر ۔ دشمن سے کبھی بوجہ نفرت کے مختصر کلام کیا جاتا ہے کبھی
بنظر تذلیل و تفضیح یا بامید تاثیر طوالت کے ساتھہ کلام کیا جاتا ہے

اور اسی طرح دوست سے کبھی بوجہ لذت تخاطب کے دیر تک بات
کرنے کو دل چاہتا ہے اور کبھی بوجہ مصلحت یا علم سابق کے اشارہ ہی
کر دیا جاتا ہے غرض یہ ہے کہ ہر چیز کا محل اور موقع ہوتا ہے اور اوس
محل کو صاحب مذاق اور طبیعت دار آدمی ہی خوب جانتا ہے ایہا الناطق
مذاق لعل خوبان را چہ دانی + تو شور این نمکدان را چہ دانی + تو
در آئینہ محوی چون سکندر + مذاق آب حیوان را چہ دانی + اصل
جواب سے فارغ ہو کر کہتا ہون کہ اگر پادریصاحب کو اس آیت کی بلاغت
و لطائف معلوم نہوئی تو خیر یہ قلبی اور وجدانی امر ہے اور مہارت زبان
عرب پر موقوف ہے مگر اونکو نادانون کی سی بات کہنا مناسب نتھا
کیونکہ اسیطرح کی عبارت زبور مین بھی موجود ہے حضرت داؤد فرماتے
ہین دریا بان صخرہ را چاک نمودہ ایشان را گویا از لجہ عظیم نوشانید از
صخرہ سیل ہا روان کردہ آنہا را مثل نہر جاری ساخت اینک صخرہ را زدہ
کہ آبہا جاری شدند و جویہا لبریز شدند دیکھو زبور مین تینون جملون
کا ایک ہی مطلب ہے قرآن مین دوسری جگہ پر نادانی کا اعتراض ہے
اعاذنا اللہ من ہذہ الھفوات السخیفۃ معلوم نہین کہ پادریصاحب نے دین
عیسوی کو بھی بصدق دل قبول کیا ہے یا نہین **قولہ** ۵ فقرہ سورہ بقر مین
ہے وَيَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ لکھتے ہین کتاب کو اپنے ہاتھون سے بھلا
صاحب کوئی پیرون سے بھی لکھتا ہے سب ہاتھون سے لکھا کرتے ہین **اقول**
پادریصاحب کی لیاقت کو بار بار کہان تک ظاہر کرون کتاب

مین طوالت ہوتی ہے مختصر یہ ہی کہ محض تعصب سے یہ اعتراض کیا ہے
ورنہ اسقدر جاہل نہین جو ایسے کلام کثیر الوقوع کو نہ سمجھین کیونکہ یہ اعتراض
اوسوقت درست ہوتا جبکہ لفظ ایدی ضمیر کیطرف مضاف نہوتا اور
عبارت یون ہوتی ویکتبون الکتاب بالایدی یعنی کتابون کو ہاتھون
سے لکھتے ہین مگر قرآن مین تو یون ہے کہ لکھتے ہین کتابون کو اپنے ہاتھون
سے ایدی مضاف ہے ضمیر کیطرف اور فائدہ اس اضافت سے یہ ہے کہ
مجاز کا احتمال مرتفع ہوجاوے تاکہ کسی کو یہ شک نہو کہ اپنے شاگردون
اور تو ابعین سے لکھوا لیتے ہونگے اور خود نہ لکھتے ہون + اور اس احتمال
کے رفع کرنے سے یہ نتیجہ تھا کہ علماے یہود کتب سماوی مین تحریف کرتے
تھے اور پھر انکار کر دیتے تھے کہ ہم تحریف نہین کرتے پس اسمین یہ احتمال تھا
کہ شاید اگر وہ خود نہ لکھتے ہون اور شاگردون سے لکھوا دیتے ہون تو
انکا اونکا جھوٹ اور غلط نہو اسواسطے خداوند عالم نے اونکی تکذیب اور
تفضیح و تذلیل کے واسطے اپنے رسول مقبول صلعم کو اونکے سرائر سے مطلع
کیا کہ اپنے ہاتھون سے لکھتے ہین اور پھر انکار کرتے ہین جسمین تاویل کی بھی
گنجائش نہین + اسکی مثال ایسی ہے جسطرح کوئی معزز رئیس کسی دستاویز
مین جعل کرے اور جعل حاکم پر کھل جاوے اور حاکم کسی وکیل وغیرہ سے براہ
تعجب کہے کہ آیا یہ جعل اوس رئیس نے اپنی ہی ہاتھ سے بنایا ہے تو اوس
وقت وکیل حاکم کو یہ جواب نہین دے سکتا کہ بھلا حضور کوئی پیرون سے
بھی بنواتا ہے بلکہ وکیل یہ سمجھ گا کہ حاکم اس امر کو دریافت کرتا ہے کہ ایسے

فعل قبیح کو خود بذاتہ اس رئیس نے کیا ہے یا اپنے ملازمین سے بنوا دیا ہے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **قولہ** ۶ فقرہ اسی میں ہے
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا اگر وے لوگ ایمان لائے اوسکے
مثل پر جسپر تم ایمان لائے ہو تو انھوں نے ہدایت پائی واہ صاحب واہ فصیح بلیغ
لوگ ایسی مہمل عبارت بولا کرتے ہیں تم ہی بتلاؤ کہ جسپر مسلمان ایمان لائے
اوسکا مثل کیا ہے اگر خدا پر ایمان لائے ہیں تو اوسکا کوئی مثل نہیں جس پر ہم
ایمان لاویں اور اگر اسلام سے مراد ہے تو بقول شما اوسکا مثل کوئی مذہب
نہیں ہے پس محمد صاحب نے لفظ مثل قرآن میں بیجا بولا ہے اور اپنی عبارت
کو خراب کر ڈالا **اقول** شان نزول اور معنی اس آیۂ کریمہ کے یہ ہیں کہ جب
آیۂ کریمہ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا الخ جو آیۂ مبحوث عنہا سے
سابق ہے نازل ہوئی اور آنحضرت صلعم نے یہود و نصاری کے سامنے
پڑھی تب یہود نے حضرت عیسیٰ ع کا نام سنکر ایمان لانے سے اعراض کیا
اور کہا کہ ہم اسطرح ایمان نہ لائینگے جسمیں عیسیٰ بھی شامل ہو اور نصاری
نے کہا کہ عیسیٰ پر مثل سائر انبیا کے ایمان لانا کافی نہیں تاوقتیکہ اوسکو ابن اللہ
نہ سمجھو اوسوقت انکے جواب میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی ہے یہ ایسی فصیح
و بلیغ عبارت ہے جسکے معنی و ترکیب چار پانچ طرح سے ہوتے ہیں مگر عوام
کے سمجھانے کے واسطے اردو کے محاورہ کے موافق دو ترجمہ کیے جاتے ہیں اور
انھیں کے ضمن میں سب معانی بیان کیے جاتے ہیں پہلا ترجمہ کا اختارہ
ابو البقاء العکبری اگر ایمان لاویں یہ یہود و نصاری مثل تمھارے ایمان لانے

کے تو البتہ وے ضرور ہدایت پاوین گے اسوقت باے موحدہ زائدتاکید
کے واسطے ہے اور لفظ ما مصدریہ ہے یہ وہی محاورہ ہے جسطرح ہمارے
اردو مین کہتے ہین تم زید کی طرح نماز پڑھو تم عمرو کی طرح قرآن پڑھا کرو
اور تم ہماری طرح ایمان لاؤ + عیسائی بازارون مین کولی چمارون تیلی
تنبولیون سے کہا کرتے ہین تم ہمارے مانند دین قبول کرو معترض صاحب
بیان کرین کہ یہان مثل کون ہے اور ممثل لہ کون ظاہر ہی کہ وہی ایک نماز ہے
اور وہی ایک قرآن ہے جسکو دونون پڑھتے ہین اور وہی ایک ایمان ہے
اور وہی ایک دین عیسائی ہی مگر صرف اضافت اور نسبت اور تشخصات کا فرق ہے کہ
یہ زید کی نماز وہ عمرو کی نماز اور وہ تلاوت قرآن زید کی اور وہ عمرو کی
امرئ القیس عقدیمین مین کہتا ہے شعر واخر قولی مثل ما قلت اولا کر
لمن طلل بین الجدیة والجبل یہی مصرعہ ثانیہ مطلع کا دوسرا مصرعہ ہے کچھ فرق
نہین یہ بات تو نہایت صاف اور سہل تھی مگر نہ معلوم کہ معترض صاحب نے
اسکو کیون مشکل سمجھا ہے یا سمجھ بوجھکر قصداً مغالطہ دیا ہے دوسرا ترجمہ
یہ ہے کہ اگر ایمان لائین یہ یہود و نصاری تمھارے سے دین اور کتاب پر
تو ضرور ہدایت پاوین گے + اس ترجمہ کے موافق تین معنی ہوتے ہین
اولاً کما اختارہ البیضاوی کہ یہ بطور تبکیت یعنی محض سرزنش اور
عاجز کرنے کے فرمایا ہے اور چونکہ اس دین اور کتاب کے سوے کوئی اور
دین حق نہین اسواسطے بجز اس دین کے کسی اور سے ہدایت نہین پاسکتے
جسطرح دوسری جگہ قرآن مین فرمایا ہے قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ

اور قرآن کے باب مین فرمایا ہے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ اور ظاہر ہے کہ خدا
کا بیٹا کون ہے اور کہان جو آنحضرت صلعم اوسکی عبادت کرتے اور قرآن کا
مثل کہان ہے جو کوئی لاتا پس اس آیہ مبحوث عنہا مین بھی اسیطرح فرمایا ہے
ثانیا کما اختارہ ابن ھشام فی المغنی کہ مراد حرف ما موصولہ سے قرآن ہے اور
یہی مثل ہے اور ممثل لہ توریت و انجیل ہے مطلب یہ ہی کہ اگر ایمان لائین یہ یہود
و نصاری قرآن پر جسطرح تم توریت و انجیل پر ایمان لائے ہو کہ یہ سماوی
کتابین ہین تو وے ضرور ہدایت یاب ہونگے اور ظاہر ہے کہ قرآن منزل من اللہ
ہونے مین توریت و انجیل کا مثل ہے گو دیگر امور مین مثل نہین اور یہ ضرور
نہین کہ مشبہہ اور مشبہہ بہ جملہ امور مین مشابہ ہون اور اگر ایسا ہو تو پھر
دونون ایک ہو جائینگے یا در صاحب فرماوین کہ دونون معنی مذکورہ مین کیا
خلل اور سقم ہے اور جس مثل کی اونکو تلاش تھی وہ بھی مل گیا اگر کچھہ خلل ہو
تو بیان کرین **ثالثا** یہ کہ لفظ مثل گو ترجمہ مین داخل ہے لیکن مطلب مین
زائد ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر ایمان لائین یہ لوگ اوس دین یا اوس
کتاب پر جسپر تم مؤمنین ایمان لائے ہو تو وے ضرور ہدایت پائینگے
اور اگرچہ لفظ مثل اصل مطلب مین زائد ہے اور اس قول کو مفسرون نے
ضعیف طور پر لکھا ہے مگر مین کہتا ہون کہ بقاعدہ علم معانی و بیان اس کے
سبب کمال بلاغت ہو گئی ہے اور ضمنا مذہب اسلام یا قرآن کی مدح و تحسین
بھی کر دی گئی ہے — توضیح اسکی یہ ہی کہ ابن ہشام اور سیوطی اور سید
مرتضی علم الہدی وغیرہم نحاۃ نے اور کتب فصاحت مین تقدیم مسند الیہ کی

بحث مین لکھا ہے کہ کبھی لفظ مثل بولا جاتا ہے اور مراد اوس سے بالکنا
ممثل لہ ہوتا ہے کیونکہ اسوقت ثبوت اور نفی حکم کی ممثل لہ کے واسطے
بالاولویت ہوجاتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے مثلك یدرس و مثلك لا یخل
تجھ سا آدمی پڑھاتا ہے اور تجھ سا آدمی بخل نہین کرتا تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے
کہ جو شخص تیرے مثل ہو وہ درس دیتا ہے تو بالاولے درس دیگا + اور جو تیرے
مثل ہے وہ بخل نہین کرتا تو بالاولے بخل نکریگا + اور وجہ اولویت کی یہ ہے
کہ مشبہ مشبہ بہ سے کمتر ہوا کرتا ہے اور اسی وجہ سے اگر حکم وصف عمدہ
تو صاحب وصف کی ضمناً مدح ہوجاتی ہے اور اگر ذم ہو تو مذمت ہوجاتی
اور اس صورت مین مثل کا مصداق اور وجود لازم نہین بلکہ اوسکا ارادہ ا
تصور بھی لازم نہین کما صرح بہ اھل البلاغۃ اور عرب کے ایک شاعر نے اس
مضمون کو شعر مین بھی باندھا ہے شعر ولم اقل مثلك اعنی بہ ؛ سواك
یا فرد ابلا مشبہ ؛ پادریصاحب یہ نہ خیال کرین کہ یہ قاعدہ اہل اسلام کا
بنایا ہوا ہے اسکے شواہد و نظائر بہت موجود ہین امرئ القیس اپنی محبوبہ کی
مدح مین کہتا ہے کما فی المعلقۃ شعر الی مثلہا یرنو الحلیم صبابۃ
اذا ما اسبکرت بین درع و مجول ؛ دیکھو یہان مثل سے مراد خود عبو
چنانچہ مصرعہ دوم سے ظاہر ہے طرفہ اپنے شتر مادہ کی مدح مین کہتا ہے
فی المعلقۃ شعر علی مثلہا امضی اذا قال صاحبی ؛ الا لیتنی افدی
منہا وافتدی ؛ یہان مثل سے مراد خود عین ممثل لہ یعنی ناقہ طرفہ ہے کہ
راویہ سے اپنی ہی اونٹنی کی مدح کرتا آتا ہے اور اوسی پر سوار ہوتا تھا

پھر امرئ القیس الکندی عقد ثمین مین اپنے قتل کے باب مین بطور غزل
کے کہتا ہے شعر فان تقتلوا مثلی فقد قتل الھوی ؛ بشیر اجمیلا وابن
عیلان قد قتل ؛ دیکھو یہ شاعر اپنے تئین بشیر وجمیل اور ابن عیلان کہتا ہے نہ
اپنے مثل کو اور اس سے پہلے کہا ہے شعر قتلت الفتی
الکندی والشاعر الذی ؛ تدانت لہ الاشعار طرا فیا لعل ؛ الا یا اھل
کندۃ اقتلوا ابن عمکم ؛ والا فما انتم قبیل ولا خول ؛ پس اس آیۂ کریمہ
مین بھی مثل سے مراد وہی دین اسلام ہے یا قرآن نہ اسکا مثل اور اس طرز کے بیان
سے اور لفظ مثل زائد لانے سے دین اسلام و قرآن کی مدح وتحسین بھی
مقصود ہے چونکہ ہر ایک یہود و نصاری اپنے اپنے دین کی مدح کرتے تھے
لہذا اونکے جواب مین اس مختصر عبارت مین مطلب بھی ادا کر دیا اور اوسکی مدح
بھی کر دی کہ ہدایت پانا اسی دین مین منحصر ہے حق یہ ہے کہ پادریصاحب
بھی تعصب مین بے مثل ہین کیونکہ اول تو اسقدر معانی مین سے ایک معنی
بے دلیل متحتم و مقرر کر لیے اور پھر اوس لفظ پر اعتراض کیا جسکے سبب
اس آیت مین کمال بلاغت ہو گئی ہے بلکہ اس آیت کی جان ہے سچ کہا ہے
ع ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است ؛ فقولہ ۔ فقرہ اسی مین ہے
ومن لم یطعمہ ای الماء غلط بولا ہے یون بولنا چاہیے تھا ومن لم یشربہ
کیونکہ پانی کو کھانا نہین بولتے پیا بولا کرتے ہین محمد صاحب نے پانی کھایا بولا ہے
جیسے ہمارے ملک کے بنگالی حقہ کو کھایا بولا کرتے ہین اونکو کہنا چاہیے
حقہ پیو اقول ۔ آیۂ کریمہ اسطرح ہے فلما فصل طالوت بالجنود قال

إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي
إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ الخ یہ اعتراض
محض تعصب اور تکلیف دہی ہے ورنہ یا در یصاحب خوب جانتے ہین کہ یہان
سب مفسرون نے لم یطعم کے معنی لم یذق لکھے ہین یعنی نہ چکھے اور ظاہر ہے
کہ طعم یعنی مزہ کھانے پینے دونون مین موجود ہی اسواسطے چکھنے سے کھانا یا
پینا مراد لینا درست ہے بلکہ مستعمل ہے اور جسطرح کتب لغت اور اشعار عرب مین
طعم کے معنی خوردن ہین اوسی طرح چشیدن بھی ہین صراح مین ہے طعم
بالفتح مزہ و اشتہاے طعام طعم بالضم چشیدن وقولہ تعالی وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ
ای لم یذقہ شاہد یہ ہے شعر وان شئت حرمت النساء سواکم
وان شئت لم اطعم نقاخا ولا بردا ۔ ای لم اذق نقاخا یعنی نہ چکھون
مین آب خوش خنک کو اور نہ خواب کو کما فی الصحاح والمجمع ۔ دیکھو اس شاعر
نے بھی پانی کے واسطے لم اطعم بولا ہے حالانکہ مراد اوسکی عدم شرب ہے کیونکہ
اوسکو تحمل مشقت کا اظہار مقصود ہے اور نہ چکھنا چندان مشقت نہین نہ پینا
مشقت ہے مگر از راہ مبالغہ چکھنے کی نفی کی ہے تاکہ پینے کی نفی بالاولی ہوجاے
اسی طرح یہان آیۂ کریمہ کے سیاق سے بھی عدم شرب مین کمال تاکید اور
مبالغہ ظاہر ہوتا ہے اور اسی سبب جملہ اولی یعنی فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ کے مفہوم
مخالف کو جملۂ ثانیہ یعنی وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ مین پھر صراحۃً اور نصًا بیان فرمایا
اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ حق تعالے نے بنظر مصلحت ایک چلو پانی کی
اجازت دیدی تھی اور بنا بر مشہور کے تین سو تیرہ آدمیون نے ایک ایک

چلو ہی پانی پیا مگر بطور استثناء کے اجازت فرمانے سے مترشح ہے کہ حق
تعالی کی کمال خوشنودی اور امتحان کی عمدگی یہ تھی کہ اوس نہر کا پانی ذرا سا
بھی کوئی نہ پیئے بلکہ زبان کو بھی تر نکرے پس یہ امر اور یہ نشا لم یشرب
کہنے سے ظاہر نہوتا چنانچہ امام صادق ع کی روایت سے ظاہر ہے کہ تین سو
تیرہ آدمیون نے ایک چلو پانی بھی نہ پیا اور آخر آیت کے استثناء سے بھی
طائفۂ قلیل کا عدم شرب ظاہر ہے اور پادریصاحب نے جو پانی
کھانے کے محاورہ مین صرف بنگالیون پر اکتفا کی معلوم ہوا کہ آپ اور زبانون
سے واقفیت نہین رکھتے بلکہ بوستان بھی بھول گیے سعدی کہتا ہی ع
ابی حکم شرع آب خوردن خطاست ۔ اور آبخور اور آبشخور گھاٹ کو
کہتے ہین اور آبخورہ تمام ہندوستان مین شائع اور مستعمل ہی **قولہ** ۸
فقرہ اسی مین ہے لا نفرق بین احد من رسلہ لفظ بین عرب کے محاورہ مین
دو یا زیادہ کے ساتھہ آیا کرتا ہے پس محمد صاحب نے احد کے ساتھہ غلط بولا ہے
اقول غلط کہنے کا وہی جواب ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ بغیر واقفیت کے کسی
کلام مقدس کو غلط کہدینا قائل کی خود غلطی پر دال ہے اور واقفیت اور استعداد
کا یہ حال ہے کہ نہ لفظ بین کا استعمال معلوم اور نہ لفظ احد کا استعمال معلوم
اور با اینہمہ قرآن پر اعتراض مفسرون پر الزام دعوی یہ ہے کہ جب تفاسیر
سے اطمینان نہین ہوتا تب ہم اعتراض کرتے ہین خیر ہم سمجھاتے ہین بلکہ
پڑھاتے ہین کہ لفظ بین کو یہ لازم نہین کہ ہمیشہ دو یا زیادہ کے ساتھہ آوے
بلکہ اسکا قاعدہ یہ ہے کہ بین ایسے اسم کی طرف مضاف ہوتا ہے کہ وہ جمع ہو مثلا

بینهم و بین الانبیاء یا اوس مین معنی جمعیت کے ہون جسطرح بین قوم
و بین رهط یا قابل توسط و ظرفیت کے ہو جسطرح بین المدینة و بین
حنین و بین الدرع و بین الجزع یا اسم واحد معطوف علیہ ہو جسطرح بین زید
و عمرو بعد اس بیان کے اس آیہ کے دو جواب ہین اولاً بیان لفظ احد نکرہ
ہے اور سیاق اور تحت نفی مین داخل ہے اسواسطے عام ہے اور واحد اور
کثیر اسمین برابر ہین کما حققہ المفسرون یہان مفسرون نے اس اعتراض اور
شبہ کو خوب دفع کر دیا ہے مگر حق یہ ہے کہ پادریصاحب کا اطمینان کیونکر ہو
اگر عربی ادب مین پوری استعداد رکھتے تو سمجھ لیتے کہ یہ وہ قاعدہ اور بیان
ہے جو ہمنے فلان کتاب مین دیکھا تھا خیر ہم اسکی بھی تفصیل کرتے ہین کہ لفظ
احد اور واحد مین فرق ہے اور احد مین ایسی خصوصیات ہین جو واحد مین
نہین منجملہ اون کے یہ ہی کہ لفظ احد بہ نسبت واحد کے اکمل ہے مثلاً جب کوئی
کہے فلان لا یقوم لہ واحد تو جائز ہے کہ دو یا زیادہ کھڑے ہون لیکن اگر
یون کہے کہ لا یقوم لہ احد تو بالاستغراق سب کی نفی ہوگی اور منجملہ اون کے
ایک یہ ہے کہ لفظ احد بمعنی اول اور بمعنی واحد آتا ہے اور ان دونون معنی
کے برخلاف مین بھی آتا ہے پہلی صورت مین نفی اور اثبات دونون مین مستعمل
ہوتا ہے اور دوسری صورت مین صرف نفی مین ہی مستعمل ہوتا ہے اور مختص
انسان کے واسطے ہوتا ہے اور لفظ واحد مطلقاً نفی و اثبات دونون مین
مستعمل ہوتا ہے اور نیز احد مین تذکیر و تانیث کا فرق نہین مرد اور عورت
دونون کے واسطے احد بولا جاویگا بخلاف واحد کے کہ عورت کیواسطے واحد

بولا جاویگا اور نیز احد افراد اور جمع دونون کی صلاحیت رکھتا ہے اور بسواسطے احد
کی صفت جمع سے کردی جاتی ہے چنانچہ سورۂ حاقہ مین ہے فما منکم
من احد عنہ حاجزین عمرو بن کلثوم معلقۂ خامسہ مین کہتا ہے مشعشعا
الا لا تجھلن احد علینا ۔ فنجھل فوق جھل الجاھلین ۔ یہان لفظ احد سے
قبیلہ کے آدمی مراد ہین اور اگر ایک شخص مراد ہوتا تو مصرعۂ دوم مین جاہلین
جمع نہوتا اور نیز احد کی جمع لفظی آتی ہے مثل احدون اور احاد بخلاف واحد کے
کہ واحدون نہین آتا بلکہ اثنان و ثلاثہ وغیرہ آتا ہی اور نیز اعمال حسابیہ مین مثل
جمع و ضرب و قسمت کے احد نہین مستعمل ہوتا و احد مستعمل ہوتا ہی اور بسیطرح راغب نے مفردات
قرآن مین لکھا ہی کہ لفظ احد دو طرح سے مستعمل ہوتا ہی ایک نفی مین دوسرے اثبات
مین پس نفی مین جنس ناطقین یعنی انسان کے استغراق کیواسطے آتا ہی اور قلیل و کثیر سب کو
متناول اور شامل ہوتا ہی کما فی الاتقان اور اگر بعد تفصیل و تفسیر کے بھی احد کی جمعیت
معنوی کسی کی سمجھ مین نہ آوے تو وہ کتب نحو مین دیکھ لیوے کہ یہ لفظ استثنی منہ واقع
ہوتا ہے مثلا ما رایت احدا الا زیدا و ما جاء فی احد الا زید اور ظاہر ہے کہ
اگر مستثنی منہ مین جمعیت نہو تو اوس سے بعض افراد کا استثنا اور اخراج
کیونکر جائز ہو پس آیہ کریمہ مین بین احد بوجہ عموم کے بمنزلہ بین نبی و بین
نبی یا بمنزلہ بین الانبیاء کے ہی اور یہ محاورہ ایسا معقول ہے کہ ہر ایک
زبان مین شائع ہے ہندی مین بولتے ہین ہم کسی آدمی مین فرق نہین کرتے
ہم کسی مین یہ برائی نہین دیکھتے فارسی مین کہتے ہین میان کسی تمیز نمی کنم
معلوم نہین کہ پادری صاحب نے کیا سمجھ کر اعتراض کیا ہے ثانیا

یہ ہے کہ بعد احد کے دوسرا لفظ احد معطوف محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے
لا نفرق بین احد واحد من رسلہ ۔ کما فی المجمع اور اسیطرح معطوف کا
محذوف کرنا بھی کلام عرب مین کثیر الوجود ہے چنانچہ امرئ القیس معلقہ اولی
مین کہتا ہے شعر فظل طہاۃ اللحم من بین منضج ؛ صفیف شواء او قدیر
معجل ؛ یہان بنا بر ایک روایت کے لفظ منضج دوم معطوف محذوف ہے گویا
اصل عبارت یون ہے من بین منضج صفیف شواء و منضج قدیر معجل ؛
قولہ ۹ وقرہ ال عمران مین ہے کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ تھے تم اچھی امت غلط
ہے اَنتُم خَیرُ اُمَّۃٍ کہنا چاہیے تھا یعنی ہو تم اچھی امت اقول پہلا ترجمہ
جو پادریصاحب نے گڑھا ہے فی الواقع بقول خود غلط ہے کسی مترجم
و مفسر نے نہین لکھا کیونکہ اس سے یہ مطلب تبادر ہوتا ہے کہ یہ امت زمانہ
گذشتہ مین بہتر تھی اور زمانہ حال و مستقبل کا حال مجہول ہے معلوم نہین
اور بعد اسکے جو اصلاح کی ہے کہ انتم خیر امۃ کہنا چاہیے تھا یعنی ہو
تم اچھی امت اس سے ظاہر ہے کہ پادریصاحب کے نزدیک قرآن کی عبارت
کا یہ ترجمہ نہین ہو سکتا جو اونھون نے بعد اصلاح کے لکھا ہے حیف ہے اس
بے استعدادی پر کہ کافیہ بھی یاد نہین دیکھو کان اور اوسکے مشتقات
چند طرح پر مستعمل ہوتے ہین اولاً ناقصہ ہوتا ہے ثانیاً تامہ ثالثاً
بمعنی صار رابعاً زائدہ اور پھر ناقصہ بھی دو طرح کا ہوتا ہے ایک دائمہ
جسمین ثبوت خبر کا مبتدا کے واسطے دائمی ہو یعنی عدم سابق اور انقطاع لاحق
معلوم نہو نہ یہ کہ ہمیشہ ازل سے ابد تک ثبوت ہو دوسرے منقطعہ ہوتا ہے

یعنی ثبوت خبر کا صرف زمانہ گذشتہ مین ہو اور حال مین منقطع ہو جاوے
اور اس مین دوسرا جملہ جس سے انقطاع ظاہر ہو جاوے بیان کر دیا جاتا
ہے مثلاً کان زید غنیا فافتقر اور اگر یہ جملہ نہو تو کان دائمہ سمجھا
جاویگا بعد ازین اس آیت کے ایک معنی کیا ہم تین طرح سے معنی و ترکیب
کرتے ہین اول یہان کان دائمہ ہے اور اوسکا ترجمہ اردو مین اوسیطرح
ہوتا ہے جسطرح پادریصاحب چاہتے ہین کہ ہو تم اچھی امت یعنی پیشتر سے بھی
علم الہی مین اور فی الحال بھی اچھے ہو اگر کان دائمہ کا یہ ترجمہ اردو مین غلط
ہو تو پادریصاحب اوسپر دلیل بیان کرین یا کسی عربی دان معتمد سے دریافت
کر لین اور دلیل کے نہونے ہی کے سبب صرف لفظ غلط کہکر چپ ہو رہے غلطی
کا کچھ ثبوت بیان نکیا ۔ باقی رہی وہ تحقیق جو اہل تفاسیر نے لکھی ہے اور
پادریصاحب نے کچھ سمجھی ہے اور کچھ نہین سمجھی یعنی یہ امت زمانہ گذشتہ
مین قبل اپنے وجود کے کیونکر اور کب سے بہتر تھی جو یہان صیغہ ماضی فرمایا ہے
اسکا جواب سہل ہے کہ معلم حقیقی عزاسمہ نے اسکی وجہ اپنے رسول مقبول صلعم
کو تعلیم فرما دی ہے اور اونھون نے ہمکو کہ یہ امت علم الہی مین اور کتب سماویہ
سابقہ مین ہمیشہ سے بہتر ہے کیونکہ اون مین آنحضرت صلعم کی بشارات موجود
ہین چنانچہ حدیث شریف ہے انتم وفیتم سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمھا
علی اللہ اور جب متکلم نے اپنا مطلب ظاہر کر دیا تب عبارت پر کچھ اعتراض نہین
۔ اور شاید پادریصاحب کو اسی فضیلت پر حسد ہوا ہے ۔ شاہد کان دائمہ
نابغۃ شعر وان یقدر علی ابو قیس ؎ تجدنی عندہ حسن المکان ؎

تجدنی کنت خیرا منک غیبا ۔ وامضی باللسان وبالسنان ۔
دیکھو اس شاعر کا بھی یہی مطلب ہے کہ مین تجھسے بہتر ہون یعنی پہلے بھی
تھا اور آج بھی ہون اور یہ ترجمہ اس باعث سے نہین کہ کنت سیاق
جزا مین واقع ہے بلکہ شاعر در اصل زمانہ حال کا حال اور اپنی کیفیت موجودہ
ظاہر کرتا ہے اوس نے اپنے سے انقطاع خیر کا نہین کیا ثانیا کنتم بمعنی
صرتم ہے اور کان بمعنی صار بھی کافیہ تک مین موجود ہے حاجت استشہاد
نہین اور فائدہ اس لفظ کے لانے سے یہ ہے کہ بنا بر اس معنی کے اوصاف ماضیہ
یعنی تأمرون بالمعروف اور وتنھون عن المنکر امت کی بہتری
کے واسطے شرط ہون گے یعنی بہترین امت وہ لوگ ہونگے جو امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کرین اور اللہ پر ایمان کامل لائین کما فی المجمع **قولہ**
فقرہ اسی مین ہے ھم درجات عند اللہ یہ محض غلط ہے یون کہنا چاہیے
تھا ھم ذوو درجات عند اللہ **اقول** حق یہ ہے کہ ایسا ہی عربی دان
قرآن کو غلط کہہ سکتا ہے جسکو ذو اور ذوو مین تمیز نہو بیان ذوو
درجات کہنا چاہیے اور یہی لفظ محذوف ہے اور ترکیب مین مضاف ہے
اور حذف مضاف کی مثالین پہلے بہت مذکور ہو چکی ہین اسواسطے چند
مصرعون پر اکتفا کرتے ہین ابن ھرمہ ۔ کما فی المجمع ع ارجائی
امرھم درج السیول ای ھم ذوو درج السیول ۔ لبید ۔ کما فی
المعلقۃ ع وھم العشیرۃ ان یبطئ حاسد ۔ او ان یلوم مع العذل
لبامھا ۔ ای ھم مصلحوا العشیرۃ مخافۃ ان یبطئ حاسد

امرئ القیس کما فی المعلقة ع اذا ما اسبکرت بین درع ومجول
ای بین لابسة درع وبین لابسة مجول دونون مصرعون مین
دو دو جگہہ مضاف محذوف ہے **قولہ** ۱۱ فقرہ اسی مین ہے سمعنا
منادیا ہمنے سنا آواز کرنے والے کو غلط ہے یون کہنا چاہیے سمعنا نداء
ہمنے سنا آواز کو **اقول** اس پوچ پر اعتراض کا جواب دینے مین بھی شرم آتی
ہے مگر کیا کیا جائے کہ جواب نہ دینا بھی مصلحت نہین منادی یہان رسول اللہ صلعم
ہین اور سنا فعل مین جو جانب مفعول ہے مجاز ہے یعنی سنا ہمنے منادی کی
آواز کو اسطرح کا مجاز کتب عربیہ مین ہزارہا جگہہ موجود ہے چنانچہ بولتے
ہین کہ سمعت فلانا یقول کذا سنا ہمنے فلان شخص کو کہ یون کہتا تھا اردو
مین کہتے ہین کہ ہمنے فلان شاعر کو سنا فلان مرثیہ خوان کو سنا فلان قاری
کو سنا کیا خوب پڑھتا تھا فارسی مین کہتے ہین پادشاہی اشنیدم کہ
بکشتن اسیری اشارت کرد ملکزادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر ناظرین
انصاف فرمائین کہ کیا یہ سب فصحا و علما غلطی پر ہین اور قرینہ اس مجاز پر
عربی زبان مین یہ ہے کہ جب سمعت کے بعد لفظ صوت یا ندا نہین ہوتا تو
بعد مفعول کے اوسکا مضارع کہنا ضرور ہے تاکہ یہ فعل اوسکے مصدر پر دلالت
کرے چنانچہ اس آیہ کریمہ مین بھی موجود ہے سمعنا منادیا ینادی للایمان
پادریصاحب نے اس جملہ کو تو دیکھا ہوتا اور یہان ممکن تھا کہ سمعت نداء
المنادی ارشاد ہوتا مگر اس طرز کے بیان مین لطف اور نکتہ یہ ہے
کہ حذف مصدر نے مبالغہ کا فائدہ دیا یعنی خوب سنا منادی کی آواز کو

اور منادی کی صفت سے یہ فائدہ ہے کہ اوس سے منادی کی عظمت اور جلالت
ظاہر فرمائی ہے کیونکہ علم بلاغت کا قاعدہ ہے کہ لفظ نکرہ کہنا اور بعدہ اوسکی
توصیف وتقیید کرنا اظہار عظمت کا فائدہ دیتا ہے **قولہ** ۱۲ فقرہ سورہ
نسا مین ہے اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ یعنی توبہ واجب ہے خدا پر یہ محض غلط ہے
خدا پر توبہ فرض نہین یون بولنا چاہیے تھا اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى الْعَبْدِ توبہ
واجب ہے بندہ پر **اقول** صراح مین ہے توبہ بازگشتن از گناہ بقال
تاب الی اللہ و تاب اللہ علیہ ای وفقہ لھا قاموس مین ہے تاب الی اللہ
تعالی رجع عن المعصیۃ وتاب اللہ علیہ وفقہ للتوبۃ او رجع بہ من التشدید
الی التخفیف او رجع علیہ بفضلہ کتب لغت سے ظاہر ہے کہ توبہ کے معنی ہین
گناہ سے پھرنا اور باز رہنا لیکن جب یہ لفظ جناب الہی کی طرف منسوب ہو تا ہے
تو چونکہ خدا گناہ نہین کرتا اسواسطے یہ معنی سمجھے جاتے ہین کہ خدا اپنے قہر
اور ناخوشی سے پھرا اور باز رہا اور توبہ کی توفیق دی اسوقت معنی مین
کسی قدر مجاز ہوگا اور اصل معنی حقیقی سے اسقدر فرق اور مجاز کلام
عرب مین شائع ہے شاید کوئی لغت اس سے خالی ہو اور لفظا اس معنی
مجازی کی یہ شناخت ہے کہ اوسکا صلہ حرف علی سے لاتے ہین چنانچہ کہتے ہین
تاب اللہ علیہ یعنی رجوع کی اللہ نے اوس پر اپنی فضل و رحمت کے
ساتھ اور گنہگار کے ساتھ فضل و رحمت یہی ہے کہ اوسکو توبہ کی توفیق دے
اور اوسکی توبہ کو قبول فرماوے اور ہم کو یہان مجاز کہنے کی بھی حاجت نہین
دوسری ترکیب یہ ہے کہ لفظ التوبہ سے قبل لفظ قبول مضاف محذوف ہے

یعنی انما قبول التوبۃ علی اللہ اور حذف مضاف کلام عرب مین شائع ہے
اسکی مثالین پہلے بہت مذکور ہوچکی ہین بلکہ حذف اس کثرت سے ہی کہ الحذف
شجاعۃ العرب جوہر ذاتی ہوگیا ہے یہان تک معنی توبہ کی تحقیق تھی اب فرض
ہونے کے معنی بیان کرتا ہون جس پر پادریصاحب کا اعتراض ہے کہ یہان وہ
فرض اصطلاحی نہین جسطرح بندہ پر خدا کی طرف سے کوئی امر فرض ہوتا ہے
یا بندہ کا بندہ پر ہوتا ہے اور نہ یہان اس آیت مین خاص لفظ فرض ہے تاکہ کوئی
اوسپر اعتراض کرے اور ہم اوسکے معنی بیان کرین یہان حرف علی ہے اور یہ
لزوم کے معنی دیتا ہے مترجم کو اختیار ہے کہ اس لزوم کو خواہ فرض کہے یا
واجب یا لازم - بہرحال مطلب یہ ہی کہ قبول توبہ یا توفیق توبہ اللہ پر لازم
ہے - یہ بات قابل اعتراض نہین قبول توبہ لاریب خدا پر لازم ہے کیونکہ
قبول عذر اور عفو اور تصفح اخلاق فاضلہ اور صفات حمیدہ سے ہے اور اخلاق
فاضلہ اوسکی ذات مقدس سے منفک اور جدا نہین ہوسکتے ہمیشہ اوسکی
ذات کے لازم ہین بلکہ عین ذات ہین + علاوہ اوسکے خود فرمایا ہی کتب
علی نفسہ الرحمۃ یعنی اوس نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم و واجب
کرلیا ہے پس بطور عقل و نقل قبول توبہ خدا پر لازم ہے مین کہتا ہون کہ
ایسے عامیانہ اعتراضون سے بجز تضییع کے پادریصاحب کو کیا حاصل ہے
اگر عالمانہ اعتراض نہوتے تو طالبعلمانہ ہی ہوتے تاکہ اونکے جواب مین
مجیب اور ناظر کو علمی لطف اوٹھتا دیکھو اعتراض اسکو کہتے ہین جس سے
سچ مچ خدا کا بُرے کام سے توبہ کرنا اور سچتا ناظاہر ہے باب ششم آیت ۲۵

کتاب پیدائش مین خدا فرماتا ہے مین ہی اونکے بنانے سے پچتایا ہون
پادریصاحب نے جواب دیا ہے کہ یہ لفظ اپنے معنی حقیقی مین نہین ہے بلکہ
مراد اس سے خفگی وغیرہ اور کچھ ہوا کرتی ہے چنانچہ یہان مراد یہ ہے کہ مین
اونسے خوش نہین ہون باب بست وششم آیت ۱۱ کتاب یرمیاہ مین
ہے۔ مین اوس بدی سے پچتاؤن جو مین اونکی برائی کے لیے منصوبا باندھتا
ہون = پادریصاحب نے جواب دیا کہ پچتاؤن بمعنی باز آؤن ہے
اور نیز باب چہل ودوم آیت ۱۰ مین ہے اگر تم اس سرزمین مین
ٹھہرے رہوگے تو مین تمکو بناؤنگا کیونکہ مین اوس بدی سے پچتاتا ہون
جو تم سے کی ہے = اسکا یہ جواب دیا ہے کہ پچتاؤن کے معنی ہین برحمت
رجوع کرتا ہون اہل انصاف غور کرین کہ ان آیات سے صاف
ظاہر ہے کہ خدا نے خود برا کام کیا اور پھر پچتایا اگر برا کام نہوتا تو کیون
پچتاتا پس پادریصاحب پچتانے کے معنی خواہ خفگی کہین خواہ مہربانی خواہ باز آنا
بہرحال یہ خفگی اور مہربانی اپنی ہی کا مون سے ہوگی نہ بندہ کے کام سے
اور یہ وہ توبہ ہے جو خدا پر جائز نہین اور نہایت قبیح ہے ہان اگر ا
آیات مین اسی قدر ہوتا کہ خدا پہلے کام سے باز آیا تا ہم قباحت نہین تھی
وہان تو صاف صاف کہہ رہا ہے کہ پہلا کام برا تھا اور پچتایا اسکی کوئی کیونکر
تاویل کریگا اور ان معانی متضادہ اور مجازات متخالفہ کو کس قرینہ سے کوئی سمجھ
لایصلح العطار ما افسد الدھر آیہ کریمہ قرآنی مین کچھ اعتراض
یا اخلاق نتھا مگر اصل یہ ہے کہ اعجاز عیسوی کے اعتراضات کے مقابلہ کو قرآن مین

اعتراضات پیدا کرنے منظور ہین تاکہ اون کے عیسائی بھائی بازارون مین
مسلمانون سے مقابلہ کیا کرین چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۳۷۰ مین اس
غرض کو صاف ظاہر کر دیا ہے لیکن ناظرین سمجھ لین کہ پادریصاحب نے
اعجاز عیسوی کے اعتراضون کا اکثر ایسا ہی جواب دیا ہے اور اسیطرح
رد کیا ہے یہ مقام ایک نمونہ ہی اور آیندہ بھی حسب موقع اس رد کا حال
ظاہر ہوجاویگا اسی سبب بندہ نے اوس باب کا جواب لکھنا ضروری
نہین سمجھا **قولہ** ۱۳ فقرہ اسی مین ہے الا ما قد سلف ولا تنکحوا
یہ عبارت قرآن مین بالکل غلط ہے کیونکہ فعل ماضی کی استثنا فعل مستقبل سے
ہرگز صحیح نہین ہوتی اور نہ آج تک کوئی اہل زبان فصیح بولا ہے **اقول**
قرآن تو غلطی اور تحریف سے مبرا اور منزہ ہی مگر معترض کی ہی عبارت مذکورہ
و منقولہ غلط اور محرف ہے کیونکہ یہ عبارت قرآن مین اسطرح سے ہے
وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اگر بوجہ مشقت کے
اپنی تحریر کا قرآن سے مقابلہ نکیا تو خیر اس سے صرف تن آسانی ثابت
ہوتی ہے مگر یہ تو ایسی ظاہر و مشہور غلطی ہے کہ کافیہ خوان طالب علم بھی بغیر
مقابلہ کے فورًا پہچان سکتا ہے کہ اس مہمل عبارت کے نہ کچھ معنی ہوسکتے
ہین اور نہ کچھ ترکیب مگر خیر ہمکو اس سے کیا بحث ہے اس بات پر پادریصاحبون
کو لحاظ کرنا چاہیے جنکا کاغذ اور روپیہ خراب ہوتا ہے اور ایک شخص کے
سبب سب فرقہ پر داغ لگتا ہے ہم اصل سخن کا جواب دیتے ہین کہ حقیقت
مین فعل ماضی کو فعل مستقبل سے استثنا کرنا جائز نہین مگر معترض نے

ازراہ دیانت مفسرین کے اس جواب کو ترک کر دیا ہے کہ یہ ممانعت استثنای
متصل مین ہے نہ منقطع ہین اور یہان بھی استثنائے منقطع ہے نہ متصل
اسواسطے کہ نکاح مستقبل ممنوع ہے اور نکاح ماضی مغفور رہے پس دوسرا
نکاح پہلے نکاح کی جنس سے نہین ہے کما صرح بہ ابو البقاء العکبری والعلامہ
الطبرسی والبیضاوی وغیرھم اور اگر ایسے استثنا مین بھی ممانعت ہو تو
معترض اوسکی سند مین کسی نحوی کے قول کو پیش کرے دیکھو عرب کا محاورہ
ہے لَا تَبِعِ الَّا مَا بِعْتَ وَلَا تَأْكُلْ اِلَّا مَا اَكَلْتَ یعنی اب فروخت نکر مگر جو
کچھ فروخت کر دیا اوسکا ہرج نہین اور اب مت کھا مگر جو کچھ کہ کھا لیا سو جیسے
اسی طرح اس آیت کے معنی ہین کہ مت نکاح کرو اون عورات سے جن سے
تمہارے باپون نے نکاح کیا ہو لیکن جو جاہلیت مین گذرا او سپر مواخذہ نہوگا
ہمارے اردو کے محاورہ مین بھی اس ترکیب کو بولتے ہین مثلاً اب اس کام
کو نکرنا مگر جو کیا سو کیا **قولہ** ۱۴ فقرہ اسی مین ہے وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِیْ
فِیْ حُجُوْرِكُمْ تمہاری ربیبہ حرام ہین جو تمہارے گھرون مین ہون محمد صاحب
کی یہ مراد ہے کہ کوئی مسلمان کسی عورت کو جورو بناوے اور اوس سے صحبت
بھی کر چکے تو اب اوس عورت کی وہ بیٹیان جو وہ پہلے خسم سے ساتھ لائی
ہے جنکو ربیبہ کہتے ہین اس مسلمان پر جو اب خسم بنا ہے وہ حرام ہوئی مگر حضرت
نے اللاتی فی حجورکم ایسی واہیات عبارت بولی ہے کہ اونکا مطلب فوت
ہو گیا اسکے یہ معنی ہوئے کہ اگر وہ لڑکیان تمہارے گھرون مین ہون
تو حرام ہین اور جو باہر ہون تو حرام نہین اب ہم مولویصاحبون سے پوچھتے ہین

کہ واہ صاحب یہی فصاحت ہی کہ صحیح کلام بولنے پر بھی قادر نہین ہین پھر
کہتے ہو کہ قادر مطلق کا کلام ہے **اقول** حجور حجرہ کی جمع نہین تاکہ اسکا ترجمہ
گھرون) کیا جاوے جسطرح معترض نے بے استعدادی کے سبب لکھا ہے
بلکہ حجور حجر کی جمع ہے جسکے معنی کنار ہین اور محاورۂ عرب مین مراد حجر سے اکثر
تربیت و پرورش ہوتی ہے مطلب یہ ہی کہ حرام ہین تمپر ربیبہ لڑکیان جو
کہ تمھاری تربیت اور پرورش مین ہین یہان گھر اور باہر سے کچھ بحث نہین
پرورش اور تربیت مین ہونا چاہیے حقیقۃً یا حکماً یہ عبارت بیکار اور واہیات
نہین بلکہ صفت کاشفہ ہے اور فائدہ اور نکتہ اسکے فرمانے مین یہ ہے کہ حرمت
ربائب کی علت اور وجہ اس سے ظاہر ہو جاتی ہے کیونکہ عورت کا شوہر
جدید ربائب کو اکثر مثل اپنی اولاد کے پرورش کرتا ہے اس سبب سے ربائب
اولاد سے مشابہ ہو جاتی ہین لہذا وہ اس شوہر پر حرام ہو جاتی ہین اور
یہ وجہ حرمت کی اور مشابہت ہر حال مین ربائب کے ساتھ باقی رہتی ہے
خواہ وہ اس شوہر کے گھر مین ہون یا گھر سے باہر چلی جائین اب
باقی رہی ربائب کی وہ فرد شاذ و نادر جو والدہ کے نکاح کے وقت جوان
ہون اور اس شوہر جدید کے گھر مین نہ آوین اونکی حرمت اس صفت
اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ کے منافی نہین کیونکہ یہ صفت ربائب کی اغلب افراد اور
اکثر حالات و عادات کے موافق فرما دی ہے اور مراد اس سے کل ربائب
ہین اور اکثرون کے حال پر قیاس کر کے یا اشرف و اغلب افراد کے
سبب کل پر حکم جاری کر دینا عرب کے محاورات مین شائع ہے بلکہ صنعت ہے

اسی کا نام صنعت تغلیب ہے یہ عبارت قابل اعتراض نہین کیونکہ محاورہ زبان
کا عین فصاحت ہی خواہ کیسا ہی ہو چنانچہ والدین والد کا تثنیہ ہے یعنی
اسکے اصلی معنی دو باپ ہین مگر مراد اس سے ماں باپ ہوتے ہین وجہ اس کی
یہی ہے کہ فرد غالب اور اشرف کا تثنیہ کہدینا کافی ہے یہ جواب ہر منصف
لکھدیا ہے مگر معلوم نہین کہ پادریصاحب کو اس سے کیون نہین اطمینان ہ
اونکو لازم تھا کہ وجہ بے اطمینانی بیان کرتے اور مفسرون کے جوا
اور محاورہ عرب کو رد کرتے تاکہ اونکا اعتراض قابل التفات ہوتا
اور ہم پادریصاحب کے دل کی بات کا کیا جواب دین ہان ہم اعتقا
اور کہتے ہین کہ اگرچہ کوئی ربیبہ شوہر مادر کے گھر پرورش پائے مگر تاہم
اوسکو والدہ کے سبب شوہر مادر سے کسی قدر تعلق رہتا ہے بلکہ اسطرح تعلق
رہتا ہے جسطرح جوان اولاد صلبی کو اپنے باپ سے ۔ پس باعتب
عقل وعرف کے یہ بھی حرام ہوئی گو گھر سے باہر ہو اور ہمنے بسبب
طوالت کے معترض کی عبارت کے عیوب وسقم کا بیان کرنا ترک کردیا
ہے لیکن چونکہ یہان اونھون نے کلام مقدس کی نسبت پھر ایک لفظ بیجا
واہیات بولا ہے اسواسطے دل قبول نہین کرتا کہ اونکی واہیات کو یہا
لکھین اول تو اہل علم وفہم واستعداد اس فقرہ کو ملاحظہ کرین
تو اب اوس عورت کی وہ بیٹیان جو وہ پہلے خسم سے ساتھ لائی ہے
اس فقرہ مین وہ بیٹیان بلفظ جمع مبتدا ہے اور وہ حرام ہوئی بلفظ
واحد خبر ہے اور خیر اسکو اگر مثل اناجیل کے سہو کاتب فرمادین

اس سے بھی عجیب تر یہ ہی کہ پادریصاحب نے یہ اعتراض کیا کہ اللاتی فی حجورکم
کی صفت سے وہ ربائب جو گھر سے باہر ہون خارج ہوگئین چاہیے کہ وہی حرام
نہون اور بعد اسکے بجاے عبارت قرآن کے بہت سوچکر اور سمجھ کر یہ
عبارت لکھی ہے تو اب اوس عورت کی وہ بیٹیان جو وہ پہلے خسم سے
ساتھہ لائی ہے جنکو ربیبہ کہتے ہین اس مسلمان پر جو اب خسم بنا ہے وہ حرام
ہوئی اب ہم کہتے ہین کہ پادریصاحب نے ساتھہ لائی ہی ایسی اہیات
عبارت بولی ہے کہ جس سے اونکی مراد ظاہر نہوئی اور مطلب فوت ہوگیا
کیونکہ ساتھہ لانے کی قید سے یہ ثابت ہوا کہ جنکو ساتھہ نلاوے وہ حرام
نہون حالانکہ کو بیان کرنا اس بات کا منظور ہے کہ خواہ ساتھہ لاوے
یا نہ لاوے بہرحال وہ حرام ہین کیونکہ آیت کا یہی مطلب ہی پس معترض کو یون
کہنا لازم تھا کہ اوس عورت کی وہ بیٹیان جو پہلے خسم سے ہین اس مسلمان پر
جو اب خسم بنا ہے حرام ہوئین ۔ سچ ہی کہ آسمان کا تھوکا منہ کو آتا ہی
اب ہم پادریصاحبون سے پوچھتے ہین جسطرح اونھون نے مولویصاحبون سے
پوچھا ہے کہ واہ صاحب قرآن پر اعتراض کرنے والا ایسا ہی ذہی استعداد
اور لائق ہوتا ہے جسکو اتنا ہوش و حافظہ نہین کہ جس امر پر اعتراض کر رہا
ہے اوس اعتراض سے اپنی عبارت کو محفوظ رکھے قولہ ۱۵ فقرہ اسی
مین ہے مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یہ عبارت بھی
فصحاے عرب کے برخلاف ہی کیونکہ اعلی سے ادنی کیطرف نزول ہے اور
چاہیے صعود اسلیے فصاحت کی عمدہ رعایت سے خالی عبارت ہی انتہی

اقول علمائے معانی وبیان نے خصوصاً سیبویہ نے اپنی کتاب مین کما
ذکرہ السیوطی فی الاتقان لکھا ہے کہ جس چیز کا ذکر کرنا اہم اور اصل مقصد
ہوتا ہے اوسکو مقدم کردیتے ہین اور تقدیم کی دس بارہ سبب ہین چنانچہ کبھی
بوجہ تعظیم کے ایک چیز کو دوسری ہی پر مقدم کرتے ہین جسطرح شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ ہے کہ یہان اللہ کو بسبب تعظیم کے ملائکہ
اور اولوالعلم سے مقدم کیا ہے + کبھی شرافت کے سبب مقدم کرتے ہین مثل
اسکے کہ مذکر کو مونث پر مقدم کیا جاتا ہے مثل اَلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْحُرُّ
بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ
وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الغرض منجملہ ان اسباب
تقدیم کے ایک یہ بھی ہے کہ کبھی ترقی کے واسطے اہم ادنی یا غیر ابلغ کو
مقدم کردیتے ہین لیکن تاخیر ابلغ اور اعلی کی وہان ہوتی ہے جہان ایک
ہی شخص یا ایک ہی چیز کی متعدد صفات وحالات مذکور ہون اور دونون
لفظ ایک ہی شی سے متعلق ہون اور یہان متعدد اشخاص کا بیان اور شمار ہے
ایک شخص کا نہین پس یہان ترقی سے کیا نسبت یہ مقام اظہار شرافت ہے
یہان تعظیم اور شرافت ومدارج کا لحاظ مناسب ہے اسواسطے ہر ایک لفظ
کو حسب رتبہ شرافت ترتیب وار ارشاد کیا ہے تاکہ ہر ایک کی شرافت وفضیلت
ظاہر ہوجاوے معلوم ہوتا ہے کہ پادریصاحب نے علم معانی وبیان مین
ایک یہی صنعت ترقی خوب سمجھی ہے کہ ہر جگہہ موقع اور بے موقع اسیکو نکال
لاتے ہین یہ ایسی مثل ہے جسطرح ایک جاہل نے انشاء اللہ کہنا سیکھہ لیا تھا

ایک روز وہ بازار سے آتا تھا کسی نے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو جواب دیا
کہ بازار سے انشاءاللہ پھر اوس سے پوچھا کہ کیا خریدکیا جواب دیا کہ عسلہ
انشاءاللہ پوچھنے والا بھی ظریف تھا اوسنے کہا کہ آپ تشریف لے جائیے
انشاءاللہ **قولہ** ۱۶ فقرہ اسی مین ہے لولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ
لاتبعتم الشیطان الا قلیلا یہ عبارت قرآن مین محمد صاحب نے بالکل غلط
بولی ہے کیونکہ استثنا باطل ہے معنی یہ ہوئے اگر خدا کی رحمت اور فضل نہوتا
تو تم شیطان کے تابع ہوجاتے مگر تھوڑے لوگ یعنی تھوڑے لوگ بدون
فضل و رحمت کے شیطان کے تابع نہوتے محض غلط ہے اگر خدا کا فضل نہوتا تو
سب شیطان کے تابع ہوجاتے یہ استثنا بے سمجھے محمد صاحب نے بولی اور مفسرین
نے جھوٹی تاویلین کرکے کچھ کچھ معنی بنائے مگر صحیح معنی ہرگز بن نہین سکے
اسی برتے پر فصاحت بلاغت کا ایسا سخت دعوی ہے **اقول** معترض
صاحب نے اعتراض تو کیا مگر تمام آیت کو نہ لکھا تاکہ اون کا مغالطہ فورًا
کھل جاتا آیہ کریمہ اسطرح ہے واذا جاءھم امر من الامن او الخوف
اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین
یستنبطونہ منھم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان
الا قلیلا معترض نے یہان دو امرین دھوکا کھایا ہے اور نہایت سہل بات
کو مشکل ظاہر کیا ہے مختصر جواب یہ ہی کہ مراد فضل و رحمت سے یہان خود آنحضرت
اور وحی الہی ہے یا فتوحات اہل اسلام ہین نہ مفہوم عام غیر معین فضل کا اور
مورد بھی آیت کا خاص ہے پس ان دونون خاص امرون کو عام طور پر کردیا ہے

یہی منشاے غلطی اور مقام نزاع ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم جہاد
کے واسطے مدینہ سے باہر تشریف لیجاتے تھے تو منافقین جھوٹی جھوٹی خبرین بنا کر
اوڑایا کرتے تھے اور شہر کے مسلمانون کو متوحش کر دیتے تھے اور بعض مسلمان
بغیر اسکے کہ حضرت کے نائب سے جاکر دریافت کرین یقین کر لیتے تھے اور یہ امر
موجب مفسدہ ہوتا تھا چنانچہ ابن عباس اور ضحاک اور سدی اور ائمہ اہلبیت
کی روایات سے یہ بات خوب ظاہر ہے بنا علیہ اتباع شیطان سے خاص اسی
امر کی وجہ سے تابع ہونا مقصود ہے اور یہی معنی ہین مورد کے خاص ہونے کے
پس مطلب آیہ کا یہ ہے کہ یہ لوگ جو وقت کسی خبر کو سنتے ہین بغیر اسکے کہ رسول
مقبول صلعم یا اون کے نائب سے اوسے دریافت کر لین افشا کرنے لگتے ہین
حالانکہ وہ اخبار ایسے فتنہ انگیز ہوتے ہین کہ اگر فضل و رحمت خدا یعنی وجود باجود
محمد مصطفے صلعم کا یا اونکے قائم مقام کا مدینہ مین نہوتا یا اہل اسلام کو فتوحات
حاصل نہوتین تو تم یعنی اکثر شیطان کے تابع ہو جاتے مگر تھوڑے جو قائل
و فہمیدہ و تجربہ کار کامل الایمان ہین وہ تابع نہوتے یہان خطاب بعض اشخاص
امت سے ہے اور آنحضرت صلعم کے نائب سے حال دریافت نکرنے کے باعث
اون پر عتاب فرمایا ہے اور اس بات مین کچھ شک نہین کہ بعض بعض مسلمان
ایسے بھی کامل الایمان تھے کہ اگر اونپر یہ فضل نہوتا یعنی آنحضرت صلعم اونکے
سر پر نہوتے یا جہاد مین فتح حاصل نہوتی تو بھی اونکے ایمان مین ضعف نہ آتا
بدون اس فضل کے بھی وہ شیطان کے تابع نہوتے دیکھو قیس بن ساعدہ
زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل اور براء شنبلی اور ابی ذر غفاری ا

سلمان فارسی بدون اس فضل کے یعنی قبل زمانہ بعثت کے مؤمن تھے اور
شیطان کے تابع تھے اور بت پرستی کو اپنی عقل سے بُرا جانتے تھے اور آنحضرت
کے ظہور موفور السرور کے مشتاق و منتظر تھے معلوم نہین کہ معترض نے فضل و
رحمت سے کیا مراد لی ہے اور کس چیز کو اسکا مصداق مقرر کیا ہے اگر محض
معنی لغوی یعنی زیادتی و مہربانی مراد ہے تو ایسا فضل و رحمت خدا کا ہر مسلم
و کافر پر ہے خدا سب کی ہدایت چاہتا ہے کوئی اس فضل سے محروم نہین اگر
یہی فضل کافی ہو تو چاہیے کہ کوئی شخص شیطان کا تابع نہو حالانکہ دنیا مین اکثر
شیطان کے تابع ہین اور اگر صرف قلوب جانب خیر بجبر و اکراہ مراد ہو تو ایسا فضل
و رحمت بعض پر یعنی مؤمنین مخاطبین پر ہونا اور بعض پر یعنی کفار پر نہونا ترجیح بلا مرجح
اور خلاف عدالت اور ظلم ہے چاہیے کہ کفار معذب نہون کیونکہ اس بنا پر وہی بیقصور
ہین خلاصہ یہ ہی کہ مقام ہدایت اور اتباع شیطان کے کو کرمین عقلاً اور نقلاً
ارسال انبیا اور وحی الہی سے بہتر کوئی چیز فضل و رحمت کا مصداق نہین
ہو سکتا اب ناظرین انصاف کرین کہ فضل و رحمت سے یہ معانی مذکورہ مراد
لینا مفسرون کی تاویلین ہین یا نصوص قرآنی اور احادیث اور دلیل عقل
اسکو کہہ رہی ہے اظہر من الشمس بات کو یون کہدینا کہ مفسرون نے بہت تاویلین
کین مگر بن نہ سکین کمال ہٹ دھرمی ہے + اور معترض کو نادم کرنے کے
واسطے مین نے بھی اس آیت کے وہی معنی اختیار کیے ہین جو اوس کے نزدیک
قابل اعتراض تھے ورنہ اس آیت کے معانی و ترکیب بہت ہین چنانچہ ابن عباس
سے منقول ہی کہ آیت مین تقدیم و تاخیر ہے اور استثنا ضمیر فعل اذاعوا سے

+ اور ہم نے اس سورہ کے شروع مین بھی اس آیت کی تفسیر مین یہی معنی اختیار کیے ہین ۱۲

اور ابن کو مبرد اور کسائی اور فراء اور زجاج اور طبری نے اختیار کیا ہی
تقدیم و تاخیر اشعار عرب مین موجود ہی اور اکثر اہل لغت نے لکھا ہے کہ
یستنبطون سے استثنا ہے کما فی المجمع ان معانی مین اس وسوسہ
کی بھی گنجائش نہین اگرچہ کوئی باتباع شیطان وسوسہ پیدا کرکے
کرنا چاہے جسطرح منافقین عہد نبوت مین چاہتے تھے **قولہ** انتہ
اسی مین ہے لا خیر فی کثیر من نجواہم الا من امر بصدقۃ الخ یہ
عبارت بھی قرآن مین غلط ہے کیونکہ نجوی فعل ہے اور من اسم ہے پس اسم
کی استثنا عربی گرامر کے موافق فعل سے جائز نہین **اقول** معترض کی اس
مہمل عبارت کا کچھ مطلب معلوم نہین ہوتا کیونکہ نجوی یا مصدر ہے یا بروزن
سکری جمع ہے بمعنی متناجیین بہرحال اسم ہے فعل نہین اور پادریصاحب
کہتے ہین کہ فعل ہے اور اسیطرح من اسم موصول ہے اور فعل ماضی امر اور کا
صلہ ہے اور صلہ سے ملکر مبتدا ہے خبر محذوف کی اور وہ خبر محذوف یہ ہے
فی نجواہم خیر اور مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ ہے یا یہ کہ لفظ نجوی مضاف
محذوف ہی اور لفظ من موصولہ اوسکا مضاف الیہ ہے پس یہ اسم مفرد ہے
بہرحال یہان فعل سے استثنا نہین بلکہ اسم سے ہی یا استثنائے منقطع ہے
معلوم نہین کہ پادریصاحب نے یہ اعتراض کس حالت مین لکھا ہی مناسب
کہ اجتماع حواس اور صحت عقل کے وقت اس اعتراض کو درست کرکے پھر لکھین
قولہ پارہ ۶ سورہ مائدہ مین ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت
علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا جب محمد صاحب نے

آخری حج کیا اور مرنے کے دن قریب آئے اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی
یعنی آج کے دن مینے تمھارا دین کامل کر دیا اور پوری نعمت دی اور
آجکے دن تمھاری مسلمانی سے مین راضی ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب
خدا مجھ سے راضی ہوا پہلے راضی نتھا پس ہزارہا اہل اسلام جو جہاد دن مین
آج کے دن سے پہلے قتل ہو چکے یا خود مر گئے اونسے خدا راضی نتھا وہ سب
کافر گیے پس الیوم کے بیچے رضیت کو ڈالنا سادہ لوحی کے سوا اور کیا
خیال جاوے **اقول** معانی مین تحریف کرکے اعتراض لکھنا محض سیہ کاری
ہے اس آیت کا مطلب اردو محاورہ کے مطابق یہ ہے کہ آج مین تمھارا دین
کامل کر چکا اور آج مین اپنی نعمت تمھین پوری دے چکا اور پسند کیا تمھارے
واسطے اسلام کو دین — نہ معلوم کہ پادریصاحب نے لفظ اسلام کو کس
قاعدہ سے ضمیر مخاطب کیطرف مضاف کیا ہے جو لکھا ہے کہ تمھاری مسلمانی
سے خوش ہوا تاکہ لازم آئے کہ اب تک خدا اونکی مسلمانون سے راضی نہ تھا
یہان کسی کی مسلمانی سے یا کسی مسلمان سے خوش ہونے کا ذکر نہین بلکہ
یہ بات ہے کہ چونکہ روز نزول آیت مذکورہ تک احکام مین تغییر و تبدیل و نسخ
ہو جاتا تھا اور کفار کا زور بھی خوب نہ گھٹا تھا اور آیندہ کے واسطے ہدایت
و ارشاد جاری رہنے کا کچھ استحکام نہوا تھا اور ان امور سے اسلام مین
ضعف سا تھا جسطرح حق تعالیٰ چاہتا تھا اوسطرح اسلام کو استحکام
و استقرار حاصل نہوا تھا اور حجۃ الوداع کے بعد یہ سب اسباب ضعف
زائل ہو گئی اکثر قبائل عرب خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گیے مشرک کعبہ مین

جانے سے بند ہو گئے علی بن ابی طالب مقام غدیر پر آیندہ کے واسطے وصی
اور امام امت مقرر ہو گئے تب یہ آیت نازل ہوئی اور حق تعالی نے اپنی
خوشنودی ظاہر فرمائی کہ آج ہم نے اسلام کو پسند کیا اور اوس سے رضامند
ہوئے اوس روز جو حق تعالے نے اسلام کے قوی اور کامل ہو جانے
پر خوشی اور رضامندی ظاہر فرمائی تو اس رضا کو مرے ہوئے مسلمانوں سے
عدم رضامندی کیونکر لازم ہو گئی کیا یہ ممکن نہیں کہ خدا اسلام سے بعد رفع
اسباب ضعف کے رضامند ہو اور اس سے پہلے مرے ہوئے مسلمانوں سے
بھی رضامند رہا ہو بلکہ باوجود اطاعت کے اونسے رضامند نہونا خلاف
عقل و عدل ہے کیونکہ اونکی زندگی تک جسقدر احکام نازل ہوئے تھے
وہی اونکے واسطے پورا اسلام تھا اور جب اونھوں نے اپنے عہد کے احکام
کو بدل و جان قبول کیا اور بخوبی اون پر عمل کیا تب اونکا کیا قصور ہوا
جو خدا اونسے ناخوش ہو اسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی بادشاہ اپنے ملک
نو مفتوح مین انتظام کرنے کے واسطے کسی سردار کو بھیجے اور اپنے قوانین اور
احکام جاری کرنا چاہے مگر بنظر مصلحت ایک دفعہ کل قوانین کو جاری نہ کرے
رفتہ رفتہ چند سال مین کرے اور جب رعایا کل قوانین کی متحمل ہو جاوے اور
دشمنون کے ضعیف ہو جانے سے انتظام مکمل ہو جاوے تب بادشاہ اپنے
قوانین اور تکمیل انتظام پر خوشی ظاہر کرے اور رعایا سے کہے کہ اب ہم نے ترمیم
و تجدید قوانین ختم کر دی اور جسقدر قوانین جاری کرنے منظور تھے سب ہو گئے
آج ہم اس انتظام اور قوانین سے خوش ہوئے تو اس تقریر سے کوئی یہ خیال

نہین کرسکتا کہ رعایا مین سے جو لوگ دربار مین مرگیے اور اونھون نے اپنے عہد کے قوانین کی تعمیل کرکے نائب بادشاہ کی بدل وجان اطاعت کی اونسے بادشاہ ناخوش رہا دور نہ جاؤ انگریزون سے پوچھ لو کہ ابتداے عملداری سرکار مین جن لوگون نے اوسوقت کے قوانین کی تعمیل کی اور بدل وجان گورنرون کی اطاعت کی مگر قوانین مروجۂ حال کی تعمیل سے معذور رہے تو سرکار اون سے خوش ہے یا ناخوش بلکہ اون سے زیادہ خوش ہے کیونکہ وہ لوگ مثل معین ومددگار کے تھے بہرحال مجاہدین اسلام بلکہ عموماً اصحاب رسول جنھون نے اپنی سعی سے اسلام کو اس درجہ پر پہنچادیا کہ خدا نے اوسکو پسند کرلیا تب اونسے ناراض ہونے کی کیا وجہ اور اس آیت سے ناراضی کیونکر نکلی ہان اگر رضیت بکم یا عنکم ہوتا تو اس وسوسہ کو کچھ گنجائش بھی تھی مگر اب کسیطرح نہین اونسے خدای تعالیٰ اوسیوقت راضی ہوگیا جسوقت اسلام قبول کیا اور اوامر ونواہی خدا پر عمل کیا اگر زندہ رہتے تو کل احکام جدیدہ کی بھی تعمیل کرتے اور زندہ رہنا اونکے اختیار مین نہ تھا پادریصاحب نے شاید اس آیت کو اوس انجیلی قول کے مقابلہ مین نکالنا چاہا ہے جو کہ حضرت مسیح علیہم السلام سے آیت ۱۷ باب پنجم انجیل متی مین نقل کیا ہے کہ مین توریت کے پورا کرنے کو آیا ہون اور حضرت داؤدؑ زبور نوزدہم[19] آیت ۷ مین پہلے فرماچکے ہین کہ خداوند کی توریت کامل ہے اور بقول عیسائیان جو توریت حضرت داؤدؑ کے وقت مین تھی وہی جناب مسیحؑ کے وقت مین مروج تھی پس کمال

افسوس ہے کہ محرفان انجیل توریت و زبور بھی نہ پڑھے تھے بالکل سادہ لوح
تھے۔ اور اوستادون نے جو اس قول انجیلی کے معنی بنائے ہین وہ ایسے
رکیک ہین کہ قابل ذکر بھی نہین **قولہ** ۱۹ فقرہ اسی مین ہے یَسْئَلُوْنَکَ
مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ لوگون نے محمد صاحب سے سوال کیا
کہ کونسی چیز کھانا ہمکو حلال ہے اوسکا جواب یہ ہوا کہ طیبات یعنی اچھی چیزین تمکو
کھانا حلال ہین یہ جواب غلط ہے سوال کے موافق نہین کیونکہ ہر ملک کے
طیبات جدے جدے ہوتے ہین کسی ملک مین کتا اچھی چیز ہے کسی ملک مین
سور اچھی بڑی عمدہ چیز ہے کسی ملک مین اونٹ نس یہ جواب اوسکے شریعت
کے برخلاف ہے اونکو چاہیے تھا کہ حلال چیزون کے نام بتلاتے پس یہی بلاغت
ہے سبحان اللہ **اقول** معترض نے دھوکا دینے کے واسطے پوری آیت
کو بیان نہین کیا جس سے ناظرین کو فورا اسکے کلام کا حال کھل جاتا پوری
آیت اسطرح ہے یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ
وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ فَکُلُوْا مِمَّآ
اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ الخ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ پوچھتے
ہین تجھسے اے محمد کہ اونکو کیا حلال ہے کہہ تو حلال ہین تمکو پاک چیزین اور
شکار اوس کتے کا شکار جسے تم نے شکار کرنا تعلیم کیا ہو پس کھاؤ تم
اوس شکار کو کہ جسکو کتا پکڑ کر روکا رکھے تمھارے واسطے اور اللہ کا نام
لو اوسپر یعنی ان شرائط سے کتے کا شکار مارا ہوا کھاؤ ورنہ اوسے بھی
نکھاؤ اور ڈرو اللہ سے اللہ جلد حساب لینے والا ہے مین یقین کرتا ہون

کو اس کتاب کے لکھنے مین اکثر اوقات معترض کو حالت ثالثہ بین النوم والیقظۃ رہتی تھی تفاسیر مین شان نزول آیت کو نہ دیکھا کہ مدینہ مین کتون کے قتل کا ایک بڑا معرکہ ہوا تھا اور لوگون نے کتے کے مارے ہوئے شکار کا سوال کیا تھا اسواسطے سوال کے مطابق آیت نازل ہوئی ہے اور طیبات کے جدا جدا نام نہ لینے پر جو اعتراض ہے سو پادریصاحب نے تین سطر قبل اس آیہ کے دیکھا ہوتا کہ اوس دوسری آیت مین سور وغیرہ دیگر محرمات وذبائح کا بیان ہوچکا ہے چنانچہ شروع سورہ مین فرمادیا ہے اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ الخ اور پھر فرمایا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الخ اور اواخر سورہ انعام مین جو سورہ مائدہ سے بہت پیشتر مکہ مین نازل ہوئی تھی حیوانات طیبہ ماکولہ عادیہ کا بیان ہوچکا ہے اور پھر آنحضرت صلعم نے اکثر حیوانات کو نام بنام فرمادیا ہے اور حلت وحرمت کا قاعدہ مقرر کردیا پس کلام خدا اور کلام رسول سے سب مسلمان سمجھ چکے تھے کہ فلان فلان حیوان حرام ہین اور فلان فلان طیب ہین حقیقت مین ہر ملک کے طیبات جدا جدا ہوتے ہین قرآن مین کہان تک اونکا نام لیا جاتا یہ طول خلاف فصاحت تھا اور یہی عقلا کا قاعدہ ہے کہ مستثنیات کو بیان کردیتے ہین باقی کے واسطے ایک قاعدہ کلیہ لکھدیتے ہین جسطرح توریت مین ہے دیکھو قوانین انگریزی مین جرائم کا ذکر

ہے افعال مباح اور مجاز کا ذکر نہین اصحاب رسول غبی اور بلید طبع نہ تھے
جو طیبات کو نہ سمجھتے وہ الطیبات کے الف لام تعریف سے ہی سمجھ لیتے
کہ طیبات پہلے مذکور ہو چکے اور پادریصاحب جو کہتے ہین کہ یہ اوس کی
شرع کے برخلاف ہی یہ تخصیص بھی بیجا ہے سؤر اور کتے کا کھانا حضرت موسیٰ
وعیسیٰ بلکہ سائر انبیا علیہم السلام کی شرع کے برخلاف ہی کتے کا حال تو ظاہر
ہے کہ کسی ملک کے طیبات مین نہین ہے کوئی نہین کھاتا اور سؤر کے باب
مین باب یازدہم آیت ۷ و ۸ توریت مین لکھا ہے کہ سؤر تمھارے واسطے
ناپاک ہے تم اوسکا گوشت نہ کھائیو اور نہ اوس کی لاش کو ہاتھ لگائیو فقط
پس سؤر اور کتے کا کھانا خاص منکرین توریت و قرآن کا حصہ ہے قولہ
۲۰ فقرہ انفال مین ہے کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ یہ تصحیف
تالیف ہے مشبہ اور مشبہ بہ کا پتہ نہین مجذوبانہ بولی ہے پس فصاحت
سے خالی ہے کوئی مولوی صاحب اسکی ترکیب بیان کرین اقول یہ آیت
قرآن مین اسطرح ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ
رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ
بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ یہ آیت جنگ بدر کی غنیمت
کے باب مین نازل ہوئی ہے قصہ مختصر اسکا یہ ہے کہ خلیفہ اول و دوم نے
بنا بر مصلحت وقت کے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ہم صرف تین سو
پانچ یا تیرہ مسلمان ہین اور ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور ہم مین چھ زرہ
اور آٹھ تلوارین ہین اور اہل مکہ اشجع اور دلاور ہین مناسب ہے کہ پہلے

قافلہ قلیل الجماعت کو جو ابوسفیان کے ہمراہ شام سے مال لیکر آیا ہے لوٹ
لینا چاہیئے تاکہ اس مال و متاع سے سامان جنگ کا مہیا ہو جاوے اور
مسلمانون کو قوت ہو جاوے اور یہ پہلی لڑائی ہے ساز و سامان سے
لڑنا چاہیئے اس کلام کو سنکر آنحضرت صلعم بہت ناخوش ہوئے اور رنگ
چہرۂ مبارک کا متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اور وجہ ناخوشی کی ظاہر تھی کہ
ذات بابرکات آنحضرت صلعم کی طمع و حرص دنیا سے پاک تھی افلاس و ثروت
یکسان تھا صرف اشاعت دین خدا مد نظر تھی اور اعانت خدا متیقن تھی وہان
ہر بات وحی سے تھی جب یہ حال اصحاب کبار نے دیکھا تو علی ابن ابی طالب
اور مقداد اسود اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری وغیرہ نے عرض
کی کہ یا رسول اللہ ہمارا حال بنی اسرائیل کا سا نہین ہے جنھون نے
حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ تو اور تیرا پروردگار جاؤ اور لڑو اور ہم
یہان بیٹھے ہین آپ اہل مکہ کے مقابلہ کو چلیے ہم آپ کے ساتھ ہین آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ جزاکم اللہ اور پھر بعد اور قیل و قال کے فرمایا کہ
بسم اللہ چلو خدا کی برکت کے ساتھ اور بشارت ہو تمکو کہ خدا تعالیٰ نے
وعدہ فرمایا ہے کہ ایک جماعت کا مال و اسباب تمھارا ہے پس سب اصحاب
طوعاً و کرہاً جنگ کو آمادہ ہو کر روانہ ہوئے اور بمقام چاہ بدر پر مقابلہ
ہوا حق تعالیٰ نے مسلمانون کو فتحیاب کیا اور بہت مال اور اسباب اونکے
ہاتھ لگا لیکن تقسیم غنیمت پر باہم کچھ گفتگو ہونے لگی اصحاب مجتمع ہو کر
آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور سوال کیا کہ یہ غنیمت کس کا حصہ ہے حضرت نے

تامل کیا تب یہ آیات نازل ہوئین یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ
لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ الخ جب غازیون نے یہ حکم سنا کہ لوٹ خدا اور رسول کا
مال ہے تب بعض اصحاب کو یہ حکم ناگوار خاطر ہوا مگر بوجہ اسکے کہ حضرت صلعم کے
حالات وعادات کو سب جانتے تھے اور خوکردۂ اخلاق محمدی تھے کچھ منہ پر
نہ لائے اور منتظر رہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے آخر الامر آنحضرت صلعم نے وہ اسباب
اپنی رائے کے موافق سبکو بحصۂ مساوی تقسیم کردیا الغرض اس جنگ بدر مین
دو وقت آنحضرت صلعم کا ارشاد اور حکم خدا مسلمانون کو ناگوار خاطر ہوا تھا
ایک غارت قافلہ کی ممانعت اور جنگ اختیار کرنا دوسرے مال غنیمت کا خدا
اور رسول کی ملک ہونا پس دونون وقت کی کراہت کو ان آیات مین
ظاہر کیا ہے بعد اس قصہ کے ناظرین کو معلوم ہو کہ معترض کے نزدیک اس
آیت کی ایک ترکیب بھی بامحاورہ نہین ہوسکتی مگر یہ وہ کلام متین و بلیغ ہے
کہ چار پانچ طرح سے اسکے معانی و ترکیبین ہوسکتی ہین مگر بوجہ اختصار کے
تین مذکور ہوتی ہین اولا آیۂ سابقہ جو آیۂ مذکورہ سے پہلے متصل ہے یعنی
لَھُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ مشبہ ہے اور کَمَآ اَخْرَجَکَ
الخ مشبہ بہ ہے اور لفظ ما مصدریہ ہے تقدیر عبارت اسطرح ہے اُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم محققہ
کاخراجک ربک من بیتک بالحق یعنی واسطے مؤمنین کے درجات عالیہ اپنے
نزدیک پروردگار کے اور مغفرت ہے اور عمدہ رزق ہے سچ اور محقق جسطرح

تیرا گھر سے نکالنا اور وعدۂ غنیمت سچ اور محقق تھا اور یہ وعدہ قرآن مین
موجود ہی چنانچہ فرمایا ہی وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ الخ
چونکہ حکم غنیمت بعض اصحاب کو مکروہ معلوم ہوا اور یہ پہلی جنگ اور غنیمت تھی
لہذا خداوند حکیم نے اولاً اطاعت خدا اور رسول کی تاکید فرمائی بعدہ بطور ترغیب
و تحریص کے فرمایا کہ اس اطاعت کے عوض آخرت مین اونکے واسطے درجات
عالیہ اور گناہون کی مغفرت اور نعماے جنت ہین لیکن چونکہ یہ اشیا بالفعل
مرئی اور مشاہد نہین تھے بلکہ نسیہ تھے اور غنیمت نقد تھی اسلیے اس کلام کی
تصدیق و توثیق کے واسطے اوس معاملہ کی تشبیہ دی جسکو وہ اوس وقت
دیکھ چکے تھے کہ سب کی رای غارت قافلہ پر متفق تھی اور جنگ خلاف عقل معلوم ہوتی
تھی اور پیشین گوئی اور بشارت آنحضرت صلعم کی کہ ایک جماعت کا مال
تمکو ضرور ملے گا کسی کی سمجھ مین نہ آئی تھی پس در باب غنیمت و انفال خدا
و رسول کے اطاعت کرو اور کچھ پس و پیش نکرو دیکھو کہ کلام لاحق و
سابق کو کیسا کچھ اتصال ہے اور مشبّہ اور مشبّہ بہ دونون پاس موجود ہین
ثانیاً یہ کہ لفظ کما سے پہلے اَخْرَجَہٗ محذوف ہی تقدیر عبارت کی یہ ہے
لَھُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ اَخْرَجَہٗ رَبُّھُمْ مِّنْ خَزَائِنِ
رَحْمَتِہٖ مِنَ الْغَنِیْمَۃِ وَغَیْرِھَا کَمَآ اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ کما
فی التبیان فعل اخرج مذکور اس محذوف پر دلالت کرتا ہے شاہد یہ ہے
خلزہ بن الحارث معلقہ سابعہ مین کہتا ہے شعر کتکالیف قومنا
اذ غزی المنذر رھط نحن لابن ھند رعاء زیہان مشبّہ محذوف ہے

اور شراح نے لفظ تکالیف کے قرینہ سے بل کلفتم تکلیفا مقدر فرض کیا ہے اور تقدیر عبارت یون ہے ھل کلفتم تکلیفا کتکالیف قومنا اذ غزی الملک المنذر، اور اس شعر مین یہ تکلف اور زیادہ ہے کہ جو قوم وقبیلہ کہ کلفتم کا مخاطب ہے اوسکا ذکر ترک کرکے بادشاہ کی مدح کرنی شروع کردی ہے اور بعد مدح کے پھر اوسی قوم وقبیلہ کے حال مین یہ شعر لکھا ہے ایضا شعر فرددنا ھم بطعن کما یخرج من خربۃ المزاد الماء، یہان بھی مشبہ مذکور نہین شراح نے اسی عبارت سے یخرج الدم منہ عبارت مقدر اور محذوف فرض کرکے مشبہ نکالا ہے تقدیر عبارت کی یون ہے فرددنا ھذا القوم بطعن یخرج الدم منہ خروجا کخروج الماء من افواہ الزق عمرو بن کلثوم التغلبی معلقہ مین کہتا ہے شعر اذا ما راجعن یمشین الھوینا کما اضطربت متون الشاربینا یہان بھی مشبہ محذوف ہے اور شراح نے اسی عبارت سے پیدا کرکے لکھا ہے کہ اصل ترکیب یون ہے اذا مشین یمشین المشی الھوین اللین فیضطربن فی مشیھن اضطرابا مثل اضطراب متون الشاربین پس اسقدر عبارت محذوف ہے فیضطربن فی مشیھن اضطرابا مثل الخ اور اس شعر مین معترض کے اضطراب کے واسطے اور ایک بات زیادہ یہ ہے کہ ہوین صفت تو مذکور ہے مگر موصوف محذوف ہی یہ کلام اون کے نزدیک شاید زیادہ مجذوبانہ ہوگا تالثا گمگا خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور یہی مبتدا مشبہ ہے اور تقدیر عبارت کی

اسطرح ہے هذا الحال کما فی الانفال مع کراهیتهم لحال اخراجك ایاك من بیتك وهم کارهون اسصورت مین صرف مشبہ جو مبتدا بھی ہے محذوف ہے اور وہ سیاق عبارت اور آیات سابقہ کے مضمون سے مفہوم ہوجاتا ہے کما نقلہ السیوطی وغیرہ نہ معلوم کہ پادریصاحب اشعار عرب کے محذوفات اور ترکیبون کو دیکھین گے تو اوسکو کیسا کلام کہین گے دیکھو طرفہ کے اشعار کو معلقہ ثانیہ مین شعر وارد ع نباض احذ ململم ؎ کمرداة صخر فی صفیح مصمد یہان مبتدا جو مشبہ ہے اور خبر بھی دونون مقدر و محذوف ہین اور صرف مبتدا کی صفت مذکور ہے تقدیر عبارت کی اسطرح ہے لها قلب ارو ع نباض واحذ وململم + کمرداة صخر الخ اگر ممکن ہو تو کوئی مشبہ کو بتائے کہ کہان مذکور ہے صرف صفت کے ذکر سے مفہوم ہوجاتا ہے کہ یہان کوئی موصوف محذوف ہے اور پھر یہی شاعر کہتا ہے شعر واتلع نهاض اذا صعدت به ؎ کسکان بوصي بدجلة مصعد ؎ اس شعر کا حال بھی شعر سابق کا سا ہے کیونکہ اسمین عنق مبتدا موصوف اور مشبہ محذوف ہے اور خبر لہا بھی محذوف ہے اگرچہ یہ دونون شعر اس ترکیب ثالثہ کے بعینہ شاہد نہین مگر ان شعرون سے عوام لوگ سمجھ لین گے کہ کلام عرب مین اس قسم کے محذوفات شائع ہین ناظرین غور کرین کہ پادریصاحب کے نزدیک اس آیت کی ایک طرح سے بھی ترکیب محال تھی جسپر ایسا سخت لفظ مجادلہ کہا ہے اور اتنا بڑا دعوے کیا کہ کوئی مولوی صاحب اسکی ترکیب کرین

مگر بیان عنایت الہی سے تین طرح سے تراکیب و معانی مع شواہد و
نظائر مذکور رہوئے اگر اونکے مزاج مین کچھہ انصاف ہوگا تو اقرار
کرین گے کہ یہ اعتراض خود مجذوبانہ تھا تہذیب قرآن کی عبارت
سہل و ممتنع ہے کہین سہل اور کہین دقیق و متین اور سبب اسکا یہ معلوم
ہوتا ہے کہ قرآن سے جسطرح عرب کے واسطے ہدایت اور ارشاد مقصود
تھی اسیطرح فصاحت مین بھی اونکی تخجیل و تبکیت مقصود تھی لہذا ضرور
ہوا کہ اونکی ہر قسم کی عبارت کے مقابلہ مین قرآن مین بھی عبارت ہو
تاکہ وہی یہ نکہین کہ قرآن کی عبارت اُمی یعنی ناخواندہ شخص کی ہے ہماری
سی متین عبارت نہین ہے **قولہ** ۲۱ فقرہ اسی مین ہے یٰٓاَیُّهَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ ای مسلمانو اللہ
اور محمدؐ کی تابعداری کرو اور اللہ سے نہ پھرو پس محمدؐ سے پھرنا جائز ہوا
اسلیے یون بولنا چاہیے تھا لا تولوا عنهما **اقول** اگر پادریصاحب
نحو کو بھول گیے ہین تو خیر ہم ہی اونکو کافیہ پڑھاتے ہین المضمر فی
المتکلم او مخاطب او غائب تقدم ذکرہ لفظاً او معنی او حکماً شارح
رضی تقدم معنوی کی شرح کرتے ہین و قسم ایضاً المتقدم المعنوی
قسمین احدهما ان یکون قبل الضمیر لفظ متضمن للمفسر بان یکون
المفسر جزء مدلول ذلك اللفظ کقوله تعالی اعدلوا هو اقرب
للتقوی ای العدل اقرب لان الفعل یدل علی المصدر و الزمان
و الثانی ان یدل سیاق الکلام علی المفسر التزاماً لا تضمناً کقوله

تعالی وَلِاَبَوَیْهِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ لانه لما ساق الکلام قبل
فی ذکر المیراث لزم من ذلک السیاق ان یکون ثم مورث الخ بعد
اسکے ناظرین ملاحظہ کرین کہ یہ وہ کلام متین ہے کہ جسکے چند طرح سے معانی
و ترکیب ہوسکتے ہین **اولا** مرجع ضمیر عنہ کا لفظ رسول ہے جو لفظاً متقدم
موجود ہے یعنی اہی ایماندار واطاعت کرو اللہ اور رسول کی اور رسول اللہ سے
نہ پھرو اور قاعدہ ہی کہ قریب مرجع کے ہوتے ہوئے بعید کی طرف حتی المقدور
ضمیر کو نہین پھیرتے اور در اصل بیان اطاعت رسول کی ہی تاکید ہی کیونکہ
جہاد کا ذکر ہے لفظ اللہ محض تمہید و تاکید کے واسطے ہے اور نیز بموجب
آیات عدیدہ کے اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہی کما قال اللہ تعالے
وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور ہرگاہ ضمیر واحد درست ہو جاوے تو
ضمیر تثنیہ لانا کیا ضرور ہے کیونکہ واحد مین ایجاز و اختصار ہے نہین معلوم
کہ پادریصاحب نے اسمین کیا سقم سمجھا ہی جو ضمیر کو رسول اللہ صلعم کی طرف
نہین پھیرا **ثانیاً** مرجع ضمیر کا جہاد ہے اور وہ بالمعنی متقدم ہے اور سیاق
کلام سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ آیات تاکید جہاد مین وارد ہین چنانچہ اوس
سے پہلے ترہیب فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ الخ پادریصاحب نے ذرا پہلی آیت کو بھی
تو دیکھا ہوتا **ثالثاً** مرجع ضمیر کا طوع ہے یا حکم ہے جو فعل اطیعوا سے مفہوم
ہوتا ہے یعنی لا تولوا عن امرھما یعنی نہ پھرو حکم خدا اور رسول سے) مین کہتا
ہون کہ اس آیت مین تو ضمیر واحد کے درست ہونے کے واسطے بہت وجوہ

موجود ہین مگر پادریصاحب اگر اشعار عرب کو دیکھین تو حیران ہوجاوین مشکل تو یہی ہے کہ کچھہ نہین دیکھا ذوالرمۃ کہتا ہے شعر ومیتۃ احسن الثقلین خلقا وسالفۃ واحسنہ قذالا ۔ ای واحسن الثقلین قذالا ۔ کما فی شرح الحماسۃ دیکھو ثقلین تثنیہ ہے اور ضمیر احسنہ مین واحد ہے کیا کلام متین اور بلیغ ہے کہ ایک ذراسی عبارت کے کسقدر معانی وتراکیب ہوسکتے ہین اور اسی واسطے جناب امیرالمومنینؑ نے ابن عباس سے فرمایا ہے ان القران ذو وجوہ اگرچہ پادریصاحب نے قرآن پر اعتراضات کرکے اپنی تفضیح کی مگر ہم اون کے شکرگذار ہوتے ہین کہ اونکے باعث قرآن کی فصاحت وبلاغت کا نمونہ کچھہ عوام کو بھی معلوم ہوجاویگا **قولہ** ۲۱ فقرہ توبہ مین ہے فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ قرآن مین غلط بولا گیا ہے کیونکہ لفظ شہر مذکر ہے اوس کے لیے ضمیر مونث کی بولنا جائز نہین اور تخصیص ظلم کی اون مہینون مین غلط ہے بلکہ ہر حال مین ظلم نکرنا چاہیے **اقول** اعتراض کیا ہے کشت زعفران ہے کہ جسے دیکھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے ۔ دراصل یہان دو اعتراض کیے ہین ایک ضمیر فیہن کی نسبت اور دوسرا تخصیص ظلم کی نسبت پس ہر ایک اعتراض کا جواب علیحدہ علیحدہ مذکور ہوتا ہے **جواب اعتراض اول** دیکھو آیہ کریمہ یہ ہے اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ الخ بنابر روایت اور موافق سیاق عبارت کے ضمیر مونث جو فیہن مین ہے اربعہ حرم کی طرف

راجع ہے اور یہی پادریصاحب نے بھی سمجھا ہے کیونکہ اونھون نے ان مہینون
کی تخصیص ظلم پر بھی اعتراض کیا ہے اور تخصیص بدون اسکے ہو نہین سکتی کہ
بارہ مہینے مین سے چار جدا کیے جاوین اور لفظ حرم جمع مذکر لایعقل غیر سالم
ہے اور اسی سبب لفظ اربعۃ آیا ہے ایسی جمع کے واسطے ضمیر مؤنث ہی آتی
ہے چنانچہ کافیہ مین ہے وضمیر الاناث والایام نعلت وفعلن یعنی ضمیر
عورتون کی اور جمع مکسر مذکر غیر عاقل کی جسطرح لفظ ایام ہے فعلت اور فعلن
آتی ہے لبید شہر ثمن شہر بعد عہدا نیسہا ؛ جحج خلون حلالہا
وصرامہا مر ۔ کما فی المعلقۃ پس اعتراض محض جہالت ہی اور اگر پادریصاحب
ضمیر کو لفظ شہر کی طرف راجع کرتے ہین تو باوجودیکہ یہ اونکی پچھلی عبارت کے
خلاف ہوگا مگر خیر اسکا یہ جواب ہی کہ شہر بالمعنی جمع ہی کیونکہ تعداد مین بارہ مہینہ
ہین چنانچہ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فرمایا ہے اور نیز پیشتر اونکو شہور فرمایا ہے اور اسکے
واسطے منہا مین ضمیر مؤنث مذکور ہو چکی ہے یہان بوجہ رعایت قاعدہ نحو کے
شہر فرمایا گیا ہے کیونکہ عربی مین بعد دس کے گو تمیز جمع ہو مگر واحد بولی جاتی
ہے مجکو حیرت ہو کہ پادریصاحب نے ہندوستان سے قواعد عربی کو بالکل
مفقود سمجھ لیا ہے یا یہ کتاب حالت نشہ مین لکھی ہے اور اگر تعصب نہ یاد تھا تو
قرآن پر کیون عنایت فرمائی صرف ونحو کی کتابون پر اعتراض کرنا چاہیے تھا

جواب اعتراض دوم یہ ہے کہ ہرگاہ پادریصاحب نے ضمیر فِيهِنَّ کو
اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا کی طرف راجع کیا ہے تو پھر عام مہینے کون سے ہون گے اور
کتنے جن مین سے بارہ کی تخصیص کی ہے کیا پادری صاحب کے نزدیک سال مین

بارہ مہینے سے زیادہ ہوتے ہین لیکن اونکی عقل و تعصب سے بعید نہین کہ قرآن
کی مخالفت و عداوت سے سال مین بارہ مہینے سے زیادہ کے اثبات کی فکر مین
ہون بہرحال اعتراض اول ضمیر مؤنث کا اعتراض دوم تخصیص ظلم کے ساتھ
جمع نہین ہوسکتا یہ وہی مثل ہے کہ یک بام و دو ہوا اور بغیر اجتماع کے تنہا
بھی محض تعصب ہے بلکہ اظہار جہالت اونکو مناسب تھا کہ اس کتاب کے چھپوانے
مین عجلت نکرتے اور دوبارہ غور سے دیکھتے گو ترقی مین دیر ہوتی لیکن ہم
اسی جواب پر اکتفا نہین کرتے بلکہ اصل وجہ تخصیص ظلم کی اور مطلب آیت کا بھی
بیان کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ مراد ظلم سے ہر گناہ نہین صرف جنگ و جدال
مراد ہے اور چار مہینے یعنے رجب ذیقعدہ ذی الحجہ محرم حق تعالی نے اسواسطے
متبرک اور معظم مقرر کیے ہین کہ مسلمان ان مہینون مین حج اور عمرہ مین مشغول
رہین اور دور دور سے حج کو آئین اور جائین اگر ان مہینون مین بھی اجازت
جنگ ہوتی تو اکثر آدمی خصوصًا عرب کے لوگ اپنے دشمنون کے خوف کی سبب
حج سے محروم رہتے اور ہر سال مکہ مین بہت کشت و خون ہوا کرتا کیونکہ وہان متخاصمین
مجتمع ہوجاتے ہین اور عرب کی عادت تھی کہ بغیر حوض لیے اپنے مقتول کے باز
نہ آتے تھے اور سالہا سال تک اکثر قبائل مین عداوت اور لڑائی رہتی تھی اور
اسی مصلحت سے غالبًا مکہ معظمہ مین بھی جنگ و جدال کو اور حج مین سخت بات
کہنے کو بھی منع فرمایا ہے لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ فِي الْحَجِّ پس بنظر ایسے مصالح کے
حکیم مطلق نے چند مہینون مین تقدیم جنگ و جدال کو بتاکید منع فرمایا ہی اور
قطع نظر اس وجہ کے ہم کہتے ہین کہ ہر گاہ حق تعالی نے ان چار مہینون کو معظم اور

محترم مقرر کیا اور ان مین عبادت کرنے کا اجر و ثواب بھی زیادہ کیا تو گناہ کا
عذاب بھی سخت ہونا چاہیے تھا اور یہ بات غالبا ہر ایک مذہب مین ہو کہ
اوقات متبرکہ اور مقامات مقدسہ مین گناہ اور جرم کرنے سے جرم مین سنگینی ہو
جاتی ہے اور امید عفو کم ہوتی ہے مثلاً اگر کوئی عیسائی یکشنبہ کو یا گرجا مین
کسی آدمی کو قتل کرے تو غالبًا یہ قتل پادریون کو بہ نسبت عام قتل کے زیادہ
مکروہ و ناگوار ہوگا پس ایسی وجوہ سے ان ایام متبرکہ مین جنگ و جدال کو نہایت
تاکید سے منع فرمایا ہے اور اگر پادریصاحب ان مہینون کے متبرک
کرنے کی وجہ دریافت کرین تو علاوہ اوس وجہ کے جو پہلے مذکور ہوئی ہم الزامًا
کہین گے کہ روز یکشنبہ کے متبرک ہونے اور تعطیل کی کیا وجہ ہی اگر معاذ اللہ
بقول شما خدا نے اوس روز تعطیل کی تھی تو لازم ہے کہ تم بھی اوس روز خدا کی
پیروی کرو اور عبادت نکرو کیونکہ عبادت مین بھی روحانی تکلیف بہت ہوتی
ہے اور اصطباغ یعنی ہولی و اڑا اور عشای ربانی یعنی حضرت مسیح کا خون
و گوشت کھانے کی کیا وجہ ہی اور جملہ احکام توریت و انجیل کی کیا علت ہے
فما ھو جوابکم فھو جوابنا **قولہ** ۲۳ فقرہ یونس مین ہے بِفَضْلِ اللّٰہِ
وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا یہ عبارت بھی غلط ہے کیونکہ مشار الیہ فضل اور
رحمت دو چیزین ہین پس لفظ ذلک بولنا نہ چاہیے تھا بلکہ ذینک کہنا واجب تھا
اقول آیہ کریمہ اسطرح ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ
رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ قُلْ بِفَضْلِ
اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝ ترکیب یہ ہے

کہ حرف باے جارہ متعلق ہے فعل محذوف جاء تکم سے اور اس محذوف پر فعل قد جاءتکم مذکورہ بالا دلالت کرتا ہے اور مراد فضل و رحمت سے قرآن ہے اور وہ ایک چیز ہے نہ دو چیزین اور اوپر اسی کیواسطے موعظۃ اور شفا اور ہدایت اور رحمت چار لفظ لکھے ہین پس اعتراض واہیات ہی اور اگر بنا بر قول دوم کے مراد فضل سے رسول اللہ صلعم یا اسلام اور رحمت سے قرآن ہو تو اوبسوقت عبارت کی ایک کیا دو طرح سے ترکیب ہوسکتی ہے اولا یہ کہ مشار الیہ فعل محذوف کا مصدر یعنی مجیئت ہی اور تقدیر عبارت یہ ہے قل جائتکم فضل اللہ و رحمتہ و بمجیئتھما فلیفرحوا اور مصدر یا مضمون جملہ کو مشار الیہ یا مرجع ضمیر کا کرنا زبان عرب مین بہت شائع ہے کافیہ خوان تک بھی واقف ہین فرزدق شاعر حماسی جناب امام ہمام سید الساجدین زین العابدین علی بن الحسین کی مدح مین کہتا ہے کما فی الحماسہ تشعر اللہ شرفہ قدما و فضلہ ؎ جنی بذلک فی لوحۃ القلم اس شعر مین باوجودیکہ دونون فعلون کے مصدر مشار الیہ ہین پھر بھی اسم اشارہ واحد ہے اور مشار الیہ تثنیہ اور آیہ کریمہ مین صرف مصدر واحد نکلتا ہی بلکہ عرب مین ایسی صورتون مین کہ جہان اسم اشارہ یا ضمیر واحد ہو اور مشار الیہ یا مرجع تثنیہ ہو یہ قاعدہ مقرر ہے کہ اوس تثنیہ کو مشار الیہ اور مرجع نہین کہتے بلکہ مرجع اوسکا ایک عبارت محذوف یعنی المذکور فیما قبل کو مقدر کر لیتے ہین چنانچہ ذوالرمۃ کے شعر مذکورہ ع وسالفۃ واحسنہ قذالا مین بھی یہ تاویل ہوسکتی ہے و عرا مجمع بن ہلال شاعر حماسی کہتا ہے شعر

مضت مائة من مولدی فنضوتها ۞ وخمس تباع بعد ذاك وارمع

۞ بیان چونکہ لفظ ذاک مذکر ہے اور مشار الیہ اسکا لفظ مائة مؤنث ہے اسلیے نحاۃ نے عبارت المذکور فیما قبل کو مقدر کرکے مشار الیہ مقدر فرض کر لیا ہے **ثانیاً** یہ ہے کہ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ مبدل منہ ہے اور بِذٰلِكَ بدل ہے چنانچہ زجاج نے اسی ترکیب کو اختیار کیا ہے **قولہ** ۲۴ فقرہ ہود مین ہے فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيَاتٍ پس لاؤ تم دس سورتین قرآن کے مانند جھوٹی بنی ہوئی اس عبارت کے کیا معنی ہین یہی فصاحت و بلاغت ہے کہ اپنا مطلب بھی سیدھا ادا کرنے کی طاقت نہین ایسی واہیات عبارت بولتے ہین جس سے اپنا ہی گھر برباد ہوتا ہی یہ کلام قادر کے معنی ہین + **اقول** نہایت تعجب ہی کہ معترض اس عبارت کے معنی نہین جانتے ہم سے پوچھتے ہین یہ وہی صدائے شرک رہا ہے جو ہزارہا شعرائے مشاہیر کی مجلسون مین کیجاتی تھی اور سب منفعل ہوکر سر جھکا لیتے تھے اور یہ وہی ندائے کفر زدا ہے جو فصحا و بلغا کے شہرون مین دی جاتی تھی اور سب عاجز ہوکر چپ ہو جاتے تھے یہ وہی آواز ہے جو مشرکون پر تلوار سے زیادہ کام کرتی تھی اور نشتر کی طرح دلون مین پار ہوتی تھی یہ وہی کلام ہے جسکا معارضہ اور مقابلہ کسی سے نہ کیا گیا اور ناچار ہوکر تلوار سے لڑنا اختیار کیا اور لڑ بھڑ کر اپنا گھر برباد کیا مگر فصحاے عرب معترض صاحب کے برابر فہم و ذہن نہ رکھتے تھے کہ اس عبارت کو بے معنی کہہ کر اپنا پیچھا چھوڑا لیتے اور غلط کہکر اپنی ندامت رفع کر لیتے اونکا حال تو یہ تھا کہ اس عبارت کو

چھپ چھپ کر سنتے تھے اور نماز کے وقت خانۂ کعبہ کے عقب مین جا کھڑے
ہوتے تھے اور جب فصاحت و بلاغت کے لطف سے بیتاب ہو جاتے تھے
اور معارضہ اور مقابلہ سے ناچار تو اس عبارت کو سحر کہتے تھے اور بعض
تعصب و نفسانیت کے سبب افترا کرتے تھے کہ خدا کا کلام نہین ہے تمھارا
کلام ہے مگر لفظ غلط کبھی کسی کے منہ سے نہ نکلتا تھا جسطرح تیرہ سو برس
بعد مخاطب کے منہ سے نکلا ہے اور نہ کسی عبارت کا اولٹا مطلب بتاتے تھے
اور کیونکر بتاتے آخر جوہر سخن سنجی اور لیاقت سخن شناسی رکھتے تھے مطلق بے مادہ
نتھے سچ پوچھو تو اون ہی کو لطف اوٹھتا تھا وہی اسکے قدردان تھے اور
وہی اسکے حق شناس تھے چنانچہ لبید بن ربیعہ سا شاعر مصنف معلقہ رابعہ
اور نابغۂ جعدی اور حسان سا شاعر اور بہت شعرا محض فصاحت کے سبب ایمان
لے آئے اب تو کسی کو اسکے صاف صاف معنی سمجھنے کی بھی لیاقت نہین ہے
جو کوئی عماد الدین صاحب کی کتاب کو دیکھتا ہے ہنس پڑتا ہے اور جو کوئی
سنتا ہے اوسکو واہیات کہتا ہے حق تو یہ کہ ایک لبید بن ربیعہ اور نابغہ جعدی
اور کعبین اور حسان بن ثابت کا ایمان لانا فصاحت اور بلاغت کی تصدیق
کے واسطے کافی ہے جب ایسی عبارت بھی کسی کی سمجھ مین نہ آئے تو عبارت کا
کیا قصور ہے اور کسی کے سمجھانے سے کیا سمجھ مین آئے گا بقول سعدی
شعر گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؎ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؎ مگر اہل عقل بنظر
انصاف آیت کو دیکھین اور پادریصاحب کی فہم کی داد دین آیۂ کریمہ
تحدی کے واسطے نازل ہوئی ہے اور اسطرح ہے اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ

قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ خلاصہ مطلب یہ ہی کہ مین مثل تمھارے ایک آدمی
ہون اور تم مین پیدا ہوا ہون اور تمھارے ساتھہ نشو ونما پایا ہے اور تمھارے
ہی سامنے بچپہ سے جوان ہوا اور تم سے ہی کلام کرنا سیکھا جو تمھاری ہی زبان ہے
وہی میری ہے مین کہین پردیس سے جاکر نہین سیکھہ آیا اگر تم اسکو خدا کا کلام
نہین جانتے اور میرا افترا سمجھتے ہو تو مثل اسکے فصیح و بلیغ اور اسی نظم و اسلوب
کی کچھہ عبارت افترا کرکے لاؤ جسطرح تم مجھکو کہتے ہو حقیقت مین وہی معنی سیدھے
ہین جسے معترض صاحب اولٹے کہتے ہین لیکن فہم کی کجی ہے کیونکہ کفار کے قول
کو تسلیم کرکے برسبیل فرض اونکے ہی قول سے اونکو الزاماً جواب دیا ہے
کہ اگر تم اس کلام کو میرا کہتے ہو اور خدا کی طرف نسبت کرنے کو افترا جانتے
ہو تو خیر یون ہی سہی تم بھی ایسا مصنوعی کلام کہہ لاؤ کسیطرح تو مقابلہ مین
آؤ اور معقول ہو ناظرین غور فرماوین کہ دشمن کی بات کو تسلیم کرکے اوسی
کی بات سے الزام دینا کیسا اعلیٰ درجہ کا جواب ہوتا ہے اور کیا عمدہ طریقہ
مناظرہ کا ہے معترض صاحب نے بھی اگرچہ اس آیت مین جوش و خروش کرکے
بہت کچھہ خاک اوڑائی ہے اور دل کا غبار نکالا ہے مگر کیا فائدہ ہوا اونھین
کی اولٹی لیاقت ظاہر ہوئی اور اپنے ہی گھر کو برباد کیا عقل اسیکو کہتے ہین
اور دانش اسیکا نام ہے کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھے **قولہ** ۲۵ فقرہ نحل
مین ہے وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اس قرآن کی آیت مین تین عیب ہین جو فصاحت

بلاغت کے برخلاف ہے اول آنکہ لفظ مما مفرد ہے دوسرے یہ کہ یملک
صیغہ واحد کا ہے اور اونکے لیے لا یستطیعون جمع کا صیغہ بولا گیا ہے
جو بالکل غلط ہے تیسرے یہ کہ غیر ذوی العقول کے جمع واو نون سے بولنا
جہالت ہے اسلیے یہ آیت فصیح نہین ہے **اقول** تینون اعتراض بے اصل
اور جہالت کی دلیل ہین اور ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ پوجتے ہین مشرک لوگ
ایسون کو جو مختار نہین ہین روزی دینے پر اونکو آسمانون سے اور زمین
سے اور نہ کسی چیز پر قدرت اور طاقت رکھتے ہین لفظ مما سے کل معبودان
باطلہ اور آلہ مشرکین مراد ہین اور ہر ایک قسم کے مشرک سے خطاب ہے چنانچہ
عنوان آیت سے ظاہر ہے وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ الخ اعتراض
اول کا جواب یہ ہے کہ لفظ مما اگرچہ لفظاً مفرد و واحد ہے مگر معنیً کبھی جمع بھی آتا
ہے چنانچہ یہان بالمعنی جمع ہے اور جمعیت کی اس مین ممانعت نہین دیکھو جامی
نے لفظ ما اور من کی شرح مین لکھا ہے ویستوی فیھما المفرد والمثنی
والمجموع والمذکر والمؤنث اور برابر ہے ان دونون لفظون مین واحد اور
تثنیہ اور جمع اور تذکیر اور تانیث اور اگر جامی کا اعتبار نہو تو شواہد یہ ہین
نابغۃ **شعر** مہلا فداء لک الاقوام کلھم ۞ وما اثمر من مال ومن ولد ۞
ایضاً **شعر** فحلفت یا زرع ابن عمرو انني ۞ مما یشق علی العدو ضراری ۞
کما فی العقد دیکھو یہان لفظ ما مین کس قدر جمعیت ہے کہ مال اسباب وغیرہ آدمی
تک جو ذوی العقول ہین شامل ہین طرفہ **شعر** فان مت فانعیني بما انا
اھلہ ۞ وشقی علی الجیب یا بنۃ معبد ۞ کما فی المعلقۃ الثانیۃ مراد شاعر

کی لفظ ما سے اوس کے مفاخر اور مناقب اور کمالات ہین اعتراض دوم
کا جواب یہ ہی کہ ایسے لفظ ما کے واسطے اختیار ہے کہ خواہ باعتبار لفظ کے
صیغہ واحد لایا جاوے خواہ برعایت معنی کے صیغہ جمع لایا جاوے چنانچہ
شعر طرفہ مذکورہ بالا اس قاعدہ کا بھی شاہد ہے کہ ضمیر واحد غائب جو اهله
مین ہے لفظ ما کی طرف راجع ہے جو بالمعنی جمع ہے اور شعر دوم نابغہ مین بھی
بعوض ضمیر جمع غائب کے ضمیر متکلم واحد پر اکتفا کی ہے یعنی ضرارہی کہا ہے نہ ضرارهم
اعتراض سوم کے تین جواب ہین اول معبودان باطلہ کو بطور تہکم و استہزا
کے ذوی العقول فرمایا ہے اور یہ طریقہ عرب مین شائع ہے چنانچہ علم بدیع مین
یہ ایک صنعت مقرر کی گئی ہے شاہد ابو نواس شعر اذا ما تمیمی اتاك
مفاخرا فقل عد عن ذا کیف اکلك للضب — کما فی المطول والمختصر
اور یہ طریقہ کچھہ اہل اسلام کا موضوع نہین بلکہ غالبًا ہر زبان مین ہوگا دیکھو
ہمارے ہندوستان مین آرام طلب کاہل خدمتگار سے آقا لوگ خفا ہو کر بطور
طعن کے کہا کرتے ہین کیون سرکار یہ کام کیون نہین کیا اور اسطرح جب کوئی
عیاش فضول خرچ یا تعلی باز آدمی بوجہ اسراف کے تہیدست اور مفلس
پریشان ہو جاتا ہے تو لوگ طعن سے اوسکو کہنے لگتے ہین کہ اب تو نواب صاحب
کے پانون مین جوتہ بھی ثابت نہین قرآن مجید مین بھی اسطرح چند جگہہ
فرمایا ہے سورہ والصّٰفّٰت مین حضرت ابراہیم کا مقولہ ارشاد ہوا ہے
فَرَاغَ اِلٰٓی اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ مطلب ان
دو تین لفظون کا اردو محاورہ مین اسطرح ادا ہوتا ہی پس ابراہیم نے

بتخانہ مین گمسکر بتون سے کہا کہ تم کھاتے کیون نہین تم بولتے کیون نہین
حالانکہ بقول کفار تم معبود اور قادر مطلق ہو بہرحال اپنے موقع پر اسطرح
گفتگو کرنا عین بلاغت ہے کہ تھوڑے لفظون مین بہت سا مطلب ادا ہو جاتا ہے
اور اس معنی پر پہلی عبارت قرینہ موجود ہے کہ اولا معبودان باطلہ کو غیر ذوی العقول
کی طرح ارشاد کر دیا ہے تاکہ کسی کم استعداد کو شک نہ ہو جاوے ثانیا پہلے
مذکور ہو چکا کہ آیت مین جمیع اصناف مشرکین سے خطاب ہے چہ بعض فرق یہود
مدعیان الوہیت عزیر چہ بعض فرق عیسائیہ مدعیان الوہیت مسیح چہ معتقدین
حلول مثل براہمہ کے چہ معتقدین نور وظلمت چہ آتش پرست وچہ اصنام پرست
اور چونکہ ان معبودان باطلہ مین بعض ذوی العقول یعنی انسان بھی ہین
مثل حضرت عزیر اور حضرت مسیح علیہم السلام وغیرہ کے لہذا یہ جمع باعتبار اشرف
افراد کے اور تغلیبا ارشاد فرمائی ہے اور صنعت تغلیب کا بیان پہلے مذکور ہو
چکا ہے کہ یہ امر عرب کی زبان مین شائع ہے ثالثا لَا يَسْتَطِيعُونَ وَيَعْبُدُونَ
پر عطف ہے نہ لَا يَمْلِكُ پر۔ کما فی بیضاوی یعنی عبادت کرتے ہین یہ مشرکین
ہیچ وپوچ چیزون کی اور ہرگاہ خود باوجود حیات اور لیاقت حرکات کے
کچھ قدرت نہین رکھتے تو پھر ان جمادات یعنی اصنام وبتون مین کیا قدرت
ہو سکتی ہے اور قدرت بھی نہین رکھتے اور باوجود اس عدم قدرت اور محبوری
کے پھر نعمت خدا کا انکار کرتے ہین اور اوس سے مخالفت کرتے ہین چنانچہ
بعدہ فرمایا ہے أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ وَيَعْبُدُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ الخ پادریصاحب تعصب کو دور کرکے کہین کہ یہ آیت غلط

یا صحیح ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت مین چونکہ مشرکین پر احتجاج اور طعن و ملامت ہے اسواسطے غصہ کے سبب پادریصاحب کو صحت و غلطی مین تمیز نہین رہی قولہ ۲۶ فقرہ اسی مین ہے اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ یعنی ایک پل یا اوس سے بھی قریب دیکھو پوری مدت نہین بتلاسکتا اگر یہ خدا کا کلام ہوتا تو وہ شک کیون کرتا دوسری آیت قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی دو کمانون کی دوری یا اوس سے بھی کم تیسری آیت مین ہے اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ایک ہزار یا اوس سے زیادہ چوتھی آیت فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پتھر کے مانند یا اوس سے بھی زیادہ سخت یہ چارون فقرہ ضرور ہے کہ خدا کے منہ کے نہون کیونکہ خدا قادر مطلق ہے اپنا دلی مطلب بیان کرنے پر قادر ہے آدمیون کی طرح عاجز اور شک کرنے والا نہین ہے کیونکہ شک بے علمی کی حالت مین ہوتا ہے پس محمد صاحب نے لفظ اَوْ جو واسطے شک کے ہی کیون بولا اگر کہو کہ اَوْ شک کے واسطے نہین ہے بلکہ بمعنی بل ہے تو بل اضراب کے لیے ہوتا ہے اور اضراب خبر سابقہ سے رجوع کرنے کو بولتے ہین پس یہ بھی خدا ی تعالی پر محال ہے اس لیے تمام عالمون نے لاچار ہوکر مان لیا ہے کہ اَوْ ضرور شک کے لیے بولا گیا ہے پس محمد صاحب کا یہ کہنا کہ قرآن کی عبارت اور مضمون دونون خدا کی طرف سے اور اوسکے منہ کے ہین اونکے حق مین نہایت نقصان کرتا ہے کسی نبی نے یہ نہین کہا بلکہ کلام مقدس کے جتنے مضمون ہین وہ سب خدا کی طرف سے ہین عبارت رسولون کے منہ کی ہے پس اس قسم کے اعتراض

ہمین ضرور نہین کرتے کیونکہ رسولون کے تخمینے ہین پر محمد صاحب دعوی
کرتے ہین کہ مین خدا کے منہ کا لفظ لایا ہون مسلمانون کو لازم ہے کہ
انطرح کے اعتراض ہماری کتاب پر ہرگز نکرین اقول پادریصاحب
نے اس قول مین تین اعتراض کیے ہین اول لا انحصار معنی او کا شک اور اضطراب
مین ثانیا شک و اضطراب کا خدا پر محال ہونا ثالثا یہ کہ سب علما نے بیان
او کو شک کے واسطے مان لیا ہے پس یہ تینون اعتراض کم استعدادی کے
سبب ہوئے ہین کیونکہ پادریصاحب نے مقدمات تفاسیر یعنی قواعد
زبان عرب خوب نہین دیکھے وہ شرح ملا کو نحو کی بڑی کتاب سمجھے ہوئے
ہین اسواسطے بیان ہمکو حرف او کا بیان کچھ زیادہ کرنا مناسب ہے
گو طول ہوتا ہے رضی شارح کافیہ لکھتے ہین اعلم ان الاحرف الثلاثة
لاحد الامرین او الامور واو واما العاطفة فی المعنی سواء الا
فی شیئ واحد وھو ان او یجیئ بمعنی الی او الا ویجیئ ایضا للاضراب
بمعنی بل الخ اور پھر لکھتے ہین وقالوا ان لا و اذا کان فی الخبر ثلثة
معان الشك والابہام والتفصیل واذا کان فی الامر فلہ معنیان
التخییر والاباحة فالشك اذا اخبرت عن احد الشیئین لا یعرفہ
بعینہ والابہام اذا عرفتہ بعینہ وتقصد ان یبہم الامر علی المخاطب
فاذا قلت جاء نی زید او عمرو ولم تعرف المجائی منہما فاو للشك
فاذا عرفت قصدت الابہام علی السامع کقول لبید وھل انا الا
من ربیعة او مضر والظاہر انہ کان یعرف انہ من ایہما قال تعالی

اَتَاهَا اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا الخ اور ابن ہشام نے مغنی مین او کے واسطے
بارہ معنی لکھے ہین اور سیوطی نے بھی بہت معانی لکھے ہین حاصل مطلب ابن
ہشام کا یہ ہے کہ حرف او باعتبار اصل وضع کے احد الامرین کے واسطے
موضوع ہے مثل جَآءَنِیْ زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو آیا میرے پاس زید یا عمرو یعنی دونون
مین ایک نہ دونون اور اسی کو عربی مین تردید کہتے ہین یعنی پھیرنا مگر کم استعداد
آدمی کو ایسا ہی گمان ہوتا ہی کہ تردید صرف شک کی حالت مین ہوتی ہے اور
کسی سبب سے نہین ہوسکتی لیکن بقول اکابر نحاۃ ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے
بہت وجوہ و اسباب ہین منجملہ اونکے ایک شک کے باعث تردید کیجاتی ہے
دوم بنظر تخییر بھی تردید کیجاتی ہے اور تخییر یہ ہے کہ متکلم سامع کو دو یا چند
چیزون مین سے ایک چیز کے اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے نہ دونون
کی اجازت مثلاً تزوج ہندا او اختہا یعنی ہند سے یا اوسکی بہن سے اور یہ
تخییر اکثر نحاۃ کی راے مین بعد امر کے ہوتی ہے سوم بنظر اباحت تردید
کی جاتی ہے یعنی متکلم سامع کو دو چیزون مین ہر ہر واحد کے واسطے اور بھی
دونون کے واسطے اجازت دیتا ہے مثلاً تعلم الفقہ او النحو اور
ابن مالک کہتا ہے کہ ایسا او تشبیہ اور تمثیل مین اکثر آتا ہے شاہد یہ ہے
قطری بن الفجاءۃ الحماسی شعر حتی خضبت بما تحدر من دمی
اکناف سرجی او عنان لجامی شارح علی بن زکریا شرح مطبوعہ جرمن
مین کہتا ہے او ھنا لیست للشک وانما ھی التی یراد بہا احد الامرین
علی المتعاقب وھی اما اذا واما اذا ولک ان تزید الجمع لان اصلہا اولاً با

وهذا کما یسأل الرجل فیقال لہ ما کان طعامك فی بلدك فیقول الحنطة او الارز + لبید شعر اقضی البیانة لا افرط رہیبة ؛ او ان یلوم لحاجة لوامہا ؛ - کما فی المعلقة الرابعة + امرئ القیس شعر کان سراتہ لدی البیت قائما ؛ مداك عروس او صلایة حنظل ؛ - کما فی المعلقة چہارم ایہام کے واسطے تردید کیجاتی ہی ایہام کے معنی پوشیدہ گفتن ہین اور نحاۃ کی اصطلاح مین یہ ہی کہ متکلم کو علم ہو مگر بنظر مصلحت سامع پر پوشیدگی کردی تاکہ اوسکو شک رہے مثلاً جب کوئی مسلمان مناظرہ کرتے کرتے کافر سے دق ہوجاتا ہے تو آخر کو کہدیتا ہے کہ خدا جانے تو حق پر ہے کہ مین حالانکہ اوس مسلمان کو اپنی حقیت کا خوب وثوق ہوتا ہے مگر یہ ایہام اسواسطے کیا جاتا ہے کہ اگر محض اپنی حقیت کو کہون کا تو یہ شخص بیچر ناحق تقریر کریگا اور مفت دماغ سوزی ہوگی — اکثر اوقات استاد بشوق شاگرد طالب علم سے یا آقا خدمتگار سے کہتا ہے کھانا کھانے گئے یا تماشا دیکھنے کو حالانکہ استاد اور آقا کو اوس کے تماشا دیکھنے کا یقین ہوتا ہے کبھی ایک دوست سے بنظر استخبار کہا جاتا ہے کیون حضرت فلان جگہہ گئے تھے یا گھر حالانکہ متکلم کو اصل جگہہ جانے کا علم ہوتا ہے شاہد لبید شعر تمنی ابنتای ان یعیش ابوہما ؛ وہل انا الا من ربیعة او مضر ؛ - کما فی المجمع وشرح الکافیة للرضی یہان کوئی عاقل احتمال نہین کرسکتا کہ جسکے نسب اور قبیلہ کو اس زمانہ تک دوسرے ملکون کے باشندے جانتے ہین اوسکو اپنے نسب مین شک ہو پس بنظر تفصیل

وتقسیم کے بھی تردید کیجاتی ہے مثلاً الکلمۃ اسم او فعل او حرف اور
ھذا اما ان یکون جوھرا او عرضا یہان مجرد تقسیم واستدلال کے واسطے ہے نہ
شک وابہام کے واسطے جعفر بن علبۃ الحارثی شعر فقالوا لنا اثنتان
لا بد منھما صدور رماح اشرعت او سلاسل ۔کما فی الحماسۃ
والمغنی یہان تک صرف تردید کا بیان تھا علاوہ تردید کے حرف
او بمعنی واو یعنی مطلق جمع بین الامرین کے واسطے آتا ہے امرئ القیس
شعر فظل طھاۃ اللحم من بین منضج ؛ صفیف شواء او قدیر معجل ؛
۔کما فی المعلقۃ + +حمید بن الثور الھلالی الصحابی شعر قوم
اذا سمعوا الصریخ رایتھم ؛ من بین ملجم مھرۃ او سافع ؛ ۔کما
فی المغنی علاوہ اسکے حرف او اضراب کے واسطے بھی آتا ہے اور
اہل کوفہ اور ابو علی اور ابو الفتح اور ابن برہان اور فرا اور رضی نے لکھا ہے
کہ اسمین تقدم نہی ونفی اور اعادہ عامل کی شرط نہین جسطرح سیبویہ نے
کی ہے بلکہ مطلقاً اضراب کے واسطے آتا ہے اور چونکہ معترض نے اس معنی
کو خود لکھا ہے اسواسطے اسکے استشہاد کی ضرورت نہین **اعتراض**
دوم یعنی یہ کہ اضراب خدا پر محال ہے اسکا یہ جواب ہے کہ اضراب دو طرح
کا ہوتا ہے ایک یہ کہ جو کلام کہ حرف اضراب سے سابق ہو وہ کلام لاحق مین
داخل نہو یا لاحق بہ نسبت سابق کے ناقص ہو مثل رایت حمارا بل زیدا اور
اعطیتہ الف درھم بل مائۃ درھم دوسرے یہ کہ جو کلام کہ حرف اضراب
سے سابق ہو وہ لاحق مین مع شئی زائد داخل ہو مثل اعطیتہ الف درھم

بل الفی درھم اور اسی کو ترقی کہتے ہین پہلی قسم کا اضراب خدا پر محال ہے کیونکہ پہلے کلام سے تبائن و مخالف کلام کرنا قائل کی عقل مین خطا ظاہر کرتا ہے اور دوسری قسم کا اضراب صرف خطائے عقل کے ہی سبب نہین بلکہ اور اور مصلحتون کے سبب بھی ہوتا ہے اسواسطے خدا پر محال نہین کما ذکرہ العلامۃ الطبرسی وغیرہ چنانچہ کبھی اس سے اظہار عظمت اور وقعت منظور ہوتی ہے کبھی تذلیل و تحقیر مطلوب ہوتی ہے کبھی تاکید اور تہدید مدنظر ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کہے کہ مینے اپنے بھائی کو سو روپیہ بلکہ دو سو روپیہ دیے تو اسکلام سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ دو سو روپیہ کی مقدار دینے والے کی نظر مین ایک عظمت رکھتی ہے یا یہ کہ بھائی کی لیاقت دو سو روپیہ کے لائق تھی یا جس کام کو روپیہ دیا تھا وہ کام دو سو کے قابل نہ تھا یا یہ کہ اوس زمانہ مین دیکر اسنخاص اپنے بھائی کو اسقدر روپیہ نہین دیتے غرضکہ اس ترقی کے اسباب اور مصلحتین انواع و اقسام طور کی ہوتی ہین کہ جنکا حصر نہین ہوسکتا شاہد یہ ہے جرین شعر ما ذاتری فی عیال قد برمت بھم لما حص عدتھم الا بعدادکانوا ثمانین او زادوا ثمانیۃ لولا رجاءک قد قتلت اولادی کما فی المغنی شعر بدت مثل قرن الشمس فی رونق الضحی وصورتہ اوانت فی العین املح کما فی الرضی والمجمع انشدہ الفراء دیکھو ان اشعار مین عرف اور ترقی کے واسطے ہے بعد اس بیان کے ہر ایک آیت کا جواب تفصیلاً لکھا جاتا ہے پہلی آیت وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ

هُوَ اَقْرَبُ اسمین یہ اعتراض کیا ہے کہ پوری مدت نہین بتائی جواب یہ ہے کہ اس آیۂ کریمہ مین حرف او ابہام کے واسطے ہے یا بمعنی بل ترقی کے واسطے ہے اور اضراب بطور ترقی خدا پر محال نہین کما ذکرنا مطلب آیہ کا یہ ہے کہ خداوند قادر مطلق کی قدرت ایسی ہے کہ اوسکے نزدیک قیام قیامت اور حشر اموات مثل چشم زدن کے ہے کہ ایک امر کن مین مثل ازل کے سب موجود ہو سکتے ہین یا کہ اس مدت سے بھی قریب تر مین موجود ہو سکتے ہین اگرچہ حق تعالی کو تحقیقی مدت کا علم ہے مگر مخاطبین یعنی بندون پر اوس مدت کو مبہم کر دیا ہے یا بطور ترقی کے اقلّ مدت کو حسب اذہان عباد ظاہر کر دیا ہے باقی رہا یہ امر کہ پوری مدت کیون نہین بیان کی پس اگرچہ مفسرون نے اوسکا تعرض نہین کیا مگر ظاہرا اسکی کئی وجہ معلوم ہوتی ہین اولا یہ کہ یہان حق تعالی کو اپنی قدرت کا اظہار اور اثبات منظور ہے نہ تعیین مدت قیامت پس خدا کا مطلب یہ ہے کہ جہان تک جسکا ذہن جاے اور جسقدر مرتبہ قلت کا کوئی نکالے اوسی پر ہم قادر ہین کو جزو لایتجزی کے مساوی ہو اوسکو کوئی مشکل اور محال اور بعید خیال نکرے ثانیا یہ کہ اگر مدت معین مذکور ہوتی اگرچہ وہ نہایت قلیل ہوتی تو بھی اوس سے قدرت خدا کا محصور ہونا سمجھا جاتا اور معاندین اعتراض کرتے کہ اہل اسلام کے نزدیک خدا کی قدرت محصور ہے اور اون کے نزدیک خدا مجبور ہے کہ اس سے کم زمانہ مین قیامت نہین کر سکتا ثالثا یہ کہ موافق اذہان عوام اور محاورات

عرب کے یہ پوری مدت بھی ہے اور تحقیقاً اس سے بھی اقل و کمتر مقدار کا
بیان بلاضرورت خلاف بلاغت ہے کیونکہ اذہان پر اوسکا سمجھنا بلکہ
حکیم کو بھی عوام کا سمجھانا دشوار ہوتا ہے اسواسطے کہ لمحہ یعنی پل سے
کم مقدار کے واسطے کچھ نام مقرر نہین اس سے کم زمانہ بقاعدہ کسر اسی مقدار
قلیلہ کی طرف نسبت کرکے سمجھایا جاتا ہے مثلاً اگر کسی ناخواندہ آدمی بلکہ
خواندہ غیر حساب دان سے کہو کہ پل کے فلان کسور اعشاریہ مین اس کام کو کردو
وہ اوسمقدار کو ہرگز نہ سمجھیگا اور اگر یون کہو کہ پل سے بھی کم مدت مین
اسکام کو کردو تو فوراً سمجھ لے گا **رابعاً** یہ کہ تعیین مدت و وقت
قیامت خود جناب الہی کو منظور نہین یہ کسی کو نہین بتایا یہان تک کہ حضرت
عیسیٰؑ کو بھی باوجود خدائے نصاریٰ ہونے کے اوسکی خبر نہین اونھون
نے بھی حواریون سے اسیطرح مبہم کہا ہے دوسری آیت
سورۂ والنجم مین قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ہے اسمین وہی پورا فاصلہ نہ
بتانے کا اعتراض کیا ہے اسکا **جواب** یہ ہے کہ یہان او ابہام کے
واسطے ہے اور ترقی کے واسطے بھی ہوسکتا ہے اور بیان قربت مین
کمی فاصلہ کے اندر ترقی ہے اور قوسین ادنی مین مع شی زائد داخل
ہے اور فوائد اور نکات ابہام کرنے سے بظاہر یہ ہین اولاً حضرت جبرئیل
ملک مقرب نفوس مجردات ہین اونکا متحیز ہونا اور کسی سے قریب ہونا
مثل مادیات کے نہین جو سب کی سمجھ مین آجاوے خصوصاً صورت اصلی
سے قریب ہونا جسطرح ابتدا بعثت مین واقع ہوا اسواسطے اوس تحقیقی

قربت اور فاصلہ کو بیان نہین کیا گیا صرف ہماری عقل و فہم کے مطابق
بیان کر دیا ہے تاکہ ہم تخمینہ کر لین **ثانیا** اگرچہ عرب مین قوس و نیزہ
وغیرہ سے پیمایش کرنا مروج تھا مگر انکے حصص و کسرات مروج نہ تھے
جیسے گز کے حصص گرہ مروج ہین قوس کے کسرات کا بیان خلاف محاورہ
اور باعث مضحکہ ہوتا **ثالثا** لفظ ادنی کے فرمانے سے فاصلہ بھی حاصل
ہو گیا اور قوس سے کم ہوتا بھی تیسری آیت سورہ والصافات
مین حضرت یونس ع کے حال مین ہے وَاَرْسَلْنَاهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ
يَزِيْدُوْنَ اس آیت مین بھی پوری تعداد نہ بتانے کا اعتراض کیا ہے
جواب یہ ہے کہ یہان حرف او ابہام کے واسطے ہے یا بمعنی بل ترقی کے
واسطے ہے کما فی المجمع مطلب یہ ہے کہ بھیجا ہمنے یونس ع کو لوگون کے گمان
مین ایک لاکھ آدمیون کی طرف سو وہ غلطی پر ہین بلکہ لاکھ سے زیادہ
تھے اور یہ اعتراض کہ پورا عدد نہین بتا سکھا محض غلط ہے اونکو یون
اعتراض کرنا چاہیے تھا کہ پورا عدد قرآن مین کیون نہین لکھا کسواسطیکہ
تعداد اوس قوم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھی اور امت
سے بھی ارشاد کر دی تھی بلکہ اونکا مسکن کہ زمین نینوا مضافات شہر
موصل مین تھا اور اکثر احوال بیان فرما دیا ہے چنانچہ ابن عباس سے
روایت ہے کہ اس قوم مین ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے اور دیگر
صحابہ سے بھی روایت ہین اور قران مجید مین نہ لکھنے کا باعث وہی غایت
فاصلہ اور موزونی عبارت ہے جو فصاحت کے واسطے ضروریات سے ہے

چوتھی آیت فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ہے **جواب** یہ ہے کہ اس آیت مین حرف او اباحت کے واسطے کما قال الزجاج اور تفصیل کے واسطے بھی ہوسکتا ہے یعنی بعض قلوب مثل پتھر کے سخت ہین اور بعض پتھر سے بھی زیادہ اور ابہام کے واسطے بھی ہوسکتا ہے اور تخییر اور تردید کے واسطے بھی ہوسکتا ہے جسطرح بیضاوی وغیرہ نے لکھا ہے پادریصاحب جو لکھتے ہین کہ تمام عالمون نے مان لیا ہے کہ او ضرور شک کیواسطے ہے شاید اونھون نے لفظ تردید سے جو بیضاوی نے اس آیت مین دوسرا قول لکھا ہے یا لفظ بل یا اضراب سے جو بعض مفسرین نے کہین لکھا ہے یہ مطلب نکالا ہے لیکن یہ تحریف معنوی ناظرین تفاسیر کے روبرو پیش نہین جاوے گی کیونکہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ تردید ایک عام لفظ ہے ہمیشہ شک کے ہی سبب نہین ہوتی بلکہ اوسکے بہت اسباب ہین اور اسیطرح اضراب کی بھی دو قسمین بیان ہوچکی ہین منجملہ اونکے ترقی خدا پر محال نہین اور بیضاوی نے آیہ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ الخ کی ذیل مین صاف لکھدیا ہے کہ او باعتبار اصل وضع کے تساوی شک کیواسطے ہے مگر پھر اسکے معنی مین توسع ہوگئی ہے کہ محض تساوی کے واسطے بولا جاتا ہے اور شک نہین ہوتا جسطرح جالس الحسن او ابن سیرین فقط یہ تقریر بیضاوی کی جداگانہ نہین وہی قاعدہ ہی جو رضی اور ابن ہشام وغیرہ نے لکھا ہے بہرحال ان آیات مین حرف او کو شک کے واسطے نہین لکھا اور شک بھی وہ شک کہ قائل کی طرف سے ہو معاذ اللہ من ذلک پادریصاحب نے اس کتاب مین اپنی امانت اور راستبازی کا بھی دعوی کیا ہے لہذا اون پر فرض ہے

کہ اوس عالم کا نام بتائین جس نے یہان اوسکو شک کے واسطے لکھا ہو ورنہ افترا اور دروغگوئی کا داغ اون کے ذمہ سے زائل نہوگا اور اگر تردید یا اضراب یا ابہام کو اپنی طرف سے شک بیان کیا ہے تو یہ تحریف معنوی بدتر از دروغ ہے

اور بعد اسکے جو اونھون نے لکھا ہے کہ کلام مقدس کے جتنے مضمون ہین وہ سب خدا کی طرف سے ہین عبارت رسولون کے منہ کی ہے پس اس قسم کے اعتراض ہمین ضرر نہین کرتے کیونکہ رسولون کے تخیلے ہین مسلمانون کو لازم ہے کہ اس طرح کے اعتراض ہماری کتاب پر نکرین فقط جواب اسکا یہ ہے اگر اہل اسلام کی عقل و دانش اور اصول و عقائد عیسائیون کے سے ہون تو وے اونکی کتب پر اس قسم کے اعتراض نکرین مسلمان تو یہ جانتے ہین کہ مضامین الفاظ کے تابع ہوتے ہین اور لفظون سے مطلب برآمد ہوتا ہے وہ نہین سمجھ سکتے کہ الفاظ آدمی کچھ بولے اور مطلب اوسکا کچھ ہان اگر کتب سماوی مین صنائع و بدائع نہونے پر مسلمان اعتراض کرین یا فصاحت و بلاغت نہونے پر تب پادریصاحب کا یہ عذر درست ہو مضامین پر اعتراض کرنے مین یہ عذر درست نہین ہم کہتے ہین کہ اگر رسولون نے خدا کا بتایا ہوا مضمون کل بعینہ لکھدیا ہے تو عبارت بھی ضرور اوسکے مطابق ہوگی پس جو اضرابات اور ترقیان بائبل مین ہین اونکا مضمون بھی خدا کی طرف سے ہوگا اور اگر عبارت مضمون خدا کے مطابق نہین تو رسولون نے مضمون کو یا تو بعینہ یاد نہین رکھا حق اور باطل مخلوط ہوگیا یا باوجود یاد کے کم لیا قصے سے یا قصداً اور خطاءً یا سہواً مضمون کو عبارت مین ادا نکیا بہرکیف تمام صورتون مین بائبل قابل اعتماد نہین رہتی اور پادریصاحب کو بھی سخت مشکل پڑیگی کیا معنی کہ

جب وہ بازار مین کھڑے ہوکر انجیل سناوین گے اور دین عیسائی کی دعوت
کرین گے تو سامعین اونکو یہ جواب دے سکتے ہین کہ ہم کو دین اور احکام
خدا قبول کرنے مین عذر نہین مگر یہ یقین نہین کہ یہ سب احکام بعینہ خدا کے ہین
کیونکہ بقول شمار رسولون نے بعینہ مضمون الہام کو یاد نہین رکھا اور
یہی عذر وے لوگ روز قیامت کو خدا کے سامنے بھی کر سکتے ہین ہم یقین
کرتے ہین کہ حق تعالی اونکو اس عذر کا یہ جواب دیگا کہ تم جھوٹے ہو ہمارے رسول
معصوم تھے وہ بعینہ ہمارے مضمون کو یاد رکھتے تھے اور تم تک پہنچاتے تھے
اگر وہ الہام مین خطا کیا کرتے یا نا لیاقتی کے سبب ادا نکر سکتے تو اپنے ہمعصرون
سے بات بات مین الزام کھایا کرتے سب کے نزدیک بے اعتبار اور ذلیل ہو جاتے
کیونکہ ہر ایک رسول کے عصر مین لئیق اور ذی کمال آدمی بھی ہوتے رہے ہین
پھر ایسے لوگ کیونکر اونپر ایمان لاتے اور بعدہ لوگ ایمان پر کیونکر قائم رہے
الغرض ضرور ہے کہ کتب سماویہ کے اضرابات و ترقیات و تردیدات خدا
کی طرف سے ہون ورنہ یہ بڑی قباحت لازم آوے گی آفرین ہی پادریصاحب
کی عقل و اعتقاد پر کہ چار آیتون پر اعتراض کرنے کی غرض سے کل بائبل کو
غیر معتبر اور غلط کر دیا یہ وہی مثل ہے بنی قصرا وھدم مصرا **اقول** ۲۱
فقرہ اسمین یعنی سورہ نحل مین ہے سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ کرتے جو بچاوین تمکو
گرمی سے حالانکہ وہ تو سردی سے بھی بچاتے ہین پس تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ کہنا
چاہیے تھا **اقول** یہ اعتراض معترض کی قلت تدبر اور عدم تتبع کلام عرب کے
سبب واقع ہوا ہے اگر وہ اونکے کلام کو دیکھتا تو وہ واقف ہوتا اکثر اونکے

محاورات ایسے ہین جو ہمارے محاورات سے نہین ملتے چنانچہ جب دو چیزین
مقابل یا لازم ملزوم ہوتی ہین تو صرف ایک کو ذکر کرتے ہین اور بوجہ تبادر
و قرائن کے دوسری چیز کو مخاطب کے ذہن پر محمول کرکے چھوڑ جاتے ہین اور
اوسکے ذکر کو زائد و فضول سمجھتے ہین اور اس طرز کو صنعت اکتفا کہتے ہین لبید
شعر احمد الله فلا ندله ؎ بیدہ الخیر و ما شاء فعل ؎ - کما فی السیرۃ
المنتقب الحماسی یعنی عابد بن حصین شعر و ما ادری اذا یممت ارضاً
؎ ارید الخیر ایهما یلینی ؎ چونکہ خیر و شر مقابل کے لفظ ہین اسواسطے
شاعر نے لفظ شر کو چھوڑ دیا ہے اس آیت مین اوپر سے جناب باری تعالی اپنی
نعمتون کا بیان فرماتا ہے کہ اللہ نے تمھارے لیے لون چیزون مین سے جو پیدا
کی ہین سایہ درختون کے اور مکان کے اور خیمون وغیرہ کے ہین اور بنائین تمھارے
لیے پہاڑون مین چھپنے کی جگہ تاکہ دھوپ سے اور دشمن سے وہان پناہ لو یہ
سب چیزین عرب کے حسب حال ہین اور خصوصاً اونکو نعمت ہین اور وجہ تخصیص
ذکر گرمی کی یہ ہے کہ ملک عرب چونکہ بہ نسبت اکثر اقالیم کے خط استوا سے
متصل ہے اور خصوصاً حجاز و یمن تخمیناً بیس درجہ پر ہے وہان اکثر اوقات
گرمی رہتی ہے اور شدت سے ہوتی ہے اور سردی کم اور خفیف ہوتی ہے
اور عرب کا دستور ہے کہ اکثر و اغلب چیز کی حالت بیان کرتے ہین اسواسطے وہی
صفت بیان کی ہے جسکے وہی لوگ زیادہ تر محتاج اور قدردان تھے اور اسکی
ضرورت اور فوائد سے بہ نسبت سرد ملک و الون کے خوب واقف تھے شعر
ترا شکستہ در پانوک خارے ؎ عیار نیش مژگان را چہ دانی ؎ قولہ ۲۸

فقرہ بنی اسرائیل مین ہے مسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ مسجد اقصی تک
یعنی یروشلیم کی ہیکل تک جس کے اردگرد ہمنے برکت دی ہے یہ بھی غلط ہی کیونکہ
اوسکے اندر برکت تھی نہ اوسکے اردگرد یون بولنا چاہیے تھا بارکنا
فیہ یعنی ہمنے برکت دی اوس مین اقول قرآن مین المسجد الاقصی ہے
نہ مسجد الاقصی پادریصاحب کو جب فصاحت و بلاغت پر اعتراض نہین ملے
تو ایسے اعتراض لکھنے لگے جو مضمون کی صدق و کذب سے متعلق ہین حالانکہ
مضمونی اعتراضات کے واسطے جداگانہ فصل لکھی ہے خیر یہ بھی سہی مگر اس سے
بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ اپنے خدا کے مولد کا بھی حال معلوم نہین جو مسجد اقصی
کے حوالی کی برکت کا انکار صریح کرتا ہے کیا معترض کو یہ نہین معلوم کہ یروشلیم
کے نواح و سواد سیر حاصل اور نہایت سرسبز اور بہ نسبت جملہ سرزمین عرب کی قابل
زراعت ہے اور میوون کے درخت اور سبزہ گھاس پات کثرت سے وہان
پیدا ہوتا ہے اور مایحتاج و ماکولات اسقدر پیدا ہوتے ہین کہ وہان کے باشندون
کو دوسری جگہ سے لانے منگانے کی ضرورت نہین ہوتی بخلاف مکہ معظمہ کے
کہ وہان کی سرزمین بنجر اور غیر ممکن الزراعت ہی اور پانی کی بھی قلت ہے جب دوسرے
ملکون سے غلہ آتا ہے تب اونکو کھانا میسر ہوتا ہے خود اوسکو خداوند عالم
وادی غیر ذی زرع فرماتا ہے یہ برکت تو دنیا کی ہے اور دین کی برکت یہ ہے
کہ اوسکے اردگرد انبیا علیہم السلام کے گھر تھے اونکے گھرون مین ملائکہ مقربین نازل
ہوتے تھے رحمت خدا نازل ہوتی تھی پس گردونواح اوس مسجد کا معدن انبیا
اور مہبط وحی خدا تھا اس سے زیادہ کیا برکت ہوگی رہا یہ امر کہ اوسکے اندر برکت

تھی پس یہ بھی صحیح ہے مگر اردگرد کا متبرک ہونا اندر کی برکت کو منفی نہین کرتا
یہ کہان سے سمجھا گیا کہ اوسکے اندر برکت تھی اندر کی برکت کے ذکر نکرنے کا
وہی سبب ہے جو آیۂ سابقہ مین مذکور ہوا کہ اوسکا ذکر فضول تھا اوسکی برکت
کے قرینہ بہت تھے اقصی کے کہنے سے اور مسجد ہونے سے اور آنحضرت صلعم کے
تشریف لے جانے سے ہی اوسکی برکت ثابت ہے علاوہ اسکے اندر کی برکت سب کے
ذہن مین تھی اور ہمیشہ سے مشہور تھی اوسکے ذکر کی چندان حاجت بھی نتھی
ہان اگر صرف اندر کی برکت بیان ہوتی تو اوس سے حوالی کی برکت مفہوم
نہوتی اور اگر اعتقاد دینی سے قطع نظر کرو اور معنی لغوی برکت یعنی زیادتی
اور افزونی کو دیکھو تو ثابت ہوگا کہ بوجہ شرف پیداوار اثمار و اشجار و نباتات
وغلات ومیوہ کے حوالی کی برکت مشاہد اور محسوس ہے نہ اندر کی اندر کی برکت
صرف اعتقادی ہے **قولہ** ۲۹ فقرہ کہف مین ہے فلما بلغا مجمع بینھما
نسیا حوتھما فاتخذ سبیلہ پھر جب پہونچے دریا کے ملاپ پر دونون
بھول گیے اپنی مچھلی یہ بالکل غلط ہے کیونکہ ایک شخص بھولا تھا نہ دونون اور
دلیل اسکی یہ ہے کہ خود یوشع کہتا ہے انی نسیت الحوت مین بھول گیا
مچھلی کو پس پہلی آیت مین تثنیہ کا صیغہ محمد صاحب نے قرآن مین غلط بولا ہے
اقول یہان نسی کے معنی ترک ہین اور چونکہ بھولنے کا الزام پیغمبر کو لگایا ہے
اسواسطے آیت کو بھول گیے آخر آیت یون ہے فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا
یعنی جب پہنچے دونون دریا کے ملاپ پر تو دونون اپنی مچھلی کو چھوڑ گیے اور
مچھلی نے ریگ کے اندر اندر دریا کا رستہ لیا یہ بات بہت صاف ہے اور روز مرہ

مین داخل ہے کہ جب دو شخص باہم رفاقت کے ساتھ سفر کرین اور زاد راہ وغیرہ
دونون کا مشترک ایک رفیق کے پاس رکھا ہوا اور وہ اوسے کسی جگہہ منزل پر
چھوڑ جاوے تو تیسرا شخص جب اوسے دیکھے گا تو اپنے دل مین یا اورون سے
ذکر کرتے وقت یہی کہے گا کہ وہ دونون مسافر اپنی چیز چھوڑ گئے اسواسطے
جناب الہی نے مچھلی چھوڑنے کو دونون کی طرف نسبت کیا ہے یوشع نے مچھلی
چھوڑی اور حضرت موسیٰ نے یاد دہانی چھوڑی احتیاط یہ تھی کہ حضرت موسیٰ
ہی چلتے وقت دریافت کر لیتے کیونکہ درحقیقت مچھلی دونون کی غذا تھی چنانچہ
حضرت موسیٰ نے بھوک کے وقت طلب بھی فرمائی تھی یہان تک حق تعالے کا بیان
تھا کہ اپنی طرف سے اس قصہ کا ذکر کیا ہے اور نَسِیتُ الْحُوتَ جو فرمایا ہے یہ
حضرت یوشع کے قول کی حکایت کی ہے کہ یوشع نے یون کہا اور یوشع کو یون ہی
کہنا لازم تھا کہ مین چھوڑ آیا کیونکہ مچھلی اون کی تحویل مین تھی پس پہلی آیت بنا بر
ملکیت کے ہے اور دوسری آیت بنا بر تحویل کے ہے اور کچھہ مخالفت نہین

قول ۳۰ فقرہ مریم مین ہے فلا یخرجنکما فتشقی غلط ہے فتشقیا کہنا
چاہیے تھا کیونکہ دو کی نسبت خطاب ہے یہان تثنیہ کی جگہہ محمد صاحب نے لفظ واحد
غلط بولا ہے **اقول** یہ آیت سورہ مریم مین نہین سورہ طہ مین ہے اور اسطرح ہے
فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ
إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ یہان
ابتدا سے آخر تک صرف حضرت آدم سے خطاب ہے اور اسواسطے ہر جگہہ ضمیر واحد
فرمائی ہے حضرت حوا سے خطاب نہین کیونکہ جو نتیجہ شیطان کی عداوت سے نکلنا معلوم

تھا اوسمین حضرت حوّا بھی شریک وشامل تھین اور اونکا بار یعنی تحصیل ضروریات
معاش حضرت آدمؑ کی ہی ذمہ تھی اسواسطے اونکا ذکر بیکار تھا مگر چونکہ اس
شراکت وشمول کی تصریح نتھی اسواسطے ایسے امر مین اونکی شراکت بیان فرمادی
ہے جس سے تمام امور مذکورہ آیت یعنی جوع وعریانی وتشنگی وتظلیل سب مین شراکت
ظاہر ہوجاوے بلکہ اگر جوع وعریانی وغیرہ مین بھی دونون کی طرف
خطاب ہوتا تو بھی لفظ تشقی مین حضرت آدمؑ ہی سے خطاب ہونا چاہیے تھا
کیونکہ تحصیل معاش مین زحمت اور تعب اوٹھانا حضرت آدم علیہ السلام کا ہی
خاص کام تھا ہماری اردو مین بھی اسیطرح کہین گے کہ اے زید
خالد تیرا اور تیری بی بی کا دشمن ہے ایسا نہو کہ تم دونون کو گھر سے نکال دے
تو تو ناحق زحمت مین پڑجاوے اور اب تو آرام سے بیٹھا ہے کسی بات کی تکلیف
نہین اگر باور نہو صاحب کو شک ہو تو دہلی لکھنؤ مین جاکر دریافت کرلین کہ
یہ تقریر اردو مین صحیح ہے یا نہین **قولہ** ۲۱ فقرہ سورۃ الحج مین ہے او
ما ملکت ایمانھم یہ عبارت غلط ہے اومن ملکت ایمانھم بولنا چاہیے تھا
کیونکہ لفظ ما غیر ذوی العقول کے واسطے ہے اسلیے من کہنا لازم تھا **اقول** یہ
آیت سورۃ الحج مین نہین ہے سورۃ المؤمنون مین ہے کتب نحو مین لکھا ہے
کہ لفظ ما کبھی بمعنی من بھی یعنی ذوی العقول کے واسطے بھی آتا ہے مگر قلیل
چنانچہ شرح جامی مین ہے وما بمعنی الذی فیما لا یعقل غالبا نحو عرفت
ما عرفت وجاء فیما یعقل شاہد ہے زہیر منھن قوما بوھم سنا
حین تنسبھم وطابوا وطاب من لادا ما ولدوا ونابغۃ شنھن

فحلفت یارب ابن عمرو انی ۞ مما یشق علی العدو ضراری ۞ ایضاً
شعر مهلا وداءلك الاقوام کلهم ۞ وما اتمن من مال ومن ولد ۞ کما
فی العقد اور بیان جو لفظ من نفرمایا لفظ ما فرمایا بلاغت آمین یہ ہے کہ آمین
سے زن آزاد کی شرافت ظاہر ہو جاوے کہ لونڈی اگرچہ مدخولہ ہو مگر تاہم
مثل مال وجائداد کے ہے چاہو اوسے ہبہ کر دو چاہو فروخت کر دو چاہو کسی پر
حلال کر دو گویا مثل غیر ذوی العقول کے ہے اور مراتب وخاطرداری مین
زن آزاد کے ہمسر نہین ہو سکتی **قولہ** ۳۲ فقرہ نور مین ہے فَاِذَا دَخَلْتُمْ
بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ جب گھرون مین داخل ہو تو اپنے نفسون پر سلام کرو
غلط ہے یون بولنا چاہیے تھا فَسَلِّمُوْا علی اھلکم وعیالکم سلام کرو اپنے اہل
وعیال پر **اقول** یہان اہل وعیال اور اپنے گھر کی خصوصیت نہین تاکہ اھلکم
وعیالکم ہوتا کیونکہ مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنے گھر یا کسی عزیز دوست کے گھر
مین جاؤ تو باہم سلام کرو لیکن چونکہ لفظ اَنْفُس کے معنی ومراد مین دو
احتمال ہین اور دونون مین مطلب ایک ہی رہتا ہے اسواسطے مفسرون
نے اس آیت کی دو طرح سے تفسیر کی ہے **اولاً** یہ کہ مراد انفس سے خود گھر
مین داخل ہونے والون کی ذات ہین مگر طریقہ اور صورت اس سلام کی یہ ہے
کہ گھر مین داخل ہونے والا پہلے گھر والون پر سلام کرے تاکہ گھر والے جواب مین
اوس پر سلام کرین پس یہ سلام گویا اوسنے اپنے ہی نفس پر کیا اور خود اپنے اوپر
سلام کا باعث ہوا اور باہم ایک کا دوسرے پر سلام ہو گیا بنی اسرائیل کا اسی
قسم کا مقاتلہ توبہ بھی قرآن مین دو جگہہ اسی طرز سے فرمایا گیا ہے فَاقْتُلُوْٓا

اَنفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اور اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنفُسَكُمْ یعنی باہم لڑو اور ایک
دوسری کو قتل کرو ثانیاً مراد انفس سے بطور مجاز یا کنایہ گھر والے ہین
خواہ عیال ہون یا عزیز و احباب اور یہ محاورہ بھی شائع ہے عزیز اور دوست سے
کہتے ہین انت سمعی وبصری ونفسی عجم کہتے ہین جان من روح وروان من اور یہ محاورہ
کچھ اسی جگہہ نہین بلکہ اس سے پیشتر آیۂ مباہلہ مین بھی مذکور ہو چکا ہی قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ
اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنفُسَنَا وَاَنفُسَكُمْ الخ یہان عقلاً ونقلاً مراد انفس
سے علی بن ابی طالب ہین کہ جو آنحضرتؐ کے اقرب القربا اور اصق الی القلب تھے
اور یہ آیہ معترض کے بھائی برادر نصارای نجران کے سامنے خوب پڑھی گئی ہوگی
اور ہر شخص کے گوش زد ہوئی ہوگی کیونکہ معرکہ اور معاملہ کی بات تھی لیکن کسی
نصاری نے جو خاص عرب العربا تھے یہ اعتراض نکیا معلوم ہوا کہ یا تو وہ معترض
کے برابر زبان عرب سے واقف نہ تھے یا یہ کہ تازہ نصاری نہ تھے تاکہ زیادہ تر
نمایش اور جوش وخروش کرتے اور معترض نے جو لکھا ہے کہ بجاے انفسکم کے
اھلکم وعیالکم کہنا چاہیے یہ محض واہیات ہے اور منشا اسکا قلت عقل وتدبر
ہے معترض کی تو کیا بساط ہے اگر زہیر اور علقمہ اور امرئ القیس وغیرہ بھی ارادہ
کرتے تو بھی اس لفظ کی جگہہ دوسرا لفظ نہ کہہ سکتے اگرچہ تفاسیر متداولہ مین اس
لفظ کی بلاغت ولطافت سے کچھہ تعرض نہین کیا صرف اسقدر لکھا ہے کہ بیوتا
سے مع اپنے گھر کے دیگر اقارب کے گھر بھی مراد ہین اور مطلب یہ ہی کہ جب تم اپنے گھرون مین
یا اقارب کے گھرونمین داخل ہو تو تم باہم سلام کرو یا یہ کہ تم خاص اونپر سلام کرو اور یہ
سلام خداوند عالم نے تمھارے واسطے ایک تحیت اور مبارکباد مقرر کی ہی انتہی

اب مین کہتا ہون کہ اگر بجاے انفسکم کے اھلکم وعیالکم ہوتا تو اقربا
اور خصوصًا احباب کیونکر اس حکم سلام مین داخل ہوتے کیا معنی کہ احباب نہ
آل ہین نہ عیال ہین اور اگر ذوی الارحام فرمایا جاتا تو احباب و ازواج داخل
نہوتے لہذا ایک ایسا عام لفظ فرمایا ہے کہ جو سبکو شامل ہو سکتا ہے اور سوے اس
ضرورت کے نکتہ اس مین یہ ہے کہ اس سے پہلے اقربا کے گھرون مین بلا اجازت
کھا لینے کا حکم فرمایا ہے پس کوئی اس حکم سے استبعاد اور اکراہ نکرے سب سمجھ لین
کہ اقربا احباب بمنزلہ انفس تمھارے کے ہین اور نفس کو اپنے واسطے اجازت
لینے کی حاجت نہین ہوتی اس لفظ انفس مین باپ دادا اور چچا ماموں عمہ
خالہ اولاد احفاد ازواج احباب جو بمنزلہ جان کے عزیز ہون سب داخل ہین
اور اسی سبب سے یہ بات ہے کہ اگر اخلاص و محبت نہو اور بمنزلہ نفس کے نہو
گو رشتہ دار ہو تو اوسکے گھر بلا اجازت کھانے مین تردد ہوگا کیونکہ ہم نفس اور
باہم ارتباط ہونے سے اجازت فحوای حاصل ہوتی ہے اور جب باہم راہ و رسم
اور میل ملاپ نہو تو پھر اجازت فحوای ہونے مین تردد ہے علاوہ اسکے ایک
لطف یہ بھی ہے کہ گھرون مین داخل ہوتے وقت اپنے نفس پر بھی سلام کرنیکا
حکم ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہے کہ جب تم گھر مین داخل ہو اور وہان کوئی نہو
تو کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اس صورت مین اپنا نفس
بھی داخل ہے یہ بات لفظ اہل وعیال سے کیونکر مفہوم ہوتی مجھکو یقین ہے
کہ ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ یہان اہل وعیال کا لفظ بولنا محض سفاہت
وجہالت ہے اور ایسے برجستہ اور بلیغ لفظ کو غلط کہدینا موجب حیرت در حیرت ہے

سعدی نے سچ کہا ہے ع ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است اور معترض
ممدوح کو ہرگز زیبا نہین کہ کنایات و مجازات کو غلط کہے کیونکہ تمام انجیل
استعارات و تشبیہات سے پُر ہے بطور نمونہ لکھتا ہون کہ انجیل یوحنا مین حضرت
عیسیٰ کا مقولہ ہے کہ مین تاک حقیقی ہون اور باپ میرا باغبان ہے پھر کہتے ہین
مین راہ ہون پھر فرمایا ہے مین زندگی کی روٹی ہون پھر مخاطبین کو گوسفند سے
کنایہ کیا ہے **قولہ** ۳۳ فقرہ فرقان مین ہے نُحْیِیَ بِہٖ بَلْدَۃً مَّیْتًا
غلط ہے لفظ مَیْتًا کی جگہہ مَیِّتَۃً بولنا چاہیے تھا **اقول** حقیقت مین جسطرح
معترض نے لکھا ہے وہ غلط ہے آیۂ کریمہ اسطرح ہے لِنُحْیِیَ بِہٖ بَلْدَۃً مَّیْتًا
جس شخص کے ہوش و حواس کا یہ حال ہو اور علم ادب مین وہ کمال جیسا مذکور
ہوتا آتا ہے اُوسکے مُنہ کو اور قرآن کے واسطے غلط کہنے کو کوئی دیکھے مگر حق یہ ہے
کہ قرآن کی عبارت پر اعتراض کرنا ایسے ہی شخص کا کام ہے فہمیدہ اور کامل کا
کام نہین اس اعتراض کا دو طریقہ سے جواب ہے ایک باعتبار لفظ میتا کے
دوسرے باعتبار لفظ بلدۃ کے پس اوّلا یہ ہے کہ اہل لغات نے میتا کی نسبت
لکھا ہے کہ اس لفظ میّت مین خواہ مشدد ہو خواہ مخفف ہو تذکیر و تانیث مساوی
ہے اور عربی خوان خوب جانتے ہین کہ اس قسم کے اسما اور صفات مشبہہ زبان عرب
مین سیکڑون ہین کچھہ اسی لفظ کی تخصیص نہین ہے اور اگرچہ اس جواب کے
بعد اور جوابون کی حاجت نہین مگر واسطے اطمینان خاطر ناظرین کے لکھتا ہون
ثانیا یہ اہل تفاسیر نے بیان کیا ہے کہ بَلْدَۃً بَلَدًا پر جو اسم جنس ہے محمول ہے اور
اسمای اجناس کی ضمیر مین تذکیر حملا علی اللفظ اور تانیث حملا علی الجنس دونون

جائز ہین اور بغیر جنسیت کے بھی ایک لفظ کو دوسرے پر حمل کر لینا جائز ہی چنانچہ
ابو البقا شارح دیوان متنبی نے شعر متلت عینك فی حشایا جراحة ؛ فتشابہا
کلتاھما بخلاء ؛ کی ذیل مین لکھا ہے کہ لفظ عین و جراحت مؤنث ہین اور فعل
تشابہا مذکر ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ شاعر نے عین کو بمعنی عضو اور جراحت کو بمعنی
جرح فرض کر لیا ہے اور پھر اسکی مثال ہین زیاد شاعر حماسی کے شعر کو لکھا ہے۔
شعر ان السماحة والمروة ضمنا قبر ابن مرو علی الطریق الواضح یہان
سماحت سخا پر محمول ہے اور مروت کرم پر محمول ہے اسواسطے ضمنا تثنیہ مذکر لایا
گیا ہے خازر بن ارقم شاعر حماسی کہتا ہے شعر وبات الکلابی الذی یبتغی
القری ؛ بلیلة نحس غاب عنہا سعودھا ؛ یہان لفظ نحس جو بظاہر مضاف الیہ
اور در اصل صفت لیلة کی ہے مذکر ہے اور صاحب مصباح نے حرف رُبَّ کی
تقدیر مین دو مصرعہ دو شاعرون کے ہین اونکو بھی لکھتا ہون مصرعہ بل
بلدة ذی صعد واجتیاب یہان ذی صعد واجتیاب مذکر ہے اور بلدة کی صفت
ہے اگر مؤنث ہوتا ذات صعد ہوتا مصرعہ ثانیہ یہ ہے ع وبلدة لا تزام
خالفة ؛ یہان ضمیر مذکر خالفہ کے بلدة کی طرف راجع ہے پس دونون اعتبار سے
اعتراض واہیات ہے قولہ ۲۴ فقرہ احزاب مین اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا تثنیہ
یہ استثنا منقطع غیر فصیح لوگ بولا کرتے ہین اقول معلوم نہین کہ یہ چند اعتراض
معترض نے کس حالت مین لکھے ہین کیونکہ یہ آیت سورۂ احزاب مین نہین سورۂ
بنی اسرائیل مین ہے اور جواب اعتراض کا یہ ہے کہ کسی عالم نے یہ نہین لکھا کہ
استثنای منقطع غیر فصیح ہوتا ہے جب تک پادریصاحب اس امر کی سند بیان

نکرین گے افترا اور دروغگوئی کا الزام اونسے رفع نہوگا بلکہ نحویون نے یہ
لکھا ہے کہ استثنای منقطع فکر اور فطانت اور زیرکی سے صادر ہوتا ہے یعنی
دانا لوگ بولتے ہین چنانچہ شرح جامی تک مین لکھا ہے والمستثنی المنقطع انما
یصدر بطریق الرویة والفطانة اور مختصر و مطول مین ہے ان الاصل فی
مطلق الاستثناء ھو الاتصال یعنی اصلی بات استثنا مین اتصال ہے اور
منقطع مین چونکہ مستثنی مستثنی منہ سے مخرج نہین وہ اصلی استثنا نہین پس
اسکے یہ معنی نہین کہ استثنای منقطع غیر فصیح ہے اگر ایسا ہوتا تو فصحاے عرب اشعار
فصیحہ مین کیون بولتے نابغة **شعر** وقفت فیھا اصیلانا اسائلھا ؛ اعیت
جوابا وما بالربع من احد ؛ الا الاواری لایا ما ابینھا ؛ والنؤی کالحوض
بالمظلومة الجلد ؛ کما فی العقد ++ عباس بن مرداس یوم حنین **شعر**
و بتنا بنھی المستدیر ولم یکن ؛ بنا الخوف الا رغبة وتعزما ؛ کما فی السیرة
قولہ ۳۵ فقرہ عنکبوت مین ہے اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا بالکل غلط
اور خلاف محاورہ ہے کبھی کوئی اہل علم فصیح یہ فقرہ نہین بولا یون بولا کرتے ہین
تسعمائة وخمسین عاما **اقول** مجھکو معترض کے اس دعوی سے کہ کوئی
فصیح نہین بولا حیرت ہوتی ہے اور ہنسی آتی ہے بھلا آپ سے کوئی پوچھے کہ وہ فصحا
کون ہین کسی ایک کتاب اور ایک فصیح کا نام تو فرماوین کیا کچھ روح القدس
بالتخصیص آپکے پاس تشریف لاتے ہین یا خواب مین آپکی روح کو شعرای جاہلیت
کی ارواح سے مصاحبت رہتی ہے یا انگلستان کے فصحا سے مراد ہی کہ پتہ تو پتا
نشان دین عرب مین جاکر سن لین کہ اب تک اسطرح کا محاورہ کسقدر شایع ہے بلکہ انشاپرداز

مین ہر زبان کے ادبا کا دستور ہے کہ ایک ہی مضمون کو دس دس بیس بیس
طرحسے بیان کرتے ہین اور ایک ہی مطلب کو چند طرحسے ادا کرتے ہین اسی کو
تفنن عبارت اور حسن انشا کہتے ہین مشہور ہے کہ گفتار دستار رفتار ہر شخص کی جدا
ہوتی ہے اگر ایک مطلب کو ایک ہی طرح سے بولا کرین تو سلف سے آج تک ہر مطلب
کے واسطے ایک ہی عبارت چلی آتی اور یہ ہزارہا کتابین ایک علم کی جن مین ایک
سے قواعد و مسائل ہین مگر عبارتین مختلف ہین سب غلط ہو جائین ہان اگر
کوئی صرفی نحوی یا معانی و بیان کی غلطی ہو تو اوسے پیش کرنا چاہیے اور یہ
اعتراض کہ کوئی نہین بولا محض پوچ ہے بلکہ عین ہمارے مفید اور مؤید مطلب ہے
خود ہمارا یہی دعوی ہے کہ ایسی عبارت کوئی نہین بول سکھا اور نہ بول سکے۔
ہان الفاظ مفردہ یا مرکبات غیر مفیدہ ایسے مل سکتے ہین آج تو اس فقرہ کو کہا ہے
پھر کل کہنا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ الخ غلط ہے کوئی فصیح اسطرح نہین
بولا پھر پرسون کہنا کہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ الخ غلط ہے کہ کوئی فصیح نہین بولا
اور اون کی مثالین کلام عرب مین نہین ہین اور لاریب اسکے مثل عبارتین
نہین ہین لہذا استشہاد کے واسطے ایسے اشعار لکھتا ہون جن سے معترض کا
استبعاد رفع ہو جائے اور سمجھ لیوے کہ عرب مین شمار کرنے کا ایک ہی طریقہ
نہین ہر ایک طریقہ سے شمار کرتے ہین شعر بدالی انی عشت تستعین حجۃ
ثبتا عاو عشرا عشتها و ثمانیا دیکھو شاعر نے ایک سو اٹھہ برس کی تعداد
کو کسطرح سے بیان کیا ہے بھلا کوئی اسطرحسے بھی شمار کرتا ہے قاعدہ نحویہ ہے
کہ احاد عشرات پر مقدم ہوتے ہین پس ثمان حجۃ و مائۃ یا مائۃ و ثمان حجۃ

کہنا چاہیے تھا امرئ القیس شعر فقبلتها تسعا وتسعین قبلة ۞ وواحدة ایضا وکنت علی عجل ۞ اور پھر دوسری جگہہ یہی شاعر کہتا ہے شعر فقبلتها تسعا وتسعین قبلة ۞ وواحدة ایضا وکنت علی عجل ۞ دیکھو شاعر نے پورا عدد ایک مرتبہ کہین نہین کہا بھلا کوئی شتر کو اسطرح بھی کہتا ہے کہ مینے ننانوے اور ایک بوسہ لیے جریر شعر کانوا ثمانین او زادوا ثمانیة ۞ لولا رجاءك قد قتلت اولادی ۞ یہان قاعدہ کے موافق ثمان وثمانین کہنا چاہیے تھا پہلے شاعر وعرا مجمع بن ہلال حماسی شعر مضت مائة من مولدی فنضوتها ۞ وخمس تباع بعد ذاك واربع ۞ یہ ایک سو نو کا شمار ہے سو اور پانچ اور چار غرض یہ ہے کہ یہ لوگ اہل زبان تھے قواعد نحوی وصرفی ومعانی بیان انکے کلام سے مستنبط کیے گئے ہین نہ یہ کہ قواعد کے اوپر ان کے کلام کو مطابق کیا جائے پس جسطرح اہل زبان بولے وہی عین قاعدہ ہے اور جسطرح فصیح بولے وہی فصاحت ہے قولہ ۳۶ فقرہ عنکبوت مین ہے اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ غلط ہے هذه کی جگہہ تلك بولنا لازم تھا کیونکہ گانون دور تھا نہ قریب اقول معترض کا یہ دعوی ہے کہ هذه قریب کے واسطے اور تلك بعید کے واسطے ہے درمیان نحاۃ کے خود متنازع فیہ ہے چونکہ یہ اسمای اشارات ہر ایک قریب وبعید کے واسطے مستعمل ہوتے ہین اسواسطے نحویون کو خوب متحقق نہین ہوا کہ کونسا قریب کے واسطے ہے اور کون بعید کے واسطے ہے اسی واسطے ابن حاجب نے کافیہ مین اس مسئلہ کو دوسرون پر حوالہ کرکے بلفظ یقال لکھا ہے کما قال و یقال ذا للقریب وذلك للبعید الخ اوسکے نزدیک بھی یہ امر متحقق نہین ہوا

چنانچہ شارح رضی نے اس امر کی خوب تفصیل کی ہے اور ملا جامی نے بھی مصنف
کے تذبذب کا حال کچھ لکھدیا ہے اور بہرکیف جواب اسکا یہ ہے کہ قریۂ سدوم
جسمین حضرت لوط تھے حضرت ابراہیم کی قوم کے قریہ سے قریب تھا اسواسطے یہ
اشارہ قریب فرمایا ہے چنانچہ اوس قریہ کا حال صاحب قاموس وجوہری وغیرہ
اہل لغات اور مفسرین نے خوب لکھا ہے علاوہ ازین قائل اس قول کے
حضرت جبریل تھے اور چونکہ اس قریہ کا ذکر پہلے سے حضرت ابراہیم وجبریل کے
درمیان تھا اسواسطے اشارہ قریب فرمایا علاوہ ازین حضرت جبریل
کہ روح القدس ہین اونکے نزدیک وہ قریہ کیا سب آبادی زمین کی قریب
تھی اور جملہ موجودات زیر نظر پس وہ باعتبار اپنی رائے وذہن کے بھی
فرماسکتے تھے پس ایسی باتین جنکے سیکڑون جواب ہوسکتے ہین قابل اعتراض
نہین ہوسکتی ہین **قولہ** ۳۷ فقرہ اسی مین ہے اَهۡلَ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ یہ بھی
غلط ہے تلک القری کہنا لازم تھا کیونکہ باعتقاد اہل اسلام وہی چار گانون تھے
اقول اگر اس اعتراض قریہ کو بھی وہین لکھدیتے تو کیا قباحت تھی بہرحال یہ
اعتراض بھی محض پوچ لچر ہے کیونکہ حق تعالے نے قرآن مین اوسے ہر جگہہ بلفظ قریہ
فرمایا ہے ان اگر کہین قری فرماتا تو اس اعتراض کو کچھہ گنجائش بھی ہوتی اگر معترض
کو اعتراض کرنا تھا تو صرف قریہ کے لفظ پر کرتا کہ بجاے قریہ کے قری کہنا چاہیے تھا)
لفظ هذه کو ناحق بدلا کیونکہ قریہ کے واسطے ہذہ کچھہ بیجا نہین اور قریہ کا جواب
یہ ہے کہ اکثر گانون ایسے ہوتے ہین کہ ایک گانون کہلاتا ہے اور اوسکے متعلقات
چھوٹے چھوٹے چند گانون ہوتے ہین جنکو شہری لوگ اوزگلا بولتے ہین ایسی صورت مین

اوسکو ایک گانون بھی کہنا جائز ہے اور چند گانون بھی بعد اس اصل جواب
دینے کے ہم کہتے ہین کہ اگر لفظ تلك ہوتا تو کیا فائدہ ہوتا یہ لفظ محض جمع کے
واسطے نہین بلکہ واحد کے واسطے بھی آتا ہے چنانچہ امرئ القیس دیوان عقدتین
مین اپنی معشوقہ کی مدح مین کہتا ہے شعر فتلك التی ھام الفواد بحبھا ؛
مھفھفة بیضاء غیر مفاضة ؛ مخاطب معترض کو لازم ہے کہ ذرا آنکھ کھول کر
دیکھے کہ معشوقہ ایک تھی کہ دو چار اسکے واسطے کچھ شرح دیکھنے کی بھی حاجت نہین
کیونکہ لفظ التی اور مصرعۂ ثانیہ سے معشوقہ کا واحد ہونا ظاہر ہے لبید بن ربیعہ
اپنی ایک اونٹنی کی مدح مین کہتا ہے شعر فتلك اذ رقص اللوامع بالضحی
؛ واجتاب بارد یة السراب اکامھا ؛ یہان دیکھو کہ تلك واحد کے واسطے ہے
کہ جمع کے واسطے اور پھر یہی شاعر کہتا ہے شعر أفتلك ام وحشیة مسبوعة ؛
خذلت وھادیة الصوار قوامھا ؛ یہان مشار الیہا تلك کا مادۂ حمار ہے جسکا
ذکر پہلے آیا ہے اور وہ ایک ہے نہ چند حمار قولہ ۳۱ بقر مین ہے لن نصبر
علی طعام واحد غلط ہے لن نصبر علی طعامین کہنا لازم تھا کیونکہ دو کھانے
تھے من وسلوی نہ ایک اقول اس پیچ پر اعتراض کے دو جواب ہین اول یہ
کہ ابتدا بنی اسرائیل کے واسطے محض من نازل ہوتا تھا جب اوسے کھاتے کھاتے
سیر ہو گئے تو حضرت موسی سے کہا کہ ایک طعام پر صبر نہین کر سکتے بعد اس درخواست
کے اوسکے ہمراہ سلوی نازل ہونے لگا کما نقلہ العلامۃ الطبرسی رحمہ اللہ
بنا بر اس روایت کے اعتراض کا شائبہ بھی نہین دوسرا جواب یہ ہے کہ طعام کسی
کھانے کا نام نہین بلکہ طعام اوس چیز کو کہتے ہین جو غذا ہو جسکا ترجمہ خورش

اور کھانا ہے اور یہ مفہوم عام مثل اسم جنس کے ہے خواہ ایک چیز ہو خواہ چند چیزین سبکو مجموعًا طعام کہہ سکتے ہین اسواسطے کہ اگر کوئی کہے کہ اللحم والبر والبقل ماھو تو اونکے جواب مین لفظ طعام بولنا صحیح ہے چنانچہ دستور ہے کہ اگر دو یا چار چیزین ہر روز برابر کوئی کھایا کرے تو آخر کو گھبرا کر یہی کہتا ہے کہ ہر روز ایک کھانا نہین کھایا جاتا ہان اگر عبارت قرآنی یون ہوتی لن نصبر علی شیئ واحد تو البتہ درصورت طرح روایت کے اعتراض کو گنجائش تھی علاوہ اسکے ہم کہتے ہین کہ اگر طعام کے معنی اسیطرح لیے جائین جسطرح معترض نے لیے ہین تو تمام عالم کہ کم سے کم دو چیزین ایک سالن دوسری روٹی کھایا کرتا ہے کیون یون نہین کہتا کہ مین نے دو کھانے کھائے جب کسی سے سوال کروگے تو یہی کہے گا کہ کھانا کھایا خواہ ایک چیز کھائی ہو یا دو تین چیزین جب معترض کو اپنی عقل کے موافق بھی کسی جگہہ اعتراض نہین ملا تو محض تعداد بڑھانے کے واسطے یہ لکھدیا ہے چنانچہ سورۂ بقر کے اعتراض کو آخر مین لکھنا اسی کی دلیل ہے **قولہ** پس اب کہانتک لکھین ۳۸ فقرون پر ختم کرتے ہین جو منونہ کے واسطے کافی ہین **اقول** جب کوئی اعتراض اپنے نزدیک بھی معترض کو نہین ملا تو ناچار ہوکر رفع ندامت کے واسطے یہ کلمہ لکھا ہے ہم کہتے ہین کہ وہ کوتاہی نکرین اور دل کی ہوس نکال لین اسقدر لکھکر کیا حاصل کیا بجز اسکے کہ ناواقفون کے ذہن مین جو کچھہ اون کا اعتبار تھا وہ بھی جاتا رہا اور جو کچھہ کہ کسی کو شک ہوا ہوگا کہ یہ شخص جو مولوی کہلاتا تھا کسی کسی وجہ سے عیسائی ہوا ہوگا یہ بھی رفع ہوگیا حق یہ ہے کہ پادری صاحب نے مسلمانون کے حال پر بڑا احسان کیا اور حقیقت مین اس کتاب کا نام ہدایت المسلمین سچ رکھا۔

علاوہ اسکے اونکے طفیل سے عوام کو قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا حال
بھی خوب واضح ہوگیا اور اِن کے ایمان و اعتقاد مین ثبوت و رسوخ بڑھ گیا
کہ قرآن ایسی عمدہ اور متین کتاب ہے ورنہ بغیر اس چھیڑ چھاڑ کے کون اس قدر
عرق ریزی اور جانفشانی کرتا جوان مطالب کو اردو مین لکھتا سچ ہے کہ آئینہ پر
جسقدر خاک ملی جائے اوسی قدر اوسکی جلا ظاہر ہوتی ہے اور تلوار کو جسقدر
صیقل کرو اوسی قدر جوہر نکالتی ہے **قولہ** اگر کوئی صاحب ان خلطیون کو
قبول نکرے تو مہربانی فرماکر جواب دین اور شعرائے عرب جو محمد صاحب سے
پہلے تھے اون کے کلام سے سند لاکر اعتراضون کو رفع کرین اور جنھون نے اسی
قرآن سے عربی پڑھنی سیکھی ہے اونکی گفتگو می لاحاصل کو چھوڑین کیونکہ علمائے
محمدیہ نے جنکی بڑی بڑی تفسیرین موجود ہین یہ سب اعتراض قبول کرلیے ہین
اور کوئی عالم انکا جواب شافی نہین دے سکا **اقول** معترض نے یہ عبارت
بڑی ابلہ فریب اور عوام پسند لکھی ہے جس کے دیکھنے سے عوام کالانعام فوراً دام
مین پھنس جائین اور کچھ نکچھ قرآن کی طرف سے دل مین شک شبہہ لے آئین سو ان
ترہات اور ہفوات کا جواب شروع کتاب مین ہوچکا مگر یہان اسقدر اور لکھتا ہون
کہ پادریصاحب نے ایک بڑی ہوشیاری کرکے شعرا کے دو فریق کردیے ہین ایک
وہ جو آنحضرت صلعم سے پہلے تھے دوسرے وہ جنھون نے اس قرآن سے عربی
سیکھی ہے مطلب یہ ہے کہ شعرائے اسلامیہ جو پہلی اور دوسری تیسری صدی ہجری
مین تھے اونکا کلام اکثر دستیاب ہوجاتا ہے اور شعرائے زمانۂ جاہلیت کا کلام
کم ملتا ہے ایسا نہو کہ مسلمان اونکے اقوال و اشعار سے فوراً ان اعتراضون کا جواب

لکھدین اور اگر کوئی لکھے گا تو یہ کہکر ٹالدین گے کہ یہ شعر اسلمان تجھے ان کے اقوال
مستند نہین اور ہماری شرط پوری نہین ہوئی سو وہ اطمینان رکھین کہ کوئی اس دام
مین نہ پھنسے گا اور کوئی منصف مزاج حق پسند اسکو تسلیم نکریگا بھلا کوئی عاقل
کہہ سکتا ہے کہ اول و دوم صدی کے شعراے عرب مثل شماخ و ابو خراش و ابو الاسو
و فرزدق و جریر و کمیت و ابو نواس وغیرہم نے قرآن سے عربی پڑھنا سیکھی ہے
اور کسطرح کوئی قبول کرسکتا ہے کہ سیبویہ اور خلیل و اصمعی و فراء و زجاج و کسائی
و مبرد و ابن سکیت و علی بن عیسی و اخفش و مازنی و ابن اثیر و جوہری وغیرہم نحاۃ
و اہل لغات نے اسی قرآن سے عربی پڑھنا سیکھی تھی اگر صرف قرآن سے عربی اور
شعر کہنا آجائے تو ہزارہا اہل ہند و فارس کیون نہین مثل جریر و فرزدق و ابو نواس
و جوہری کے شعر کہہ سکتے خود مخاطب نے بھی قرآن پڑھا ہے اگر ممکن ہو تو سو
پچاس شعر کہہ کر چھپوادین پس یہ دور اندیشی قابل التفات اور لائق خطاب
نہین عالم عاقل و منصف مزاج فصاحت و بلاغت اور قواعد نحوی کے باب مین ان
لوگون کے قول کو ضرور قبول کرے گا اور بفرض محال اگر ان جوابات مین انکا
قول مسلم نہو تو پھر ہم کہتے ہین کہ معترض انکے قواعد صرفی و نحوی کے موافق
اعتراض بھی نہین کرسکتا کیونکہ جب وہ اکابر معترض کے نزدیک ناواقف ہین
تو ہم بھی اعتراض مین ان لوگون کے قول کو تسلیم نکرین گے اس صورت مین
معترض کے اعتراضات کی بسہولت بیخ کنی ہوجائے گی پس اوسکو لازم ہوگا کہ
جوابات مین بھی ان نحاۃ و شعرا کے قول کو تسلیم کرے یا کسی نصرانی عیسائی کے
صرف و نحو و معانی و بیان کو پیش کرے اور اوسکے موافق اعتراض کرے ہم اوسی

کے روسے جواب دین گے بہرحال ہمارے پاس جواب دندان شکن موجود ہے اور بعد
اسکے جو لکھا ہے کہ علماے محمدیہ نے جنکی بڑی بڑی تفسیرین ہین یہ سب اعتراض
قبول کرلیے ہین وہ مثل اعتراضات سابقہ کے محض غلط ہے ایمانداری اور راستگوئی
کے معنی تو یہ ہین کہ اس امر کی تصدیق کراوین ورنہ جب تک درد نگوسمجھے جائین گے
قولہ پس جس حالت مین عبارت کا یہ حال محاورات کا وہ حال تقریر ایسی جیسے
دیوانہ بابین کرتا ہے کیونکہ ایک آیت کو دوسری آیت سے ربط نہین ساری بے ربط
ہے ؛ قرآن کا ترجمہ جو اردو فارسی انگریزی وغیرہ زبان مین ہوا ہے اوس کے
پڑھنے سے ناظرین اہل طبع بخوبی معلوم کرسکتے ہین کہ کیسا مردہ کلام ہے جسکے پڑھنے
سے کوئی عالم فاضل تعلیم یافتہ خوش نہین ہوتا کٹھ ملا بڑے خوش ہوتے ہین
اقول یہ عجب عامیانہ جواب ہے معلوم ہوا کہ پادریصاحب آج تک ترجمہ کی
کیفیت سے بھی واقف نہین وہ نہین جانتے کہ ہر زبان مین جو امور باعث
فصاحت و بلاغت کلام ہوتے ہین وہ ترجمہ مین نہین آسکتے اور جو نکات اور
خصوصیات کہ موجب نزاکت لطافت و رشاقت کلام ہین وہ دوسری زبان
مین ہرگز نہین جاسکتے پس خیال کرنا چاہیے کہ قرآن کی فصاحت اور لطف عبارت
ترجمہ مین کیونکر جائے یہ ایسا پوچ اور واہی اعتراض ہے کہ غالبًا
ولایتی پادریون نے بھی اسکو پسند نکیا ہوگا اس سے زیادہ کیا کہون اور
بدیہی بات مین کیا طول دون اور بعد اسکے جو لکھا ہے کہ (کوئی
عالم فاضل تعلیم یافتہ خوش نہین ہوتا کٹھ ملا بڑے خوش ہوتے ہین فقط) یہ
بالکل خلاف واقع اور برعکس ہے کیونکہ بعض تیلی تنبولی چمار کولی غیر تعلیم یافتہ

جو ہندوستان مین عیسائی ہوجاتے ہین البتہ وہی خوش نہین ہوتے اور عالم فاضل اگر اصلی عیسائی بھی ہون کمال خوش ہوتے ہین اور نہایت مدح کرتے ہین اور مضامین کے اعتبار سے بت پسند کرتے ہین یہان تک کہ جب سے قرآن کا ترجمہ یورپ مین پہنچا ہے اکثرون کو انجیل سے نفرت ہوتی جاتی ہے کیا جان ڈیونپورٹ عالم فاضل تعلیم یافتہ نہین جو لکھتا ہے کہ قرآن من حیث الفصاحۃ والبلاغۃ اشرف و افضل کتب ممالک مشرقیہ ہے صفحہ ۱۸ مظاہر الحق مطبوعہ لکھنؤ اور پھر کہتا ہے کہ اوسکی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ سحر کہنا چاہیے صفحہ ۱۸۴ اور گوتھہ مورخ مشہور سے نقل کرتا ہے کہ پہلے تو پڑھنے والے کو اوسکی عبارت سست اور بے لطف معلوم ہوتی ہے لیکن بعد ازان قاری اوسکی خوبیون پر فریفتہ ہوجاتا ہے اور آخر الامر اوسکی خوبصورتیون پر ایسا شیفتہ ہوتا ہے کہ تاب ضبط باقی نہین رہتی صفحہ ۱۸۶ اس سے زیادہ فصاحت کے باب مین کیا گواہی ہوگی کیا یہ اشخاص انگلستان کے تعلیم یافتہ نہین یا عالم فاضل نہین اور گوتھہ نے جو لکھا ہے کہ پہلے قرآن کی عبارت سست معلوم ہوتی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ یورپ کا باشندہ ہے عربی اوسکی اصلی زبان نہین تاکہ بادی النظر مین ایک دفعہ عبارت کے لطائف و محاسن اوسکے ذہن مین آجاوین دوسری زبان کے لطائف بعد غور و تامل کے معلوم ہوتے ہین ہان فورًا سنتے ہی اسکے لطائف لبید و نابغہ جعدی و حسان و کعب و عباس و ولید وغیرہ فصحاے عرب کو معلوم ہوجاتے تھے کہ سنتے ہی اونکو تاب ضبط نرہی اور ایسے شیفتہ ہوئے کہ فورًا مسلمان ہوگئے اور جو بعض اہل غرض مسلمان نہوئے تو وہ سحر کہنے لگے چنانچہ ابتداے کتاب مین اس امر کا ذکر

بخوبی ہو چکا ہے پس حق یہ ہے کہ جو شخص ان علما و فضلاء اہل زبان کے خلاف
قرآن کو مردہ کلام کہے لاریب اوسکا دل مردہ ہے **قولہ** شاہ عبد العزیز نے
اپنی تفسیر فتح العزیز مین قرآن کی بعض آیات کو ربط دیکر دکھلایا ہے اوس کے
دیکھنے سے عقلمند آدمی کو نفرت آتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عبارت ضرور
بے ربط ہے الخ **اقول** پادریصاحب کی استعداد اور مبلغ علم کا حال تو ظاہر
ہے ترتیب سور و آیات کو صرف اسی فتح العزیز مین دیکھا ہے جو جانتے ہین کہ یہ
امر پہلے پہل شاہصاحب نے کیا ہے اکثر تفاسیر متقدمین مین اس امر کا ذکر ہے
ابو جعفر بن الزاہر وغیرہ نے خاص اسی باب مین جداگانہ تفسیرین لکھی ہین چنانچہ
ابتدا مین اونکے نام مذکور ہو چکے ہین۔ اور بالفرض اگر کسی جگہہ آیات مین
ربط نہین تو یہ امر کیا مخل فصاحت و حقیت ہے ظاہر ہے کہ آیات کا نزول حسب
ضرورت دفعہ دفعہ کرکے ہوتا تھا بلکہ یہ امر اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ قرآن
منزل من اللہ ہے اگر آدمی کا کلام ہوتا تو ایک مضمون اپنے دل سے گڑھ کر مسلسل
بناتا۔ قطع نظر اسکے اشعار عرب کو دیکھو کہ ایک مضمون سے دوسرے مضمون
کی طرف کسطرح گریز کرتے ہین جسکو حسن تخلص اور اقتضاب کہتے ہین اور اکثر اشعار
کا مضمون ایسا قصہ طلب ہوتا ہے کہ بظاہر ایک شعر کو دوسرے سے ربط نہین
معلوم ہوتا اور یہ جو لکھا ہے کہ عقلمند آدمی کو نفرت آتی ہے سو شاید وہ عقلمند
اور محقق دنیا مین ایک آپ ہی پیدا ہوئے ہین اور اس کلی کو منحصر فی فرد و احد
سمجھے ہین **قولہ** پس محمد صاحب کا یہ دعوی کہ میرا قرآن بہت فصیح ہے اور تم
اسکے مانند بنا نہین سکتے باطل اور غلط ہے وہ ہرگز فصیح نہین اوس سے اچھی عبارتین

اور کتابون مین جہان مین موجود ہین جنکا ذکر بندہ نے تحقیق الایمان مین
شرح کر دیا ہے اقول اسطرح کی تقریر پادریصاحب شروح کتاب مین
بھی لکھہ چکے ہین جسکے چند جواب ہم نے لکھدیے ہین اور خوب واضح کرکے بتا دیا
ہے کہ کوئی عربی کتاب فصاحت مین قرآن کے مثل نہین ہوسکتی لیکن اوسوقت
تک ہم کو تحقیق الایمان دستیاب نہوئی تھی اسواسطے اون کتابون کے نام معلوم
نہوئے تھے جن مین قرآن سے اچھی عبارتین موجود ہین اب تحقیق الایمان مل گئی
معلوم ہوا کہ پادریصاحب لکھتے ہین کہ مسیلمہ نے بھی ایک قرآن ایسی ہی فصاحت
و بلاغت کا بناکر عرب کے لوگون کو سنایا اور سوائے اسکے مقامات حریری اور
دیوان جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب اور موارد الکلم تفسیر فیضی کو قرآن
کے برابر لکھا ہے اور پھر سبعہ معلقہ کی نسبت لکھا ہے کہ اونکا مساوی نہونا بھی کتب
مخالف سے ثابت کرو — اس دعوی کے بعد پادریصاحب نے بنظر اظہار
لیاقت مسیلمہ کذاب کے کچھہ ہفوات و فقرات بھی لکھے ہین اور بڑے جوش و خروش
کے ساتھہ لکھا ہے کہ منصف آدمی پڑھے اور محمد کے قرآن کی آیات سے ملاوے اگر
کچھہ حظ علم ادب سے رکھتا ہوگا تو عبارت قرآن کو کبھی معجزہ نہ بتاویگا اور وہ عبارت
یہ ہے الم تر الی ربک کیف فعل بالحبلی اخرج منها نسمة تسعی من بین
صفاق وحشی + دیگر آیات الم تر ان الله خلق النساء افراجا وجعل الرجال
ازواجا فنوبر فیهن ایلاجا ثم نخرج مامثنا اخراجا فینتجن لنا انتاجا چونکہ
اس عبارت کو پادریصاحب نے بڑی محنت و جانفشانی سے تلاش کرکے نکالا ہے اور
اسکو اپنے دعوی اور دلیل کی عمدہ سند سمجھا ہے اور غالبا قرآن سے اچھی عبارتون

ہین اسکو بھی محسوب کیا ہے اسواسطے ہم بھی پہلے اسی عبارت کا کچھہ حال لکھتے ہین
اور مقامات وسبعۂ معلقہ وتفسیر فیضی وغیرہ کا حال تو اکثر اہل علم جانتے ہین اور نیز
ہمارے پہلے جوابات جو ابتدا کتاب مین مذکور ہوچکے انکے واسطے کافی ہین +

جواب مسیلمۂ کذاب کی عبارت کا

پادریصاحب جو تحقیق الایمان مین لکھتے ہین کہ مسیلمہ نے ایک قرآن ایسی فصاحت
و بلاغت کا بنا کر عرب کے لوگون کو سنایا اور دعوی کیا کہ مجھہ پر وحی نازل ہوئی
ہے سو دعوی وجود قرآن مسیلمہ کا کذب بے اصل اور محض خرافات اور ہزل ہے
آج تک وہ قرآن نہ کہین دیکھا گیا اور نہ سنا گیا اگر ہوتا تو عرب کے یہود و نصاری
یا دیگر مشرکین اہل اسلام کی تکذیب کے واسطے ضرور اوسکی حفاظت کرتے ہان
یہ چند فقرات واہیہ یا مثل انکے بعض دیگر فقرات مسیلمہ سے منقول ہین کہ اوسنے
خبط و خرافت وسفاہت سے انکو لکھا اور وحی الہی ظاہر کیا تاہم یہ ثابت نہین
کہ اوس نے قرآن کی فصاحت کا معارضہ ومقابلہ کیا اور کیونکر یہ فقرات آیات
قرآنیہ کے مقابل ہوسکتے ہین کوئی لطف اور حسن عبارت ان مین متوہم نہین
محض خرافات اور از قبیل اصوات حیوانات معلوم ہوتے ہین اور قطع نظر حسن
ولطف کے موافق قواعد فصاحت کے ان مین عیوب و اسقام ظاہر ہین بلکہ
بعض اغلاط لسانیہ موجود ہین مقدم اول کلام عرب کے تتبع سے ظاہر ہے کہ لفظ
فعل کا تعدیہ حرف با سے اوس جگہہ ہوتا ہے جہان مفعول بہ کی تذلیل یا تکلیف
کا اظہار مقصود ہوتا ہے چنانچہ حارث بن حلزہ معلقہ سابعہ مین کہتا ہے شعر
وفعلنا بهم كما علم الله وما ان للحائنين دماء یعنی فعلنا بہم ہے قتل و

نارت مراد ہے قرآن شریف مین ہے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ اور کَذٰلِکَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ اور مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا پس سیلمہ کے پہلے فقرہ مین فعل کا تعدیہ حرف با سے خلاف روزمرہ فصحا ہے کیونکہ یہ مقام اظہار نعمت کا ہے نہ تذلیل و ایذا کا سقم دوم دوسرے فقرہ مین لفظ نسمۃ سے تبادیل ذوانسمۃ خواہ انسان مراد ہو خواہ عموماً ہر حیوان بہرحال تسعی سے نسمۃ کی تخصیص کرنے مین کوئی فائدہ اور نکتہ نہین محض لغو ہے بلکہ خلاف مقتضاے حال ہے کیونکہ حاملہ سے غیر ساعی ذوانسمۃ کا بھی اخراج ہوتا ہے سقم سوم صفاق اوس باریک جلد کو کہتے ہین جو جلد ظاہری کی تحت مین گوشت کے اوپر ہوتی ہے اور غشا سے پردہ اور حجاب مراد ہے مگر صفاق اور حجابات تمام بدن مین ہوتے ہین اور جنین خاص ایک مقام مین ہوتا ہے لہذا تخصیص مقام کے مناسب تھی یا من بین الارحام کہنا چاہیے تھا اور نیز بدن مین گوشت و جلد وغیرہ بہت چیزین ہین صفاق اور غشا کی تخصیص کا کچھ فائدہ ظاہر نہین پس ان دونون وجوہ سے یہ فقرہ خلاف مقتضاے حال اور خلاف بلاغت ہے سقم چہارم لفظ غشا بمعنی پردہ غیر مانوس الاستعمال ہے کسی فصیح کے کلام مین نہین دیکھا گیا بلکہ اہل لغت نے بھی نہین لکھا غشاء بالمد والکسر وغیرہ کہنا چاہیے تھا سقم پنجم اخرج منها نسمة مین تقدیم منها کی نسمۃ پر بیجا ہے کیونکہ متعلقات کا مرتبہ بعد مفعول بہ کے ہے اور تقدیم موجب تخصیص ہے اور بیان تخصیص درست نہین اسواسطے کہ بعض ذی نسمۃ کو حق تعالی غیر جبلی سے بھی نکالتا ہے مثل حضرت آدم و حوا و حشرات الارض کے اور نیز جبلی کے اہتمام کا

بھی احتمال نہین سقشتم فرج کی جمع افراج لایا ہے یہ بھی قبیح ہے کیونکہ جموع
تکسیر کے اوزان اکثر سماعی ہین اور جموع سماعیہ مین سے بھی یہ وہ وزن ہے
جو غیر اجوف مین جمع قلت ہے اور شاذ ہے اور یہان عبارت مسیلمہ مین افراج
جمع قلت بھی نہین ہوسکتی اور بالفرض ہوتا ہم یہ وزن محتاج بسماع ہے
پس ضرور ہے کہ افراج کا استعمال کتب لغت سے ثابت کیا جاوے یا کلام فصحا سے
سقم ہفتم افراج کا حمل کرنا نساء پر اور کہنا کہ نساء افراج ہین محض غلط ہے
علاوہ اسکے خلق متعدی بدو مفعول نہین مگر اوسوقت جبکہ بمعنی صیرورت ہو حالانکہ
خلق بمعنی صیرورت یہان درست نہین اگر کہا جاوے کہ النساء در اصل
للنساء ہے بوجہ نزع حرف جار کے منصوب ہے تو پھر بوجہ تقدیم کے فروج کی تخصیص
نساء کے واسطے لازم آئے گی حالانکہ فروج مرد و عورت دونون کی شرمگاہ کو
کہتے ہین سقم ہشتم فرج مرد اور عورت دونون کی شرمگاہ کو کہتے ہین اور دوسرے
فقرہ مین چونکہ رجال کا ذکر ہے اسواسطے یہ تقابل اس امر کا مقتضی ہے کہ فرج
خاص عورت کے واسطے ہو نہ مرد کے واسطے۔ اور علی ہذا القیاس اسکے
بعد دوسرے فقرہ مین بھی تقابل اس امر کا مقتضی ہے کہ زوجیت رجال کا وصف
مخصوص ہو حالانکہ یہ مرد و عورت دونون کا وصف مشترک فیہ ہی سقم نہم
نوع کلام خالق نہین ہوسکتا کیونکہ ایلاج در فروج افعال مخلوق مین سے ہی حالانکہ
مسیلمہ نے یہ کلام خالق کی زبانی بیان کیا ہے پس بطلان کلام مفقود ہے اور اسی جگہ وضع
وافترا کی دلیل موجود ہے سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد اور اگر کہا جاوے کہ یہ مجاز
ہے تو بھی قبیح ہے کیونکہ ایزد پاک کی طرف اس قسم کی نسبت کرنا گو بطور مجاز ہو

اعنی شرح
من الکتاب ان الجمع
فعل المفتوح العین
الساکن العین الفعل
علی افعل الا ان یکون
اجوف وقد
یجیء لغیر الاجوف
فی القلیل علی الافعال
ایضا قلیلا کفرخ و
افراخ و فرد افراد
والغلس فی کثرة فعل
ان یکون علی فعول
وفعال کالعبور
وکعاب ۱۲ منہ
۱۲ استنباط ورست
نہین ہے محض افترا
کرنا قبیل کذب قرار
نساء پر رجال کا حمل
نہین ہوسکتا ۱۲

نہایت مستہجن و مکروہ ہے ہفتم دہم لفظ مثنا خواہ اجوف واوی ہو خواہ یائی
دونون کے معنی گھسنا اور ملانا ہین پہلے معنی تو قطعًا نہین ہوسکتے کیونکہ جو چیز نہایت
گھسی جاتی ہے وہی بتعینہ خارج نہین ہوتی اور بنا بر معنی ثانی مفعول بہ اور
مخلوطہ فیہ جو محض مجہول الحال ہے اور کوئی قرینہ اوسپر بیان نہین دو چیزین بمنزلہ
محذوف ہین اور یہ حذف موجب تعقید ہے ہفتم یازدہم انتاج کے دو معنی ہین ایک
حاملہ ہونا دوسرے وقت نتاج کا آنا اور بعدیت انتاج کی اخراج پر بنا بر دونون
معنی کے غیر متصور ہے اور اگر پنتجن کے معنی ایلدن کے کیے جاوین پس باوجودیکہ
خلاف لغت ہوگا تاہم یہ قباحت ہے کہ انتاج بعد اخراج کے ہوگا کیونکہ حرف
فا مقتضی ترتیب کا ہے حالانکہ خروج جنین اور ولادت مین ترتیب نہین
ہفتم دوازدہم تمام ہفتمون مذکورہ بالا سے یہ طرز بیان اور اس اسلوب سے
کیفیت ولادت کو ظاہر کرنا اور ایلاج اور سحق و تخلیط نطفہ وغیرہ امور مستہجنہ
و مستکرہ کو جناب باری تعالی کی طرف نسبت کرنا کمال شناعت و سفاہت ہے
کوئی ذی شعور اس عبارت مین ادنی درجہ کی بھی فصاحت و بلاغت تجویز نکریگا
چہ جائے کہ قرآن کی بلاغت کا مقابلہ کرے دیکھو قرآن مین جابجا کیفیت ولادت
مذکور ہے مگر کس لطافت اور رشاقت اور کنایہ سے کہ جس سے روح کو تازگی ہوتی ہے
چنانچہ سورۃ المؤمنون مین ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ
نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ
عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ
اور سورۃ الحج وغیرہا مین بھی یہ بیان موجود ہے یہ سب عیوب جو بیان ہوئے ہین وہ مومنین کی

لہ معنی ہین ہفتم دہم انتاج کے دو معنی ہین ایک حاملہ ہونا دوسرے وقت نتاج کا آنا اور بعدیت انتاج کی اخراج پر بنا بر دونون معنی کے غیر متصور ہے

تفریح طبع کے واسطے ہین ورنہ پادریصاحب کے واسطے تو اسی قدر جواب کافی ہے کہ
اونکے نزدیک عرب کے قبائل اور ملکون مین مکہ یا صرف حجاز کی زبان فصیح ہے اور اسی
بنا پر اونھون نے قرآن کی فصاحت پر اعتراضات کیے ہین اور مسیلمہ ملک یمامہ کا
باشندہ تھا پس اگر اوسکی عبارت مین یہ عیوب ہوتے تاہم اوسکی عبارت اہل مکہ کی
عبارت کے برابر نہین ہوسکتی بالفرض اوسکی عبارت فصیح ہوتی تو قرآن کی عبارت
افصح ہوتی علاوہ عبارت مسیلمہ کے جو پادریصاحب نے
دیوان جناب علی ابن ابی طالب اور تفسیر موارد الحکم فیضی اور مقامات وسبعہ معلقہ
کو قرآن کے مقابل فصیح بتایا ہے ان سب کتب کے واسطے ہمارے وہی جوابات
کافی ہین جو ابتدا اِ کتاب مین مذکور ہوچکے کہ ان کتابون کے مصنفون نے اپنی کتابون
کی نسبت دیگر کتب سے بھی افضلیت کا دعوی نہین کیا چہ جائیکہ تحدی یا قرآن کے تساوی کا
دعوی علاوہ اسکے خود مصنفین کتب مذکورہ فصاحت قرآن کے نہایت معتقد تھے اور اپنی اپنی
تصنیفات مین اوسکی مدح کرتے ہین بلکہ آیات قرآنیہ کو تزئین کے واسطے اپنی
عبارت مین داخل کرتے ہین باوجود اسکے بھی اگر کوئی اون کی تصنیف کو قرآن کے
برابر سمجھے تو اوسکی وہی مثل ہوگی کہ مدعی سست گواہ چست اور اگر اون پر یہ
اتہام کیا جاوے کہ بوجہ تواضع وانکسار کے اپنی کتاب کی فصاحت کا دعوی
نہین کیا اور بنظر ایمان و اسلام کے قرآن کی مدح کی ہے تو یہ اتہام ہر مذہب
کے عالم پر ہوسکتا ہے مسلمان بھی کہہ سکتے ہین کہ کسی عالم عیسائی کو صحت انجیل
اور تثلیث پر وثوق نہین صرف اعتقاد کے سبب یا مصلحت دنیا کے باعث کہتے ہین
پادری صاحب جو کہتے ہین کہ عیسی چونکہ تعلیم یافتہ شخص تھے اسواسطے اونھون

نے الفاظ غیر فصیح کم بولے ہین ۔ ہم پوچھتے ہین کہ جناب علی مرتضے نے کس مدرسہ مین تعلیم پائی تھی اور کس استاد کے سامنے کتاب رکھی تھی ظاہر ہے کہ مدرسہ آپ کا دوش و آغوش رسول مقبول صلعم تھا کتاب آپکی مصحف روے رسول صلعم یا کتاب خدا زبان آپکی زبان رسول خدا صلعم ہے ۔ پادری صاحب نے اگرچہ بوجہ بغض قرآن شریف کے جناب امیرؑ کو آنحضرت صلعم سے زیادہ فصیح کہدیا مگر یہ خبر نہین رہی کہ اوسکی فصاحت کا ثبوت آنحضرت صلعم کی افصحیت کا اثبات ہے ولنعم ما قیل شعر نبی و علی ہر دو نسبت بہم ؎ دو تا ویکی چون زبان قلم ؎ ۔ اور موارد الکلم جسکی عبارت مہمل اور بے نقطہ ہے اوسکی فصاحت کا حال کم علم آدمی بھی جانتے ہین کہ مہمل عبارت فصاحت مین عام کتابون سے بھی کمتر ہوتی ہے چہ جائیکہ اعلی درجہ کی کتابون کا مقابلہ کرے خصوصا اوس کتاب کا مقابلہ جسکو خود مصنف فصاحت مین بے مثل سمجھکر اوسکی تفسیر مین عرق ریزی کرے ۔ علاوہ اسکے جو دو تین فقرے خطبہ کے پادری صاحب نے لکھے ہین یعنے ومدح اھل العلم والحکم ولوم اھل الطلاع اسی مین ایک امر خلاف بلاغت موجود ہے کہ لفظ مدح کا مقابلہ لوم سے کیا ہے گو اہمال کے باعث ہو ذم سے چاہیئے تھا چنانچہ صاحب اسمعیل بن عباد نے ابی تمام کے شعر مین اس سقم کو اپنے اوستاد ابن عمید کے روبرو بیان کیا تھا کما فی المختصر تعجب ہے کہ موارد الکلم کا نام لکھتے ہوئے پادریصاحب کو شرم بھی نہ آئی

مقامات حریری کی نسبت علاوہ جوابات مذکورۂ بالا کے دو جواب اور بھی ہین

جواب اول پادریصاحب اس کتاب مین لکھتے ہین کہ قرآن مین مقامات حریری کے مانند ہر ایک قبیلہ کے الفاظ بولے گئے ہین صفحہ ۳۴۱ ۔ اور یہ بھی اون کا دعوی ہے

کہ سوائے قریش کے سب عرب کے الفاظ وحشی اور گندہ محاورہ ہی۔ لیکن ہمنے سعرائے مستندین کے اشعار سے سند لاکر الفاظ قرآنیہ کی فصاحت اور کثرت دوران کو ثابت کر دیا پس بقول معترض مقامات مین باستثنائے الفاظ قرآنیہ ضرور گندے محاورے باقی رہے پھر مقامات کو قرآن سے کیا نسبت **جواب دوم** یہ ہے کہ مقامات کی عبارت اگرچہ فصیح اور مسجع ہے اور اکثر محاسن لفظیہ اور انواع جناس اور استعارات وکنایات اوس مین ہین مگر مصنف نے سجع کا اسقدر التزام کیا ہے کہ اکثر جگہہ تکلف اور آورد معلوم ہوتی ہے تسجیع اوسیوقت خوب معلوم ہوتی ہے جبکہ اس بے تکلفی اور آمد سے ہو کہ قصد تسجیع ظاہر نہو جسطرح قرآن مجید کے تمام فواصل آیات ہین چونکہ سجع اور صنائع لفظیہ عام فہم صنعتین ہین پادریصاحب نے سمجھہ لیا کہ یہ عبارت بھی حد اعجاز پر اور مقابل قرآن ہے اونکو یہ نہین معلوم کہ یہ امور اصول بلاغت نہین بلکہ اہل مذاق اور بلیغ لوگ کہتے ہین کہ تسجیع مین الفاظ ومعانی سجع کے تابع ہوتے ہین یعنی سجع کی رعایت سے غیر مقصود اور غیر ضروری لفظ بھرتی کرنے پڑتے ہین اور اسی باعث فصحاے عرب کی عبارتین غیر مسجع بھی ہوتی ہین — مقامات کے ہر ایک لفظ مین مثل قرآن کے وہ عذوبت نہین جس سے مفردات مین رشاقت ظاہر ہو اور نہ تالیف مین الفاظ کی ایسی مناسبت جس سے عبارت مین انسجام وسلاست پیدا ہو قرآن کی عبارت ایسی معلوم ہوتی ہے جسطرح آبشار سے پانی گرتا ہے اور اسی کو صنعت انسجام کہتے ہین اور مقامات کی عبارت مین پڑھتے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح کوئی پہاڑ پر چڑھتا ہے مقامات کی عبارت مین اگرچہ صنائع لفظیہ اور استعارات کے باعث آراستگی اور سانختگی ہے اور کہین کہین

سہاوگی بھی ہے مگر مشکل قرآن کے ایسی سہل و متنع نہین کہ جسکی سہاوگی مین ساختگی اور ساختگی مین بے ساختگی ہو قرآن کی عبارت سہل ایسی ہے کہ طالب علم صرف نحو پڑھکر اوسکا ترجمہ کرنے لگتے ہین ۔ اور مشکل ایسی ہے کہ موجدان صرف و نحو جسکی ترکیب کر لینا فخر سمجھتے ہین اور مقامات کے ایک صفحہ کا بھی ترجمہ طالبعلم بغیر کتب لغت کے نہین کر سکتے اور ہم پہلے کہہ آئے ہین کہ کلام کا حال مثل جواہر کے ہی پس اتنے ہی فرق سے کلام کا مرتبہ وہ چند زیادہ ہو جاتا ہے مقامات کی عبارت اول سے آخر تک ایک طرز اور ایک اسلوب پر ہے یعنے چھوٹے چھوٹے فقرے سجع ہین مگر فصحاء و بلغاء کے نزدیک اسقدر کتاب طویل کا ایک طرز پر ہونا باعث ملال خاطر ناظر ہوتا ہے اور قرآن کی عبارت مختلف اسلوب پر ہے جس سے ناظر کو ہر جگہ نیا رنگ اور نیا مزہ اور لطف معلوم ہوتا ہے ۔ مقامات کے بعض مضامین اگرچہ دیگر کتب سے ملتقط کرنے کے باعث عالی ہین اور اکثر مثل قصص و حکایات دلچسپ ہین مگر مثل مضامین قرآن کے لطیف اور عالی تر اور دلربا نہین جنکو سنکر دل مین ایک تغیر اور اثر پیدا ہو مقامات کی عبارت مین اکثر مساوات ہے یعنے جس قدر الفاظ اوسقدر معانی اور قرآن کی عبارت تھوڑی اور مضمون کثیر ایجاز کے مقام پر گویا دریا ایک کوزہ مین بھر دیا ہے اور اطناب کے مقام پر وہ آمد اور روانگی ہے کہ گویا دریا بہتا ہے اکثر عبارتون کے چند چند طرح سے تراکیب نحویہ اور معانی ہو سکتے ہین اور ہر ایک عمدہ اور درست ہے اور کل عبارت اول سے آخر تک یکسان فصیح ہے نہ کہین ضعیف ہے اور نہ سست ہے اور مقامات مین یکسان عبارت نہین اور بالفرض مقامات کی عبارت بہت فصیح ہے مگر کسی مخالف و موالف نے اوسکو سحر تو نہین کہا

قرآن کو مخالف اور معاند سحر کہتے تھے مقامات کو تو کسی موالف نے بھی سحر نہین کہا
کیا پادری صاحب نے اسلام کے ساتھ عقل و انصاف کو بھی ترک کر دیا وہ یہ تو
خیال کرین کہ صرف یون کہدینا کہ فلان کتاب فصاحت مین قرآن کے برابر ہے
یہ دعوی بے دلیل کیونکر پذیرا ہو سکتا ہے اونکو مناسب تھا کہ مقامات کی عبارت
جزو دو جزو لکھکر عبارت قرآن سے مقابلہ کرکے دکھاتے اوسکے مصنف کی
تحدی ثابت کرتے یا اہل علم کا اجماع بیان کرتے اور اگر کچھ بھی نہین ہو سکتا
تو یہی ثابت کرین کہ لبید و نابغہ جعدی و حسان و کعب و ابوذویب و عباس
و ولید وغیرہ صاحب مقامات کے برابر زبان عربی مین ماہر و واقف نہ تھے
جو قرآن کے معارضہ اور اوسکے مثل عبارت کہنے سے عاجز ہو گئے اور قرآن کی
فصاحت کو طاقت بشری سے فائق سمجھ لیے میری دانست مین ان شعرا کو فصاحت
و بلاغت مین صاحب مقامات سے کم معرفت نہ تھی بلکہ جسقدر فصاحت و بلاغت
کا چرچا اور زور شور عہد نبوت مین تھا بعد اوسکے نہین رہا پس ان شعرا مذکورین
کے عجز اور عبارت قرآن کو سحر کہنے سے صاحب مقامات کا بھی عاجز ہونا ضرور لازم آئیگا ورنہ اس
بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ صاحب مقامات کے مقابلہ مین یہ شعرا مثل طفل ابجد خوان
کے تھے اور سبعۂ معلقہ کی نسبت جو پادریصاحب لکھتے ہین کہ اونکے
قرآن کی برابری نکرنے کی سند مخالف کی کتاب سے لاؤ فقط سو ہمکو
مخالف کی کتاب سے سند لانے کی کیا ضرورت ہے ہمارے پاس اس سے بھی
زیادہ مستند سند ہے اور وہ یہ ہے کہ لبید بن ربیعہ مصنف معلقۂ رابعہ قرآن کو
کلام الٰہی اور معجزہ سمجھکر فوراً مسلمان ہو گیا اگر اوسکے نزدیک معلقات قرآن کی

برابری کرتے تو وہ کیون مسلمان ہوتا کیا کسی کو اوسکے اسلام مین کلام ہے
یا وہ جبرًا مسلمان ہوا تھا پادری صاحب انصاف سے کہین کہ یہ سند مخالف
کی کتاب سے بھی زیادہ مستند ہے یا نہین اور لا نُسَلِّمُ کا جواب کسی کے پاس نہین
اور متعصب کے واسطے مخالف کی کتاب سے بھی سند لانا کافی نہین وہ اوس
مین بھی ہزار شق نکال دے گا اور تسلیم نکرے گا **قولہ** اگرچہ مسلمان اوسکو
پیار کے سبب فصیح کہتے ہین پر کوئی محقق اوسکو فصیح نہین مان سکتا **اقول**
مسلمان اوسکو پیار کے سبب فصیح نہین کہتے بلکہ فصاحت کے سبب اوسکو پیار
کرتے ہین وہ یہ جانتے ہین کہ اوسکے برابر فصاحت و بلاغت مین کوئی دوسرا
کلام نہین اور کوئی عربی دان ذی شعور یا عقل اوسکی فصاحت کا منکر نہین
اور نافہم یا متعصب کا انکار قابل اعتنا نہین غالبًا پادری صاحب لفظ محقق کے
مفہوم کو کلی منحصر فی فرد واحد سمجھکر صرف اپنے تئین محقق جانتے ہین اور کوئی
دنیا مین محقق پیدا نہین ہوا اگر دعوی تحقیق کا ہے تو کسی کتاب کی عبارت سے
قرآن کا مقابلہ کیا ہوتا مسیلمہ کذاب کی عبارت مین وجوہ بلاغت کو بیان کیا ہوتا
اور خوبی کہہ کیا ہوتا اگرچہ کلام الہی کے وجوہ بلاغت اور لطائف و محاسن
بیان کرنا ممکن نہین مگر ہم حسب ضرورت متعصبین کی تنبیہ اور اتمام حجت الہی کے
لیے بعض آیات کے وجوہ بلاغت بیان کرتے ہین جس سے متعصب بھی دل
مین قائل ہوجاوے کہ لاریب قرآن کے برابر کوئی کتاب نہین اور ضرور یہ معجزہ
ہے دیکھو عرب مین عہد نبوت سے بیشتر یہ مثل نہایت فصیح اور مشہور
تھی القتل انفی للقتل یعنی قتل نافی اور مانع تر ہے واسطے قتل کے مطلب اسکا

یہ ہے کہ ہر گاہ آدمی کو یقین ہے کہ اگر مین کسی کو قتل کرونگا تو سزا مین ضرور قتل کیا جاؤنگا تو یہ خوف اوسکو دوسرے کے قتل سے باز رکھتا ہے ورنہ ہر روز ہزارون خون ہوا کرین اور قتل سے باز رہنا باعث حیات انسان ہے پس خلاصہ اور نتیجہ مثل کا یہ ہوا کہ سزاے قتل مین آدمی کی زندگی ہے کما ذکرہ السیوطی والنقتازانی وغیرھما اور اسی مضمون و مقصود کو حق تعالی قرآن مین فرماتا ہے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ اب ہم مثل مذکورہ کو کلام الہی سے مقابلہ کرکے کلام الہی کے وجوہ بلاغت بیان کرتے ہین یقین ہے کہ ادیب صاحب مذاق کی طبیعت اسکو دیکھکر پھڑک جاوے اور متعصب کے دل مین آگ بھڑک جاوے اوّلاً کلام الہی بہ نسبت مثل جاہلیت کے موجز اور مختصر ہے کیونکہ القصاص حیاۃ مین جو مقابلۂ مثل ہے دس حروف ہین اور مثل مین چودہ حروف ہین حالانکہ فصحاے عرب نے مثل مین بہت کچھ اختصار کیا ہوگا اور ظاہر ہے کہ کلام موجز بہ نسبت مطول کے فصیح ہوتا ہے دوم مثل مین لفظ قتل کی تکرار ہے اور کلام الہی مین نہین اور کلام خالی از تکرار غیر مفیدہ عدہ ہوتا ہے اوس کلام سے جس مین تکرار ہو سوم آیۂ کریمہ عام اور مطرد ہے بخلاف مثل کے کیونکہ ہر قتل نافی اور مانع قتل نہین بلکہ بعض قتل باعث ہیجان قتال ہو جاتا ہے البتہ قتل خاص یعنی قصاص نافی قتل ہے جسطرح آیت سے مفہوم ہوتا ہے چہارم نفی قتل کی عموماً مستلزم حیات نہین ہے جو کہ مثل سے مقصود و مآل اور مقتضاے حال ہے کیونکہ بعض قتل کی نفی مین ظلم ہے اور قطع حیات جسطرح نفی قتل قاتل مین اور یہ مقصود آیۂ کریمہ سے خوب ظاہر ہے بلکہ اسی مین منصوص ہے اور اسی کو مطابقت مقتضاے

مال کہتے ہین جس پر بلاغت کا مدار ہے پنجم آیہ کریمہ مین کوئی لفظ محذوف نہین ہے دو لفظون سے یہ مطلب اول نظر مین بلا تکلف نکل آتا ہے بخلاف مثل کے کہ اوس مین بقاعدہ نحو چند الفاظ محذوف ہین اوّلاً پہلے قتل کے بعد قصاصًا محذوف ہے ثانیاً قتل دوم کے بعد ظلمًا محذوف ہے ثالثاً بعد اوسکے صیغہ افعل التفضیل یعنی انفی کا مفضول علیہ محذوف ہے یعنی من ترکہ پس مثل کی تقدیر یعنی پوری عبارت یہ ہے القتل قصاصا انفی للقتل ظلما من ترکہ ششم آیہ کریمہ مین لفظ حیات کے نکرہ فرمانے مین یہ فائدہ ظاہر ہوتا ہے کہ حیات ایک شئی عظیم اور مرغوب فیہ ہے جسکی درازی اور تطاول کی انسان امید کیا کرتا ہے ایسی ہی شی سزاوار ایسی سزائے عظیم کی ہے کہ اوسکے عوض قتل نفس کیا جاوے چنانچہ دوسری جگہ فرمایا ہے وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ہفتم صیغہ افعل التفضیل غالبًا اشتراک کا مقتضی ہے یعنی فاضل کے وصف مین کچھ مفضول علیہ بھی شریک ہوتا ہے اور یہان مفضول علیہ ترک قصاص ہے پس چاہیے کہ ترک قصاص بھی نافی قتل ہو حالانکہ ایسا نہین اور آیہ کریمہ مین ایسا اشتراک نہین ہشتم آیہ کریمہ قتل و جرح و قطع عضو و غیرہ اس قسم کے ہر جرم کی نافی و مانع ہے کیونکہ قصاص سب کو شامل ہے اور مثل سے صرف قتل کی نفی ظاہر ہے نہم لفظ قصاص سے معادلت اور مساوات ظاہر ہے اور مساوات عدل ہے بخلاف قتل کے کہ اوس سے عدالت ظاہر نہین چنانچہ زمانہ جاہلیت مین ایک مقتول کے عوض بیسیون کو قتل کر لیتے تھے تب خاموش ہوتے تھے دہم مثل کا مطلب جب سمجھ مین آتا ہے تب پہلے آدمی یہ سمجھ لیوے کہ قصاص موجب و باعث حیات انسانی ہو سکتا ہے بعدہ اس تصور کے ذریعہ سے مثل کا مطلب ذہن نشین ہوتا ہے اور آیہ کریمہ سے یہ مطلب بادی النظر اور اول وہلہ مین سمجھ مین آجاتا ہے یازدہم

بادی النظر مین سامع کو مثل مین تناقض ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شی خود اپنے نفس کی
نفی کیونکر کر سکتی ہے یعنی قتل کی نفی خود قتل کسطرح کریگا اور یہ امر آیۂ کریمہ
مین نہین وما ازدھم آیۂ کریمہ مین اثبات ہے اور مثل مین نفی ہے اور اثبات اشرف
ہے کیونکہ مقدم ہے اور نفی بعد ہے سیزدھم آیۂ کریمہ مین صنعت طباق ہے یعنی
اجتماع ضدین کیونکہ قصاص مشعر موت ہے جو حیات کی ضد ہے چہاردھم آیۂ کریمہ
مین یہ عجب لطیفہ ہے کہ ایک ضد کو دوسرے کا محل و مکان مستقر قرار دیا ہے اور یہ استقرار
حیات کا موت مین مبالغۂ عظیم ہے چنانچہ صاحب ایضاح کہتا ہے کہ قصاص کو حیات کا
منبع قرار دیا ہے اور اسواسطے پہلے حرف فی ارشاد ہوا ہے پانزدھم مثل مین حرف
قلقلہ یعنی قاف کی تکرار ہے اور قلقلہ موجب غلظہ و شدت کا ہے خصوصاً جبکہ بعدہٗ
نون غنہ ہو جس مین پھر تکلف کرنا پڑتا ہے آیۂ کریمہ مین یہ تکلف نہین
اب ناظرین ذرا انصاف کرین کہ عمدہ گا جس کلام مین ان وجوہ بلاغت سے ایک یا دو
وجہ پائی جاتی ہین تو لوگ اوسکی مدح کرنے لگتے ہین مثلاً جس کلام مین ایک لفظ
ذو معنین یا اجتماع ضدین ہو یا صرف مختصر صاف روزمرہ بلا تکلف ہو تو کیسا پسند
ہوتا ہے اور جس کلام مین اسقدر لطائف ہون اوسکو اہل مذاق اور سخن شناس
کیونکر اعجاز نکہین بنظر شاہد آن نیست کہ موئی و میانی دارد بندۂ طلعت آن باش کہ آنی دارد
یہان تک مقابلہ تھا اب دو چار آیات کے وجوہ اعجاز بلا مقابلہ بیان کرتا ہون تاکہ
ناظرین کو بصیرت ہو اور ہر ایک آیت مین اسیطرح وجوہ بلاغت نکال لیا کرین
مثلاً آیۂ کریمہ سورۂ نمل مین ہے یٰاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ
سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ دیکھو ادنیٰ امر یہ ہے کہ اس آیت مین گیارہ

اقسام کے کلام جمع کیے گئے ہین اولاً ہذا کیونکہ حرف یا ہے ثانیاً کنایہ یعنی
ایئ ثالثاً تبسیہ یعنی ھا رابعاً تسمیہ یعنی نمل خامساً امر یعنی ادخلوا
سادساً قصص یعنی مساکنکم سابعاً تحذیر لایحطمنکم ثامناً تخصیص
یعنی سلیمان تاسعاً تتمیم یعنی جنودہ عاشراً اشارہ یعنی وھم لایشعرون
حشر یعنی الحادی عشر اور علاوہ انکے پانچ حقوق آپیہ کا بیان ہے
اولاً حق اللہ ثانیاً حق رسول ثالثاً نمل قائل کا حق جسکا یہ مقولہ ہے رابعاً
رعیت نمل قائل کا حق خامساً سلیمانؑ اور لشکر کا حق اور اسیطرح آیہ
کریمہ سورہ قصص مین ہے واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ الخ کہ اس مین اولی
بات یہ ہے کہ دو امر ہین اور دو نہی ہین دو خبر ہین دو بشارت ہین اور اسیطرح
آیہ کریمہ سورہ ہود مین ہے وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض
الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعداً للقوم الظالمین مشہور ہے
کہ مخالفین قرآن نے اور مشرکین عرب نے جو قرآن کے مقابلہ پر تھے جب اس آیت کو سنا
تو کلام عرب مین بلکہ عجم مین مثل اسکے ہر چند تلاش کیا لیکن کوئی کلام نہ ملا جس مین
مثل اسکے نرم اور شیرین الفاظ ہون اور پھر اس خوبی کی بندش اور نظم اور اسطرح
معانی کی جودت اور رشاقت اور ایسا اختصار و ایجاز اور باوجود ایسے ایجاز کے گویا واقعہ
طوفان کی تصویر کھینچ دی ہے اور صورت حال پیش نظر کر دی ہے پس عاجز ہو کر
اقرار کیا کہ ایسا کلام طاقت بشری سے خارج ہے اللہ اکبر اس کلام معجز
نظام کی بلاغت کہ اگر اسکے محاسن و بدایع لکھے جاوین تو ایک کتاب مین آوین چنانچہ
کرمانی نے صرف اسی آیت کے محاسن اور صنائع و بدایع مین ایک کتاب جدا گانہ

لکھی ہے علاوہ صنائع و بدایع ولطائف معانی کے ایک ادنی بات عوام فہم یہ ہے
کہ باوجود اس ایجاز کے کتنے امور جمع ہین امر بھی ہے نہی بھی ہے خبر بھی ہے ندا
بھی ہے تسمیہ بھی ہے نعت وصفت بھی ہے بیان ہلاک بھی ہے بیان ابقار بھی ہے
بیان سعادت بھی ہے بیان شقاوت بھی ہے اور قصہ بھی ہے اور اسیطرح
آیہ کریمہ یعنی فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ کی نسبت منقول ہے کہ ایک
اعرابی نے جو اسکو سنا تو فورًا سجدہ مین گر پڑا اور سجدہ مین پڑا ہوا کہتا تھا کہ سجدہ
کرتا ہون مین اس آیت کی فصاحت کو کیونکہ اسکی فصاحت ایسی ہی عظیم ہے
کہ قابل سجدہ کرنے کے ہے اور حق یہی ہے کہ کوئی صاحب مذاق عربی دان
اس آیت کے ایجاز و اختصار اور معانی کثیرہ اور استعارہ لطیفہ وعظیمہ کو اگر
خیال کرے تو وجد مین آجاوے اور بے خود ہو جاوے اور اسیطرح
آیہ کریمہ فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۝ مین کسقدر ایجاز و اختصار ہے
اور ان دو لفظون مین کسقدر معانی کثیرہ اور اشیاء غیر حدیدہ مجتمع فرمائی ہین کہ
اگر تمام خلق اون چیزون کی تفصیل کرے تو نہو سکے یہ چند آیات بطور نمونہ
کے لکھدیے ہین کیونکہ تمام قرآن کی بلاغتین اس مختصر مین نہین آسکتین جس کسی کو
تلاش ہو وہ کتب وجوہ بلاغت وصنائع و بدائع قرآن مین جنکے نام شروع رسالہ ہذا
مین درج ہو چکے ہین دیکھہ لیوے اور اپنا اطمینان کر لیوے اہل اسلام
نے قرآن کی تحقیق مین حتی المقدور کچھہ فروگذاشت نہین کیا اور بندہ نے ان چند
آیات کے بھی وجوہ بلاغت تھوڑے تھوڑے بقدر فہم عوام لکھدئے ہین ورنہ
ان آیات کے بھی وجوہ بلاغت بہت ہین اس فن کی کتابین دیکھنے سے ثابت ہو جاوےگا

بلکہ مین کہتا ہون کہ کلام الہی کی بلاغتین اور لطائف ان کتابون مین بھی محصور اور منتہی نہین مخلوق کی کیا طاقت ہے کہ کلام خالق کے جملہ لطائف ونکات کو دریافت کرلیوے جسقدر آدمی اس کلام معجز نظام مین غور کرتا ہے اوسیقدر لطائف ونکات نکلتے آتے ہین اور جسقدر جسکی عقل واستعداد زیادہ ہوا وسی قدر وجوہ اعجاز زیادہ معلوم ہوتے جاتے ہین اگر کسی کو اس تقریر مین شک ہو تو اسکی تصدیق کے واسطے بھی بطور نمونہ ہم ایک ایسی آیت کے وجوہ بلاغت بیان کرتے ہین کہ آج تک ہرگز کسی کا ذہن اسطرف نگیا ہوگا کہ اس آیت مین اسقدر وجوہ اعجاز ہونگے کما ذکرہ السیوطی فی بعض رسائلہ اور وہ آیہ کریمہ یہ ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ؕ ناظرین بغور دل لگاکر ملاحظہ کرین کہ آیہ کریمہ مین علاوہ لینت اور حذوبت الفاظ کے اور علاوہ لطافت ورشاقت معانی وحسن نظم کے ایک سو پانچ امور اور وجوہ بلاغت فن معانی وبیان وبدیع کے ظاہر ہوچکے ہین خدا جانے کہ اور کسقدر مخفی ہونگے چنانچہ بیان تین جگہ صنعت طباق ہے یعنی اجتماع ضدین اولاً درمیان اٰمَنُوْا اور کَفَرُوْا کے کیونکہ ایمان کفر کی ضد ہے ثانیاً اور ثالثاً یعنی دو جگہ درمیان الظُّلُمٰتُ اور النُّوْرُ کے کیونکہ ظلمت نور کی ضد ہے اور آٹھ جگہ صنعت مقابلہ ہے اور یہ وہ صنعت ہے کہ پہلے دو لفظ یا زیادہ متوافق المعنی بولے جائین بعدہ اونکے مقابل ومخالف الفاظ علی الترتیب بولے جاوین اور اس صنعت مین صنعت طباق سے یہ فرق ہے کہ اس مین الفاظ علی الترتیب ہوتے ہین اولاً اللہ اور طاغوت کے درمیان مقابلہ ہے کیونکہ مشرکین نے انکو بھی معبود

فرض کرلیا تھا ثانیاً وَلِیّ اور اَولیاء کے درمیان مقابلہ ہے کیونکہ اس فن مین مفرد
مقابل ہے جمع کے ثالثاً اٰمَنُوا اور کَفَرُوا مین مقابلہ ہے رابعاً یُخْرِجُ اور
یُخْرِجُوْنَ کے درمیان مقابلہ ہے خامساً وسادساً حرف اِلٰی جو انتہاے غایت
کے واسطے ہے دو جگہہ حرف مِنْ سے جو ابتداے غایت کے واسطے ہے مقابل ہے
سابعاً ظُلُمٰت اور نُوْر مین مقابلہ ہے ثامناً نُوْر اور ظُلُمٰت مین مقابلہ ہے
اور ایک یہان صنعت مشاکلت اور استعارہ تہکمیہ ہے یعنی ایک شی کو دوسری شی
کی صحبت و مجاورت کے سبب اوسی لفظ و شکل سے بیان کیا جاوے اور استعارہ تہکمیہ
یہ ہے کہ لفظ اپنی معنی حقیقی کی ضد مین استعمال کیا جاوے چونکہ اخراج ایمان سے
کار دشمنانہ ہے نہ دوستانہ اور نیز بحکم اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ طاغوت
اولیاء نہین مگر پہلے چونکہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہے اوسکی مشاکلت سے طاغوت
کو بھی بطور تہکم و ظرافت کے اولیاء فرمادیا ہے اور یہ صنعت اردو مین بھی رائج
ہے ایک یہان احتراس ہے یعنی کلام کو ایک نکتہ سے مقید کرنا تاکہ وہم
ناشی کو دفع کرے یہان لفظ اولیاء سے وہم ہوسکتا تھا کہ شاید الفاظ اولیاء
کو بمعنی دشمن بطور ظرافت و طعن نہ کہا ہو بلکہ جسطرح ولی المؤمنین مؤمنین کے
ساتھہ کرتا ہے اسیطرح اولیاء کفار یعنی طاغوت کفار کی مدد کرتے ہون لہذا اس
وہم کو دفع کردیا کہ دیکھو ان اولیاء کا یہ کام ہے کہ گمراہ کرتے ہین اور ایک
یہان صنعت قول بالموجب ہے یہ دو قسم پر ہوتی ہے ایک یہ ہے کہ غیر کے کلام کے
وہ معنی لیے جاوین جو خلاف مراد متکلم ہو بشرطیکہ وہ معنی بھی لفظ سے محتمل ہون
اور متکلم کے معنی مرادی پر بھی قرینہ ہو چونکہ مشرکین طاغوت کو اپنا معین و مددگار

اور نافع و موثر سمجھتے تھے اسلیے طاغوت مین ولایت کا ثبوت ہوا لیکن حق تعالے
نے بیان اولیاء کو بمعنی خلاف مراد مشرکین فرمایا ہے یعنی اضلال مین مددگار ہین
چنانچہ بعدہ تفسیر کی ہے یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اور یہ صنعت اردو
مین بھی مستعمل ہے شاہد یہ ہے ابوداؤد جاریۃ بن الحجاج شعر قلت ثقلت
اذا تیت من الراء قال ثقلت کاھلی بالایادی ۔ قلت طولت الخ کما فی المختصر
والمطول اور دو جگہ بیان صنعت فرائد ہے یعنی جملہ مین کوئی ایسا کیتا
لفظ ہو کہ اوسکا قائم مقام دوسرا لفظ نہو سکے اور ایسے بیان دو لفظ ہین اول لفظ
ولی ہے کیونکہ اس لفظ کے معنی ہین قریب خلاف اجنبی اور دوست اور متصرف
برکسی اور آزاد کنندہ اور ناصر اور معین اور متکفل امور کسی وغیرہا پس جس قدر
کہ یہ سب معانی مناسب ذات خالق و مخلوق ہین اور جسقدر کہ اس لفظ سے محبت
مین ایک خصوصیت اور قرب معنوی اور مکاتبت اور اقتنا بمصاحبت اور تصرف و
امداد مفہوم ہوتی ہے ایسی کسی دوسرے لفظ سے مثل ناصر و مالک و محب وغیرہ کے
مفہوم نہین ہوتی ثانیاً لفظ فریدہ طاغوت ہے کہ جسقدر اس لفظ سے مذمت اور
برائی نکلتی ہے ایسی دوسرے لفظ سے نہین نکلتی اور ایک بیان وجہ بلاغت
احتباک ہے یعنی دو عبارتین ایسی مذکور ہین کہ عبارت اولی مین سے ایسا جملہ
حذف کر دیا ہے جسکا نظیر دوسری عبارت مین موجود ہے اور دوسری عبارت مین
سے ایسا جملہ حذف کر دیا ہے جسکا نظیر پہلی عبارت مین موجود ہے پس پہلی عبارت
یون ہونی چاہیے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُمْ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ اور دوسری عبارت
یون ہونی چاہیے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيْسَ اللّٰهُ لَهُمْ وَلِيٌّ مگر پہلی عبارت مین سے جملہ اولی

محذوف کر دیا کیونکہ اوسکا نظیر دوسری عبارت مین موجود ہے یعنی اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ اور دوسری عبارت سے دوسرا جملہ حذف کر دیا کیونکہ اوسکا نظیر اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا موجود ہے اور ایک یہان صنعت اقتنان بھی ہے یعنی جمع کرنا کلام مین مختلف فنون کو چنانچہ مؤمنین کی مدح فرمائی ہے اور کفار کی مذمت بھی کی ہے جسطرح سورۂ رحمن مین ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یہان کل مخلوقات کے فنا کی تعزیت بھی کی ہے اور اپنی ذاک پاک کے بقا پر افتخار بھی فرمایا ہے اور دو جگہہ یہان صنعت مذہب کلامی ہے یعنی مطلوب پر مثل متکلمین کے حجت و استدلال کرنا پس تقدیر آیت کی یہ ہے مَنْ اٰمَنَ فَاللّٰہُ وَلِیُّہٗ وَمَنْ کَانَ اللّٰہُ وَلِیُّہٗ فَھُوَ الْمُھْتَدِ فَالْمُؤْمِنُ مُھْتَدٍ اور یہی مطلب ہے اس جملہ کا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور دوسرے جملہ کا بھی ایسا ہی حال ہے یعنی مَنْ کَفَرَ فَوَلِیُّہُ الطَّاغُوْتُ وَمَنْ کَانَ الطَّاغُوْتُ وَلِیُّہٗ فَھُوَ ضَالٌّ اور یہی مطلب ہے اس جملہ کا یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ شاہد نابغہ شعر لفعلك فی قوم اراك اصطنعتهم ۞ فلم ترهم فی شكر ذلك اذنبوا ۞ کما فی المختصر والمطول والعقد اور دو جگہہ یہان صنعت ارسال مثل ہے یعنی ایسا کلام کہنا جو مثل ہونے کی قابلیت رکھے اور یہان بھی ایسے دو جملہ ہین اَوَّلًا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا + ثَانِیًا وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیَآئُھُمُ الطَّاغُوْتُ + ایک یہان نیابر رای سکاکی کے التفات ہی کیونکہ اوسکے نزدیک امر مخالف کے تقدم کی شرط نہین مثلاً کوئی خلیفہ خود کہے امیر المؤمنین یأمرك اس مین بھی التفات ہے کیونکہ یہان یون کہنا چاہیے انا آمرك اسیطرح یہان چونکہ مقام نحن ولی الذین اٰمنوا کا ہے اور بجاے اوسکے فرمایا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا مین یہ التفات ہے اور دو جگہہ بیان وجہ بلاغت تقسیم ہے
اولاً مؤمن اور کافر مین تقسیم ہے کیونکہ آدمی مؤمن ہے یا کافر ہے تیسری قسم نہین
کقولہ تعالیٰ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ثانیاً نور اور ظلمات مین تقسیم ہے کیونکہ
طریق بھی دو ہین ایمان یا کفر چنانچہ حدیث مین ہے اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ اور ایک
بیان وجہ بلاغت اتساع ہے یعنے ایسا کلمہ لانا جس کے چند معانی ہو سکین اور
اوس مین تاویل کی گنجائش ہو اور وہ کلمہ بیان والی ہے اسکے معنی بیان ناصر بھی
ہو سکتے ہین اور متولی امور بھی اور محب بھی اور تین جگہہ بیان تفنن ہے
یعنی جیسے معنی ہون واحد خواہ جمع اوسیطرح کا لفظ بھی ہو اولاً و ثانیاً یعنی دو
جگہہ نور کو واحد فرمایا ہے اور ظلمات کو جمع کیونکہ طریقہ حقہ اور راہ ست مثل خط مستقیم
کے ایک ہی ہے اور ظلمات یعنی کفر و بدعت کے ہزارہا اقسام ہین ثالثاً وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ
کو واحد فرمایا ہے اسواسطے کہ وہ واحد ہے اور اولیاء کفار کو بصیغۂ جمع فرمایا اسواسطے
کہ اونکے ولی یعنی معبودان باطلہ بہت ہین اور آٹھہ جگہہ بیان مجاز ہے
اور مجاز حقیقت سے ابلغ ہے اولاً معنی اخراج مین مجاز ہے یعنی حق تعالیٰ منع
کرتا ہے کفر مین داخل ہونے کو نہ یہ کہ نکالتا ہے ثانیاً اخراج کی نسبت یعنی اسناد الی
حق تعالیٰ کیطرف مجاز ہے کیونکہ درحقیقت وہ نہین نکالتا تاکہ ایمان جبری قہری ہو جاوے
بلکہ توفیق خیر عنایت کرتا ہے اور ارشاد و ہدایت فرماتا ہے ثالثاً یُخْرِجُوْنَهُمْ بھی
اخراج کے معنی مین مجاز ہے کما مر رابعاً نسبت و اسناد اخراج کی طاغوت کی طرف
بھی مجاز ہے خامساً و سادساً دو جگہہ ظلمات کے معنی مین مجاز ہے کیونکہ
کفر مراد ہے نہ اصل تاریکیان سابعاً و ثامناً نور سے مجازاً ایمان مراد ہے

اور تین جگہہ وجہ بلاغت یہ ہے کہ تقدیم و تاخیر ہے اولا سیاق اسکا مقتضی تھا
کہ جسطرح جملۂ اولی مین لفظ اللہ مقدم کیا ہے اسیطرح جملۂ ثانیہ مین لفظ طاغوت مقدم
ہونا چاہیے لیکن اسصورت مین مشرکین وغیرہ عربی دان کو گمان ہوتا کہ طاغوت اللہ کے مقابل
ہے لہذا طاغوت کو آخر مین ڈالدیا تاکہ مقابلہ نرہے ثانیا جسطرح جملۂ اولی مین اللہ
مبتدا ہے اور ولی خبر ہے اسیطرح دوسرے جملہ مین طاغوت کو مبتدا اور اولیاء کو
کو خبر کرنا چاہیے تھا مگر اسکے برعکس کیا تاکہ ظاہر ہو کہ طاغوت ایک مجہول الحال اور
مخفی و منکر چیز ہے کیونکہ نحو کا قاعدہ ہے کہ اعرف کو مبتدا کرتے ہین اور اخفی کو خبر یہ
عجیب امر ہے کہ طاغوت کی تاخیر مین بقاعدہ علم معانی و بیان اور بقاعدۂ نحو دونون
فن کے موافق بلاغت و نکتہ ہے ثالثا لفظ فِیهَا لفظ خَالِدُونَ سے مؤخر ہونا چاہیے
تھا مگر اس تاخیر مین فاصلہ پیدا ہوتا اور سجع و فاصلہ کی رعایت حسن کلام اور بلاغت
ہے اور منجملہ وجوہ بلاغت کے صنعت عکس و تبدیل ہے مِنَ الظُّلُمَاتِ
اِلَى النُّوْرِ اور مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمَاتِ مین اور ایک بیان وجہ بلاغت تردید
ہے لفظ یُخْرِجُ مین اور تردید مین تکریر سے یہ فرق ہے کہ تردید مین لفظ ثانی اوس
سے متعلق نہین ہوتا جس سے پہلا لفظ متعلق ہو چنانچہ یہان یخرج دو جگہہ ہے مگر
ایک کا فاعل اللہ ہے اور دوسرے کا فاعل طاغوت ہے اور دو جگہہ
مبالغہ ہے اولا ولی مین ثانیا طاغوت مین اور تین جگہہ مبتدا
اور خبر کی تعریف سے حصر کا فائدہ ہوا اولا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے یہ حصر ظاہر
ہوا کہ مؤمنین کا ولی بجز خدا کے کوئی نہین اور ثانیا اَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ سے
یہ حصر ظاہر ہے کہ کفار کے اولیاء بجز طاغوت کے اور کوئی نہین ثالثا اُولٰٓئِكَ

اصحاب النار سے یہ حصر ظاہر ہے کہ بجز کفار کے اور کوئی اصحاب نار نہین
اور ایک بیان وجہ بلاغت تاکید ہے کہ ضمیر ھم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار
لاریب مخلد فی النار ہین اور ضمیر ھم کی تقدیم سے کفار کے حال کی
طرف اہتمام بھی ظاہر ہے اور بعد ذکر کفار کے پھر اسم اشارہ لانے مین
یہ بلاغت اور فائدہ ہے کہ جو حال اور وصف کہ آیندہ مذکور ہوتا ہے یہ کفار اوسکے
لائق اور مستحق ہین اور گیارہ جگہ صنعت تغلیب ہے یعنی ان
حالات مین ذکور و اناث دونون مشترک ہین مگر بوجہ اشرف افراد کے سب صیغہ
مذکر فرمائے ہین اولا و ثانیا دو جگہ الذین ثالثا و رابعا امنوا و کفروا
خامسا و سادسا و سابعا و ثامنا ضمیر ھم تاسعا خالدون عاشرا
اصحاب الحادی عشر ضمیر یخرجونھم کیونکہ طاغوت اگرچہ شامل ہے شیطان
اور اصنام اور کل معبودان باطلہ کو مگر بوجہ شیطان کے ضمیر مذکر عاقل کی فرمائی ہے
اور ایک بیان صنعت جناس اشتقاقی ہے یعنی اصل اشتقاق مین دو کلمہ
مشترک اور مجتمع ہون جسطرح یہان نھر اور نار ہین اور نیز درمیان
ھم اور نھر کے صنعت جناس طرف ہے یعنی دو لفظ ایسے ہین کہ اگر کسی ایک کے اول
یا وسط یا آخر سے ایک حرف دور کر دیا جاوے تو دونون متجانس ہو جاتے ہین جسطرح
وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ وَجُدِّیَ وَجَهْدِیَ یصرف عنه
یمدون من ابدعواض عواصم اور نیز اجناس حرف ناقص ہے
درمیان الی اور اولئک کے اسواسطے کہ واو مکتوبہ قرات مین ظاہر نہین ہوتی
اور نیز جناس خطی ناقص ہے درمیان اولیاء اور اولئک کے کیونکہ بعد

الف کے واو لکھی جاتی ہے اور درمیان ولی اور الی کے جناس
مشوش ہے اور ایک بیان وجہ بلاغت وصل ہے جملہ والذین کفروا کو جملہ
الذین امنوا سے اور نسبت دونون مین جو وصل کے لیے درکار ہوتی ہے نسبت
تضاد ہے اور چار جگہہ فصل ہے اولا جملہ یخرجونھم کو اپنے ماقبل
سے کیونکہ یہ جملہ مستانفہ بیانیہ ہے ثانیا یخرجونھم کو اپنے ماقبل سے کہ یہ جملہ بھی
مستانفہ ہے ثالثا اولئک اصحاب النار رابعا ھم فیھا خلدون یہ دونون
جملہ بھی محض تاکید ہین اور دو جگہہ ایجاز و قصر ہے اولا یخرجونھم
من الظلمات الی النور یہ جملہ قائم مقام ہے اسقدر عبارت کے جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ مومنین
کو خارج کرتا ہے وساوس باطلہ اور حب دنیا اور بدعات وضلالات متعددہ سے
اور یقین اور رضا اور صبر اور توکل اور زہد اور ورع جو باعث تکمیل ایمان ہین
عطا فرماتا ہے ثانیا یخرجونھم من النور الی الظلمات کا بھی ایسا ہی حال ہے۔
اور ایک بیان وجہ بلاغت انسجام بھی ہے یعنی اس آیت مین بلکہ تمام
قرآن مین الفاظ کی عذوبت اور لینت اور پھر تناسب الفاظ اور حسن نظم اور عدم
تعقیدات کے سبب عبارت ایسی خوشنما معلوم ہوتی ہے جسطرح آب روان اوپر سے
نشیب کی طرف بہتا ہوا خوشنما معلوم ہوتا ہے اور ایک بیان وجہ
بلاغت ائتلاف ہے یعنی الفاظ اپنے معانی سے اسطرح تناسب اور مؤتلف ہین کہ
جو معنی مفخم ہین اوس کے واسطے لفظ بھی باعتبار تلفظ کے مفخم ہے اور جو معنی کہ رقیق
اور نرم ہین اوسکے واسطے لفظ بھی باعتبار تلفظ کے رقیق اور نرم ہے چنانچہ ذات
باری تعالی مفخم ہے اوسکے واسطے لفظ اللہ بھی مفخم ہے اور مسمای طاغوت مین چونکہ

بوجہ غلظت کے تفخیم ہے اوسکے واسطے لفظ بھی مفخم ہے اور چونکہ کفر مین بوجہ غلظت کے تفخیم ہے اسواسطے لفظ بھی مفخم ہے کیونکہ حرف را مہملہ حروف مفخمہ سے ہے اور اسیطرح ظلمات اور خالدون مین مبنی ولفظ دونون مفخم ہین اور لفظ ولی اور امنوا کے معنی فرحت خیز نرم ہین لہذا اونکے واسطے الفاظ بھی رقیق ہین اور نور بہ نسبت ظلمات کے رقیق ہے کیونکہ مفرد بہ نسبت جمع کے خفیف ہوتا ہے۔

اور ایک بیان صنعت طرد وعکس ہے یعنی دو کلام ایسے ہین کہ ہر ایک کا منطوق دوسرے کے مفہوم کو ثابت اور مقرر کرتا ہے چنانچہ اللہ ولی الذین امنوا کا منطوق یہ ہے کہ اللہ تعالی صرف مؤمنین کا ہی ولی ہے اور مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی کفار کا ولی نہین اور والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت کا منطوق یہ ہے کہ کفار کے ولی طاغوت ہین اور مفہوم یہ ہے کہ مؤمنین کے ولی طاغوت نہین پس ہر ایک کا منطوق دوسرے کے مفہوم کو ثابت کرتا ہے

اور ایک بیان وجہ بلاغت تمکین ہے یعنی فاصلہ متمکن اور مستقر ہے اوسمین قلقلہ نہین ہے

اور ایک بیان وجہ بلاغت صنعت تشریع ہے یعنی اثنائے کلام مین ایسا لفظ ہے کہ وہ بھی فاصلہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے چنانچہ جملہ اولی مین الی النور ہے اور جملہ ثانیہ مین الی الظلمات شعر یا خاطب الدنیا الدنیہ انیا بنرک الرد وقراءۃ الاکثار اے بیان شرک الردی پر بھی توقف جائز ہے اور الاکثار پر بھی پہلی صورت مین وزن ضرب ثانی بحر کامل ہوگا اور دوسری صورت مین ضرب ہشتم کامل ہوگا

اور ایک بیان صنعت تہذیب ہے یعنے کلام ایسا مہذب اور منقح ہے جس مین مجال اعتراض نہین بلکہ تمام قرآن ایسا

ہی ہے اور دو جگہہ یہان صنعت استتباع ہے یعنی ایک شی کا
کوئی ایسا وصف بیان کیا جاوے جس سے دوسرا وصف نکل آوے اول جب
فرمایا کہ اللہ مؤمنین کا ولی ہے تو اس سے یہ امر بھی نکل آیا کہ اللہ اونکو ہدایت
کرتا ہے اور پھر اسی وصف کو ارشاد کیا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ ثانیا
جب فرمایا کہ کفار کے ولی طاغوت ہین تو اس سے وصف اضلال نکل آیا چنانچہ
اوسکی بھی تفسیر فرمادی یُخْرِجُوْنَهُمْ اور تفسیر خلاف استتباع نہین شاہد مبنی
شعر ذهبت من الاعمار ما لو حويته ۞ لهنيت الدنيا بانك خالد ۞
اور ایک یہان یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ مین استعارہ تخییلیہ ہے
کیونکہ ضلالت سے ہدایت کی طرف منتقل ہونے والے کو ایسے شخص سے تشبیہ دی ہے
جو کہ پہلے تاریکی مین بیٹھا ہو اور وہان سے اوٹھکر روشنی مین آجاوے پس یہان
مشبہہ کو بیان کر دیا ہے اور مشبہہ بہ کو محذوف کیا اور لفظ اخراج کو جو لازم مشبہہ
ہے بیان کیا تاکہ وہ ملزوم محذوف پر دلالت کرے اور ایک اسی
جملہ مین صنعت توریہ ہے کیونکہ حدیث مین وارد ہے کہ روز قیامت کو تمام آدمی اولا
تاریکی مین ہونگے پھر حق تعالی کی جانب سے نور اور روشنی پہنچے گی پس مؤمنین
کے واسطے وہ نور باقی رہے گا اور کفار کے واسطے وہ نور منتفی ہوجاویگا وہ بدستور
اندھیرے مین رہینگے اسصورت مین ظلمات اور نور کے معنی حقیقی ہی ہونگے
اور مجاز بھی اور معنی حقیقی مجاز بعید الفہم ہین اور یہی توریہ ہے
اور اس حدیث کے موافق صنعت تلمیح بھی ہوگی کیونکہ معنی حقیقی اشارہ ہین
ایک قصہ کائنہ کی طرف جو آئندہ ہوگا اور اس بنا پر اس جملہ مین معنی حقیقی اور مجازی

دونون معًا مراد ہون گے اور یہ امر خصوصیات قرآن سے ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہے کہ ہر لفظ قرآنی کیواسطے ایک معنی ظاہر ہی ہین اور ایک باطنی ہین اور نیز بیان بنا بر صنعت توریہ کے صنعت استخدام بھی ثابت ہوگی جسطرح صاحب مصباح نے استخدام کی تعریف کی ہے یعنی کوئی ایسا لفظ ہو کہ جسکے دو معنی ہون اور دونون مراد ہون اور اوس لفظ کے بعد دو لفظ ایسے ہون کہ ہر ایک لفظ ہر ایک معنی کی خدمت کرتا ہو یعنی ہر ایک معنی کا مؤید و معین ہو پس یہان ہر گاہ لفظ نور اور ظلمات کے معنی حقیقی اور مجازی دونون مراد ہون تو معنی حقیقی پر لفظ اخراج دلالت کریگا کیونکہ اخراج حقیقی انتقال مکانی ہے اور معنی مجازی پر لفظ امنوا اور کفروا دلالت کرتا ہے۔ اور دو جگہ یہان لف و نشر ہے

اولاً جملہ اللّٰہ ولی الذین امنوا یخرجھم مین لف و نشر مرتب ہے کیونکہ ضمیر مستتر جو فعل یخرج مین ہے لفظ اللہ کیطرف راجع ہے اور ضمیر مفعولی یعنی ھم الذین موصول کی طرف راجع ہے ثانیاً جملہ یخرجونھم مین لف و نشر غیر مرتب ہے

اور چار مقام پر وجہ بلاغت یہ ہے کہ جس جملہ کے مضمون مین ثبوت و استمرار ہے اوس مضمون کیواسطے جملہ بھی اسمیہ فرمایا ہے جس مین کہ ثبوت و استمرار ہوتا ہے اولاً اللّٰہ ولی الذین امنوا یعنی ولایۃ اللہ علی المؤمنین ثانیاً اولیاؤھم الطاغوت یعنی ولایۃ الطاغوت ثالثاً اولئک اصحاب النار یعنی دخولھم فی النار رابعاً ھم فیھا خالدون یعنی خلودھم

اور چار جگہ یعنی امنوا اور کفروا اور یخرجھم اور یخرجونھم کو جملہ فعلیہ اسواسطے فرمایا کہ جملہ فعلیہ مین حدوث اور تجدد ہوتا ہے اور ان امور مین

بھی حدوث اور تجدد ہے اور ایک یہان صنعت تسہیم ہے یعنی ماقبل
فاصلہ پر دلالت کرتا ہے چنانچہ لفظ کفروا خلود فی النار پر دلالت کرتا ہے
یہ سب ایکسو پانچ وجوہ بلاغت ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ انکے
بعض فوائد نحویہ اور اصول و فقہ و سلوک وغیرہ کے بھی مسائل اس مین موجود
ہین توحید الہی اور نفی معبودان باطلہ کی تو ظاہر ہے اور یہ کہ آدمی یا مؤمن ہے
یا کافر ہے تیسری قسم نہین اور کفار مخلد فی النار ہین اور مؤمن گنہگار مخلد فی النار
نہین اور یہ بھی اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ کافر مسلم کا وارث نہین
ہوسکتا اور نہ مسلم کافر کا اور نہ دونون مین نکاح جائز ہے اور نہ کافر کو مؤمن پر
ولایت پہنچ سکتی ہے کیونکہ اللہ کا دوست اللہ کے دشمن کا دشمن ہے اور یہ
بھی ظاہر ہے کہ مؤمن کا دوست حقیقی بجز ذات پاک کے اور کوئی نہین پس جسقدر
جس کا ایمان ہے اوسی قدر اوسکو اللہ سے دوستی ہے اسواسطے ایمان دار کو
لازم ہوا کہ سوائے ذات پاک واجب الوجود کے کسی کو دوست حقیقی نہ سمجھے
اور ہر وقت اپنے معبود کی طرف متوجہ رہے اور زخارف دنیوی مین دل نہ لگاوے
اور دین کو دنیا کے عوض فروخت نکرے اب ناظرین بنظر انصاف
دیکھین کہ جس کلام مین اسقدر وجوہ بلاغت ہون اور اس مرتبہ پر بدایع وفوائد
ہون اوسکو مسلمان کیونکر خدا کا کلام نکہین اور کسطرح اوسکو پیار نکرین اور
اہل اسلام پر منحصر نہین جو آدمی بافہم صاحب مذاق حق پسند راستباز ہوگا اور
کوئی امر دنیاوی طمع و تعصب وغیرہ اوسکو مانع و عائق نہوگا وہی اس کلام کو
پیار کرے گا بلکہ مین کہتا ہون کہ بلاغت کلام کی انھین امور مندرجہ کتب فصاحت

پر موقوف نہین اور صرف صنائع و بدائع مین منحصر نہین بلکہ ایسے صنائع و بدائع سے کہ جن سے تکلف ظاہر ہو اور ثابت ہو جاوے کہ متکلم ہمہ تن اسیطرف متوجہ ہے کلام مین تاثیر اور بلاغت نہین رہتی جسطرح مقامات حریری کا حال ہے صنائع و بدائع بھی انہی خوب معلوم ہوتے ہین جن سے کلام مین آمد ظاہر ہو اور متکلم کا قصد تصنع ظاہر نہو بعض کلام صاف صاف اور سیدھا جس مین محض آمد ہو ایسا پیارا معلوم ہوتا ہے کہ ویسا صنعت دار کلام پیارا معلوم نہین ہوتا حق یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت ایک ایسی وجدانی اور ذوقی چیز ہے کہ اسکو اہل زبان ہی بشرطیکہ اہل دل اور صاحب مذاق ہو خوب سمجھتا ہے اور کوئی نہین سمجھتا اور نہ کوئی دوسرے کو خوب سمجھا سکتا ہے اگر کوئی حلاوت و ملاحت کا مزہ ناواقف کو سمجھا دے تو بلاغت کلام کو سمجھا دے اسکی پختہ شہادت اور عمدہ ثبوت یہی ہے کہ اہل زبان اور ارباب فہم و مذاق جس کلام کی جسقدر مدح و تحسین کرین اوسی قدر اوس کلام کا مرتبہ سمجھا جاوے اور اگر باوجود دعوی اور درخواست مثل کے کوئی اوسکا مثل نکہ سکے تو اوس کلام کی بلاغت کو حد اعجاز پر سمجھنا چاہیے اور ظاہر ہے کہ قرآن کی عبارت کو سنکر تمام عرب کے فصحا و بلغا باوجود عناد و مقابلہ کے مدح کرتے تھے اور بڑے بڑے صاحب مذاق اور مدعی بلاغت مثل حسان و لبید و کعبین و نابغہ جعدی وغیرہم ہزارہا آدمی بیتاب ہو کر ایمان لے آئے اگر آنحضرت صلعم کو اس دعوی مین کاذب سمجھتے تو کیون ایمان لاتے یا آنحضرت کو معقول کر کے مرتد ہو جاتے اور ان شعرا کی طرف یہ بھی احتمال نہین کہ جبر و اکراہ سے مسلمان ہوئے ہون یا کسی لالچ و طمع سے ایمان لائے ہون پس بادر ایصاحب کا یہ اتہام کہ مسلمان بالتحقیق قرآن کو پیار

کرتے ہین اور کوئی محقق اوسکو فصیح نہین مان سکتا ۔ بداہتہ اور یقیناً باطل اور خلاف واقع ہے ان محققین عرب کی شہادت بلاشک کافی ووافی ہے شعر

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست	سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

تیسری فصل اون آیات کے بیان مین جنکو مخالف باہم متخالف کہتا ہے

قول ۱۱ فصل دوم قرآن کی اون آیتون کے بیان مین جو آپس مین متخالف ہین واضح ہو کہ مؤلف اعجاز عیسوی نے ہماری پاک کتاب یعنی بائبل مین سے بڑی کوشش کرکے اس قسم کی آیات بہت سی نکالکر پیش کی تھین جنکا جواب دیا گیا اور بتلایا گیا کہ انمین ہرگز مخالفت نہین ہے **اقول** معلوم نہین کہ جواب دینے کا فاعل مجہول کون ہے اگر کوئی غیر شخص ہے تو اوسکا نام لکھنا چاہیے تھا کہ اوسکی کتاب کو کوئی دیکھے اور اگر وہ فاعل مجہول خود ہین اور مراد جواب سے ہدایۃ المسلمین کا اوائل ہے تو اس جواب کا وہی حال ہے جو ہم نے شروع مین بیان کردیا ہے کہ اکثر جگہہ بلا دلیل غیر معقول اسقدر لکھدیا ہے کہ یہ کچھہ اختلاف نہین یا کہ یہ مجاز ہے حالانکہ مجاز کے واسطے اصل زبان کا محاورہ اور قرینہ ہونا ضرور ہے اہل عقل کے واسطے یہ جواب کافی نہین یہ تو صاف اختلاف کا اقرار ہے خصوصاً انجیل مین کیونکہ ہرگاہ انجیل کا اصل متن دنیا مین موجود نہین اور یہی ترجمے اصل کے قائم مقام ہین تو پھر کوئی کیونکر یقین کرے کہ اصل مین اختلاف ہے یا ترجمہ مین اور اصل زبان مین ایسا مجاز بولا جاتا تھا یا نہین ۔ پادری صاحب بازار مین یا اپنے جلسہ مین عوام کے سامنے ایسی باتین کرلیا کرین کتابون مین نہ لکھا کرین اور اسی باعث بندہ نے اون جوابون کا جواب لکھنا ضروری نہین سمجھا **قول** ۱۲ پھر اب

یہ دکھلایا جاتا ہے کہ قرآن مین وہی آیتین جو آپس مین مخالفت رکھتی ہین کسقدر ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کلام اللہ نہین اور کوئی عالم محمدی ان کا جواب شافی نہین دے سکتا **اقول** ہرگاہ کہ الفاظ اور تراکیب قرآنی جو اشعار عرب اور کتب ادب مین لکھی ہوئی نظر نہ آئین اور عامیانہ انکار کر دیا اور کہدیا کہ کوئی فصیح اسطرح نہین بولا اور آیات کو بے محابا غلط کہدیا یہ تو معانی و مضامین نازک کی بحث ہی اور عقل سے متعلق ہی یہ کسطرح سمجھ مین آوے مگر جسطرح پہلی فصلون مین پادریصاحب کا مبلغ علم عربی سب پر ظاہر ہو گیا ہے اس فصل مین بھی مبلغ عقل و فہم ظاہر ہوا جاتا ہے ان شاء اللہ تعالی اور یہ قول کہ کوئی عالم محمدی اونکا جواب شافی نہین دے سکتا یہ بھی مثل اعتراضات فصل گذشتہ کی محض جھوٹ اور افترا ہے سب عالمون نے بلکہ خود پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے جواب دیے ہین جن سے ہزارون بیماران مرض شک کو شفا ہو گئی مگر بفحوائے فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا اگر کسی متعصب کا شک رفع نہو تو جواب کا کیا قصور ہے کیونکہ مردہ پر دوا کا اثر نہونے سے دوا کی کوتاہی نہین سمجھی جاتی **عا** نرود میخ آہنی در سنگ **قولہ** اگرچہ قرآن چھوٹی سی کتاب ہے تو بھی اس قسم کے مضمون اوس مین بہت سے ہین راقم چند مقامات بطور نمونہ دکھلاتا ہے **اقول** جس شخص نے مجموعہ کتب سماوی یعنی بائبل کو دیکھا ہوگا بلاشبہہ پادریصاحب کے اس کلام کو سچ نہ سمجھیگا کیونکہ ہر ایک کتاب سماوی سے قرآن ضخامت مین بڑا ہے البتہ کل کتب کے مجموعہ سے بڑا نہین ہے اور معترض نے جو اون مقامات کے دکھلانے کی اپنی طرف نسبت کی ہے یہ بھی محض غلط ہے ہر تفسیر مین ان مقامات پر اعتراض و جواب مذکور ہین

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور اصحاب کیوقت مین اکثر زنادقہ اور ملاحدہ نے ایسے مقامات پر سوال کیے ہین اور سب کے جواب شافی پائے ہین یہ بات کچھہ نئی اور جدید نہین ہے جسپر معترض نے بطور افتخار کے لکھا ہے کہ راقم دکھلاتا ہے **قولہ** سورہ نسا مین لکھا ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۱۲ کیا تم قرآن مین فکر نہین کرتے اگر یہ خدا کا کلام نہوتا تو تم اسمین بہت سا اختلاف پاتے مراد محمد صاحب کی یہ ہے کہ میرے قرآن مین اختلاف نہین ہے اگر تم اسمین اختلاف پاؤ تو جان لو کہ یہ خدا کا کلام نہین ہے مین کہتا ہون کہ قرآن بقول خود کلام اللہ نہین ہے کیونکہ اوسمین بہت اختلاف موجود ہین **اقول** عقلمند کے سمجھنے کو ایک یہی جواب ظاہری کافی ہے کہ جسکا قائل خود عدم اختلاف کا دعوی کرے اور اوسکا رسول ہزارہا معاندین و متعصبین اور مخربان دین اور عیب جو اور بداندیشون کے سامنے اوس کتاب کو پڑھے اور ہر روزہ جسکا دورہ کرے اور ہزارہا اہل عقل اور کاملین اوسکے پیرو اور مقلدین اوسکو پڑھتے رہین اور پھر اس تناقض اور تخالف پر کسیکو اطلاع نہو خصوصًا اوسوقت کہ جب دشمنان دین ان ہی مقامات کو دریافت کرین اور وہ اونکے معانی و مطالب سمجھا کر مخالفون کو ساکت کردے ہان معترض اگر کوئی ایسی بات قرآن مین نکالی کہ جسکا ذکر احادیث و تفاسیر مین نہو گو اوسکا جواب بھی آج دندان شکن ہوجائے تاہم عقلمند کو کچھہ وہم ہوسکتا ہے **قولہ** پہلا اختلاف بقر مین ہے ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ اس قرآن مین کسیطرح کا کچھہ شک نہین ہے پھر کہا وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا اگر تمکو قرآن کی نسبت کچھہ شک ہے پس پہلے بطور استغراق نفی شک کی تھی دوسری مین وجود

شک ثابت کیا اقول ہم اہل فہم سے پوچھتے ہین کہ جب مجرم جرم سے انکار کرتا ہے
اور حاکم یا کوئی اور شخص مجرم سے کہتا ہے کہ بے شک تونے یہ جرم کیا ہے لاریب
تجھ سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہے تو اس نفی شک و ریب کے کیا معنی ہوتے ہین
حالانکہ مجرم سامنے انکار کرتا جاتا ہے اور علی ہذا القیاس جب دو شخص یا دو حاکم
عدالت باہم کسی مجرم کی نسبت گفتگو کرتے ہین اور درصورت اختلاف رای کے
ایک حاکم کہتا ہے کہ ہمکو ثبوت جرم مین ابھی تک شک ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ
بیشک اسنے جرم کیا ہے تو یہ نفی شک بطور استغراق ہوتی ہے یا نہین یا صرف
لفظون کا فرق ہے اور یہ مثالین فرضی تقریر نہین بلکہ ہر ملک مین اور ہر عصر مین
عوام و خواص اور جہلا و علما اپنی اپنی زبان مین بولتے ہین دیکھو آیت ۱۸ باب
یازدہم اعمال کو پس وہ اسکو سنکر مطمئن ہوئے اور خدا کا شکر کیا اور سب نے کہا
کہ بیشک خدا نے قبائل کے واسطے توبہ حیات بخش کرامت فرمائی ہے انتہی حالانکہ
اوس توبہ مین سینکڑون عیسائیون اور کل یہود کو شک تھا اور قول شمعون یعنی
پطرس کو اکثرون نے غلط سمجھا اور شک کیا اب ہم پادریصاحب کو اس محاورہ اور
تقریر کی معنی سمجھاتے ہین کہ جس سے اوس نے انجیل مین سقم پیدا کیا کہ بے شک
اور لاریب کے دو معنی ہوتے ہین اولاً یہ کہ بعض وقت بیشک کہنے والے کا یہ
مطلب ہوتا ہے کہ یہ امر بدلائل واضحہ اور بشواہد بینہ ہم پر ایسا واضح اور آشکارہ
ہے کہ ہرگز لائق شک کے نہین ثانیاً یہ مطلب ہوتا ہے کہ تم شک مت کرو
یہان لفظ بے شک اور لاریب گویا ان دونون عبارتون کا مخفف ہوتا ہے کیونکہ
جلدی کے سبب اتنا ہی کہا جاتا ہے پس اس آیہ کریمہ مین بھی مفسرون نے یہی

دونون معنی بیان کیے ہین اوّل یہ کہ بسبب فصاحت و بلاغت کے اور بباعث
قوانین مستقنہ اور مضامین پاکیزہ کے اور بوجہ براہین قاطعہ اور حجج باہرہ کے جو اس
کتاب مین مذکور ہین اور بنا بر ظہور معجزات و آیات رسول کے یہ کتاب ایسی ہے
کہ اسکے من عند اللہ ہونے مین کچھ شک نہین رہتا اگرچہ کوئی حاسد و متعصب
کسی غرض نفسانی سے شک ظاہر کرے مگر چونکہ ایسے اشخاص کا جھوٹا شک عند العقل
قابل اعتبار نہین ہوتا لہذا اوسکو کالعدم سمجھا جاتا ہے اور یہ جھوٹا شک جنس
شک کی افراد مین داخل نہین تاکہ استغراق مین خلل پڑے بہرحال یہان سچی شک
کی نفی کی ہے نہ اس امر کی کہ کوئی جھوٹا دعوی بھی شک کا نکرے دوم یہ کہ
جملہ بصورت خبریہ انشائیہ ہی یعنی نہی ہے مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب ایسی ہے کہ ہرگز اس
مین شک مت کرو ہدایت ہے متقیون کے واسطے اور نہی کو خبر کے طور پر فرمانے
مین یہ بلاغت ہے کہ جملۂ خبریہ بہ نسبت انشائیہ کے زیادہ تر موکد ہوتا ہے اور نیز
جملۂ اسمیہ بہ نسبت فعلیہ کے زیادہ موکد ہوتا ہے چنانچہ نہی بصورت خبر کے کئی جگہہ
قرآن مین واقع ہے حج کے باب مین فرمایا ہے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ
فِي الْحَجِّ اور امر بھی بصورت خبر آتا ہے چنانچہ فرمایا ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اور
وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ اور قرآن کی نسبت فرمایا ہے لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ
قولہ ۲ اختلاف بقرین ہے لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خدا اون کافرون
سے قیامت کے دن بات نکرے گا پھر کہا فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا
يَعْمَلُونَ اے محمد تیرے رب کی قسم ہے مین خدا اون سب کافرون سے جو کچھہ
اونھون نے کیا ہے پوچھون گا پس ایک آیت ان دونون مین سے باطل ہے اگر

اقول اس آیت کے دو جواب ہین اول یہ کہ بیان کلام مرغوب و مفید کی نفی ہے نہ مطلق کلام کی مطلب یہ ہے کہ حق تعالے اون یہود سے جنکا حال اوپر مذکور ہوا لطف و شفقت کی بات نکریگا جسکی اونکو تمنا اور حاجت ہوگی اور جو اونکے مفید مطلب ہوگی اور عرب کے محاورات مین یہ امر مستعمل ہے کہ جو باتین مقبول و مرغوب طبع نہون یا مفید مدعی نہون اونکو بعض وقت کہدیا کرتے ہین کہ کچھ بھی باتین نہوئین یا فلان شخص کچھ نہ بولا گونگا ہوگیا مثلاً جو شخص مناظرہ مین عاجز ہوجاتا ہے تو اگرچہ اوس نے کتنی ہی دیر تک باتین کی ہون مگر لوگ اوسکی نسبت کہنے لگتے ہین کہ فلان شخص نے کچھ بھی نکہا کچھ بھی نہ بولا گیا عرب کہتے ہین خرس فلان عن حجته وحصرنا فلانا ینا ظر فلانا فلم یقل شیئا یعنی فلان شخص گونگا ہوگیا کچھ دلیل و حجت بیان نکر سکا ہم فلان شخص کے پاس گئے کہ وہ فلان شخص سے مناظرہ کر رہا تھا پس اوس نے کچھ بھی نکہا مطلب یہ ہے کہ کوئی مفید بات نکہی جس سے دشمن پر غالب ہوتا یا جو سوال کا جواب ہوتا اسی قبیل سے ایک شاعر کہتا ہے لقد طال کتمانیك حتی کانني ؛ بین جواب السائلی عنك اعجر ؛ دیکھو شاعر باوجود اس کے یا اسکا اپنے تئین گونگے کے مانند کہتا ہے اور اسی قسم سے دوسرا شاعر کہتا ہے شغلت عمي اذا ما جارتي خرجت حتی یواري جارتي الحذر ؛ کما افاد السید المرتضی علم الهدی في الغرر والدرر ؛ بندہ کہتا ہے کہ یہ محاورہ ہندوستان مین بھی مستعمل ہے اور اسی بنا پر ہے کہ حکام کی ملاقات کے وقت کی باتون کو کہتے ہین کہ حاکم نے فلان شخص سے ملاقات مین یہ باتین کین کیونکہ وہ مرغوب اور مفید باتین ہوتی ہین اور اگر

کہتے ہین کہ حاکم نے یہ سوال کیا یہ پوچھا پس آیۂ مذکورہ مین اسی قسم سے نفی کلام ہے
اس سے نفی سوال لازم نہین آتی ثانیاً بالفرض اگر کلام سے مطلق کلام مراد ہو
تو بھی کچھ تخالف نہین کیونکہ ممکن ہے کہ سوال بذریعہ ملائکہ ہو اور دوسری
آیت کا یہ مطلب ہو کہ سوال کرین گے ہم اون سے بذریعۂ ملائکہ کے اور اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ ملازمین کے کامون کو بادشاہ اپنی طرف منسوب کرتا ہے کہ ہم نے
کیا حالانکہ اوسکو اکثر ملازمین کرتے ہین مثلاً ملک اور قلعون کو فوج فتح کرتی
ہے اور حکام شاہی کچہری وزیر وغیرہ عملہ لکھتا ہے اور جاری کرتا ہے مگر بادشاہ کہتا ہے
کہ فلان قلعہ ہمنے فتح کیا یہ حکم ہمنے دیا تھا بہرحال کسی معنی اور احتمال کے
موافق بیان تخالف نہین اور آیۂ کریمہ عین محاورۂ عرب کے موافق ہے
پادریصاحب کو لازم ہے کہ علم ادب اور محاورات عرب مین مہارت پیدا کرین
قول ۳ اختلاف آل عمران مین ہے کِتَابٌ اُحْكِمَتْ اٰيَاتُهٗ اس قرآن کی
ساری آیتین محکم ہین یعنی کھلا کھلی اپنے مطلب پر دلالت کرتی ہین دوسری جگہ
کہتا ہے مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ کچھ آیتین اس قرآن مین
محکم ہین اور کچھ متشابہ یعنی کچھ کھلا کھلی اور کچھ گول گول پس ایک آیت باطل ہے
اقول پادریصاحب نے دین عیسائی اختیار کرکے تحریف مین بڑا کمال پیدا
کیا ہے کہ شاید اسقدر کمال اونکے اسلاف کو بھی نہو بھلا وہ یہ تو بتائین کہ آیات
محکمہ مین کلیہ وعموم کہان سے پیدا کیا جو لکھا ہے کہ ساری آیتین محکم ہین آیا اس
آیت مین لفظ کُلّ ہے یا آیات پر الف ولام استغراق ہے اور ہرگاہ کلیہ نہین تو
تخالف کیونکر ہوا پادریصاحب عربی زبان سیکھین اور دماغ کا علاج بھی کرائین

کیونکہ اسقدر حواس بھی درست نہین جو آیات کو صحیح لکھین اور اونکا پتا درست
بتائین سورۂ ہود کی آیت کو آل عمران مین بتایا ہے اور سال عمران کی آیت کا نشان
بھی نہ لکھا یہان تک پادریصاحب کا جواب تھا اب ہم مؤمنین کو اس آیت کے
معنی بتاتے ہین کہ احکام کے معنی لغت مین درست اور استوار کرنے کے ہین احکمتہ
ای اتقنتہ اور استواری اور درستی ہر ایک شی مین اوسکے مادہ اور قوام کے
حسب حال ہوتی ہے مثلاً کپڑے کی استواری تار و پود کی مضبوطی اور اتصال
سے مراد ہوتی ہے عمارت کی استواری چوب و خشت کی مضبوطی اور چنائی کی
عمدگی سے مراد ہوتی ہے علی ہذا القیاس عبارت کی استواری اور احکام چند
طرح پر مراد ہوتی ہے کبھی بوجہ کمال فصاحت و بلاغت و تراکیب مشکلہ کے عبارت
کو محکم اور مضبوط کہتے ہین اور کبھی بوجہ مجازات و استعارات و کنایات کے اور
بوجہ ذو احتمالین اور ذو معنیین ہونے کی عبارت کو مضبوط کہتے ہین پس پہلی
آیت مین باعتبار کمال فصاحت و بلاغت کے آیات کو محکم فرمایا ہے اور قرینہ
اس پر لفظ فصّلت موجود ہے اور دوسری آیت مین باعتبار ذو احتمالین ہونے
کے آیات کو محکم فرمایا ہے اور قرینہ اس پر لفظ متشابہات موجود ہے بہرحال اگر
آیات سے کل آیات بھی مراد ہون تاہم بوجہ تغایر اعتبار و مراد کے کچھ اختلاف
نہین ہو سکتا ولولا الاعتبارات لبطل الحکمۃ قولہ ۴ اختلاف اسی سورہ
مین ہے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ای عیسیٰ مین تجھے مارونگا اور اپنی طرف
اوٹھالونگا پھر کہا ہے مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ نہ عیسیٰ کو مارا
نہ اوسے سولی دی مگر اونکو شبہہ پڑ گیا اسصورت مین ایک آیت قرآن کی غلط

ہوئی اور وہ جو لاہور کے بعض ملانے کہتے ہین کہ لفظ متوفیک وفات سے
مشتق نہین ہے غلط اور بیجا ہے ضرور وفات سے مشتق ہے تفسیرون مین دیکھ لو
اقول ہم کہتے ہین کہ بقول پادریصاحب لفظ متوفی یہان وفات سے مشتق
سہی تو بھی ایک آیت کیونکر غلط ہوگی بلکہ اسوقت دونون آیتون مین زیادہ
اتحاد ہوگا کیونکہ پہلی آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ ای عیسیٰ مین تجھے مارون گا اور
دوسری آیت کا یہ مطلب ہوا کہ یہودنے عیسیٰ کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب دی
بلکہ صلیب سے پہلے ہی ہم نے اوسے مارکر اوٹھا لیا اور صلیب دوسرے شخص کو
ہوئی جسطرح بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے یا یہ کہ صلیب سے زندہ اوترا اور
بعد اوسکے مرا جسطرح بعض اشخاص کی رای ہے پس دونون آیتون مین
کچھہ اختلاف اور غلطی نہوئی نہ معلوم کہ پادریصاحب نے یہ اعتراض بحالت انتشار
حواس لکھا ہے یا نشہ مین ــــ اور بعد اسکے جو اونھون نے لاہور کے مولویون
پر طعن کرکے لکھا ہے سو تعجب ہے کہ اتنے بڑے دعوی کی دلیل بلا سند چھوڑدی
نہ کسی تفسیر کا نام بتایا اور نہ کسی کی کچھہ عبارت لکھی تاکہ معلوم ہو کہ کس مفسر نے
یہ لکھا ہے کہ عین صلیب پر حضرت عیسیٰ کو موت آئی تاکہ پادریصاحب کا مطلب
حاصل ہو اگر بیضاوی کی عبارت سے شبہہ ہوا ہے تو وہان نصارٰی سے وہ قدیم
فرقے مراد ہین جو کہتے ہین کہ بجاے عیسیٰ کے شمعون قرینی مصلوب ہوا اور حضرت
مسیح چند ساعت کے واسطے مثل مردہ کے ہوکر یعنی حالت نوم مین مرفوع ہوگئے
چونکہ یہان معنی متوفی کی بحث کو آیتون کی مخالفت سے چندان علاقہ نہین
لہذا اس بحث کو ہم طول نہین دیتے مگر پادریصاحب سے اسقدر پوچھتے ہین کہ لاہور

کے ملاؤن کا قول کیون غلط ہے کیا لفظ توفی کے معنی لغوی تمام گرفتن نہین
جسطرح عرب بولتے ہین توفیت المال اور کیا گرفتن اور قبض روح کو موت
لازم ہے دیکھو خواب مین بھی قبض روح کر لیتا ہے چنانچہ سورۂ انعام مین ہے
وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ اور پھر سورۂ زمر مین ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ
مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا اور کیا قرآن سے حضرت عیسیٰ کی موت منصوص
اور یقینی ثابت ہے آخر کچھ تو پادریصاحب بیان کرین کہ ملاؤن کا قول کیون غلط
ہے اگر انجیل کی مخالفت کے باعث غلط ہے تو بھی غلط نہین کیونکہ برنباس کی انجیل
مین موت صلیبی کیا خود صلیب سے انکار ہے وہ لکھتا ہے کہ یہودا اسخریوطی کو صلیب
ہوئی عیسیٰ کو صلیب نہین ہوئی اور فوطیس کتاب سیر الحوارین سے نقل کرکے
لکھتا ہے کہ عیسیٰ کے عوض کسی اور کو صلیب ہوئی اور چند قدیم فرقے عیسائیون
کے کہتے ہین کہ بجاے عیسیٰ کے شمعون قرینے صلیب دیا گیا پس معلوم ہوا کہ لاہور کے
ملاؤن کا قول ظاہر قرآن کے بھی موافق ہے اور عیسائیون کے قدیم فرقون کے
بھی موافق ہے اور ایک انجیل کے بھی موافق ہے اور تاریخ کے بھی موافق ہے
مگر موت صلیبی جو کالے کرسٹانون کا قول ہے اور سب اعمال کو بیکار سمجھکر اوسی
کو مدار شفاعت اور کفارہ گناہ سمجھتے ہین ضرور غلط ہے **قولہ** ۵ اختلاف
اوسی مین ہے بِيَدِكَ الْخَيْرُ اے خدا تیرے ہاتھ مین بھلائی ہے حالانکہ دوسری
جگہہ لکھا ہے کہ اوسی کی طرف سے بدی بھی آتی ہے پس ایک آیت باطل ہے
اقول یہ مذکورہ مین کوئی لفظ یا وجہ ایسی نہین جس سے خیر کا حصر مفہوم ہو
اور دوسری چیز کی نفی ظاہر ہو پھر اس سے یہ کیونکر لازم آیا کہ بدی اوس کے اختیار

ہین نہین بے شک اوسکے اختیار مین دونون چیزین ہین مگر چند وجوہ لطیفہ کے باعث
بدی کو مذکور نہین فرمایا اول یہ مقام ترغیب و تحریص کا ہے کیونکہ جب مکہ معظمہ
مفتوح ہوا یا جب کہ اہل اسلام خندق کو کھود رہے تھے تو حق تعالے نے ملک روم
اور فارس کی فتح کا وعدہ فرمایا اسپر منافقون نے مضحکہ کیا اور اس وعدہ کو غلط
سمجھا اسواسطے یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ ترغیب و تحریص کے وقت
خیر اور نعمت کا ہی ذکر مناسب ہوتا ہے ثانیاً یہ عرب کی عادت ہے کہ جب دو چیزین
مقابل کی مشہور ہوتی ہین تو اون مین صرف ایک چیز کو بیان کر دیتے ہین اور دوسری
کو قرینہ سے سمجھ لیا کرتے ہین اسی کو صنعت اکتفا کہتے ہین چنانچہ فصل گذشتہ
کے قول بست و ہفتم کے جواب مین معہ حوالہ اشعار اسکا بیان ہو چکا ہے ثالثاً
حق تعالی اگرچہ بدی پر بھی قادر ہے مگر چونکہ بدی اوسکی طرف سے بالذات نہین
ہوتی اور خیر بالذات ہوتی ہے لہذا صرف خیر کو بیان فرمایا چنانچہ خط اول یعقوب
آیت ۱۳ مین ہے کہ خدا بدیون سے نہ آپ آزمایا جاتا ہے اور نہ کسی کو آزماتا ہے قولہ
۶ اختلاف ال عمران کے ۱۴ رکوع مین ہے سارعوا الی مغفرۃ من ربکم اور
جلدی کرو اپنے خدا کی نجات کی طرف پھر محمد صاحب کہتے ہین العجلۃ من الشیطان
والتأنی من الرحمن جلدی شیطان کیطرف سے ہے اور سستی خدا کی طرف سے ہے پس یا تو
وہ قرآن کی آیت یا یہ حدیث غلط ہے اقول اس اعتراض مین پادریصاحب کیطرف
تعصب کا گمان کم ہے جہالت و کم استعدادی زیادہ محتمل ہے کیونکہ عوام الناس
سرعت و عجلت کو ایک ہی معنی مین سمجھا کرتے ہین حالانکہ ان مین بڑا فرق ہے سرعت
ایسی جلدی کو کہتے ہین جو بہتر اور مناسب ہو اور اردو مین اسکا ترجمہ پھرتی یا

چستی چالاکی ہے اور یہ ممدوح ہے اور اوسکے مقابل بطو اور ابطا ہے جو مذموم ہے اردو مین اسکا ترجمہ سستی ہے اور کبھی سرعت محض مبادرت واقبال کے معنی مین بھی بولی جاتی ہے اور عجلت ایسی جلدی کو کہتے ہین جو بہتر اور مناسب نہو اور یہ مذموم ہے اور اسکے مقابل اناۃ اور تانی ہے جو محمود ہے اسکا ترجمہ اردو مین آہستگی ہے اور اگر یقین نہو تو صراح وقاموس مین دیکھ لو کہ سرعت کا مقابل بطو لکھا ہے اور عجلت کے مقابل تانی کو لکھا ہے اور انکا بھی اعتماد نہو تو حماسہ کو دیکھو شاعر کہتا ہے شعر منا الاناء وبعض القوم یحسبنا ؎ انا بطاء وفی ابطائنا سرع ؎ مطلب یہ ہے کہ ہم سے تانی واقع ہوتی ہے اور بعض قوم جانتے ہین کہ ہم بطو کرتے ہین اور ہمارے بطو کرنے مین بھی سرعت یعنی پھرتی اور چستی ہے دیکھو شاعر اناۃ کو اپنے مین ثابت کرتا ہے اور بطو کا انکار کرتا ہے اور سرعت کو اختیار کرتا ہے طرفۃ سبعہ معلقہ مین کہتا ہے شعر بطیئ عن الجلی سریع الی الخنا ؎ ذلول باجماع الرجال ملہد ؎ بیان سے صاف ظاہر ہے کہ سرعت کے مقابل بطو ہے یعنی سستی ہان اگر حدیث مین بجاے تانی کے بطو کا لفظ وارد ہوتا اور قرآن مین بجاے سارعوا کے عجلوا وارد ہوتا تو یہ اعتراض بجا تھا قولہ ۔ اختلاف اسی مین ہے وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ جس نے چوری کی قیامت کے دن چوری کی ہوئی چیز لے کر آئے گا پھر کہتا ہے وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور آؤگے تم اکیلے جیسے ہم نے پہلی دفعہ تمھین پیدا کیا تھا پس پہلی آیت کے موافق جسنے اونٹ چوری کیا تھا وہی اونٹ ہمراہ لیکر خدا کے روبرو جاویگا دوسری کے موافق ایسا جاوے گا جیسا ماں کے پیٹ سے خالی ہاتھ نکلا تھا اسلیے ایک آیت

باطل اور جھوٹی ہوئی اقول پادریصاحب نے اگر شان نزول کو نہین دیکھا
تو خیر کوئی بڑی تفسیر بہم نہ پہنچی ہوگی مگر تعجب ہے کہ تمام اور پوری آیت کو
کیون نہین دیکھا لفظ فرادی کی تفسیر خود آیت مین موجود ہے دیکھو آیہ قرآنی
یون ہے وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ
وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ لَقَدْ
تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ مَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَ سے صاف
ظاہر ہے کہ اس جگہہ معین و مددگار و شفیع کی نفی فرمائی ہے اور اسی اعتبار سے فرادی
کہا ہے اور قطع نظر اس شان نزول اور بقیہ عبارت کے دلیل عقلی اور قرینہ قوی یہ ہے
کہ فردیت اور زوجیت ہر شی مین اکثر باعتبار رذیلتعقل یا بجنس کے ہوتی ہے نہ دوسری
جنس سے خصوصًا خوف کے وقت باعتبار حامی و مددگار کے زوجیت و فردیت بولی جاتی
ہے مثلاً اگر ایک آدمی دس آدمیون سے لڑے اور تلوار کرے تو اوسکو کہین گے کہ
فلان شخص دس سے تنہا لڑا کوئی یہ نکہے گا کہ اوسکے پاس تلوار تھی اور اسیطرح اگر
کوئی شخص روپیہ لے کر تنہا رات مین سفر کرے تو اوس سے یون ہی کہا جاتا ہے کہ تم
تنہا ہو رات کا وقت ہے حالانکہ سو روپیہ اوسکے ہمراہ ہوتے ہین کپڑے بھی پہنے ہوئے
ہوتا ہے ناظرین غور کرین اور مخاطب صاحب کی عقل و فہم کی داد
دین کہ کیسا کچھہ عقل پر تعصب کا پردہ پڑ گیا ہے کہ چوری کے مال ہمراہ ہونے کو آدمی
کی فردیت اور تنہائی کے خلاف سمجھتے ہین حیف ہے ایسی بے بصیرتی اور تعصب
یہ جواب تو اوسوقت ہے کہ جب آیہ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ سے یہ
بات ثابت ہو کہ جس چیز کو آدمی چوراے گا وہی بعینہ قیامت مین ساتھہ آئے گی

ع
نضر بن الحرث بن کلدہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ
واحد تم سے کہتے ہو کہ ہماری نماز اور روزہ ہماری
نجات اور ہمارے شفاعت کرنے سے ہوگی
اوسکے جواب مین یہ
آیت نازل ہوئی ہے

حالانکہ بنا بر روایت معتمد کے یہ بات نہین ہے بلکہ وہ چیز بعینہ ساتھ ہوگی صرف اسکا
بار و وبال اوسکی گردن پر ہوگا اوسکے اوپر ایک علامت چوری کی ہوگی کہ سب اہل محشر
اوسے چور سمجھینگے اور غرض اس علامت سے اوسکی تفضیح اور رسوائی ہوگی
چنانچہ دوسری جگہ اس مضمون کی تصریح ہے یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَاهُمْ
فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ حدیث مین وارد ہے کہ اہل بہشت کے منہ سفید
اور نورانی ہون گے اور اہل جہنم کے منہ سیاہ اور آنکھین ازرق اور کبود ہون
گی اور اسی علامت سے پہچانی جائینگے پس اوس آیت کی تناقض یہ آیت
کسی طرح نہین قولہ ۸ خلاف نسا مین ہے فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ
وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ یعنی اگر تم پکڑی ہوئی عورتون سے نکاح کرو تو اونکے مالکون
سے جن کے قبضہ مین ہین پوچھ کر نکاح کرو اور اونکا مہر یعنی نفس حوالہ کرنے کے
عوض کا دام اون عورتون کو دیدو کیونکہ عورتون کا حق ہے مگر محمد صاحب نے
قرآن مین تو یہ حکم لکھدیا مگر روپیہ مہر کا اپنی شریعت مین اونکے مالکون کو دلوایا
اون بیچاریون کو خالی ہاتھ نکالا پس یا تو شریعت کا دستور یا قرآن کی یہ آیت
باطل ہے اقول کیا قرآن مین عمدہ عمدہ مقامات لائق بحث کے نہین ہین جو
پادریصاحب اس قسم کی پوچ باتین لکھتے ہین اول تو اظہار تعصب یہ کیا ہے
کہ اماء یعنی لونڈیون کو پکڑی ہوئی عورتون سے تعبیر کیا ہے حالانکہ یہ نہین
سمجھا کہ ہر لونڈی پکڑی ہوئی نہین ہوتی زر خرید بھی ہوتی ہے اور بعدہ جو آیۂ
قرآنی کو عمل درآمد سے مخالف لکھا ہے یہ بھی محض عوام فریبی ہے اسکا ایک جواب
عام فہم یہی کافی ہے کہ معنی قرآن کے وہی ہوتے ہین جو رسول مقبول نے فرمائے ہون

پس جب قول رسول صلعم اس آیت مین ہمکو ثابت ہوگیا تو معلوم ہوا کہ بعد فعل وَاٰتُوھُنَّ
کے لفظ اہل جو ضمیر جمع کا مضاف ہے محذوف ہے اور اصل عبارت یون ہے وَاٰتُوا
اَھْلَھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ اور چونکہ اہل کا لفظ پہلے موجود ہو مذکور رہے تکرار کے سبب اس
جگہہ نہین فرمایا کیونکہ مملوکیت اور احتیاج اذن سے صاف ظاہر ہے کہ مہر بھی انھین
مالکون کو دیا جائے گا جب لونڈیان خود اپنے نفس کی مالک نہین تب مہر کی کیونکر مالک
ہوسکتی ہین علاوہ اسکے یہ ہے کہ مہر کا ولی کو دینا خواہ عورت آزاد ہو یا لونڈی ایسا
محاورات اور مجاری عادات مین داخل ہے کہ اوسکی تصریح کی چنداں ضرورت نہین
اور اس شیوع عادات کے سبب اگر ہم کہین کہ مہر دینا لونڈیون کی طرف مجازاً
فرمایا ہے تو بھی کچھہ قباحت نہین اور اکثر ایسا مجاز بولتے ہین خصوصاً عرب مین مثلاً
اگر کوئی شخص زید کے قرضہ کو زید کے باپ یا بیٹے کو دے آئے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ مین نے
زید کو روپیہ دیدیا اور اگر زید کے مختار کو دیدے تو بھی کہہ سکتا ہے کہ مینے زید کو
دیدیا دوسرا جواب بغیر حذف مضاف اور مجاز کی یہ ہے کہ اس آیہ کے حکم کے
موافق ناکح درحقیقت اوسی لونڈی منکوحہ کو مہر دیتا ہے مگر چونکہ خود لونڈی بھی
آقا کی ملک ہوتی ہے اوس دوسرے حکم کی وجہ سے وہ مہر آقا کی ملک ہوجاتا ہے
پس ہر ایک حکم کی تعمیل جدا جدا ہوجاتی ہے اسمین کچھہ مخالفت لازم نہین آتی اور اگر
مخالفت ہو تو کوئی عاقل بیان کرے فصل ۹ خلاف نساء مین ہے اِنَّ اللّٰہَ
لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ خدا شرک کرنے کو نہین بخشتا
مگر شرک کے سوا اور گناہ بخش سکتا ہے اگر چاہے پھر کہا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا
لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ طَرِیْقًا اِلَّا طَرِیْقَ جَھَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْھَا

ابدًا ۔ جنھون نے کفر کیا اور ظلم کیا اونکو خدا کبھی نہ بخشیگا اور نہ اونکو راہ دکھلائیگا
مگر دوزخ کی راہ جس مین ہمیشہ رہین گے پہلی آیت مین کہا تھا کہ شرک کے سوا
اور گناہ اگر چاہون تو بخش سکتا ہون دوسری مین کہتا ہے کفر اور ظلم کو مین
کبھی نہین بخشتا پس دونون مین سے ایک جھوٹی آیت ہے اقول ان دونون آیتون
مین ذرا بھی تخالف نہین صرف عقل کا خلاف اور علم و استعداد کی قلت یا بے احتیاطی
ہے اگر یا در یعیا حب صراح مین بھی دیکھ لیتے کہ لفظ دون نقیض فوق ہے اور معنی
اسکے پست ہین تو آیۂ اولیٰ کے معنی فورًا حل ہو جاتے اور کچھ تخالف معلوم نہوتا
یعنی حق تعالیٰ شرک کو نہین بخشتا اور جو گناہ شرک سے پست اور کم ہے اوس کو جسکے
واسطے چاہے بخش دے اور دوسری آیت کا یہ مطلب ہے کہ جنھون نے کفر کیا
اور ظلم کیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بسبب انکار نبوت کے ہرگز نہ بخشیگا اونکو اللہ تعالےٰ
الخ ۔ اور ظاہر ہے کہ کفر بنصوص کثیرہ قرآنیہ عذاب اور وبال مین شرک سے کم نہین
کفر کے واسطے بھی خلود جہنم ہے اور شرک کے واسطے بھی خلود جہنم ہے باعتبار عذاب
و سزا کے دونون برابر ہین اور باعتبار مفہوم کے کفر عام ہے اور شرک خاص ہے
اور عام خاص سے اعلےٰ ہوتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس ظلم کے معنی ایسے عام
ہین کہ ہر گناہ کو ظلم کہہ سکتے ہین اور تخصیص اور تعیین مراد قرینہ سے مفہوم ہوتی ہے
یہان بسبب عطف کے اور بوجہ شان نزول کے ظلم سے مراد انکار رسالت محمدیہ ہے
اور شرک بھی مراد ہو سکتا ہے چنانچہ سورۂ لقمان مین شرک کو ظلم فرمایا ہے اِنَّ
الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ پس ہر گاہ کہ کفر شرک سے پست نہین اور ظلم بمعنی انکار
رسالت بھی شرک سے کم نہین تو پھر کچھ مخالفت نہین کیونکہ پہلی آیت مین شرک سے

بیست گناہون کے بخشنے کا وعدہ ہے نہ اوسکے مساوی اور اعلیٰ کا د
یہ ہے کہ لغت مین شرک کے معنی کفر بھی ہین پس آیہ اولی مین شرک کے معنی کفر ہین
اور کچھہ تخالف نہین **قولہ ۱۰** خلاف اسی مین ہے اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ
ضَعِیْفًا شیطان کا مکر اور فریب ناطاقت اور ضعیف ہے پھر کہا اِنَّ کَیْدَکُنَّ
عَظِیْمٌ ۝ اے عورتو تمھارا مکر و فریب بہت بڑا ہے پس بقول محمد صاحب عورتین
شیطان سے زیادہ ہوئین حالانکہ یہ باطل ہے اور ضرور عورتون سے زیادہ فریبی
شیطان ہے پس ایک آیت ان مین سے جھوٹی ہے **اقول** اسکے تین جواب ہین
اولاً یہ کہ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ ۝ اوس شخص کا قول ہے جو زلیخا و عزیز کے درمیان
حکم مقرر ہوا تھا حق تعالی کا قول نہین بلکہ اوسکے قول کو نقل کیا ہے چنانچہ تمام آیت
اسطرح ہے فَلَمَّا رَاٰی قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ کَیْدِکُنَّ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ ۝
اکثر جگہہ قرآن مین کفار کے اقوال منقول ہوئے ہین وہ ہمارے اعتقادات و مسلمات
نہین ہوسکتے پادریصاحب نے ناتمام آیت لکھنے مین یہی دور اندیشی کی ہے کہ اگر پوری
آیت لکھی جاوے گی تو اعتراض کا کید فوراً کھل جاویگا **ثانیاً** آیہ ثانیہ مین حق تعالے
نے شیطان کا کید اپنے مقابلہ مین ضعیف فرمایا ہے نہ عورتون کے مقابلہ مین دیکھو
یہ آیت ترغیب جہاد مین نازل ہوئی ہے خلاصہ مطلب اسکا یہ ہے کہ مومنین اللہ کی راہ مین
لڑتے ہین اور کفار طاغوت کی راہ مین ای ایماندارو لڑو اولیاء شیطان سے تحقیق
کہ کید شیطان کا ضعیف ہے یعنی اللہ کے مقابلہ مین ضعیف ہے کیونکہ وہ اللہ کیطرف سے
لڑتے ہین اور اونکا آقا اللہ ہے پس پادریصاحب نے پوری آیت نہ لکھکر بہان
بھی ایک عمدہ کید کیا ہے مگر ایمانداروں کے روبرو کید کب چل سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالے

اوّل اور بعد کا ہے ثالثاً لفظ ضعیف کے مقابل قوی ہے نہ عظیم اسواسطے
کید شیطان کے ضعیف ہونے سے اوسکی عظمت کی نفی نہین ہوسکتی ممکن ہے کہ ایک
شی ضعیف بھی ہو اور عظیم بھی جسطرح بڑا پرانا درخت جسکی جڑ نا پائدار ہو اوسکو کہتے ہین کہ
یہ درخت عظیم ہے مگر ناطاقت اور بوسیدہ روس کا بادشاہ عظیم ہے مگر ناطاق اور
مسن اور ضعیف ہوگیا ہے یہی شیطان کے کید کا حال ہے کہ وہ بہت بڑا ہے اور
عظیم ہے مگر چونکہ باطل ہے لہذا نہایت سست اور ناطاقت ہے اگر آدمی عقل کا پابند
رہے تو فوراً اوسکو دفع کرسکتا ہے اور اگر کید مین پھنس گیا تو پھر بڑے بڑے اور عظیم
گناہ کرتا ہے پس اگر ہم آیۂ ثانیہ مین کید شیطان کو مطلقاً فی نفسہ ضعیف کہین نہ خاص
بمقابلۂ خدا تاہم وہ عورتون کے کید سے غیر عظیم اور چھوٹا کیونکر ہوگا اور عورتون کا
کید شیطان کے کید عظیم کیونکر ہوگا کیا عظیم کے یہ معنی ہین کہ تمام مخلوقات و موجودات
سے بڑا ہو ہرگز نہین کیونکہ مبالغہ کے صیغہ مین دوسرے کا مقابلہ ملحوظ نہین ہوتا
پس شیطان کا کید اعظم ہے اور عورتون کا کید عظیم ہے اور دونون ضعیف اور
باطل اور سست ہین **قولہ** ۱۱ خلاف اسی مین ہے کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ہر بات
خدا کی طرف سے ہے پھر کہا وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ
سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ جو بھلائی آتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو برائی آتی ہے وہ
تیری طرف سے ہے ان دونون آیتون مین سے ایک ضرور ہی باطل ہے **اقول**
یہ دونون آیتین یکے بعد دیگرے متصل ہین اور اسطرح ہین اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ
الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْ

لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ
مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا

پاریصاحب کو قلت استعداد عربی کے سبب بیان تخالف معلوم ہوا ہے اور درحقیقت
بعض تفاسیر مین اسکا بیان واضح نہین لیکن اگر تفسیر کو نحوی استاد سے پڑھتے
تو وہ ایک لفظ مین جواب سمجھا دیتا کہ آیۂ ثانیہ یعنی فَمِنْ نَّفْسِكَ مین حرف مِنْ تعلیلیہ
ہے اور علت وسبب کے واسطے آیا ہے ترجمہ یہ ہوا کہ جو بھلائی پہنچتی ہے تجھکو پس وہ اللہ
کیطرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے تجھکو پس وہ تیری ذات کے باعث ہے خواہ
بطور انتقام خواہ بنظر تادیب وافادہ وغیرہ ہان اگر یہان بھی لفظ عند ہوتا جسطرح
پہلی آیت مین عند اللہ ہے تو اس وہم کو کچھ گنجائش بھی ہوتی اور حرف مِنْ تعلیلیہ
وسببیہ کلام عرب مین شائع ہے فرزدق شعر یغضی حیاء ویغضی من مهابته
فلا یکلم الا حین یبتسم ۔ کما فی الحماسة والمغنی سورۂ نوح مین ہے مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ
اُغْرِقُوْا ای من اجل ما ارتکبوہ **قولہ** ۱۲ خلاف مائدہ مین ہے فَاِنْ جَآءُوْكَ
فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ جب تیرے پاس لوگ جھگڑا لیکر آوین تجھے اختیار ہے
خواہ اونکے درمیان حکم کریا اونسے منہ پھیر لے پھر کہا فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
حکم کیا کر اونکے درمیان جیسے خدا نے تجھپر نازل کیا پہلی آیت مین اختیار ہے
چاہے حکم کرے چاہے نکرے دوسری مین تاکید ہے حکم کی کہ کرے **اقول** آیہ
لاحقہ سابقہ کی ناسخ اور سابقہ منسوخ ہے پس کچھ اختلاف نہین کما ذکرہ العلامۃ
الطبرسی فی المجمع اور بعض فقہا مثل امام شافعی وغیرہ کے اس امر کو وجوبی نہین کہتے
بلکہ یہ امر بمعنی مطلق اذن واباحت کیواسطے ہے اور اس قسم کے امر قرآن مین اکثر

وارد ہوئے ہین جسطرح کُلُوا وَاشْرَبُوا اور کُلُ سِیرُوا فِی الْاَرْضِ الخ یہان کھانے پینے
اور چلنے کا حکم وجوبی اور تاکیدی نہین اور آیت مین بھی کوئی لفظ مشعر تاکید نہین پس آیہ
سابقہ سے کچھہ تخالف بھی نہین ہے یہان بھی وہی احتیاط باقی ہے اور حکم دینا ضرور نہین
مقصود یہ ہے کہ اگر تو حکم کرے اون مین تو منزل من اللہ ہے کہ **قولہ** ۱۳
خلاف ساتوین سیپارہ کے ساتوین رکوع مین ہے ثُمَّ رُدُّوا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ
پھر پہنچائی جاوین گی اللہ کیطرف جو اونکا سچا مولا ہے پھر سورہ محمد کے پہلے رکوع
مین ہے وَاَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ خدا کافرون کا مولا نہین پہلی آیت مین
کہا تھا کہ وہ سب کا مولا ہے یعنی سب کافرون کا دوسری مین کہا کہ وہ کافرون
کا مولا نہین ہے پس ایک آیت ان مین سے غلط ہے **اقول** ہر شخص عربی دان
جانتا ہے کہ لفظ مولا کے بہت معنی ہین اول بمعنی ولی دوسرے پرست و آقا اور متصرف
و مالک و خداوند دوم آزاد کنندہ سوم آزاد شدہ چہارم محب یعنی دوست
دارندہ پنجم ابن عم ششم ہم سوگند ہفتم ہمسایہ ہشتم ناصر و یاری کنندہ
غرضکہ یہ لفظ مشترک ہے اور بغیر قرینہ و دلیل اس لفظ کے ایک معنی معین نہین ہو سکتے
پس معترض نے دونون جگہہ ایک ہی معنی کسطرح سمجھے حالانکہ ہر ایک آیت مین
علیحدہ علیحدہ معنی مراد ہین اور اونکا قرینہ اور دلیل بھی موجود ہے آیہ اولی
مین مولی بمعنی مالک و آقا کے ہین یعنی پہنچائی جاوین گے اللہ کیطرف جو اونکا سچا
آقا اور مالک ہے اور حق کی قید اسواسطے ہے کہ کفار دوسری چیزون کو مثل بت
وغیرہ کے اپنا مالک و آقا سمجھتے تھے اور آیہ ثانیہ مین مولا کے معنی ناصر و مددگار
کے ہین کیونکہ آیہ متقدمہ جو اس سے پہلے ہے اوس مین نصرت کا ذکر ہے کَمَا قَالَ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ الخ اور یہ آیت اسطرح ہے ذٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ
آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ پس مطلب یہ ہے کہ وہ امر جو آیہ سابقہ مین گذرا
یعنی مؤمنین کی مدد کرنا اسواسطے ہے کہ حق تعالی مومنین کا ناصر و مددگار ہے کفار
کا ناصر و مددگار نہین **قول ۱۴** خلاف ہے سیپارہ کے ۱۱ رکوع مین ہے وَزَيَّنَ
لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ شیطان نے اون کافرون کے کام اونکو اچھے بناکر
دکھلائے ہین پھر اسی سیپارہ کے آخر مین ہے كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ہم نے
اچھے بناکر دکھلائے ہر امت کو اونکے کام قرآن کا مصنف گھبرایا ہوا ہے کبھی کہتا ہے
مینے بہکایا اور کبھی کہتا ہے شیطان نے بہکایا پس ان دونون آیتون سے ایک آیت
ضرور باطل ہے **اقول** پادریصاحب آیات سابق ولاحق پر نظر نہین کرتے شروط و
قیود کو ملحوظ نہین رکھتے مقام اور قصہ کو یاد نہین رکھتے ذرا سا فقرہ ناتمام دریافت
لکھکر اوسپر اعتراض کرنے لگتے ہین اگر اسیطرح اعتراض ہوجایا کرے اور تخالف
ثابت ہوجائے تو دنیا مین کوئی کتاب صحیح نرہے آیہ سابقہ اسطرح تمام ہے وَلَقَدْ
أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ
فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ترجمہ اسکا یہ ہے اور تحقیق بھیجا ہمنے تجھسے پہلے اے محمد رسولون
کو امتون کی طرف پس گرفتار کیا ہمنے اونکو تنگی معاش اور بیماریون مین تاکہ خدا سے
گریہ وزاری کرین پھر کیون نہ جب پہنچا اون پر عذاب ہمارا گریہ وزاری کی لیکن
سخت ہوگئے دل اونکے اور اونکو بھلے دکھلائے شیطان نے اونکے کام جنکو کرتے تھے فقط

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعمال سے مراد یہان وہی گناہ اور معصیت الہی ہے جسکے
سبب اون پر عذاب نازل ہوا اور اونکے سبب دل اونکے اسقدر سخت ہوگئے
کہ توبہ و انابت کی توفیق بھی نہوئی اور آیۂ ثانیہ اسطرح ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ
مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم
مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی تم برا نہ کہو اونہین جنکو وی کفار پکارتے ہین
سوائے اللہ کے تاکہ وے برا کہہ بیٹھین اللہ کو عداوت سے بے سمجھے کیونکہ اسوقت مکو
طاقت انتقام نہین اسیطرح ہم نے بھلے دکھلائے ہین ہر امت کو اونکے کام پھر اونکو اپنے
رب کی طرف پہنچنا ہے تب وہ جتا دے گا جو کچھ کرتے تھے اس آیت مین بھی لفظ
عمل کو مطلق ہے مگر بوجہ دیگر نصوص قرآنیہ کے جنکا مطلب یہ ہے کہ خدا ہر ہی بات کا
حکم نہین دیتا مقید ہے یعنی عمل خیر مراد ہے اور دیگر نصوص کو بھی نہ دیکھین اسی آیت
مین ذرا غور کرین اور لفظ كَذَٰلِكَ کو دیکھین کہ اوسکا صرف کاف مشبہہ بہ چاہتا ہے اور
اسم اشارہ مشار الیہ چاہتا ہے اور بظاہر یہ دونون موجود نہین پس بقاعدہ نحو
مشبہہ بہ مضمون جملہ سابقہ ہے اور وہی مشار الیہ ہے یعنی جسطرح ہم تم کو منع
کرتے ہین کہ صنام اور معبودان باطلہ کفار کو برا نہ کہو اور بجز خدا کے کسی کی پرستش
نکرو اور افعال قبیحہ سے کہ جسکے سبب کفار تم سے متنفر ہون اجتناب کرو مثل اسی
کے ہم نے پیشتر امم سابقہ کے اعمال کو بھی زینت دی تھی یعنی حسب مقتضای
وقت و زمانہ اونکو شریعت اور قانون دی تھی اور اونکے اخلاق کی بھی تہذیب
کی تھی کما فی المجمع ناظرین انصاف کرین کہ کسقدر جہالت یا سفاہت ہے
کہ آدمی خود تو کسی کلام کو نہ سمجھے اور مصنف پر الزام لگائے حق یہ ہے کہ قرآنکا

عیب جو گھبرایا ہوا ہے مگر کوئی عیب نہین نکلتا اور جہان کچھہ عیب نکالتا ہے وہین اوسکی
جہالت باسفاہت ظاہر ہوتی ہے دیکھو گھبرانا اسے کہتے ہین کتاب خروقیل باب ۱۶
آیت ۲۳ مین خدا فرماتا ہے کیا مین گنہگار کی موت چاہتا ہون اور یہ نہین کہ وہ راہ سے
پھرے اور جیوے کتاب یوشع باب ۱۱ آیت ۲۰ مین ہے خدا کیطرف سے تھا کہ اون کے
دل سخت ہوگئے تاکہ وہ اسرائیل سے قتال کرین پہلی کتاب مین خدا کے گمراہ
کرنے سے انکار ہے اور دوسری جگہہ اقرار ہے خط یعقوب باب اول آیت ۱۳ مین ہے
خدا کسی کو بدی سے نہین آزماتا نامہ دوم تسلونیقون باب ۲ آیت ۱۱ مین ہے اسی سبب
خدا اون مین تاثیر کرنے والی روح بھیجے گا یہان تک کہ وہ جھوٹ کو سچ جانین گے
انجیل یوحنا باب ۵ آیت ۳۱ مین ہے اگر مین اپنی گواہی دون تو میری گواہی سچ نہین۔
یوحنا باب ۸ آیت ۱۴ مین ہے اگرچہ مین اپنے پر گواہی دیتا ہون تو بھی میری گواہی سچ ہے
پادریصاحب نے اس قسم کے فقرات کے مقابلہ مین قرآن کی اس آیت کو
نکالنا چاہا ہے مگر استغفر اللہ اونکو یہ مقابلہ کہان نصیب ہے اگر ممکن ہو تو پہلے
توریت وانجیل کی مخالفت موجودہ کو رفع کرلین تب قرآن پر نظر ڈالین قولہ لا
۱۵ خلاف ۸ سیپارہ کے ۱۷ رکوع مین ہے لَآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ
یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ
فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ یعنی جو خدا کا حکم میرے پاس پہنچا ہے مین اوس مین کچھہ
حرام نہین پاتا مگر مردہ یا سور کا گوشت کیونکہ وہ ناپاک ہے یا گناہ کی چیز یا وہ چیز
کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام اوسپر پکارا جاوے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ قرآن کے مصنف کا حافظہ بھی درست نہین ہے کیونکہ اس کتاب مین وہ شخص

بہت سے امور مثل سود مال یتیم و مال چوری وغیرہ حرام کر چکا ہے پھر کہا کہ ان چیزون کے سوا مجھے معلوم نہین کہ اور بھی میرے قرآن مین کچھ حرام ہوا قول یہ اعتراض جاہلانہ اور متعصبانہ ہے کیونکہ اگر پادریصاحب زبان عربی سے واقفیت پیدا کرتے اور لفظ طاعم اور آکل مین فرق سمجھتے اور آیت کے ماقبل اور مابعد کو اور شان نزول کو دیکھتے تو ہرگز ایسا عامیانہ اعتراض نکرتے کھانا اور خورون کے واسطے عرب مین دو لفظ ہین ایک طعم دوسرے اکل گر دونون کے استعمال مین فرق ہے طعم اکثر اون چیزون کے کھانے کے واسطے کہتے ہین جو بالفعل اور بالذات غذا اور خورش انسان ہون مثل غلات و فواکہ و لحوم و بقول و آرد و نان و شیرینی وغیرہ کے کما قال اللہ تعالیٰ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ وَأَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَمَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ اور اکل محض کھانے کو کہتے ہین کوئی چیز ہو خواہ وہ بالذات غذای انسانی ہو یا بالقوۃ غذا ہو سکے یعنی غذا اوسکے وسیلہ سے حاصل ہو سکے مثل روپیہ و زمین وغیرہ کے خواہ غذای حیوانی ہو یا یہ بھی نہو کما قال اللہ تعالیٰ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا وَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ وَتَأْكُلُهُ الذِّئْبُ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ الخ وفی الصحاح اکلت النحل الزہر و اکلت النار الحطب یہان آیہ کریمہ مین طاعم لیطعمہ ہے نہ آکل اور ہر گاہ کہ طاعم کے واسطے ذبائح کے احکام بیان ہون تو اوس مین مال یتیم اور مال دزدی کا کیا کام ہے یہ مسائل جرائم اور حدود و عقوبات مین بیان کیے جاتے ہین نہ مسائل اطعمہ و اشربہ مین کیونکہ مال مسروقہ بالذات طعام

نہین اور نہ فی نفسہ خبیث و حرام بلکہ بالعرض حکماً حرام ہے پس اگر غلہ مسروقہ کے
واسطے مالک مال اجازت دیدے تو وہی غلہ حلال ہو جائے گا بخلاف حکم خنزیر و
میتہ و خون کے کہ کسیطرح حلال نہین ہو سکتے پس اگر مصنف قرآن کا عربی سے
ناواقف ہوتا اور اپنے رسول پر کفار کا مضحکہ کرانا منظور ہوتا تو وہ یہان مال یتیم
و مال مسروقہ کو بیان کر دیتا مال یتیم وغیرہ کے حکم کو بعد بیان حیوانات کے اس
آیت سے دو تین سطر بعد اپنے محل پر علیحدہ بیان کیا ہے چنانچہ دیکھہ لو کہ اوسی جگہہ
موجود ہے وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ الخ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ الخ
وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ الخ یہان اون حیوانات کا بیان
ہے جو فی نفسہ اور بذاتہ خبیث و حرام ہین اور غذاے انسانی مین داخل ہین و نہ
یون تو بالعرض و بالتبع اور غیر ماکول و غیر معتاد چیزین سیکڑون نکل سکتی ہین جو
حرام ہین اور اس آیت مین نہین مثل فاذورات وغیرہ کے مال یتیم اور مال مسروقہ
کی کیا خصوصیت ہے جو معترض نے انھین کو بیان کیا بہرحال یہ معترض
کی ناواقفیت ہے مصنف قرآن کی بدحافظگی نہین بدحافظگی یہ ہے اعمال
باب ۱۵ آیت ۲۸ و ۲۹ مین ہے کہ روح القدس نے اور ہم نے بہتر جانا کہ ان ضروری
باتون کے سوا تم پر اور کچھہ بوجھہ نہ ڈالین کہ تم بتون کے چڑھاوون اور لہو اور
گلا گھونٹی اور حرامکاری سے پرہیز کرو اس سے ظاہر ہے کہ ان باتون کے سوا
عیسائیون پر اور کچھہ فرض و لازم نہین نہ خدا کی نماز نہ روزہ نہ طہارت
نہ سچ بولنا نہ مردار سے پرہیز کرنا اور وہ تمام احکام بھی لغو ہو گئے جو باب پنجم
و ششم و ہفتم انجیل متی مین مذکور ہین اور مواعظ جلیلیہ مشہور ہین اور اسیطرح

وہ احکام بھی باطل ہوگئے جو اول قرنتیون کے باب ششم بلکہ نہم و دہم مین بھی
مرقوم ہین بالجملہ اگر وہ احکام پادریصاحب کے نزدیک الہامی اور واجب التسلیم
والتعمیل ہین تو ضرور مصنفان انجیل بدحافظہ ہین یا صرف پادریصاحب کی فہم و
عقل مین قصور و قصور ہے اگر ممکن ہو تو پادریصاحب اس بدحافظگی کو درست
کرین اور اوسکے مقابلہ مین براہ حسد قرآن مین ناجائز طور سے عیب نکالنے پر
ناحق کوشش نکرین اور یہ جو پادریصاحب نے لکھا ہے کہ مصنف قرآن
کا حافظہ بھی درست نہین اسکا جواب بقول مصنف قرآن وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ
يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ کچھ نہین دے سکتا اور
اگر کچھ کہون تو خدا کے مقابلہ مین معترض کو کہکر کیا خوش ہون اسکا انتقام
اوسی منتقم حقیقی کو لینا خوب آتا ہے چنانچہ علاوہ انتقام آخرت کے اوسکا نمونہ
یہان بھی اوس نے کچھ دکھا دیا ہے کہ ایک بدحافظگی کہنے کے عوض معترض کی
چار طرح سے بدحافظگی ثابت کر دی ہے اول یہ کہ معترض نے اس آیت کو ۸
پارہ کے ۱۷ رکوع مین لکھا ہے حالانکہ ۵ رکوع مین ہے اور ۵ اور ۱۷ مین
کچھ تجنیس خطی و شباہت نہین تاکہ سہو کاتب ہو دوم اعتراض بنانے کے واسطے
ترجمہ مین خیانت کی ہے یا سہو کیونکہ ترجمہ یہ کیا ہے کہ جو خدا کا حکم میرے پاس
پہنچا ہے مین اوس مین سے کچھ حرام نہین پاتا اس مین سے معترض طاعم یطعمہ
کا ترجمہ کہا گیا سوم یہ کہ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ جو باہم موصوف وصفت ہین اوسکا
ترجمہ بطور تردید کیا ہے کیا بدحافظگی ہے چہارم یہ کہ کر چکا صیغہ ماضی سے
معلوم ہوا کہ معترض کے نزدیک مال یتیم و مال مسروقہ کا بیان پہلے ہو چکا

حالانکہ مال یتیم کا ذکر اس آیت کے بعد ہے جو قریب موجود ہے اور مال مسروقہ
کا بیان اس آیت کے بعد اور سورتون مین ہے یہ عین بدحافظگی ہے اور
علاوہ اسکے ہرگاہ مال یتیم کا ذکر وہین قرآن مین موجود ہے تو بدحافظگی کی
تہمت بھی کیا خوب چسپان ہے شعر سنگ بر بارۂ حصار مزن ۔ کہ بود کز
حصار سنگ آید ۔ قول ۱۶ خلاف سورۂ نجم کے ۲ رکوع مین ہے
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى کوئی کسی کا بوجھ نہ اوٹھاویگا سب اپنا اپنا
بوجھ اوٹھاوین گے سورۂ عنکبوت مین ہے وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا
مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ضرور اوٹھاوین گے اپنے بوجھ اور اور بوجھ اپنے بوجھون کے
ساتھ پھر سورۂ نحل کے ۳ رکوع مین ہے لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ یعنی اوٹھاوین اپنے پورے بوجھ قیامت کے
دن اور اونکے بوجھ جنکو بہکاتے تھے بے تحقیق پس دیکھو پہلی آیت مین کہا کہ اپنی
کرنی اپنی بھرنی یہان کہتا ہے کہ دوسرون کے گناہ بھی اوٹھانا پڑین گے اس لیے
ایک آیت باطل ہے اقول بلاشک کوئی کسی کا بوجھ نہ اوٹھاوے گا لیکن
سورۂ عنکبوت اور سورۂ نحل کی آیتین جو سورۂ والنجم کی آیت کے مخالف سمجھی ہین
یہ محض عقل وفہم کا خلاف ہے سورۂ عنکبوت کی آیت تو بہت صاف ہے اوس
مین شبہہ کرنا محض تعصب ہے کیونکہ اوسمین یہ نہین فرمایا کہ جن کو بہکایا ہے اون کے
بوجھ مین سے کچھ اوٹھاوین گے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اونکے بوجھ کے ساتھ کچھ بوجھ
اوٹھاوین گے اور یہ اسواسطے ہے کہ جسطرح گمراہی کا جرم ہے اسیطرح گمراہ کرنیکا
جداگانہ جرم ہے اور ہرگاہ بہکانے والا اغوا کے جرم کا مرتکب ہوا تو یہ جرم اوسی کا

بحث
تعارض
کے قول
مین واو
غلط ہے
قرآن مین
ایسا
نہین ہے

ہوا نہ دوسرے کا ہان چونکہ گمراہ کی معذرت کے وقت گمراہ کنندہ بھی طلب ہوگا
اور دونون کو ہمراہ سزا ہوگی لہذا الفظ مع فرمایا ہے لیکن بہرحال بہکانے والا
اپنا ہی بوجھ اوٹھاوے گا اور سورہ نحل کی آیت کا یہ جواب ہے کہ تقاضہ
زبان عربی لفظاً اَوْزَارًا قبل مِنْ کے محذوف ہے اور اصل عبارت یہ ہے لِیَحْمِلُوْا
اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوْزَارًا مِّنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ الخ کما حققہ
سیبویہ والعکبری والطبرسی وغیرھم اور حرف مِنْ بیان تعلیلیہ وسببیہ ہے
جس طرح قول یازدہم مین مذکور ہوا تبعیضیہ نہین ہے جس طرح
بعض مفسرین نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے افعال کے پورے بوجھ
اوٹھاوین گے اور کچھ بوجھ بہکنے والون کے بوجھ کے سبب کہ اون کو بہکایا
اور گنہگار کیا اور بیان جو اسطرح نہین فرمایا کہ اضلال کے سبب بوجھ
اوٹھاوین گے بلکہ یون فرمایا کہ ضالین کے بوجھ کے سبب کچھ بوجھ اوٹھاوینگے
اسمین فائدہ اور بلاغت یہ ہے کہ اگر پہلی طرح فرمایا جاتا تو شبہہ ہوتا کہ شاید
صرف بہکانے والے پر عذاب ہو ضال یعنی بہکنے والا بری ہوجاوے چنانچہ
سرغنہ اور بڑے بڑے کفار عوام مؤمنین سے یہی کہتے تھے کہ تم ہماری پیروی
کرو محمد صلعم کی پیروی نکرو اور اگر تم ہماری پیروی مین گناہ سمجھتے ہو تو تمھارے
گناہ ہمارے ذمہ ہین کما فی سورۃ العنکبوت وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ بہرحال اعتراض واہیات ہے۔ یا در یصاحب قرآن پر اعتراض
کرکے ناحق اپنی لیاقت اور استعداد عربی کو ظاہر کرتے ہین اس سے بہتر تو یہ ہے

کہ توریت و انجیل کو ہی دستکے آیت ۵ باب ۲ خروج کو دیکھین مین خداوند تیرا
غیور ہون باپ دادون کی بدکاریون کی سزا اون کی اولاد پر جو میرا کینہ رکھتے
ہین اونکی تیسری چوتھی نسل تک دینے والا ہون اور پھر آیت ۱۶ باب بست و چہارم
کتاب استثنا مین ہے نہ بیٹے باپ کے بدلے اور نہ باپ بیٹون کے بدلے بلکہ ہر ایک
اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جاتا ہے اور آیت ۲۵ باب بست و سوم انجیل متی بھی
ملاحظہ کرین **قولہ** ۱۷ اختلاف اعراف مین ہے فوسوس لھما الشیطان لیبدی
لھما ما وری عنھما سواتھما آدم اور حوا کے دل مین شیطان نے وسوسہ ڈالا
کہ اونکو ننگا کرے پھر سورہ بقر کے ۴ رکوع مین کہتا ہے فازلھما الشیطان
عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ بہکایا اونکو شیطان نے پس نکلوا دیا اونکو بہشت سے
ظاہر ہے کہ شیطان کی مراد یہ تھی کہ کسیطرح اونکو بہشت سے نکلوا دے یہ غرض
نہ تھی کہ اونکو ننگا کرے اس لیے ایک آیت ان مین سے باطل ہے **اقول**
ہر سوال مین معترض کے نئے نئے کمالات ظاہر ہوتے ہین لیبدی کو لیھدی
لکھا ہے اور فازلھما مین بجاے زاے معجمہ کے ذال معجمہ کو لکھا ہے مگر جب انجیل
کے ہزارون اختلافات و اغلاط کو سہو کاتب کہکر اپنا دل سمجھا لیتے ہین تو ان
غلطیون کا الزام کاتب پر لگا دینا نہایت سہل ہے خیر اس قسم کے امور اس کتاب
مین بہت ہین ہم کہان تک اونکا تعرض کرین اصل اعتراض کا جواب دیتے ہین
کہ بہشت مین کوئی ننگا نہین رہ سکتا وہان سے نکالا جاتا ہے اور شیطان
کو یہ حال معلوم تھا کہ جو کوئی اس درخت کا پھل کھائے گا ضرور برہنہ ہو جائیگا
اور جو برہنہ ہوگا ضرور بہشت سے نکالا جاویگا بہشت مین برہنہ نہین رہ سکتا

پس اگرچہ مقصود اصلی شیطان کو آدم وحوا کا نکلوا دینا تھا مگر پہلے وہ تدبیر کی جس سے برہنہ ہوجائین پس برہنہ کرنا عین تدبیر اخراج تھی بیان کسیطرح کا اختلاف نہین کیونکہ جب کوئی شخص کسی کام کے مقدمات اور شرائط کو درست کرتا ہے تو اس درستی کو اصل کام کے خلاف نہین کہا جاتا **اقول** ۸ اختلاف انفال مین ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اے محمد تیرے ہوتے خدا ایسا کبھی اونکو دکھ اور عذاب نہ دے گا پھر سورۂ انفال کے ۴ رکوع مین لکھا ہے وَمَا لَهُمْ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ اور خدا کیون نہ اونکو عذاب کریگا پس ایک آیت جھوٹی ہے **اقول** اللہ اللہ پادریصاحب کی باریک اور دقیق کارسازیان کہان تک بیان کی جاوین یہ دونون آیتین یکی بعد دیگرے ایسی متصل ہین کہ گویا پچھلی آیت پہلی کی متمم ہے اسکو پادریصاحب نے لکھا ہے کہ پھر سورۂ انفال کے ۴ رکوع مین گویا درپردہ یہ ظاہر کیا ہے کہ دونون آیتون مین بڑا فاصلہ ہے تاکہ کفار کو مصنف قرآن کی طرف سہو کا احتمال ہوسکے اور بعدہ یہ چالاکی کی ہے کہ فِيْهِمْ کا ترجمہ جو اس اعتراض کا جواب ہے بالکل اوڑا گئے اس آیت کا صاف مطلب یہ ہے کہ اے محمد تیرے ہوتے ان کفار کے درمیان ہم انپر عذاب نازل نکرینگے دوسری آیت مین فرمایا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ خدا اون پر کبھی مطلقاً عذاب نازل نکرے پہلی آیت مین آنحضرت کے وجود باجود کی قید لگی ہوئی ہے اور دوسری آیت مطلق بلا قید ہے پس ایسا ہی ہوا کہ جب تک آنحضرت صلعم مکہ معظمہ مین رہے کفار پر عذاب نازل نہوا اور جب آنحضرت صلعم ہجرت کرکے مدینہ کو تشریف لے گئے تب مقام بدر مین کفار پر شکست کا عذاب نازل ہوا جس مین بہت سے کفار قتل

ہوئے اور سب کا مال غارت ہوا حق یہ ہے کہ پادریصاحب نے ترجمہ مین ایسی
تحریف کی ہے کہ محرفانِ انجیل کی روح کو خوش کر دیا اور مواعظ جبلیہ مسیح کی خوب
تعمیل کی جسکا مضمون یہ ہے مبارک وے جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے
ہین انجیل متی باب ۵ **قولہ** ۱۹ خلاف یونس مین ہے ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ
اَشْرَكُوْا پھر ہم مشرکون سے کہین گے پھر سورہ بقر کے ۱۲ رکوع مین ہے لَا يُكَلِّمُهُمُ
اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خدا قیامت کے دن اونسے کلام نکرے گا ایک آیت انمین غلط ہے
اقول اسی قسم کا اعتراض دوسرے نمبر مین بھی ہے گویا اعتراض مکرر ہے اور چونکہ
جواب اسکا مفصلا دوسرے اعتراض مین مذکور ہو چکا ہے لہذا اعادہ کی حاجت نہین
قولہ ۲۰ اختلاف ہود مین ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ ہر ایک
رسول کی ہم تجھے خبر دیتے ہین پھر سورۂ نساء کے ۲۳ رکوع مین ہے وَرُسُلًا قَدْ
قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ بعضے رسولون کی ہم
نے تجھے خبر دی اور بعضون کی نہین دی پس پہلی آیت غلط اور جھوٹی ہے کیونکہ
اوس مین لکھا تھا کہ مینے تمام رسولون کی خبر تجھے دی ہے **اقول** معترض کو
راستبازی کا تو یہ دعوی ہے کہ پہلے ہم تفسیر دیکھ لیتے ہین جب وہان تسلی نہین
ہوتی تب اعتراض کرتے ہین اور پھر یہ حال کہ ناتمام جملہ کو بلکہ مبدل منہ کو بغیر بدل
کے لکھکر اوسپر اعتراض کر دیا غالبًا کم استعدادی سے سمجھ مین نہین آیا آیۂ قرآنی
اسطرح ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ترکیب
یہ ہے کہ لفظ کلا در اصل مضاف ہے اور لفظ نبا مضاف الیہ محذوف ہے اور من تبعیضیہ
اسپر عوض محذوف ہے یعنی در اصل کل نبا ہے اور من تبعیضیہ ہے اور صفت ہی

مضاف الیہ محذوف کی کیونکہ وصف مضاف الیہ کا بہ نسبت مضاف کی فصیح ہے
کما ذکرہ ابن الحاجب فی شرح المفصل اور لفظ انباء یا فعل نقص اس محذوف
پر دلالت کرتا ہے اور لفظ ما بدل ہے مرکب اضافی یعنی کل نباء سے اور موصوف
ہے اور صفت اسکی فعل نُثَبِّتُ بہ ہے اور عربی قواعد اگر نہ دیکھے ہوں تو اردو
قواعد ہی دیکھ لو کہ مبدل منہ اور بدل میں مقصود بالنسبۃ بدل ہوتی ہے یعنی
در اصل متکلم کو بدل کا ہی بیان مقصود ہوتا ہے اور فعل وغیرہ سے نسبت بھی اسکو
ہوتی ہے پس لفظ کلا سے مراد اور مقصود لفظ ما مع صفت کے ہے ترجمہ اسکا
اردو کے محاورہ میں یہ ہوگا کہ منجملہ اخبار انبیاء کے ہر ایک ایسی خبر تجھ سے بیان
کرتے ہیں جس سے تیرے قلب کو یہ اطمینان ہو کہ انبیاء سابقین نے بھی اپنی اپنی
امت کے ہاتھ سے اسیطرح ظلم و جور اٹھائے ہیں جسطرح تو اٹھاتا ہے نہ
ایک خبر رطب و یابس اب میں معترض صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے
جو یہ ترجمہ کیا ہے کہ ہر رسول کی خبر تجھے دیتے ہیں تو لفظ کل کا مضاف الیہ رسول
کہاں سے نکالا ہے اگر کل کا مضاف الیہ رسول ہو اور ترجمہ یہ ہو کہ ہر ایک رسول
کا قصہ تجھ سے کہتے ہیں تو ذرا غور کرو کہ پھر من انباء الرسل کہنے کی کیا ضرورت
ہوتی اور ما نُثَبِّتُ ترکیب میں کیا ہے فبدل اللہ الا ۱۲ خلاف بنی اسرائیل کے پہلے
رکوع میں ہے اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا یعنی وہاں کے امیروں کو حکم دیا
بدی کرنے کا پس انہوں نے بدی کی۔ پھر اعراف کے ۳ رکوع میں ہے
اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ خدا بری بات کو کبھی حکم نہیں دیا کرتا ان آیتوں میں سے
ضرور ایک غلط اور جھوٹی ہے اقول یا در یصاحب خوب جانتے ہیں کہ اس آیت

کے چند طرح سے معنی ہوتے ہین اور یہ معنی بھی درست ہین کیونکہ جس مفسر
نے یہ معنی لکھے ہین اوس نے اسکا جواب بھی لکھدیا ہے کہ امر کرنا فسق کا حقیقۃً
نہین مجاز اسے باین معنی کہ ہمنے اونکو دولت و نعمت دی اور وہ باعث فسق ہوئی
پس عطاے نعمت کو امر تعبیر کیا ہے مگر پادریصاحب نے براہ دیانت اس جواب
کو بھی ترک کردیا غرض اونکی یہ ہے کہ جسطرح اونھون نے بائبل کی آیات
متخالفہ مین مجاز اختیار کرکے اہل اسلام کو جواب دئے ہین اسیطرح اہل اسلام
کو بھی مجاز اختیار کرنا پڑے اور مثل بائبل کے قرآن شریف مین بھی آیات
متخالفہ نکلین لیکن اونکو یہ بات کہان نصیب ہے مجاز کے لیئے قرینہ کا ہونا ضرور
ہے اور علاقہ کسی نوع کا حقیقت اور مجاز کے درمیان ہونا ضرور ہے اور بعض جگہہ
اصل عبارت کا ہونا بھی ضرور ہے کیونکہ مجازات اکثر محاورات زبان پر موقوف
ہین سو بعض کتابون کا اصل متن ہی دنیا مین نہین مجاز لڑکون کا کھیل نہین
کہ جہان عبارت کے معنی درست نہوئے وہین مجاز کہدیا مثلاً آیت ۲۱ باب یازدہم
کتاب یوشع مین ہے کہ خداوند کی طرف سے تھا کہ اونکے دل سخت ہوگیے —
پادریصاحب کہتے ہین کہ اسکے معنی سمجھ مین نہین آتے یہ مجاز ہے کیونکہ جب آدمی
گناہ سے باز نہین آتا اور نصیحت قبول نہین کرتا تو حق تعالی اوسے اوسکے حال پر
چھوڑ دیتا ہے بلاشک ایسا ہوتا ہے اور ہم بھی قبول کرتے ہین مگر اس آیت سے
تو صاف یہ بات ظاہر ہے کہ دلون کے سخت ہونے کی ابتدا خدا کی طرف سے ہوئی
ہان اگر بعد قساوت قلوب کے خدا اونکے ساتھہ کچھہ برائی کرتا یا آیت مین اطلاق ہوتا
تو بجا تھا یہ مجاز نہین بلکہ دوسرے جدید معنی ہین علاوہ اسکے قرآن مین جو کوئی

آیت ہے اوس مین مجاز کا قرینہ بھی قریب موجود ہوگا یا وہ محاورہ اہل زبان مین
مشہور اور مستعمل ہوگا اور اوس آیت کے چند طرح معانی ہوسکتے ہونگے وہی
معنی متحتم نہین تاکہ خلاف لازم آوے اور مجاز اختیار کرنا لابدی ہوجاوے
اور بائبل کی آیات کے وہی ایک معنی ہین خواہ اونکو حقیقت کہو خواہ مجاز
چنانچہ اسی آیۂ کریمہ مین دیکھ لو کہ یہ معنی جو پادری صاحب نے بنظر تعصب لکھے ہین
گو یہ بھی مجازاً درست ہین مگر اس سے عمدہ اور منقول اور معقول دوسرے معنی
ہین جس مین مجاز اختیار کرنے کی بھی ضرورت نہین ۔ دیکھو پادری صاحب
کی عمدہ دلیل اس معنی کے اختیار کرنے کے واسطے یہ ہے کہ بعد امر کے جو واقع
ہوتا ہے وہی امر کا مامور بہ سمجھا جاتا ہے مثلاً جو کوئی کہے امرتہ فقام امرتہ
فقرأ تو یہان بجز قیام اور قرأت کے کچھ اور مامور بہ نہین سمجھا جاتا اسواسطے
یہان بھی امر نا کا مامور بہ فسق ہونا چاہیے ہم کہتے ہین کہ یہ قاعدہ درست ہے
مگر اس قاعدہ کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ جب امر کے بعد ایسا لفظ واقع ہو جو
اوسکا مامور بہ نہوسکے تو وہان وہ لفظ مامور بہ نہوگا بلکہ کچھ اور ہوگا مثلاً کوئی
کہے امرتہ فعصانی وامرتہ فلم یمتثل ودعوتہ فابی تو اس جگہہ عصیان
یعنی نافرمانی اور عدم امتثال اور ابا مامور بہ نہونگے کیونکہ یہ الفاظ امر اور دعوت
کے نقیض ہین اور خلاف عقل ہے کہ کوئی شخص اسی امر کی نافرمانی کا امر کرے
جسکو بالفعل کہتا ہے بلکہ اسکے یہ معنی ہین کہ حکم کیا مین نے اوسکو طاعت کا
پس اوس نے نافرمانی کی اور بلایا مین نے اوسکو واسطے اجابت اور قبول کے
پس اوس نے انکار کیا پس ایسے مقام پر ضرور لفظ طاعت اور اجابت مامور بہ

ہوتی ہین اور بوجہ مقابلہ کے اور بوجہ مخالفت عقلیہ مذکورہ کے عقل اس مقدر
کو فوراً سمجھ لیتی ہے کسی کی تعلیم کی حاجت بھی نہین ہوتی اور یہ بھی لکھا ہے
کہ کبھی لفظ امر کیواسطے کچھ مامور بہ نہین ہوتا مثلاً کہتے ہین فلان یأمر وینھی
یعنی فلان شخص حکم کرتا ہے اور نہی کرتا ہے کما حققہ العلامۃ الزمخشری بعد
اسکے ہم کہتے ہین کہ ہرگاہ لفظ فسق کے معنی لغوی خروج از طاعت یا ترک امر
ہین تو امرنا ففسقوا مثل امرتہ فعصانی کے ہوگیا چنانچہ سید مرتضی رحمۃ اللہ علیہ
مین فرماتے ہین وانما یجری ھذا مجری قول القائل امرتہ فعصانی ودعوتہ
فابی والمراد انی امرتہ بالطاعۃ ودعوتہ الی الاجابۃ والقبول — اور
علامہ طبرسی مجمع البیان مین لکھتے ہین ومثلہ امرتک فعصیتنی پھر عقل
کیونکر تجویز کرسکتی ہے کہ خروج از طاعت اور ترک امر فعل امرنا کا مامور بہ
ہو مگر بطور مجاز لاریب اسوقت بوجہ مقابلہ کے لفظ طاعت مامور بہ مقدر ہے
جسطرح امرتہ فعصانی مین مذکور ہوا اور یہی روایت ابن عباس اور سعید بن جبیر سے
مروی ہے کہ امرنا کا مامور بہ لفظ طاعت ہے اور دیگر نصوص قرآنیہ بلکہ
ماقبل آیۂ مذکورہ یعنی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا بھی اسی کا
قرینہ ہے کہ طاعت مامور بہ ہے اب پادریصاحب انصاف کرین تعصب
کو دخل ندین کہ امرنا کو بمعنی انعمنا سمجھکر مجاز اختیار کرنا بہتر ہے یا یہ معنی
حقیقی جو ہم نے بیان کیے ہین۔ دیکھو امرنا اور انعمنا مین ایسا کوئی علاقہ
ظاہری بیّن نہین جس سے ہر کوئی یہان امرنا کو بمعنی انعمنا سمجھ لیوے اور
لفظ طاعت کے سمجھنے پر بہت قرینہ ہین اور سریع الفہم ہین اور محاورہ عرب

کے موافق ہین اور نیز یہی معنی منقول ہین پھر کیا ضرور ہے کہ مجاز اور وہ بھی
بعید الفہم اور خلاف معنی منقولہ کو اختیار کرین قولہ ۲۲ خلاف کہف مین
ہے اِلَّآ اِبْلِیْسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ یعنی شیطان جنون مین سے تھا پھر بقر کے ۱۲ کوع
مین ہے اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ یعنی ہمنے فرشتون
کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے سجدہ نکیا یہان سے معلوم
ہوتا ہے کہ شیطان فرشتہ تھا اوسنے فرشتون کو حکم دیا تھا کہ سجدہ کرو سب نے کیا
مگر ایک نے نکیا پس شیطان ملائکہ سے مستثنی ہے اگر کہو کہ یہ استثنا متصل نہین
ہے تو اقرار کرو کہ یہ آیت غیر فصیح ہے کیونکہ استثنائے منقطع غیر فصیح لوگ
بولا کرتے ہین پس ایک آیت ان دونون مین سے باطل ہے اقول یہ اعتراض
بھی بے اصل ہے کیونکہ استثنائے منقطع کو کسی نے آج تک غیر فصیح نہین لکھا اور
لکھا ہو تو معترض پر اوسکی سند دینا ضرور ہے ورنہ دعوی بے دلیل مشابہ
ہذیان ہے دیکھو پیشتر فصل دوم مین استثنائے منقطع کی سند مین چند اشعار
شعرائے جاہلیت کے مذکور ہو چکے ہین اور جو کچھ ہمکو یہان لکھنا چاہیے وہان
لکھ چکے حاجت اعادہ نہین پادریصاحب یا اون اشعار کو بھی غیر فصیح کہین یا
اپنی جہالت کا اقرار کرین علاوہ اسکے اسقدر اور کہتا ہون کہ اسمقام
مین استثنائے منقطع اوسوقت ثابت ہوگا جبکہ معترض جن کی حقیقت و ماہیت
بیان کرے علمائے اسلام ماہیت جن مین مختلف القول ہین خصوصًا ابلیس کے
باب مین ابن عباس اور ابن مسعود اور قتادہ اور جناب امیر المؤمنین علی ابن
ابی طالب سے بنا بر ایک روایت کے اور جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے

کہ ملائکہ جنس ہے اور اونکی بہت نوع ہین بعض اون مین جنات ہین کہ وہ زمین
پر رہتے ہین اور یہی روایت بیضاوی وغیرہ کے نزدیک بھی مختار ہے اور شیخ
ابو جعفر طوسی رئیس المحدثین نے اپنی تفسیر مین اسی کو اختیار کیا ہے پس معترض
کو لازم ہے کہ اولا احادیث اہل اسلام سے جنات کی حقیقت کو ثابت کردے
کہ وے ملائکہ کی جنس مین داخل نہین اور لفظ ملک اون پر صادق نہین آتا اور
بعدہ استثنائے منقطع کی غیر فصاحت کو ثابت کردے تب اعتراض کرے ہوہ
دونہ خرط القتاد **قولہ** ۲۳ خلاف اسی مین ہے فلا نقیم لھم یوم القیامۃ
وزنا قیامت کے دن اون کافرون کے لیے وزن قائم نہو گا پھر سورہ قارعہ
مین لکھا ہے وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ جسکے وزن کم ہونگے
اوسکی جگہہ دوزخ ہوگی ابھی کہا تھا کہ ہم میزان قائم نکرینگے ابھی کہتے ہین کہ
میزان قائم ہوگی اس لیے دونون مین سے ایک آیت باطل ہے **اقول** یہان
ذرہ بھر اختلاف نہین معترض کا صرف تعصب ہے آیہ کریمہ اسطرح ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ
بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ
اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا
اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا کہہ تو اے محمد ہم بتاوین تمکو زیانکاران مردم کو جنکے اعمال
برباد گئے وے وہ لوگ ہین جنکی محنت وکوشش زندگانی دنیا مین گم ہوئی اور وہ
سمجھتے ہین کہ ہم خوب کام کرتے ہین وہ وے ہین جو منکر ہوئے اپنے پروردگار
کی نشانیون سے اور اوسکے ملنے سے سو مٹ گئے اور حبط ہوگئے اونکے اعمال

پھر اونکے واسطے قیامت کے روز تول نکھڑی کرین گے یہ اسواسطے ہے کہ سزا ہے
اونکی دوزخ کیونکہ وے منکر ہوئے اور ٹھہرائین میری باتین اور میرے رسول
مضحکہ اور ٹھٹا واہ ری معترض کی دیانت کہ اصل بات کو دبا گیا اور
ناتمام آیت پر اعتراض کرنا شروع کیا بھلا یہ تو خیال کیا ہوتا کہ حرف فاکس
واسطے آیا ہے اور یہ کس پر تفریع ہے اور کسکا حال ہے دیکھو اور سوچو یہ اشد
منکرین اور سخت ترین متعصبین کا حال ہے جو دنیا کمانے کے واسطے خدا کی
آیات اور رسول پر مضحکہ اور اعتراض کرتے ہین اور دنیا کو بہکاتے ہین اور
لوگون کو گمراہ کرتے ہین تاکہ اونکی طرف رجوع کرین اور اونھین اپنا پیشوا
بنائین یہ حکم خاص ایسے ہی اشخاص کے واسطے ہے عام حکم نہین تاکہ
کسیکے واسطے میزان قائم نہو اگر پادریصاحب کی عقل تعصب سے خالی ہوتی
تو سمجھ لیتے کہ میزان کا قائم ہونا پہلی آیت سے ہی نکلتا ہے کیونکہ جب فرمایا
کہ ایسے آدمیون کے واسطے میزان قائم نہوگی تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ انکے
سوا دوسرون کے واسطے ضرور میزان قائم ہوگی میزان کے ثبوت مین دوسری
آیت لکھنی کی کیا ضرورت تھی اسیطرح ایک شخص زندیق نے بھی جناب
امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ آیہ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ
اور آیہ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ کے کیا معنی ہین پس حضرت
نے ارشاد فرمایا والناس یومئذ علی طبقات ومنازل فمنهم من یحاسب حسابا
یسیرا الخ یعنی قیامت کے آدمیون کے بہت فریق ہون گے بعضون کا حساب
بہت آسانی سے ہوگا اور اپنے اہل وعیال کی طرف خوش خوش جاوین گے اور بعض

بے حساب بہشت مین داخل ہون گے یہ وہ لوگ ہین جو لذات دنیاے دنی سے متلبس نہین ہوئے اور بعض آدمی ایسے ہون گے کہ جن سے پوست استخوان خرما کا بھی حساب ہوگا اور بعد اتمام حجت کے دوزخ مین بھیجے جائین گے اور بعض ایسے ہون گے جو بلا حساب جہنم کو جائین گے یہ وہ لوگ ہین جو دوسرون کو گمراہ کرتے ہین اور بہکاتے ہین یعنی ائمہ متعصبین اور پیشوایان ضالین کیونکہ دوسرون کو گمراہ کرنا سخت گناہ ہے اسکے سبب اونکے قدرے قلیلے جو اچھے اعمال ہونگے وہ بھی حبط وضائع ہوجائین گے اسواسطے اونکے حساب وجائزہ کی ضرورت نہوگی **دوسرا جواب** یہ ہے کہ عرب کے محاورات مین وزن اعتبار وعزت کے معنی مین بھی بولا جاتا ہے چنانچہ کہتے ہین ما لفلان عندي وزن ولیس له عندی وزن یعنی میرے نزدیک اوسکی کچھہ عزت وقدر نہین ہے بلکہ لغو اور بیہودہ اور ہیچکارہ آدمی کو فارسی مین بھی سبک سر کہتے ہین مطلب یہ ہے کہ ایسے آدمی جنکا اوپر ذکر ہوا قیامت کے روز ہمارے نزدیک اون کی کچھہ قدر ومنزلت نہوگی نہایت ذلیل وخوار ہونگے اون پر رحمت الہی نہوگی پس ہرگاہ کہ وزن کے معنی تول کے نہوئے تو اب تناقض اور تخالف کا شائبہ بھی نہین اور اعتراض محض سبک سری ہے **قولہ** ۲۴ خلاف مریم مین ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ ہم نے آدمؑ سے پہلے کچھہ عہد کیا تھا پر وہ بھول گیا پھر طہٰ کے رکوع مین ہے عَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ آدمؑ نے خدا کا گناہ کیا اور گمراہ ہوگیا پس جبکہ سہو اوس سے یہ حرکت ہوئی تو یہ عصیان نہین نسیان ہے **اقول** قرآن مجید مین ذرہ بھر خلاف ممکن نہین مگر معترض کی عبارت

مین لفظاً و معنیً دونون طرح اختلاف ہے کیا معنی کہ یہ دونون آیتین سورہ طٰہٰ کی ہین اور مسلسل در فصل سے لکھی ہین اور لفظ مریم وطٰہٰ مین تجنیس خطی بھی نہین تاکہ سہو کاتب کا گمان ہو اور خطاے معنوی یہ ہے کہ نَسِیَ کا ترجمہ (بھول گیا) کیا ہے یہان اسکے معنی ہین (ترک کردیا) اور اسیطرح غوی کا ترجمہ کیا ہے (گمراہ ہوا) اسکے معنی یہان ہین (نا امید ہوا) یعنی جو کہ آدمؑ نے خلود جنت یا فرشتہ ہوجانے کی طمع سے درخت کے پھل کو کھایا تھا اوس مراد کو نہ پہنچا اس معنی مین جسکو شبہہ ہو لغت مین دیکھہ لے اور خود قرآن مین یہ لفظ اس معنی مین چند جگہہ وارد ہوا ہے چنانچہ نَسُوا اللّٰہَ فَنَسِیَہُمْ اور فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُکِّرُوا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَیْہِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ الخ اور یہی معنی ابن عباس سے منقول ہین اور سب مفسرون نے اسی کو اختیار کیا ہے بلکہ جس نے یہان فراموشی کے معنی سمجھے اوس نے نص قرآنی کی مخالفت کی کیونکہ سورۂ اعراف مین حق تعالیٰ قول ابلیس کی حکایت کرتا ہے کہ آدم وحوا سے کہا وَمَا نَہٰکُمَا رَبُّکُمَا عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَا مَلَکَیْنِ اَوْ تَکُوْنَا مِنَ الْخَالِدِیْنَ یعنی نہین منع کیا ہے تمکو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے مگر اسواسطے کہ تم اسے کھاکر فرشتہ ہوجاؤ یا ہمیشہ جنت مین رہ جاؤ اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان نے وقت اغوا آدمؑ وحوا کو خدا کا عہد یعنی ممانعت اور نہی یاد دلادی تھی اور یہان یہ بھی شبہہ نہین ہوسکتا کہ باوجود یاد دلانے کے بھی آدمؑ کو عہد خدا یاد نہ آیا ہو کیونکہ آیہ وَقَاسَمَہُمَآ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ کی تاکیدات عدیدہ وبلیغہ وشدیدہ سے ظاہر ہے کہ اولاً آدمؑ نے شیطان کا قول قبول نکیا تھا ورنہ ان چار تاکیدون

کی ضرورت نہوتی پس نسی فراموشی کے معنی مین کسیطرح نہین ہوسکتا اور دونون
آیتون مین کچھ تخالف نہین لیکن یہان کسی کو یہ شبہ نہو کہ یہ ترک عہد از راہ مخالفت
و نافرمانی کے تھا ہرگز ایسا نہ تھا کیونکہ جناب الہی نے اس ترک عہد کی خود تفسیر
فرمائی ہے چنانچہ بعد نسی کے یہ عبارت ہے وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا یعنی نہ پایا ہمنے
واسطے آدمؑ کے عزم یعنی قصد راسخ اور ثبوت عہد پر۔ قصد اور عزم مین فرق
ہے قصد محض ارادہ کو کہتے ہین اور عزم ارادہ راسخ کو کہتے ہین یہان عزم کی نفی کی
ہے نہ قصد کی مطلب یہ ہے کہ ایفاے عہد کا قصد تھا مخالفت حکم الہی منظور نتھی
مگر شیطان کے بہکانے سے اوس عہد کا رسوخ نرہا جس اور عین کا یا کسی اور وجہ
سے اشتباہ پڑ گیا اور جب اشتباہ یا کسی اور عذر سے تعمیل حکم نہو تو اگرچہ وہ
باعتبار لغت عصیان یعنی ترک امر ہے مگر عصیان مصطلحہ شرعیہ نہین جو موجب
عذاب و نکال آخرت ہو بلکہ اسکے یہ معنی ہین کہ چونکہ آدمؑ مقربان خدا سے
تھے اونکو اسقدر بھی نامناسب تھا کیونکہ ع جنکے رتبہ ہین سوا اونکو سوا مشکل ہے
چنانچہ فرمایا حسنات الابرار سیئات المقربین پس جسقدر اور جیسا اونکا
عصیان تھا ویسا ہی اون پر عتاب بھی وارد دنیا مین ہوگیا آخرت پر موقوف
نہین رہا اور اسی قسم سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے زلات تھے کہ اونکا عتاب
اسی وارد دنیا مین ہوگیا بالجملہ لفظ عصی یہان متشابہات مین سے ہے اور تاویل
طلب اور تاویل اسکی یہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ یہ عصیان شرعی نہین لغوی
ہے اور اسی باعث اسکو ترک اولی کہتے ہین قولہ ۲۵ خلاف انبیا مین سے
إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ جنکے لیے ہماری طرف

سے بھلائی ہو چکی ہے وہ لوگ دوزخ سے دور رہین گے پھر مریم کے ۵ رکوع
مین لکھا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کوئی آدمی نہین جو دوزخ مین نجاوے یعنی
ضرور سب نیک وبد ایک دفعہ تو دوزخ مین جاوین گے پس پہلی یا پچھلی آیت
جھوٹ ہوئی **اقول** اس آیت کے معنی دو طرح سے منقول ہین کیونکہ حسب
محاورۂ عرب وَارِدُهَا کے دو معنی ہوتے ہین ایک قریب پہنچنے والا دوسرے
داخل ہونے والا قاموس مین ہے الورد الاشراف علی الماء وغیرہ دخلہ
اولم یدخلہ یعنی ورد کے معنی ہین پہونچنا پانی پر یا دوسری چیز پر خواہ اوس مین
داخل ہو خواہ نہو اور قرآن مین یہ لفظ دونون معنی مین آیا ہے شاہد معنی اول نابغہ
معلقہ ثالثہ **شعر** فلما وردن الماء ردو قاجمامہ ۔ وضعن عصی الحاضر
المتخیم ۔ یعنی جبکہ وے پانی کے پاس پہنچے تو وہان قیام کیا اور معنی ثانی
مین سند کی حاجت نہین پس بنا بر معنی اول کے مطلب یہ ہے کہ تمام آدمی حساب
کے واسطے گرد جہنم کے کھڑے کیے جاوین گے چنانچہ قبل اسی آیت کے تصریحا فرمایا ہے
ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا اس تقدیر پر ورود جہنم اسطرح فرمایا ہے
جسطرح زہیر نے اپنے شعر مین لکھا ہے اور یہ روایت ایک طریق سے حضرت امام
جعفر صادق سے بھی منقول ہے پس باعتبار اس معنی کے دونون آیتون مین کچھ
تخالف نہین اور بنا بر دوسرے معنی کے اوس سے بھی سہل وصاف جواب ہے
کہ قبل ضمیر کے لفظ عذاب یا الم مقدر ہے یعنی عنہا ای عن عذابہا مطلب یہ ہے
کہ متقی لوگ جہنم کی اذیت اور تکلیف سے محفوظ اور بعید رہین گے اور اسی واسطے
یہان دخول نہین فرمایا ورود فرمایا ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے جناب

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسطرح روایت کی ہے کہ ہر آدمی کا
ورود وصدور جہنم مین اوسکے اعمال کے موافق ہوگا اول درجہ کے نیک
مثل برق جہندہ کے جہنم مین ہو کر گذر جائینگے دوسرے درجہ کے نیک
مثل ہوائے تند کے جائینگے تیسرے درجہ کے اسطرح جسطرح گھوڑا دوڑتا ہے
چوتھے درجہ کے جسطرح آدمی دوڑتا ہے پانچوین درجہ کے جسطرح سوار
جاتا ہے چھٹے درجہ کے جسطرح آدمی چلتا ہے اور پھر بعض گھٹنون سے
چلینگے غرض ہر ایک کی رفتار علی قدر مراتب اعمال ہوگی اور جابر انصاری
نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ سب جہنم مین وارد ہونگے لیکن مؤمنین پہ
آتش جہنم مثل برف کے سرد ہو جائے گی جسطرح حضرت ابراہیم پر برد وسلام
ہوگئی تھی اور اونکو کچھہ اذیت نہ پہنچے گی گویا عذاب جہنم سے بعید ہونگے مگر
اہل جہنم کے عذاب کی آواز سنینگے اور اونکی کیفیت سے مطلع ہونگے
تاکہ اس حال کے دیکھنے سے نعماے جنت کا لطف معلوم ہو اَعَاذَنَا اللہ مِنْ
اھوال المطلع **قولہ** ۲۶ خلاف مؤمنون مین ہے فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ
وَلَا يَتَسَآءَلُوْنَ قیامت کے دن نہ اون مین حسب ونسب رہیگا اور نہ آپس
مین ایک دوسرے سے بولینگے پھر سورۂ طور کے پہلے رکوع مین لکھا ہے وَ
اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ایک دوسرے سے بولینگے اور آپس مین
سوال کرینگے پس انمین سے ایک آیت غلط اور جھوٹ ہوئی **اقول** معلوم
نہین کہ معترض نے یہ اعتراض حالت نشہ مین لکھا ہے یا مرض مین کیونکہ
اوّلاً پہلی آیت مین یَوْمَئِذٍ کو اوڑا گیا اس تحریف سے یہ غرض ہے کہ

عیسائی غیر قرآن خوان مطلقاً ہر جگہہ سوال کی نفی سمجھین ثانیاً آیۂ ثانیہ
مین علی کی جگہہ الی لکھدیا ہے ثالثاً عرصۂ محشر کے عدم سوال کو بہشت کے سوالات
و مکالمات کے خلاف لکھا ہے واہ کیا مخالفت ہے یہ بھی نہین معلوم کہ تخالف
مین اتحاد مکان و زمان ضرور ہے سو وہ یہان نہین پہلی آیت مین روز محشر
کا ذکر ہے اور سورۂ طور مین بہشت کی باتون کا ذکر ہے کہ اہل جنت باہم اسطرح
پوچھین گے افسوس ہے ایسے مطلب پر جسکے واسطے آدمی قصداً سفاہت یا کذب
اختیار کرلے **قولہ** ۲۷ خلاف نحل مین ہے سَاٰتِیْکُمْ مین تمھارے پاس
آؤنگا یہ قطعی وعدہ ہے مگر سورۂ طہ مین لکھا لَعَلِّیْ اٰتِیْکُمْ شاید مین تمھارے
پاس آؤن یہ ترجمہ ہے پس ضرور ایک آیت ان مین سے غلط اور جھوٹ ہوئی
اقول یہ اعتراض صرف ناواقفیت کے باعث کیا ہے اور اوسکے اثبات کے
لیے ضرور ہے کہ جواب سے پہلے حرف لعل کا کچھہ حال بیان کیا جائے صحاح
و صراح مین ہے لعل مگر وھی کلمۃ شک اصلھا عل واللام زائدۃ —
قاموس مین ہے لعل کلمۃ طمع واشفاق — نہایہ ابن اثیر مین ہے لعل وھی
کلمۃ رجاء وطمع او شک وقد جاءت فی القران بمعنی کی وقیل اصلھا عل
واللام زائدۃ وفی حدیث حاطب وما یدریک لعل اللہ قد اطلع علی اھل
بدر الخ فلن بعضھم ان معنی لعل ھنا من جھۃ الظن والحسبان ولیس
کذلک وانما ھی بمعنی عسی ولعل من اللہ تحقیق انتہی اور اس پر بھی منحصر
نہین نحو کی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ لعل استفہام کے واسطے بھی آتا ہے
مثل لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا کما فی المغنی پس یہان لعل

شک کے واسطے نہین جسطرح معترض نے ترجمہ کیا ہے کہ شاید مین تمھارے
پاس آؤن بلکہ یہان لعل بمعنی عسی ہے یعنی عنقریب لاتا ہون مین آگ سے
چنگاری اور یہی پہلی آیت کا مطلب ہے کیونکہ حرف سین اور سوف مضارع
پر معنی عنقریب کا فائدہ دیتے ہین اور اگر پادریصاحب کو اہل لغات کا اعتبار نہو
اور لعل بمعنی عسی مین شک ہو تو شاہد اوسکا یہ ہے نافع ابن سعد الحماسی
شعر ولست بلوام علی الامر بعدما ؛ یفوت ولکن علّ ان اتقدما ؛
شارح علی بن زکریا کہتا ہے یقول اذا فاتنی امرلا ارجعها علی نفسی باللوم
الکثیر تحسرًا فی اثره لکننی حقیق بان اتقدم فی تحصیله قبل فوته —
علّ وهو حرف موضوع للطمع والاشفاق واسمه مضمر کانه قال ولکن
لعلنی ان اتقدم وهو یجیئ بان وبغیر ان واذا کان معه ان افاد فائدة
عسی واذا جاء بغیر ان کان الفعل اقرب وقوعًا لان ان للاستقبال
لعل وان کان حرفا یعد مع افعال المقاربة وهی عسی وکاد فقط شاعر
شعر لعلك یومًا ان تلم ملمة ؛ علیك من اللائی یدعنك اجدعا ؛ —
صاحب مغنی لکھتا ہے ویقترن خبرها ای خبر لعل بان کثیرا حملا علی
عسی پادریصاحب کو لازم ہے کہ پہلے علم ادب اور زبان عرب مین
مہارت پیدا کرین بعدہ اس تحقیق و تقریر کو سمجھین اور بالفعل تو یہ تقریر
بھی اون کی فہم و استعداد سے بعید معلوم ہوتی ہے کیونکہ اونھون نے لفظ
اٰتِیکُمْ کا ترجمہ آؤن کیا ہے ہنوز وہ یہ بھی نہین جانتے کہ حرف باے موحدہ
جو دونون آیتون مین بعد اٰتِیکُمْ کے موجود ہے اوس نے اس فعل کو متعدی

کر دیا ہے اور بجائے آؤن گا کے لاؤن ہو گیا **دوسرا جواب**
یہ ہے کہ یہاں لعل بمعنی کے تعلیلیہ یعنی سبب کے واسطے بھی ہو سکتا ہے
اور اس صورت مین لعلی اٰتیکم فعل اُمکثوا کے واسطے تعلیل ہے اور
اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا جملہ معترضہ ہے مطلب یہ ہے کہ کہا موسیٰ نے اپنے عیال
سے کہ تم ٹھہر جاؤ تاکہ مین آگ لے آؤن مین نے آگ دیکھی ہے شاعر ہما
شعر وقلنا لنا کفوا الحروب لعلنا ؛ نکف ونقتلنا کل موثق ؛
فلما کففنا الحرب کانت عھودکم ؛ کلمح سراب فی الملاء المتالق ؛
یہاں لعل بمعنی کی ہے افسوس ہے کہ معترض کی بے استعدادی کی
نظر سے زیادہ تفصیل وتصریح کی ضرورت پڑتی ہے ناظرین اس طول کے
قصور کو معاف فرماوین اور خیر اگر صرف بے استعدادی ہو تاہم صبر کرین
مگر اسپر بدحواسی کا اور طرہ ہے کہ سورہ کے نام مین بھی غلطی ہے بجائے
سورۂ نمل کے سورہ نحل کا نام لکھدیا ہے **قولہ** ۲۸ خلاف قصص مین ہے
وَاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے
پھر طٰہٰ مین ہے وَاضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ اور ملا اپنا ہاتھ اپنے بازو کی
طرف یہ صریح مخالفت ہے **اقول** معترض کی بدحواسی یا کج فہمی کو کہان تک
بیان کیا جاوے اسی کو ایک کتاب چاہیے دیکھو بیان بھی یہ خبط کیا ہے
کہ دو مضمون اور دو مطلبون کی آیتون کو ہم مضمون سمجھکر اعتراض کر دیا
ہے اور عجب طرح کی تحریف کی کہ آیۂ اولیٰ سے مِنَ الرَّهْبِ اور آیۂ ثانیہ سے
نحن وھی بیضاء کو اوڑا دیا حالانکہ دونون لفظ جواب ہین اس اعتراض کے

تفصیل اسکی یہ ہے کہ حق تعالی نے وادی مقدس مین وقت اعطاے منصب
نبوت حضرت موسی کو دو معجزہ دئے تھے ایک ید بیضا دوسرے عصا کا اژدہا
ہوجانا پس ید بیضا کرنے کے وقت حکم ہوا تھا کہ اے موسی اپنے ہاتھہ کو جیب
مین داخل کرلو جب حضرت موسی نے اسطرح ہاتھہ کو داخل کرکے اوٹھایا
تو کف دست کو روشن پایا اور جب عصا سانپ ہوگیا اوسوقت حضرت موسے
کو خوف معلوم ہوا یہان تک کہ بدن مین رعشہ ہوگیا اوسوقت جناب الہی نے
حضرت موسی کو خوف زائل ہونے کی تدبیر تعلیم کی کہ اپنے ہاتھون کو بغل مین
رکھکر بدن کو دباؤ اور بھیچو کہ اس سے لرزہ جاتا رہے گا اور قاعدہ ہے
کہ اس صورت سے لرزہ مین تخفیف ہوجاتی ہے اور آدمی کو اطمینان و جرأت
آجاتی ہے چنانچہ سورۂ قصص مین یہ دونون امر علیحدہ علیحدہ مذکور ہین
جس سے کچھہ اشتباہ نہین رہتا قال اللہ تعالے فی سورۃ القصص وَاَنْ اَلْقِ
عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ
وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ
مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ
مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ اور سورہ طٰہٰ مین
اسطرح ہے قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى قَالَ خُذْهَا
وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ
بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى اور اسیطرح سے یہ مضمون سورہ نمل مین
بھی مذکور ہے اب مجھکو زیادہ تصریح و تطویل کی حاجت نہین ناظرین اس عبارت

کو دیکھکر خود ہی سمجھ لین گے کہ سورۂ طہ کی آیت کے ہم مضمون قصص مین
آیۂ اُسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ الخ ہے نہ وہ آیت جو معترض
نے لکھی ہے البتہ پادریصاحب کو لفظ جناح کے باعث اعتراض کا موقع مل گیا ہے
کہ دو جگہ جیب مین ادخال دست کا حکم کیا اور سورہ طہ مین جناح سے ہاتھ
ملانے کا حکم کیا پس جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ جناح کے چند معانی ہین ازانجملہ بازو
اور ہاتھ اور بغل اور جانب اور ذات ہر شی ہی ہین ابو عبیدہ نحوی کہتا ہی الجناحان
الناحیتان وجناحا الرجل یداہ ۔ اور ہاجر شاعر کہتا ہے مضمر حہ اضمها
الی الصدر والجناح ۔ یعنی لگاتا ہون مین اوسے سینہ اور بغل سے سورۂ طہ
مین جناح کے معنی بغل اور جانب زیر دست کے ہین اور چونکہ جیب کا بھی یہی
مقام ہے اور جیب مین ہاتھ ڈالتے وقت پہلو سے ہاتھ لگا رہتا ہے اسواسطے
بنظر تفنن عبارت یہان صرف لفظ جناح پر اکتفا کیا ہے یا جناح جیب سے کنایہ
ہے کما روی عن الصادق علیه السلام ان موسی کان کثیر السمرة فاخرج
یده من جیبه فاضاءت له الدنیا اور سورۂ قصص و نمل مین صاف جیب
فرمایا ہے والقران یفسر بعضه بعضا ۔ بہرحال عربی دان کے نزدیک
کچھ تخالف نہین اور رجال کا ذکر نہین قولہ ۲۹ خلاف لقمان مین ہے فی
یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون یعنی وہ دن تمہارے دنیاوی
حساب سے ایک ہزار برس کا ہوگا معارج مین ہے فی یوم کان مقداره
خمسین الف سنة ایسا دن ہے کہ اوس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے
دیکھو ان دونون آیتون مین ۹ ہزار برس کا اختلاف ہے پس ایک آیت ضرور

جھوٹ ہے اقول یہان تک بھی پادریصاحب کے حواس درست نہین ہوئے
سورۂ سجدہ کی آیت کو سورۂ لقمان مین بتاتے ہین اور قیامت یہ ہے کہ جہان
یوم کا لفظ آتا ہے وہین قیامت کے معنی سمجھ لیتے ہین لیکن اس کو بدحواسی
بھی نہین کہہ سکتا کیونکہ یہان بڑی ہوشیاری بھی کی ہے کہ دونون آیتون سے
اوپر کی عبارت اوڑا گئے اگر اونکو لکھتے تو پھر اعتراض کا رنگ نہ جمتا اونھین
سے جواب نکل آتا دیکھو پہلی آیت یون ہے اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ
وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ
اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور دوسری آیت اسطرح ہے
سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ
تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ فَاصْبِرْ
صَبْرًا جَمِيْلًا اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ
وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الخ پہلی آیت مین زمین و آسمان کی پیدایش اور
امور دنیا کی تدبیر اور درستی اور اپنی قدرت کا اظہار ہے کہ دیکھو ملائکہ ایک دن
مین اسقدر دور سے امور دنیا کا انتظام کرنے آتے ہین اور پھر چلے جاتے ہین
اور ایک دن مین اس قدر مسافت کو قطع کرتے ہین حدیث مین وارد ہے کہ
زمین سے آسمان دنیا تک پانسو برس کی راہ ہے اور اسیطرح ہر آسمان کے
درمیان فاصلہ اور ہر آسمان کی ضخامت پانسو برس کی راہ کے موافق ہے
اور دوسری آیت مین قیامت کے دن کی مقدار بیان فرمائی ہے اور اگر کہو

کہ دوسری آیت کو کس دلیل سے مدت قیامت مین قطعی سمجھ لیا جواب یہ ہے
کہ اوپر کی عبارت مین کہ کفار کے معذب فرمانے کا بیان ہے اور بعد اسکے
احادیث صحیحہ و معتبرہ سے جو اس آیت کی تفسیر مین وارد ہین ظاہر ہے کہ
روز قیامت کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی چنانچہ غرائب القرآن نیشاپوری
اور تفسیر کبیر فخر رازی اور مجمع البیان اور در منثور اور بیضاوی وغیرہ کو دیکھ لو
پس پہلی آیت مین پیدائش اور تدبیر امور روزمرہ کا ذکر ہے اور دوسری
آیت مین فنا عالم اور قیامت کا ذکر ہے واہ پادریصاحب کیا عمدہ تخالف ہے
اور کیا اتحاد مضمون و وقت ہے جسمین روز آفرینش سے قیامت کا ذکر ہے **قولہ** ۳۰ خلاف
بقرہ مین ہے کُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ
یعنی فرض کیا گیا تم پر جب موت آوے تو وصیت کرکے مرا کرے مگر
محمد صاحب اپنے معتبر حدیث مین کہتے ہین لا وصیۃ للوارث یعنی کسی وارث
کے لیے کچھ وصیت کی حاجت نہین اور اہین عربی کہتے ہین کہ محمدی کمیٹی یعنی
اجماع امت نے حکم دیا ہے کہ وصیت کرکے مرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے اور
بعضی عالم کہتے ہین کہ آیت توریت یعنی وہ آیت جسمین محمد صاحب نے لوگون
کے ورثے مقرر کیے ہین وصیت کی آیت سے مخالفت رکھتی ہے اس لیے اس
آیت کو ترک کیا گیا **اقول** سبحان اللہ کیا خلاف نکالا ہے اگر بر سبیل تنزل اس
آیت کا منسوخ ہونا قبول کرین تو نسخ اسکا آیۂ توریت سے ہے نہ حدیث سے
اور پھر ثبوت نسخ سے کیا اختلاف ثابت ہوگا اور معترض اس پر کیا اعتراض
کر سکتا ہے جیسا یہود نے تو اون احکام کو منسوخ کر دیا جن سے کے منسوخ ہونے

کی ممانعت تھی دیکھو جناب مسیح فرما چکے ہین کہ جبتک زمین و آسمان ٹل جائین توریت کا
ایک نقطہ ہرگز نہ مٹے گا انجیل متی آیت ۱۸ باب پنجم مگر یارون نے تمام توریت کو تکلیم
بنا دیا چنانچہ پولوس مقدس لکھتے ہین کہ اگلا قانون اس لیے کہ کمزور اور
بیفائدہ تھا اوٹھہ گیا آیت ۱۸ باب ہفتم خط عبرانیان اور پھر کہتے ہین لیکن ایمان
کے آنے سے پیشتر ہم شریعت کے تحت قید تھے پس شریعت مسیح تک ہماری اوستاد
ٹھہری پر جب ایمان آچکا تو ہم پھر اوستاد کے تحت نہین آیت ۲۳ باب سوم خط گلاتیان
اور پھر کہتے ہین مین خدا کے فضل کو بیجا نہین ٹھہراتا ہون کیونکہ راستبازی
اگر شریعت سے ملتی ہے تو مسیح عبث ہوا۔ آیت ۲۱ باب دوم نامہ گلاتیان پس اس
حکم سے حرامکاری چوری جھوٹ بولنا قتل کرنا سب حلال ہوگیا کیونکہ ان سے
پرہیز کرنا عین شریعت ہے شعر فارغ از دغدغۂ گبر و مسلمان کردی ای جنون
گر تو اگر دم کہ چہ احسان کردی ؟ مگر باینہمہ نصاری کو پھر نسخ توریت سے
انکار ہے یہ عجب بات ہے لیکن ہم اسی جواب الزامی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ اصل
مطلب قرآن کا بیان کرتے ہین کہ محققین کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہین کیونکہ
اولاً حدیث لا وصیۃ للوارث کی صحت غیر مسلم ہے اور اس حدیث کو معتبر سمجھنا
مغالطہ ہے اور بفرض تسلیم خبر احاد ہے کما ھو المصرح فی البیضاوی ثانیاً
جسطرح ایک حدیث ہے ویسی ہی تین حدیثین اسکی معارض موجود ہین چنانچہ
ما من میت یموت بغیر وصیۃ مات میتۃ جاھلیۃ ومن لم یحسن وصیتہ عند موتہ
کان نقصا فی مروتہ وعقلہ وما ینبغی لامرء مسلم ان یبیت الا ووصیتہ
تحت راسہ دیکھو ان احادیث مین وصیت کرنے کی کس قدر تاکید کی ہے

ثالثاً عقلاً قرآن کا منسوخ سمجھنا جائز نہین کیونکہ خبر ظنی ہے اور اوس مین موضوعیت کا بھی احتمال ہے اور قرآن قطعی اور یقینی ہے اور ظن یقین کا معارضہ نہین کرسکتا اور اجماع ثابت نہین اور نہ بمقابلہ قرآن کے اجماع کی کچھ اصل ہے کہ اجماع کسی حلال کو حرام کردے یا حرام کو حلال کردے یہ امر تو خاص حضرت پولوس مقدس کا حصہ ہے اور یہ جو معترض نے لکھا ہے کہ بعضے عالم کہتے ہین کہ آیۂ توریث اس آیہ سے مخالفت رکھتی ہے پس اگرچہ علامہ سیوطی نے اتقان مین اسکو آیات منسوخہ مین لکھا ہے مگر قول سیوطی وغیرہ ہر مسلمان پر حجت نہین اپنی اپنی تحقیق و تدقیق پر عمل ہے دیکھو بیضاوی نے قول سیوطی کو تسلیم نہین کیا اور علامہ زمخشری اور علامہ طبرسی وغیرہم مفسرین نے بھی منسوخیت کا انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ آیۂ توریث اور آیۂ وصیت مین منافات نہین ہے بلکہ بیضاوی نے لکھا ہے کہ آیۂ توریث آیۂ کریمۂ وصیت کی موکد ہے اور حق یہی ہے کیونکہ مخالفت اوسوقت ہوتی جبکہ دونون حکم جمع نہو سکتے حالانکہ دونون حکم جمع ہوسکتے ہین ہان اگر فرق نکلے گا تو اسقدر کہ آیۂ توریث سے آیۂ وصیت کے وجوب کا نسخ ہوسکتا ہے استحباب یا جواز باقی ہے اور یہ جواز منافی وجوب نہین کیونکہ جملۂ فروض و محرمات و ممنوعات و مکروہات جو خدائے تعالی نے خود فرمائی ہین اُنکی نسبت عباد پر بھی تاکید کی ہے کہ تم بھی اپنے توابعین پر ان احکام کے واسطے حکم کرو مثلاً باپ کو حکم ہے کہ اولاد کو صوم و صلوۃ کا حکم کرے اور تاکید کرے اور اگر وہ اوسکی تعمیل نکرین تو اون کو مارنا چاہیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ہر شخص پر واجب کیا ہے حالانکہ بعد حکم خدا کے عباد کے حکم کی کیا اصل و

ہستی ہے سورۂ طٰہٰ مین فرمایا ہے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ ای رسول اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم کر حالانکہ خود خدا نے حکم کر دیا ہے غرض خدا کا حکم فرمانا اور پھر اوسکی نسبت عباد پر حکم کرنا باہم منافی نہین اور مین جانتا ہون کہ جو شخص اس آیت کے موکدات کو غور کرے کہ فرمایا ہے حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ اور بعدہ فرمایا ہے فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَمَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ وہ ہرگز اس آیت کو منسوخ نہین کہے گا اور آیندہ اپنی اپنی رای ہے چنانچہ علامہ زمخشری نے بھی اسکی عدم منسوخیت کے واسطے چند توجیہ لکھی ہین کہ بیان اونکا موجب طوالت ہے **قولہ** ۳۱ خلاف بقر مین ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ یعنی جو کوئی روزہ رکھنے کی طاقت نرکھے وہ ایک غریب کو کھانا کھلاوے بعوض اپنے روزے کے پھر کہا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ جب رمضان کا مہینا آوے تم سب روزے رکھو اس آیت مین ناطاقت اور طاقت ور دونون کو حکم ہے مگر پہلی آیت مین ناطاقت لوگ فدیہ لیکر معاف ہوئے تھے اسلیے خود محمدی کہتے ہین کہ پہلی آیت باطل ہے **اقول** مختصر جواب یہ ہے کہ اگرچہ آیۂ اولی مین عدم نسخ کا بھی احتمال ہے مگر ہم کہتے ہین کہ منسوخ ہے نسخ احکام کچھ عیب نہین کما مرّ **قولہ** ۳۲ خلاف بقر مین ہے كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنے تم پر روزہ فرض ہے جسطرح تم سے اگلون پر فرض تھا محمدی کہتے ہین کہ اگلے لوگون پر اسطرح روزہ فرض تھا کہ رات کو اپنی جوروؤن سے صحبت بھی کرنے کی اجازت نہ تھی پس محمدیون پر اب بھی رمضان کے دنون مین رات کو جوروؤن سے صحبت کرنا منع ہوا مگر پھر لکھا ہے اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ حلال اور جائز ہے تمکو

روزہ کی رات مین جو روون سے صحبت کرنا اور پہلی محمد صاحب خود
لو حرام جانتے تھے مگر جب ضبط نہو سکا تو یہ آیت اوتار دی اقول روز
باب مین دو بار حکم نازل ہوا ہے پہلی آیت مین پہلا حکم ہے اور ابتداے اسلام
اسی طرح روزہ واجب تھا جسطرح امم سابقہ پر کہ رمضان کی رات
جماع ممنوع تھا بلکہ بعد ثلث شب گذر جانے کے کھانا پینا بھی ممنوع تھا
جب اس مین بعض اشخاص کو زحمت و مشقت بہت ہوئی تو اس حکم مین
قدر نسخ و ترمیم ہو گی پس کسی خاص مین عموم ہو جانا یا عموم مین
یا اجمال مین تفصیل یا مطلق مین تقیید کر دینا تخالف نہین ہے اور اگر
تو پادریصاحب مقننان کونسل سے دریافت کر لین یا اصول قوانین کو طلب
فرما لین اور یہ جو لکھا ہے کہ جب ضبط نہو سکا الخ یہ محض تعصب سے اس
آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کیا ہے اور وجہ تعصب یہ ہے کہ اس آیت
نصاری کی تحریف و تبدیل جو حکم الہی مین کی ہے کھل گئی ہے اور بر
اس فرقہ کی تفضیح و رسوائی ہو گئی کیونکہ نصاری پر بھی مثل مسا
ایک مہینہ کے روزہ واجب تھے مگر جب گرمیون مین پانی کا ضبط نہو
اوستادون نے ہمیشہ کے واسطے موسم معتدل یعنی فصل ربیع مین رو
کر لیے اور اس تبدیل شریعت کے کفارہ مین دس روز زیادہ بڑھا کر چالیہ
روزے کر لیے اور وجوب کا استیجاب کر لیا اور اسیطرح جب پطرس
نہو سکا تو شراب کو حلال کر لیا چنانچہ علامہ طبرسی اور زمخشری اور بیضاوی
حسن اور شعبی سے اس روایت کو بیان کیا ہے اور آنحضرت صلعم کی طرف

غلط نسبت کرنے کا ثبوت یہ ہے کہ کسی مفسر و صحابی و تابعی نے اس مقولہ کو نہین
بیان کیا پادریصاحب نے خود ہی یہ تازہ جوڑ بنایا ہے کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ
اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا کل مفسرون نے اسکی شان نزول یہ لکھی ہے
کہ ابتداءً بعد سونے کے شب مین بھی کھانا حرام اور جماع مطلقاً رمضان مین
حرام تھا احد کی لڑائی مین عبداللہ بن جبیر کو ایک گھاٹی پر منجملہ پچاس اندازون
کے مقرر کیا تھوڑی دیر بعد اکثر اشخاص متفرق ہوگئے اور بارہ آدمی اوس جگہہ
رہ گئے عبداللہ وہان شہید ہوگئے اور اونکے بھائی مطعم بن جبیر بوڑھے تھے اور
روزہ سے تھے اور شب کے کھانے مین دیر ہوگئی اور اتنے مین وہ سوگئے جب
جاگے تو اپنے عیال سے کہا کہ اب کھانا حرام ہے ناچار پھر بھوکے سو رہے صبح
کو پھر روزہ رکھا اور بدستور روز گذشتہ خندق کھودنے لگے ضعف سے غش
آگیا جب آنحضرت صلعم نے اونکا یہ حال دیکھا اور شب کا حال بھی معلوم ہوا تو
حضرت کو بہت رنج ہوا اور نہایت تاسف کیا اور بھی قیس بن صرمہ نے
آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ مین نے شب کو اپنی زوجہ سے جماع کیا اور پھر بھوکا
سوگیا اور جب جاگا تو کھانا نہ کھاسکا اوسوقت خلیفۂ ثانی بھی موجود تھے عرض
کی کہ جناب مجھہ سے بھی یہی حرکت صادر ہوئی ہے اور بیضاوی نے قیس کا ذکر
نہین لکھا صرف خلیفۂ ثانی کا ہی نام لکھا ہے پس اوسکے بعد یہ آیت نازل ہوئی
اور تا فجر اکل و شرب و جماع کی اجازت ہوگئی افسوس ہے کہ معترض
ہر چند قرآن مین اختلاف تلاش کرتا ہے مگر کہین نہین پاتا اور ناچار اور حیران
ہوکر نسخ احکام کو ہی تخالف کہکر اپنا دل خوش کرلیتا ہے لیکن وہ یہ نہین جانتا

کہ اس سے اوسی کی عقل کا خلاف اور ضعف ظاہر ہوتا ہے اور قرآن کو کچھ عیب نہین لگتا قولہ ۳۳ خلاف سورۂ بقر کے ۲۷ رکوع مین ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ الخ مراد یہ ہے کہ لوگ پوچھتے ہین کہ شہر حرام مین لڑائی کرنا جائز ہے یا نہین تو کہہ بڑا گناہ ہے اور خدا کی نافرمانی ہے پھر لکھا وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّةً یعنی شہر حرام مین بھی مشرکین کو قتل کرو پس دونون مین سے ایک آیت باطل ہے اقول آیۂ اولی قرآن مین اسطرح ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ کَبِیْرٌ الخ اور آیۂ ثانیہ اسطرح ہے اِنَّ عِدَّةَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّةً کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ کَآفَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ معترض نے مغالطہ دہی کے نظر سے اس قدر عبارت لکھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیۂ اولی بالکلیہ منسوخ ہی حالانکہ یہ امر نہین بلکہ کسی قدر نسخ ہے جسطرح علامہ طبرسی نے عطا سے سورہ بقر مین روایت کی ہے اور سبب اسکا یہ ہوا کہ کفار عرب ماہہاے حرام کی تعظیم تو کرتے تھے لیکن یہ شیوہ اختیار کیا تھا کہ بارہ مہینہ مین سے جنکو چاہتے تھے ماہ حرام فرض کر لیتے تھے اور اسی تقدیم و تاخیر کو نسی کہتے ہین کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ الخ پس ہرگاہ کفار کا یہ حال دیکھا کہ ماہ حرام مین بھی اہل اسلام سے جنگ کرتے ہین تو وقت اوسو

یہ اجازت ہوگئی کہ اگر مشرکین ماہ حرام مین لڑین اور تقدیم کرین تو تم بھی اپنی حفاظت کرو اور اون کو دفع کرو اور لڑو مگر اپنی طرف سے تقدیم نکرو پادریصاحب نے لفظ کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ کو تو دیکھا ہوتا کہ قتال مشرکین ممثل لہ ہے اور قتال اہل اسلام ممثل ہے اور ظاہر ہے کہ ممثل لہ کا وجود پہلے ہوتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب مشرکین تم سے پہلے لڑین تو تم بھی اون سے لڑو اس اجازت کو معترض دانشمند مخالفت بیان کرتا ہے ہم کہتے ہین کہ ہر مذہب مین اور عند العقل قتل نفس کی ممانعت ہے لیکن اگر کوئی شخص تلوار کھینچکر کسی کے گھر پر چڑھ جاوے اور مارنا چاہیے اور صاحب مکان بنظر حفاظت جان اوسی دفع کرے اور مار ڈالے تو عقلاً اور عرفاً کسی مذہب مین اوسکو یہ نہین کہہ سکتے کہ قاتل نے لڑائی مین ابتدا کی اور لڑا بلکہ یہ کہین گے کہ اپنی حفاظت کی بلکہ ایسا قاتل مجرم بھی نہین اور اگر میرے قول سے اطمینان نہو تو پادریصاحب اہل کونسل سے دریافت کرلین کہ آپ تو جنگ و جدال اور قتل نفوس کو برا جانتے ہین لیکن جب کوئی بادشاہ آپ پر چڑھ آتا ہے یا کوئی مطیع باغی ہوجاتا ہے تو آپ فوج کو لڑنے کی اجازت دیتے ہین یا نہین اور بالفرض اگر یہ آیت بقول بعض منسوخ ہے تو کیا قباحت ہے **قولہ** ۳۴ خلاف بقر کی ۳۱ رکوع مین ہے وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ الخ جو لوگ مرجاوین اور جورو ان چھوڑ جاوین تو ایک برس خرچ دینے کی وصیت کرجانا چاہیے پھر اگر وہ نکلجاوین اور خصم کرلین تو تمپر گناہ نہین ۱۴ رکوع مین ہے چار مہینے دس دن رکی رہین پہلی آیت مین کہتا ہے کہ برس دن روک رکھو اور خرچ دو پر خصم کرنے کی اجازت ہے دوسری مین کہتا ہے چار مہینے دس دن رکی رہین **اقول** جمہور مفسرین بالاتفاق

لکھتے ہین کہ یہ آیت منسوخ ہے اور حکم اسکا مرتفع ہے خلاف اوسوقت ہوتا جبکہ
رسول مقبول صلعم اسکی منسوخیت کی اطلاع نفرماتے ہان خلاف اسے کہتے ہین کہ
یہ آیت تیسوین رکوع مین ہے اور اوسے چودھوین رکوع مین لکھدیا ہے اور
۳۰ اور ۴۱ کے رقوم مین تجنیس خطی بھی نہین تاکہ سہو کاتب سمجھا جائے قولہ
۳۵ خلاف بقر کے آخر مین ہے وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ
بِهِ اللّٰهُ جو کچھ تمھارے دلون مین ہے ظاہر کرو یا چھپاؤ دونون صورتون مین خدا
حساب لے گا یعنی دلی خطرات پر بھی محاسبہ ہے جو کہ طاقت بشری سے خارج
ہین پھر کہتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی خدا وسعت و طاقت کے موافق
تکلیف دیتا ہے جو طاقت سے باہر ہے اوسپر تکلیف نہین دیتا پس پہلی آیت باطل
ہوئی اقول اس آیت کے منسوخ ہونے اور نہونے مین اختلاف ہے سیوطی
وغیرہ کی راے ہے کہ منسوخ ہے مگر جو روایت کہ منسوخیت کی سند مین لکھی ہے
وہ ضعیف ہے اور ابن عباس وغیرہ اصحاب مفسرین سے منقول ہے کہ منسوخ
نہین اور ہم بھی کہتے ہین کہ منسوخ نہین اور خطرات قلبی آنی وفانی جو کہ طاقت
بشری سے خارج ہین وہ اس آیت مین بچند وجوہ داخل ہی نہین اولاً دلالت عقل
وعرف قرینہ بینہ ہے کہ کوئی عاقل امور اضطراریہ پر مواخذہ نہین کرتا لہذا اوس کے
بیان کی حاجت نہین ثانیاً دلالت نقل ایسے خطرات کے اخراج پر شاہد موجود ہے
کیونکہ آیۂ ثانیہ آیۂ اولی کی مخصص ہے اور نیز احادیث صحیحہ سے ظاہر ہے کہ خطرات
اضطراریہ اس آیت مین داخل نہین پس حرف جار یعنی فِیْ ثبت یا استقر
فعل مقدر کے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ جو امر نفس مین ثابت و راسخ و مستقر ہو

اوسکا محاسبہ ہوگا خواہ اوسکو ظاہر کرو خواہ چھپاؤ اور ظاہر ہے کہ خطرات نفسانیہ مستقرہ قابل محاسبہ ہین انھین پر ایمان و کفر موقوف ہے بعد استقرار کے اضطراری نہین رہتے کیونکہ اگر یہ خطرات برے ہین تو اونکا دفع کرنا ممکن ہے خواہ کسی عالم فقیہ کی خدمت مین جاکر یا تحصیل علم کرکے اور اگر وہ خطرات اچھے ہین تو اونکے باعث اچھے اعمال صادر ہون گے کیونکہ اعمال کا صدور ارادۂ قلبی اور اعتقاد پر موقوف ہے بلکہ عمل و فعل ظاہری اعتقاد باطنی کا آئینہ ہے بہرحال دونون آیتون مین کچھ تخالف نہین ہے **قولہ** ۳۰ خلاف آل عمران مین ہے اتقوا اللہ حق تقاتہ خدا سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے یہ بات ناممکن ہے کہ خدا کو جو بات سزاوار ہے وہ ہم کرسکین جب محمد صاحب نے یہ سمجھا تو پھر کہا فاتقوا اللہ ما استطعتم خدا سے ڈرو اپنی طاقت کے موافق پس ان مین ایک آیت باطل ہے **اقول** یہ بات تو کچھ قابل اعتراض نہ تھی دونون آیتون کا ایک مطلب ہے کیونکہ جو اتقا اور ڈرنا خدا نے ہمکو قرآن مین تعلیم کیا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی حتی المقدور کوئی معصیت اور نافرمانی خدا کی نکرے یہی حق اتقا ہے اس سے زیادہ ہمکو معلوم نہین اور ایسا اتقا آدمی سے ممکن ہے غیر ممکن نہین اگر عدم امکان پر کوئی دلیل عقلی قائم ہو تو پادریصاحب اوسے بیان کرین دریغ نکرین اور حق اتقا اگر اس سے زیادہ ہو جو ہم نے کہا تو اوسے بھی بیان کرین اور یہی مطلب آیۂ ثانیہ کا ہے اوس سے بھی کسی معصیت کی اجازت ظاہر نہین ہوتی پس دونون آیتون کا یہی ایک مطلب ہوا کہ حتی المقدور خدا سے ڈرو کچھ معصیت نکرو اور پادریصاحب جو لکھتے ہین کہ ناممکن ہے کہ خدا کو جو

بات سزاوار ہے وہ ہم کر سکین اس سے معلوم ہوا کہ وہ انجیل کو بھی بھول گئے
بھلا آیۂ قرآنیہ مین تو ہر بات کا ذکر نہین صرف اتقا کا ذکر ہے سو جیسا اوس کا
حق ہے ویسا آدمی کر سکتا ہے خدا نے ممکن امر کا حکم دیا ہے اگرچہ شاذ و نادر
آدمی اوسکی تعمیل کرین بلکہ ایک آدمی بھی تعمیل نکرے لیکن آدمی کو خدا کے مثل
کامل ہونا ایک امر مین بھی عقلاً محال ہے پس آیت ۴۸ باب پنجم متی کو اصلاح کرنا
ضرور ہے کیونکہ متی اپنی انجیل مین لکھتا ہے کہ تم کامل جو جیسا تمھارا باب جو آسمان
پر ہے کامل ہے حق یہ ہے کہ جو حالت پادریصاحب کی قرآن مین تھی وہی
اب انجیل مین ہے **قولہ** غرضکہ اس قسم کی آیتین صدہا قرآن مین لکھی ہین جو
ایک دوسرے سے مخالفت کامل رکھتی ہین تفسیرون مین مفسرون نے بڑے بڑے
تکلف کرکے مطابق کرنا چاہا مگر کچھ نکر سکے اسکے سوا بموجب اقرار تفسیر اتقان کے
قرآن مین پانسو آیتین منسوخ ہین جو محمدؐ صاحب نے ایک وقت مین کچھ حکم
دیا ہے دوسرے وقت اوس حکم مین نقصان ظاہر ہوا پس فوراً اوسکو بدل ڈالا
اسکا بیان اگر ناظرین کو مفصل سناؤن تو قرآن کی حقیقت معلوم ہو مگر مین بیہودہ
کام مین وقت خرچ کرنا نہین چاہتا **اقول** معترض کا یہ دعوی کہ اس قسم
کی آیتین صدہا قرآن مین لکھی ہین جو ایک دوسرے سے مخالفت کامل رکھتی ہین
محض جھوٹ ہے اہل عقل خود سمجھ لینگے کہ ایسے مخالف متعصب کو اگر ان آیات
مذکورہ کے سوا ایک بھی آیت اور ملتی تو کبھی اوسے نچھوڑتا اور اوسکے لکھنے سے غماض
نکرتا یہ محض پوچ اور بے اصل دعوی ہے اور اگر کوئی ہو تو بسم اللہ اوسکو لکھے
دریغ نکرے اور یہ جو لکھا ہے کہ مفسرون نے بڑے بڑے تکلف کرکے مطابق کرنا چاہا

مگر کچھہ نکر سکے اس کلام سے یہ بھی ثابت ہوا کہ علاوہ علم ادب عربی کے آپ کو
معقولات مین بھی بہت دخل ہے براہین قاطعہ اور دلائل واثقہ اور قیودات
اور قواعد عقلیہ وعرفیہ کو معترض تکلف کی تقریر سمجھتا ہے یہ ایسی بات ہے کہ
جب کسی جاہل آدمی سے اہل علم کا جواب نہین بن پڑتا تو ناچار ہوکر واسطے
رفع ندامت کے کہنے لگتا ہے کہ مین منطق نہین پڑھا مین آپکی اس حیثیت اور اس
اعتبار کے لفظ کو نہین سمجھتا اور یہ جو لکھا ہے کہ اسکے سوا بموجب اقرار تفسیر اتقان
کے قرآن مین پانسو آیتین منسوخ ہین الخ یہ بھی محض دروغ ہے تفسیر اتقان کوئی
نایاب تفسیر نہین چند مطابع مین چھپ گئی ہے جسکا دل چاہے اوسے منگا کر دیکھے
اور معترض کو اس جھوٹ کی پاداش دے اگرچہ زبانی ہی ہو دیکھو سیوطی نے
اتقان کی سینتالیسوین نوع مین لکھا ہے کہ دوسری قسم کی وہی آیات ہین جنکا
حکم منسوخ ہوگیا ہے مگر تلاوت اونکی منسوخ نہین ہوئی یعنی قرآن مین موجود ہین
اور اسی مین لوگون نے کتابین تالیف کی ہین اور حقیقت مین اس قسم کی آیات
بہت کم ہین اور اگرچہ اس قسم کی آیات کی تعداد لوگون نے کچھہ زیادہ لکھی ہے
مگر قاضی ابوبکر بن العربی وغیرہ محققین نے خوب تحقیق وتنقید کی ہے اور منسوخ
وغیر منسوخ مین تمیز کی ہے اور مجھکو بھی یہ ثابت ہوا ہے کہ لوگون نے اکثر آیات
ایسی منسوخات مین داخل کر دی ہین جو دراصل منسوخ کیا مخصص بھی نہین بلکہ
نسخ سے اون کو علاقہ نہین چنانچہ بطور نمونہ لکھتا ہون کہ اون لوگون نے لکھا ہے
کہ آیہ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ اور آیہ وَأَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ اور دیگر آیات جن مین
خرچ کرنے کا حکم ہے آیہ زکوۃ کے نزول سے منسوخ ہوگئی ہین اور علی ہذا القیاس

وہ آیات جن مین عدم جہاد کا ذکر ہے اور کفار کی جور و اذیت پر آنحضرتؐ کو صبر
و درگذر کا حکم ہے مثل لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝ و مثل وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ و مثل
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ وغیرہا کی ایک آیہ جہاد یعنی وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ سے منسوخ
ہوگئی ہین یہان علامہ سیوطی نے اپنی رای لکھی ہے کہ یہ آیات منسوخ نہین ہین
کیونکہ آیات انفاق اور آیہ زکوۃ جمع ہوسکتی ہین کسواسطے کہ زکوۃ منافی انفاق
نہین بلکہ اوسمین داخل ہے علاوہ اسکے زکوۃ مانع تبرعات و صدقات نہین ہوئی
بلکہ بعد زکوۃ کے ان امورات مندوبہ کا بھی حکم ہے اور اسیطرح سے آیات ممانعت
جہاد کی اکثر موقت و موجل تھین پس اسواسطے اونکو منسوخ کہنا جائز نہین
اور اللہ تعالی ہر وقت احکم الحاکمین ہے خواہ جہاد کی اجازت ہو یا ممانعت
غرضکہ اس قسم کی آیات کو منسوخات مین داخل کرکے تعداد زیادہ کردی ہے
مگر نہ اسقدر جسقدر معترض نے لکھی ہین بعدہ علامہ سیوطی نے اتقان
مین ہر سورہ کی آیات منسوخہ کو لکھا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ ۴۳ سورون مین کوئی
آیت ناسخ ہے نہ منسوخ اور ۲۵ سورون مین ناسخ و منسوخ دونون موجود
ہین اور چھ سورون مین بعض آیات ناسخ ہین منسوخ نہین اور ۴۰ سورہ
ایسے ہین جن مین آیات ناسخ بھی ہین اور منسوخ بھی ہین بعدہ ہر ایک سورہ
کی آیات منسوخہ کو لکھکر لکھا ہے کہ یہ سب اکیس آیات منسوخہ ہین اور اسسے زیادہ
ہرگز نہین اور اصح یہ ہے کہ آیہ قسمت سورہ نساء اور آیہ لیسئلونک سورہ مائدہ
محکم ہین منسوخ نہین
اب دو نہین باقی رہین اور بنا بر روایت ابن عباس کے آیہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ
وَجْهُ اللّٰهِ منسوخ ہے آیہ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سے تو اس حساب

سے بیس پوری ہوجاتی ہین اور بعدہ علامہ سیوطی نے آیات منسوخ کو نظم مین بیان کیا ہے
شعر قد اکثر الناس فی المنسوخ فی عدد ۔ وا دخلوا فیہ ایا لیس تنخصص
وھاک تحریرای لامزید لھا ۔ عشرین حررھا الحذاق والکبر ۔
ناظرین ملاحظہ کرین کہ سیوطی نے اتقان مین اپنا مذہب اور بڑے حذاق واکابر کا
مذہب بیان کیا ہے کہ بیس آیات منسوخ ہین اور یہ بھی یاد رہے کہ ان بیس آیات
پر بھی سب علما کا اتفاق نہین بلکہ اکثر مفسرین ان بیسون مین سے بھی بعض بعض
کے منسوخ ہونے کا انکار کرتے ہین چنانچہ ۳۰ نمبر سے آخر تک پانچ آیات کی منسوخیت
کا اختلاف ناظرین کو بھی مفصلا معلوم ہوگیا ہے اب باقی رہین پندرہ آیتین سو انکی
منسوخیت بھی متفق علیہ نہین پس ان پندرہ بیس آیتون کو معترض نے پانسو آیات
لکھا ہے اگرچہ آیات منسوخہ کے ہونے سے قرآن مین کچھ عیب نہین نسخ احکام ہمیشہ
سے کتب سماویہ مین ہوتا رہا ہے لیکن افسوس ہے کہ معترض نے انجیل کے اس فقرہ پر کیا
اچھا عمل کیا مبارک وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہین آیت باب پنجم متی اگر معترض
کو یہ کلمات میرے خلاف واقع معلوم ہون تو لازم ہے کہ اپنی تصدیق کے واسطے
اتقان کے صفحہ و نوع کا نشان لکھکر چھاپ دے کہ اتقان کے فلان صفحہ مین
پانسو آیتون کی تعداد لکھی ہے ورنہ اس اپنی حرکت لغو کے قصور کو مسلمانون سے
معاف کرائے اور یہ جو لکھا ہے کہ اسکا بیان اگر ناظرین کو مفصل سناؤن تو
قرآن کی حقیقت معلوم ہو مگر مین بیہودہ کام مین وقت خرچ کرنا نہین چاہتا
البتہ یہ فقرہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور کلمہ حق زبان پر جاری ہوگیا ہے حقیقت
مین ایسے بیہودہ کام مین وقت خرچ کرنا معقول اور فہمیدہ آدمی کا کام نہین

اور اب تک جوان اعتراضات مین وقت صرف کیا اسقدر بھی دوسرے معقول فہمیدہ آدمی کا کام نتھا

تکملہ

بعد اتمام جوابات اعتراضات کے کچھ نسخ کا بیان کرنا بھی ضرور ہے ناظرین غور سے ملاحظہ کرین کہ حضرت آدم اول المرسلین کے عہد سے تا زمانہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ الطاہرین ہمیشہ احکام الہی مین حسب مصالح وقت نسخ ہوتے آئے اور کتب سماویہ مین آج تک موجود ہے یہ امر کسی نبی کی نبوت مین قادح نہین مگر معترض نے جو بنظر عوام فریبی اس امر کو قرآن مین منجملہ عیوب کے شمار کیا ہے تو منشا اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیات قرآنیہ منسوخہ بائبل کے آیات منسوخہ کے مقابل و مساوی ہوجاوین لیکن یہ امراون کو کہان نصیب ہے اور یہ مراد کیونکر پوری ہوسکتی ہے کیا معنی کہ بائبل مین اوس قسم کا نسخ ہے جو عقلا اور بموجب خود بائبل ممنوع و معیوب ہے ایسا نسخ قرآن مین کہین نہین نسخ کے معنی لغت مین زائل کرنے اور نقل کرنے کے ہین اور اہل اسلام کی اصطلاح مین اوس امر کو کہتے ہین جو کسی حکم کی انتہاے مدت پر دلالت کرے تفصیل اسکی یہ ہے کہ بعض بعض احکام الہی بنظر مصلحت زمانہ موقت یعنی میعادی ہوتے ہین اور بعد ختم ہوجانے میعاد کے موقوف ہوجاتے ہین اور اونکے عوض بنا بر مصلحت زمانہ دوسرے احکام جاری ہوتے ہین اور نظیر اسکی حکام دنیا کے احکام مین بھی موجود ہے خصوصًا قوانین عقلا انگلستان مین سب سے زیادہ ہے لیکن چونکہ حکام دنیا قوانین میعادی

کے جاری کرتے وقت کبھی اونکی میعاد سے مطلع بھی کر دیتے ہین اسواسطے
بعد ختم میعاد رعایا کو اونکا موقوف ہونا خلاف عقل نہین معلوم ہوتا اور جو وا
باوجود غیر میعادی ہونے کے منسوخ ہو جاتے ہین اونکے نسخ سے متفنون کے
نقصان عقل یا عدم غیب دانی خیال کرکے رعایا خاموش ہو رہتی ہے اور
حق تعالی چونکہ اپنے احکام کی میعاد کو ظاہر نہین کرتا تو عوام نسخ کو احکام الہی
مین معیوب سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے خدا کا عالم الغیب اور عارف
بعواقب الامور ہونا باطل ہوتا ہے اور تعجب یہ ہے کہ نصاری بھی باوجود انجیل و
توریت خوانی کے اس شبہہ مین گرفتار ہین حالانکہ کتب سماویہ مین نسخ و تغییر
احکام الہی کا جابجا موجود ہے اون کو بغیر اقرار نسخ چارہ نہین اور اگرچہ صاف
صاف لفظ نسخ کے کہنے سے انکار کرتے ہین اور اوسکے واسطے طرح طرح کے
الفاظ تراشتے ہین لیکن انجام کار سبکا مال و مصداق وہی نسخ ہے پس غیر اہل کتاب
کو تو ہم یہ جواب دیتے ہین کہ کسی حکم کو منسوخ سنکر وہ تعجب نکرین بلکہ یہ خیال کرین
کہ یہ حکم خدا کا میعادی تھا اور اگر وہ یہ عذر کرین کہ بغیر اطلاع خدا کے کیونکر اون
کو میعادی تصور کیا جائے تو جواب یہ ہے کہ جس رسول کی زبانی وہ حکم معلوم ہوا ہے
اوسی رسول کی زبانی اوسکا نسخ ہونا معلوم ہوا ہے اگر رسول کی رسالت ثابت
ہو چکی ہے تو پھر نسخ کا ثبوت سہل ہے ورنہ پہلے رسول کی رسالت ثابت کرنی چاہیے
منکر رسالت کو نسخ کی گفتگو سے کیا علاقہ علاوہ اسکے یہ بات ہے کہ نسخ حکم کے وقت
آدمی کو دو امر متصور ہوتے ہین یا یہ کہ خدا جاہل ہو یا یہ کہ اوسکی میعاد سے ہمکو مطلع
نکیا ہو اور جب یہ دونون مشکلین پیش آوین تو مقتضاے عقل یہ ہے کہ آدمی آسان

اور معقول امر کو اختیار کرے اور وہ یہ ہے کہ آدمی خدا کو جاہل نہ سمجھے بلکہ اپنے کو جاہل قرار دے اور خیال کرے کہ ضرور خدا نے اس حکم کو میعادی مقرر کیا تھا لیکن ہم کو اسکی میعاد سے مطلع نہین کیا اور اسی پر کیا موقوف ہے خدا اپنی کسی مشیت کی بابت ہمکو اطلاع نہین کرتا بہرحال نسخ ہونا احکام الہی مین عند العقل قادح نبوت نہین اور نصاریٰ خصوصاً مخاطب جاحد کے واسطے یہ جواب ہے کہ ہرگاہ نسخ احکام الہی کا کتب سماویہ مین معیوب نہین تو پھر قرآن مجید مین کیونکر معیوب ہوسکتا ہے البتہ جس قسم کا نسخ کہ معیوب اور قابل اعتراض ہے وہ بائبل مین ہے دیکھو انجیل متی باب ۵ آیت ۱۷ و ۱۸ مین مسیح کے قول کو کہ مین توریت یا نبیون کی کتابین منسوخ کرنے نہین آیا بلکہ پوری کرنے کو آیا ہون اور جبتک آسمان اور زمین ٹل نہ جاوے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز ٹل نہ جائے گا جبتک کہ سب کچھ پورا نہو فقط حالانکہ خط عبرانیان باب ہفتم آیت ۱۸ مین حضرت پولوس لکھتے ہین کہ پس اگلا قانون اس لیے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اوٹھ گیا علاوہ اسکے یہ امر کچھ پوشیدہ نہین کہ توریت کے اکثر احکام ٹل گیے اور اس دعوی کے ثبوت کیواسطے اسی قدر کافی ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے احکام ہی مین کسقدر اختلاف و تباین ہے کہ جداگانہ دو فرقہ ہین اور اگر مخاطب اس اجمالی جواب سے ساکت نہو تو ہم بطور نمونہ چند احکام کو تفصیلاً بیان کرتے ہین دیکھو آیت ۲۹ و ۳۰ باب اول کتاب پیدائش کہ خدا نے حضرت آدم و حوا کو کل حیوانات چرند و پرند و حشرات الارض اور انکے جملہ اجزا یعنی ہڈی اور خون اور شحم و پیہہ وغیرہ کا کھانا حلال اور مباح کیا تھا مگر آیت ۴ باب نہم کتاب مذکورہ سے ظاہر ہے کہ حضرت نوح پر خون کا کھانا حرام کردیا

اور حیوانات کل بدستور حلال رہے اور حضرت موسی کے واسطے بہائم مین سے
بہائم ناشگافتہ سُم مثل اسپ وخر وشیر وخرگوش وخوک وسگ وگربہ وغیرہ
اور طیور مین سے عقاب وزاغ وبوتیمار وکرگس وچغد وباز وغیرہ اور ماہی
بے فلس حرام ہوگئی اور یہ حکم بھی ہوا کہ انکی لاش مردہ کو بھی مس مت کرو کہ
یہ سب تمھارے واسطے ناپاک ہین چنانچہ آیت ۴ وغیرہ باب یازدہم کتاب احبار یا قوانین
اور آیت وغیرہ باب چہاردہم کتاب الاستثنا مین یہ سب احکام مع علت
حلت وحرمت وعلامات حلال وحرام مفصلاً موجود ہین اور آیت ۲۵ باب بستم
کتاب احبار یا قوانین مین پھر دوبارہ تاکید فرمائی ہے کہ پاک وناپاک حیوانات
مین تمیز کرو اور اپنے تئین بوجہ حیوانات کے جنکو ناپاک کر دیا ہے خدا کا متنفر
اور دشمن مت کرو اور میرے واسطے پاک رہو کہ مین خدا پاک ہون بعد اوسکے
حضرت پولوس مقدس نصارہی کی جسارت وخیرگی کو خیال کرو کہ وہ آیت ۱۴
باب چہاردہم نامۂ رومیان مین لکھتا ہے کہ مین خوب جانتا ہون اور خداوند
یسوع مین مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز آپ ہی ناپاک نہین لیکن جو اوسکو ناپاک
جانتا ہے اوسکے واسطے ناپاک ہے دوم حکم ختنہ ملاحظہ طلب ہے کہ سلف سے
حضرت مسیح تک ہر رسول کے واسطے تاکید رہی ہے چنانچہ آیت ۱۰ و ۱۱ وغیرہ
باب ہفدہم کتاب پیدائش مین ہے کہ حضرت ابراہیم کو ختنہ کا حکم ہوا اور آیت ۲۳
باب دوازدہم کتاب احبار یا قوانین مین ہے کہ حضرت موسیٰ کو تاکید ہوئی کہ
ساتوین روز مولود کا ختنہ کرو اور حضرت یہوشع نبی کو اسقدر تاکید ہوئی کہ
اونھون نے غیر مختون بنی اسرائیل کے جنگل مین ختنہ کرائے اور یرمیاہ نبی بیت المقدس

سے خطاب کرکے فرماتے ہین کہ اب سے غیر مختون تجھہ مین داخل نہو گا اور حضرت
عیسی کے زمانہ تک اسکی تعمیل ہوتی رہی چنانچہ آیت ۲۱ باب دوم انجیل لوقا
مین حالات ولادت مسیح مین لکھا ہے کہ جب آٹھہ روز ہوئے اور ختنہ ہوا کیا
تب اوسکا نام عیسی رکھا مگر پولوس مقدس کی دردمندی امت کو غور
کرو کہ وہ آیت ۲ باب پنجم نامہ گلاتیان مین لکھتے ہین کہ مین پولوس تم سے سچ کہتا
ہون کہ اگر تم مختون ہوگے تو مسیح تمھارے حق مین کچھہ مفید نہو گا اور ہر
مختون ہو گا اوسکے باب مین فتوی دیتا ہون کہ وہ شریعت کو تمام بجالاوے
اور تمکو مسیح سے کچھہ کام نہین اور آیت ۱۵ باب ششم نامہ مذکورہ مین پھر ایسا ہی
مضمون ہے اہل انصاف غور کرین کہ مقدس مذکور نے ایک ختنہ کیا تمام شریعت
خدا کو منسوخ کر دیا بھلا اب کسی کو کیا غرض ہے جو ختنہ کرائے اور اس سبب
سے تکالیف شریعت کو سر پر اوٹھائے اور مسیح سے دشمنی پیدا کرے —
پس مسیح شریعتِ خدا کے مٹانے والے ٹھہرے اور بندگان خدا تکلیفات
شرعیہ اور احکام الہی سے خوب آزاد ہوئے استغفر اللہ من ھذہ الھفوات
الواھیۃ اور آیت ۱۲ باب بستم کتاب پیدایش سے ظاہر ہے کہ بی بی سارہ حضرت
ابراہیم کی علاتی بہن تھین اور آیت ۱۱ باب ہیجدہم کتاب توراۃ مین یا احبار تورات
مین بہن سے نکاح کرنے کی بلکہ اوسکے کشف ستر کی بھی سخت ممانعت ہے
یہان تک کہ اس فعل کے مرتکب کو قتل کا حکم ہے پس یا وہ حکم منسوخ ہوا یا وہ نکاح ناجائز تھا
چہارم آیت ۲۸ و ۳۰ وغیرہ کتاب پیدایش مین ہے کہ مسماۃ راخل اور الیساہ
دونون حقیقی بہن حضرت یعقوب کے نکاح مین تھین اور آیت ۱۹ باب ہیجدہم کتاب

قوانین یا اجبار مین اجتماع اختین کے ممانعت ہے پس ضرور یہ نسخ ہے یا وہ
نکاح ناجائز تھا پنجم آیت ۲ باب ششم کتاب خروج مین لکھا ہے کہ عمران پدر
موسیٰ کا نکاح اونکی عمہ مسماۃ یوخابد سے ہوا تھا حالانکہ آیت ۱۲ باب بیجاہم
کتاب احبار یا قوانین مین اسکی ممانعت ہے اب بتاؤ کہ اگر وہ نکاح موافق شریعت
سابقہ کے تھا تو حضرت موسیٰ کیا ہوئے اعوذ باللہ من ھذہ الھفوات
ششم سچی قسم کھانا تمام شریعتون مین جائز تھا چنانچہ آیت ۱۱ باب بست وپنجم
کتاب خروج مین امانت دار کو درصورت تلف امانت حکم ہے کہ وہ حاکم کے پاس
جاکر قسم کھائی تاکہ صاحب مال کو یقین ہوجاوے اور جس شخص کو اپنے زوجہ
کی عصمت مین شک ہو وہ کاہن یعنی قاضی یا مجتہد عالم شریعت کے پاس جاکر
قسم لیوے اور باب ششم ودہم کتاب استثنا مین ہے کہ خدا سے ڈرو اور اوسکی
اطاعت کرو اور اوسکی قسم کھاؤ اور باب نوزدہم کتاب قوانین مین ہے کہ خدا
کی جھوٹی قسم مت کھاؤ اور باب بست وچہارم کتاب پیدائش سے ظاہر ہے
کہ حضرت ابراہیم نے اپنے گھر کے مختار سے قسم لی اور باب چہل وہفتدہم مین
ہے کہ حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے قسم لی مگر آیت ۳۳ باب پنجم انجیل
متی کو دیکھو کہ مسیح نے فرمایا کہ اگلے لوگون سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم مت کھاؤ
لیکن مین تم سے کہتا ہون کہ مطلقاً قسم مت کھاؤ خواہ جھوٹ ہو یا سچ اب بتاؤ
کہ یہ نسخ ہے یا نہین ہفتم پہلی شریعتون مین ہر ایک عیب کے سبب علی الاطلاق
طلاق دینا جائز تھا اور عورت مطلقہ کو بھی دوسرا نکاح کرلینا جائز تھا
چنانچہ آیت ۳ وغیرہ باب بست وچہارم کتاب استثنا مین اسکا مفصل بیان ہے

مگر آیت ۳۲ باب پنجم و آیت ۹ باب نوزدہم انجیل متی اور باب دہم مرقس مین یہ حکم ہے کہ جو کوئی عورت کو بغیر علت زنا دوسرے سبب سے طلاق دے اوس نے گویا اپنی عورت کو زنا کرانے بھیجا ہے اور جو شخص اس مطلقہ عورت سے نکاح کرے وہ بھی زنا کرتا ہے یہانتک اون احکام کا نمونہ تھا جنکے واسطے ابدی ہونے کا وعدہ توریت مین نہین اب چند احکام ایسے لکھتا ہون جنکی نسبت خود توریت مین لکھا ہے کہ یہ احکام ابدالآباد کے واسطے واجب کیے گئے ہین مگر باوجود اس تاکید کے اونکو بھی نصاری نے منسوخ کر دیا منجملہ اونکے اول عید کا حکم تھا دوم قربانی سوختنی کا حکم توریت مین ابدالآباد کے واسطے واجب کیا گیا ہے مگر مقدس نصاری نے اون دونون حکمون سے عیسائیون کو آزاد کر دیا چنانچہ آیت ۱۶ و ۱۷ باب دوم نامہ گلاتیان مین اور آیت ۲۰ باب پانزدہم اعمال حواریان مین اونکے واسطے نسخ کا حکم صاف دیدیا ہے اور اعمال حواریان سے صاف ظاہر ہے کہ بجز چند احکام کے جملہ احکام توریت سے نصاری کو آزادی اور فراغت بال حاصل ہے اور وہ چند احکام بھی اختیاری اور مسنونی ہین ضروری نہین اور اصل مذہب یہ مقرر کر دیا ہے کہ بعد صلیب مسیح کے کسی کو عمل خیر کرنے کی حاجت نہین وہ سب کا کفارہ ہو گیا صرف اوسپر ایمان لانا کافی ہے آیت ۲۱ باب دوم نامہ گلاتیان اور باب بست و ہشتم و بست و نہم اعمال مین مکرر اسکی صراحت ہے بلکہ باب دوم و پنجم نامہ گلاتیان اور آیت ۱۹ باب ہفتم نامہ رومیان مین بجا آوری جملہ احکام شرع کی ممانعت کر دی کما مر فی بیان الجنس سوم منجملہ احکام ابدی کے تعطیل یوم السبت ہے کہ اسکی مخالفت کے واسطے یہان تک تاکید ہے کہ اسکا تارک واجب القتل ہے اور حضرت موسی کے

عہد سے تا زمانہ مسیح خلفاً عن سلفٍ اور نسلاً بعد نسلٍ ہمیشہ اسکی تعمیل ہوتی رہی
اور ہر نبی نے اسی روز تعطیل کی اور نصاریٰ نے اسمین بھی نسخ کر دیا کہ اوس
روز کی تعطیل کو یوم الاحد یعنی یکشنبہ سے بدل ڈالا اور اس تغییر و تبدیل کا یہ
عذر نہایت سخیف و بارد و رکیک ہے کہ اگرچہ بظاہر ہم احکام توریت کے پابند نہین
لیکن معنی اور باطنًا اونھین افعال کو بجا لاتے ہین گویا ہمارے افعال اون کا
ظل اور پرتو ہین اور احکام توریت سے در اصل یہی مقصود تھا جو ہم کرتے ہین
پس وہ احکام در اصل قائم رہے منسوخ نہوئے اس جواب ناصواب کے
دو جواب ہین **اول** یہ کہ شریعت پولوسیہ مین کسی فعل توریت کا ظل نہین ہے
بلکہ وہان سب سے آزادی ہے اگر ممکن ہو تو کوئی بتائے کہ حیوانات محرمہ کا کیا
ظل ہے اور حضرت ابراہیم و یعقوبؑ و عمران کے نکاح کا کیا ظل ہے اور طلاق
کی ترمیم کا کیا عوض ہے اور قسم کا کیا عوض ہے اور اگر کوئی کہے کہ ختنہ سے مراد
طہارت قلب ہے تو غلط ہے کیونکہ پہلے انبیا علیہم السلام نے ایسا ہی کیون نہین
سمجھا کیا اونکے قلوب نجس تھے یا ختنہ طہارت باطنی کے مانع ہے وہی ظاہری ختنہ
کیون کرتے تھے حق یہ ہے کہ تکلیفات احکام الہی سے بچنے کے واسطے یہ سب تاویلات
کرتے ہین جسطرح مسلمانون مین رسول شاہی اور مدار یہ فقرا نماز و روزہ نہ
کرنے اور رنگ و شراب پینے کے واسطے یہ تاویلات کرتے ہین کہ ہم باطنی عبادت
کرتے ہین اور یہ ظاہری نماز و روزہ سے اچھی ہے اور یہ شراب نہین ہے بلکہ
در اصل دودھ ہے ہم نے تسلیم کیا کہ یہود کو احکام توریت پر بظاہر عمل کرنے کا
حکم ہوا تھا اور نصاریٰ کو باطنی طور پر عمل کرنے کا حکم ہوا تو یہ بھی ایک قسم کا نسخ

ہے بلکہ نسخ عظیم فھو المراد اور معترض نے جو نسخ تعطیل یوم السبت کا جواب
بمقابلہ اعجاز عیسوی اس کتاب مین دیا ہے وہ بھی عجب جواب ہے گویا
کشت زعفران ہے کہ نہایت ہنسی آتی ہے وہ کہتے ہین کہ سبت کے معنی
آرام کا دن یا ساتوان دن ہے خواہ اتوار ہو یا سنیچر یا جمعہ یا جمعرات دونون
کے نام تجویز ہونے سے پیشتر خدا نے فرمایا تھا کہ مین نے چھہ دن مین سب کچھ
بنایا ساتوان دن آرام کا مقرر کیا یہ کہان سے معلوم ہوا کہ وہ ساتوان دن سنیچر
ہی تھا یہی سبب ہے کہ تمام جہان کے لوگون نے اپنا اپنا سبت جسدن چاہا مقرر
کر لیا مسلمانون نے جمعہ یہود نے سنیچر عیسائیون نے اتوار کیونکہ خداوند اوسدن
قبر سے جی اوٹھا پس ابدی محافظت اوسکی باقی رہی یہ اعتراض جب پڑتا تب سنیچر کو
سبت کرنے کا حکم ہوتا انتہی جواب الجواب اسکا یہ ہے کہ ہرگز سبت کا دن غیر معین
نہین بے شک اور لاریب اور ضرور خاص سنیچر کو سبت کا حکم ہے اور اس امر
کے ثبوت مین ہم عقلی اور نقلی چند دلیلین بیان کرتے ہین اول یہ کہ حق تعالے
نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ چھہ روز تک کاروبار کیا جاوے اور ساتوان روز
تمھارے لیے روز مقدس خدا کی راحت کا سبت ہے جو اوس مین کام کریگا
مار ڈالا جائے گا تم سبت کے روز اپنی بستیون مین آگ مت جلائیو جسطرح
باب سی و پنجم کتاب خروج مین ہے پس لفظ ساتوان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ
ایک خاص دن تھا اور دنون کے درجہ اور نمبر مقرر تھے کیونکہ ساتوان جب
ہوگا جب اوسکا پہلا اور دوسرا تیسرا ہو لیوے اگر بالفرض ایام غیر معین تھے
اور نیز سبت کے تقرر مین ہر شخص کو اختیار ہوتا تو اسطرح حکم ہوتا کہ تم اپنے

گھرون مین ایک دن آگ مت جلائیو کسواسطے کہ درصورت اختیار اور عدم
تعین کے تمام بستی کا ایک روز پر اتفاق کرنا لازم نہین تھا دلیل دوم عمل سلف
صالح ہے یعنی یہ کہ حضرت موسی جنکو یہ حکم ہوا تھا اونھون نے اسی روز شنبہ
کو سبت کیا اور بعد اوسکے صدہا سال تمام انبیاے بنی اسرائیل کا اور تمام امت
کا یہی دستور رہا اگر یہ امر اختیاری تھا تو اختلاف کیون نہین ہوا حالانکہ ایک
روز خاص کی پابندی سے یہود بہت کچھ گھبرائے اور اونکے بڑے بڑے نقصان
ہوئے اور ہر چند وہ اسباب مین آزادی چاہتے تھے کہ جسدن چاہین سبت
کرلین مگر کسی نبی نے اجازت ندی اور اسباب مین ایسا اتفاق و اجماع رہا
ہے کہ روز شنبہ کا نام سبت ہوگیا ہے چنانچہ عربی و عبرانی و لاٹن وغیرہ زبانون
مین سبت شنبہ کا نام ہوگیا ہے دلیل سوم یہ ہے کہ توریت مین سبت کیواسطے
ساتوان دن لکھا ہے اب تمام عالم یعنے ایشیا یورپ افریقہ مین جاکر دریافت
کرنا چاہیے کہ ساتوان دن ہفتہ مین کونسا ہے اور پہلا دن کونسا ہے ہر ملک
کا آدمی ساتوان دن شنبہ اور پہلا دن یکشنبہ بتاوے گا اور وجہ اسکی پابندی
یہود کی نہین بلکہ وجہ یہ ہے کہ ہر ایک دن ہر ایک ستارہ سے منسوب و متعلق ہے
اور اکثر ملکون مین ستارون کے نامون پر دنون کے نام مقرر ہین اسواسطے
دنون مین نمبر اور درجہ باعتبار شرافت مراتب سبعہ سیارہ کے ہین نہ محض فرضی
اور چونکہ سب سے اشرف اور اول درجہ کا ستارہ آفتاب ہے اور اتوار کا دن اوسے
سے متعلق ہے اسواسطے یہ دن ہفتہ مین اول ہے اور اسی سے ہفتہ کا شمار ہے
ہندی مین اتوار کا نام در اصل آدِتبار ہے زبان سنسکرت مین ادت آفتاب

کرتے ہین اور اسیطرح انگریزی مین سنڈی ہی کیونکہ انگریزی مین سن سورج کو اور ڈی دن کو کہتے ہین اور اسیطرح عربی مین یوم الاحد اور فارسی مین یکشنبہ یعنی پہلا دن کہتے ہین اور باقی چھہ دنون کا بھی ایسا ہی حال ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ساتوین دن کو غیر معین کردے اور اگر غیر معین ہے تو عیسائی یکشنبہ کے کیون پابند ہین کبھی دوشنبہ کو بھی شنبہ کو بھی کیون نہین تعطیل کر لیا کرتے اور مسیح کے زندہ ہونے سے اوسکا تقرر وجوبی نہین ہو سکتا اور اگر ہو گا تو پھر وہی نسخ لازم آئے گا اور معترض جو کہتا ہے کہ دنون کے نام تجویز ہونے سے پیشتر خدا نے فرمایا تھا کہ مین نے چھہ روز مین سب کچھہ بنایا ساتوان دن آرام کا مقرر کیا فقط یہ بھی نہایت خلاف واقع بات ہے کیونکہ توریت حضرت موسی پر نازل ہوئی ہے جس مین سبت کا حکم مقرر ہوا ہے معلوم ہوا کہ معترض کے نزدیک حضرت موسیٰ کے عہد تک دنون کے نام نہ تھے البتہ باعتقاد معترض دنون کے نام تجویز ہونے سے پیشتر اونکے خدا نے تھک کر آرام کیا ہو مگر جب حضرت موسی سے فرمایا تھا تب تو ضرور دنون کے نام مقرر تھے بلکہ حضرت آدم کو بھی دنون کے نام تعلیم کر دیے تھے اب اہل عقل اور انصاف سے کہتا ہون کہ اگر چہ سبت کا دن سنیچر ہونا مین نے بدیہی اور مثل آفتاب کے روشن کر دیا مگر معترض مخاطب ہ بزرگ ہے کہ اجلاے بدیہیات کا بھی انکار کر دیتا ہے اوسکو ایک اور تین مین تمیز نہین ہو سکتی لہذا اوسکے ساکت کرنے کے واسطے ضرور ہے کہ اس امر کو انجیل سے بھی ثابت کرون **دلیل چہارم** باب بست و ہشتم انجیل متی مین

پر سبت کے بعد جب ہفتہ کے پہلے دن پو پھٹنے لگے الخ دیکھو یہ پہلا دن اتوار تھا
اور ساتوان دن سنیچر اور سنیچر کو سبت بھی کہا ہے اگر کہو کہ یہود کے محاورہ کے
موافق کہا ہے تو محض سفسطہ ہے کیونکہ متی نے بعد شیوع مذہب عیسوی کے
انجیل تصنیف کی ہے اور متی وقت تصنیف کسی یہود سے ہمکلام نہین تھا بلکہ اپنے
عیسائی بھائیون کی ہدایت کے واسطے مذہبی کتاب لکھی تھی۔ اسمین اوس نے
خاص اپنی اصطلاحات اور امور مذہبی اور تعلیم عیسائی لکھی ہوگی اوسکو یہود کی
بدعات یا اون کی مذہبی بات لکھنے سے یا اون کی اصطلاحات کی پابندی سے
کیا کام وہ بدعات اور رسومات کو مٹانا چاہتا تھا نہ کہ اونکو رواج دیتا تھا
اور پھر باب ۱۲ متی اور باب ۲ مرقس اور باب ۶ لوقا اور باب یوحنا کو دیکھو اور
مین یہان صرف انجیل فارسی لوقا کی عبارت کو لکھتا ہون وھوھذا در آن
روز شنبہ کہ بعد از شنبہ بزرگ است چنین اتفاق افتاد کہ چون عیسی از زراعتہا
عبور مینمود شاگردانش خوشہا چیدہ بدستہا مالیدہ می خوردند بعض از فریسیان
بایشان گفتند کہ چرا می کنید چنین کاری را کہ در سبت کردن آن جائز نیست عیسی
ایشان را جواب فرمود کہ آیا نخواندہ اید انچہ را کرد داؤد ۴ و رفقاے او در وقتیکہ
گرسنہ بود کہ چہ سان او در خانہ خدا آمدہ نانہای تقدیم را کہ خوردن آنہا جائز نیست
ہیچ کس را جز کاہنان ولبس برداشت وخود تناول نمود و رفقاے خویش را نیز
داد و نیز آنہا را فرمود کہ فرزند انسان یعنی مسیح خداوند سبت نیز می باشد و در
دیگر اتفاق افتاد کہ او یعنی مسیح در مجمع آمدہ تعلیم می نمود و شخصی در آنجا حاضر
بود کہ دست راستش خشک بود ایشان را گفت کہ چیزے شمارا می پرسم آیا نیکوئی

نمودن در روز سبت جائز است یا بدی نمودن رہانیدن نفسی را یا ہلاک نمودن
پس ہمگی آنہا نگاہ نمودہ آن شخص را فرمود کہ دراز کن دست خود را اور انجیل متی
مین بعد ذکر داؤد کے یہ عبارت ہے ویا آنکہ در توریت نخواندہ اید کہ روز سبت
کاہنان در ہیکل سبت را حرمت نمیدارند و مواخذ نیستند لیکن بشما میگویم کہ در ین
مکان شخصی است کہ از ہیکل عظیم تر است و ہرگاہ این فقرہ را نمیدانستند کہ رحمت
میخواہم نہ قربانی بر بیگناہان حکم نمی نمودید انتہی اب اہل انصاف غور کرین کہ اس
عبارت مین چند وجوہ سے واضح ہے کہ حضرت مسیح کے نزدیک بھی سبت سنیچر ہی
کا دن تھا اول یہ کہ یہود نے بلا اجازت خوشہ توڑنے پر سبت کی وجہ سے اعتراض
کیا تھا اور مسیح نے یہ جواب دیا کہ داؤد نے بھی اس روز ایسا ہی ایک کام کیا تھا
اور سبت کی نسبت کچھ تعرض نکیا پس یہ تقریر دلیل قطعی ہے اسپر کہ اونھون نے
اون روز کا سبت ہونا معہ سند تسلیم کیا اگر سبت کا دن غیر معین ہوتا اور ہر
شخص کو اوسکے فرض تعیین مین اختیار ہوتا تو مسیح کے پاس سہل جواب تھا
کہ آج ہمارے نزدیک سبت نہین ہے ہم فلان روز سبت کرچکے یا آیندہ کرین
گے ایسے وقت مسیح کو یہود کی اس بدعت پر کہ اونھون نے سبت کا دن سنیچر
مقرر کرلیا اعتراض کرنا ضرور تھا نہ یہ کہ اولٹی معذرت کرنا مگر حق یہ ہے کہ حضرت
مسیح سچے سیدھے تھے وہ کیونکر جھوٹ بات بنا کر کہدیتے کہ سبت کا دن معین نہین
ہمکو اختیار ہے جب چاہین سبت کرین ثانیاً یہ کہ جس روز حضرت داؤد نے
ہیکل مین نان تقدیم کو کھایا وہ بھی یوم السبت تھا اور سنیچر کا دن اگر سبت
نہوتا تو کاہنون کے واسطے جائز ہوتا اور دوسرون کو جائز نہوتا یہ ذکر لغو اور

عبث ہوتا تا لثنا یہ کہ مسئلون کے ہاتھہ کو اچھا کرتے وقت بھی مسیح نے اقرار
کیا کہ آج سبت ہے کیونکہ اون سے سوال کیا تھا کہ آیا نیکوئی نمودن درو
سبت جائز ہست یا بدی پھر باب سبت وسوم انجیل لوقا مین مسیح کی پیاری
عورات کے حالات مین لکھا ہے کہ وہ بعد دفن مسیح کے اوسکی قبر پر گئین اور پھر کے
خوشبوئین اور عطر طیار کیا لیکن سبت کے دن حکم کے موافق ارام کیا اور دنی ہفتہ
کے پہلے دن بڑے تڑکے خوشبوئین جو طیار کی تھین لیے ہوئے قبر پہ آئین اور
یہی مضمون سب انجیلون مین ہے اب کہو کہ وہ دن جسمین اونھون نے سبت کے
سبب مسیح کی قبر مین خوشبو بھی نڈالی اور اتنا کام بھی نکیا وہ شنبہ تھا یا نہین
اور یہ عورات مسیح کی تابع اور شاگرد تھین یا نہین اس سے قطعًا ثابت ہے کہ
مسیح کا بھی یہی حکم تھا کہ شنبہ کے روز سبت کرو چنانچہ جسطرح اونکے سچے اور
خالص شاگردون یعنی عورات کے عمل سے ثابت ہوا پس اگر بعد اسکے بھی
کوئی انکار کرے اور سخن پروری کرے اور کہدے کہ سبت کا دن معین نہین
تو بجز خاموشی کے اوسکا جواب نہین لہذا ہمنے بھی اسی جگہہ دلائل کو ختم کردیا
اور معترض نے جو اوائل کتاب مین بدانست خود اعجاز عیسوی کا رد کیا ہے
سو اوس پر دکاندہ بندہ جابجا دکھاتا آتا ہے کہ اسطرح کے پوچ جواب دیے ہین
بہرحال نسخ کے قائل ہونے سے کسی اہل کتاب کو چارہ نہین اور نہ یہ امر
کسی نبی کی کتاب مین قابل اعتراض ہے البتہ جسطرح کا نسخ کہ نصاری نے
توریت کے احکام مین کیا ہے وہ معیوب اور قابل اعتراض ہے کیونکہ توریت
مین ان احکام کی نسبت ابدیت کی قید لگی ہے بلکہ کل توریت کی نسبت انجیل متی

ہے کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نجائین ایک نقطہ توریت کا
ہے گا اور پولوس مقدس نصاری کہتے ہین کہ اگلا قانون اب بیکار
مزور اور بے فائدہ تھا اور اٹھ گیا اور بعد مسیح کے ہم شریعت کے آپس نہین
اور مسیح نے فرمایا ہے کہ مین بجز بنی اسرائیل کے دوسری قوم پر مبعوث نہین ہوا
حواریون کو بھی منع کیا کہ غیر قومون مین نجانا مگر پولوس و پطرس نے غیر قومون کو
بھی عیسائی کر لیا اور ابتک یہی عمل جاری ہے یہ کیسا عظیم نسخ ہے کہ توریت و انجیل اور قرآن
کو مٹا دیا۔ قرآن کی آیات مین ابتداً کہین ابدیت کی قید نہ تھی بلکہ نسخ کی اطلاع تھی اور
بعد عہد نبوت احکام غیر منسوخہ ضرور ابدی ہین۔ پس معترض نے در اصل قرآن پر اعتراض
نہین کیا بلکہ در پردہ مذہب عیسائی کی تفضیح کرائی ہے یا یہ امر ہے کہ دین عیسائی
اور کتاب توریت سے ابھی تک ناواقف ہے اور یہودی دنیا کے واسطے
بغیر کتب بینی کے تالیف کتب مین عجلت کی ہے حق یہ ہے کہ پادریصاحب دونون
مذہب کی کتابون سے بے بہرہ ہین اور عامیانہ مکابرہ و مجادلہ کرتے ہین کما
قال عز اسمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتَابٍ مُّنِيْرٍ

چوتھی فصل اون آیات کے بیان مین جن پر پادریصاحب نے جھوٹ کا اتہام کیا ہے

قولہ فصل سوم قرآن کی جھوٹی آیتون کے بیان مین اگر قرآن کی تمام جھوٹی
مضامین جو اوس مین لکھی ہین اور جو عقلاً و نقلاً صریح باطل ہین اس فصل مین مفصل

بیان کرون تو ایک دفتر تیار ہوتا ہے الخ **اقول** قرآن کے مضامین پر جھوٹ
کا دعوی بھی ایسا ہی جھوٹ ہے جسطرح پہلی فصلون مین غیر فصاحت اور
تخالف کا دعوی جھوٹ تھا مگر پادریصاحب نے جو اس فصل مین عقل کو بھی
کچھ دخل دیا ہے چنانچہ لکھتے ہین کہ عقلاً اور نقلاً صریح باطل ہین اسکا ہم شکر
کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خدا کرے وہ عقل کے پابند ہون اور پابندی عقل کا
اول امتحان یہ ہے کہ ایک کو تین اور تین کو ایک نہ سمجھین اور ہمارے جوابات
کو بھی سمجھ لین — **قول ۱۱** پہلا جھوٹ بقرینہ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ خدا کے لیے شریک مت بناؤ حالانکہ تم جانتے ہو یہ آیت محض غلط
اور جھوٹ ہے کیونکہ جہان مین کوئی ایسا آدمی نہین جو دیدہ و دانستہ خدا کے
لیے شریک پیدا کرے نادانستگی مین البتہ شریک کیا کرتے ہین دانستگی مین کوئی
شریک نہین کرتا اور وہ کہتا ہے کہ تم دانستگی مین شریک کرتے ہو **اقول** غیر
عربی دان کے نزدیک اس آیت کا مطلب بلکہ ہر عبارت عربی کا مطلب البتہ
مشکل ہے لیکن عربی دان کو کچھ دقت نہین کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ فعل تَعْلَمُوْنَ
کا مفعول بہ متروک ہے یا مقدر و محذوف ہے بر تقدیر اول مطلب یہ ہے کہ
کے لیے شریک مت بناؤ حالانکہ تم صاحب علم و تمیز ہو نیک و بد کو پہچانتے ہو اپنے مصالح
اور مضار جانتے ہو اپنے امورات و معاملات کو دلائل اور حجتون سے کرتے ہو ایسی
نافہم نہین جو ایسی بدیہی بات کو نہ سمجھو کہ خدا کا کوئی شریک نہین ہو سکتا یہ رات
دن کے محاورہ کی بات ہے کہ اگر کوئی پڑھا لکھا آدمی کسی بات کو نہین سمجھتا یا خلاف
عقل کوئی بات کہتا ہے تو اوس سے کہا جاتا ہے کہ میان تم اہل علم ہو سب کچھ جانتے ہو

پس اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ تم بوجہ علم کے سب باتین جانتے ہو ہر چیز کی برائی
بھلائی سے واقف ہو اور ایسی بات خلاف عقل کہتے ہو یا ایسی سہل بات نہین
سمجھتے ہو اور بر تقدیر حذف جو مفعول کہ مقدر و محذوف ہوگا وہ اسی عبارت سے
پیدا ہوگا اجنبی نہوگا اور عبارت اسطرح ہوگی وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ لَا نِدَّ لَهٗ یعنی
تم جانتے ہو کہ خدا کا شبیہ و نظیر نہین ہوسکتا پھر یہ اصنام جنکو تم نے اپنے ہاتھون سے
تراشا ہے اور بنایا ہے نہ دیکھ سکتے ہین نہ سن سکتے ہین نہ ہل چل سکتے ہین کیونکر
کے مثل و نظیر ہوسکتے ہین کیا پادریصاحب کو اس مین شک ہے کہ شرفا اور رؤسا
عرب خصوصًا اشراف مکہ بت پرستی نکرتے تھے اور کیا اس مین شک ہے کہ شرفاے مکہ
جن سے بالتخصیص یہ خطاب ہے مثل ابوجہل و ابولہب و حارث بن نضر و عتبہ بن ربیعہ
و ابوسفیان بن الحارث اور ابوسفیان بن الحرب اور عبداللہ بن الزبعری وغیرہم
نافہم اور کودن تھے اگرچہ یہ لوگ ایسے ذی علم نہ تھے کہ منطق و فلسفہ اور ریاضی
پڑھے ہون اور عالمانہ مباحثہ کرین مگر تاہم بوجہ شعر و شاعری کے خیالات ان کے عالی
تھے اور بڑے ہوشیار اور تجربہ کار تھے اور روم سے کتابین منگا کر قرآنی قصص کے
مقابلہ مین لوگون کو قصص ماضیہ سنایا کرتے ہین لیکن چونکہ یہ لوگ خانہ کعبہ کے متولی
اور کلید بردار تھے اور خانہ کعبہ مین پرستش کے سبب بہت کچھ مال نقد و جنس چڑھتا
اور اون کو ملتا تھا اور درصورت قبول اسلام یہ زر کثیر ہاتھ سے جاتا تھا اور سرداری اور
مرجعیت خلائق بگڑتی تھی اسواسطے پرستش اصنام ترک نکرتے تھے ورنہ بلاشک
جانتے تھے کہ خدا کا کوئی مماثل و نظیر نہین ہوسکتا اور اگر یقین نہو تو زہیر بن ابی سلمی
کے اشعار کو دیکھ لو کہ خدا کی نسبت اون کا کیا اعتقاد تھا پس ایسے لوگون سے یہ کلام

کہنا کہ تم جان بوجھکر خدا کے لیے شریک بناتے ہو کیونکر جھوٹ ہو سکتا ہے۔
آج بھی ایسے آدمی موجود ہین کہ جو گناہ کرتے ہین بلکہ آدمی کو قتل کر ڈالتے ہین اور
اقرار کرتے ہین کہ ہان ہم اس فعل کو برا جانتے ہین اور کرتے ہین مگر کیا کرین پیٹ
سب کرا تا ہے۔ پس محض ابلہ فریب اور متعصبانہ کلام ہے جو پادری صاحب
کہتے ہین کہ دنیا مین کوئی آدمی ایسا نہین جو دیدہ و دانستہ خدا کے لیے شریک پیدا
کرے شرک بھی ایک گناہ ہے جب آدمی کو قتل کر ڈالتے ہین جس مین حاکم ظاہری
کا بھی خوف ہے تب شرک کرنا کیا تعجب ہے۔ تعجب ہے کہ پادریصاحب اس آیت
پر اعتراض کرتے ہین اور اپنے اعتقاد اور حالات کو بھولے جاتے ہین کیونکہ حضرت
عیسے اور روح القدس کو الوہیت مین شریک کرتے ہین حالانکہ بیس جگہہ انجیل
مین حضرت عیسی نے اپنے تئین فرزند انسان کہا ہے اور جسطرح اپنے تئین خدا کا بیٹا
کہا ہے اوروں کو بھی کہا ہے اگر خدا کے بیٹے ہین تو سب ہین اور اگر نہین تو حضرت عیسی بھی نہین
پادریصاحب آپ کیونکر اس بات کا اقرار کرین گے کہ ہم دیدہ و دانستہ شرک کرتے ہین
مگر ہم اون کے لکھے ہوئے اعتقادات کو ناظرین کے سامنے پیش کرتی ہین اور تیسری
مذہب والے سے دریافت کرتے ہین کہ جو شخص ایسا بافہم ہو کہ قرآن پر اعتراض کرے اور
اوسکے اعتقادات ایسے ہون وہ شخص دیدہ و دانستہ شرک کرتا ہے یا نہین آپ فصل
سوم ہدایۃ المسلمین مین تثلیث کے بیان مین لکھتے ہین کہ ہم تثلیث مین واحد خدا
کی اور توحید مین تثلیث کے پرستش کرتے ہین نہ اقانیم کو ملاوین اور نہ ماہیت کی
تقسیم کرین باپ ایک اقنوم بیٹا ایک اقنوم روح القدس ایک اقنوم ہے مگر باپ بیٹے
اور روح القدس کی الوہیت ایک ہے باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس غیر مخلوق

پھر بھی تین مخلوق نہین بلکہ ایک غیر مخلوق باپ قادر مطلق بیٹا قادر مطلق روح القدس
قادر مطلق تو بھی تین قادر مطلق نہین ویسا ہی باپ خدا اور بیٹا خدا اور روح القدس
خدا پھر بھی تین خدا نہین بلکہ ایک خدا آپ کسی سے مخلوق نہین نہ مصنوع نہ مولود
بیٹا صرف باپ سے مصنوع اور مخلوق نہین پر مولود ہے روح القدس بھی نہ مصنوع
نہ مخلوق نہ مولود پر باپ اور بیٹے سے نکلتا ہے اس تثلیث مین ایک دوسرے سے
پہلے یا پیچھے نہین ایک دوسرے سے بڑا چھوٹا نہین بلکہ بالکل تینون اقانیم باہم
برابر اور یکسان ہین انتہی ناظرین باعتقل اس مسئلہ غیر معقول نامقبول مین غور
کرین کہ خدا ایک ہے اور تین نہین اور تین ہین ایک نہین اور ایسا ہی باپ خدا اور
بیٹا خدا اور روح القدس خدا پھر تین خدا نہین یہ اجتماع نقیضین اور ارتفاع
نقیضین سلف سے آج تک تمام حکما اور عقلا نے محال سمجھا ہے اور متعرض بھی محال
جانتا ہے کیونکہ بہت سی آیات قرآنی کے مضامین کو متناقض و متخالف سمجھکر لکھا ہے
کہ یا پہلی آیت غلط ہے یا دوسری پھر اسکے کیا معنی کہ قرآن کے غیر متناقض مضامین
ہین تو اس قاعدہ کو جاری کرے اور اپنے خدا رندون کے حق مین جاری نکرے
اگر اس قاعدہ کو ہر جگہ غلط سمجھے تو بھی ہمکو صبر آوے پھر اسی قاعدہ کو اون پر ثابت
کرین اور خاص ایک ہی جگہ غلط نہین ہو سکتا ہم کہتے ہین کہ اگر تینون اقانیم
ایک ہین تو پھر باپ کو یعنی خدا کو بیٹا یعنی عیسی کیون نہین کہتے اور روح القدس کو
عیسی کیون نہین کہتے اور اگر بیٹا باپ سے مولود ہے تو ایک دوسرے سے پہلے پیچھے
کیون نہین ہم نے فرض کیا کہ کیفیت ولادت تمھاری سمجھ مین نہین آتی مگر یہ بات
تو سمجھ مین آتی ہے کہ اگر باپ کا وجود بدون فرزند کے ناتمام تھا تو بیٹا کس نے جنا

اور اگر تمام تھا تو پہلے اور پیچھے اور باہم جدا اور دو کیونکر ہوئے اور تمھارا یہ عذر کہنا اگرچہ
یہ مسئلہ خلاف عقل ہے مگر چونکہ الہامی کتاب یعنی انجیل مین ہے تسلیم کرنا پڑا ہے)
محض بیجا بلکہ بدتر از گناہ ہے کیونکہ محال دو طرح کا ہوتا ہے ایک محال عقلی۔
دوسرا محال عادی محال عقلی وہ ہے جسکو عقل محال سمجھے مثلاً کوئی کہے کہ ہاتی
انڈے مین سما سکتا ہے پس ایسا محال الہامی کتاب کا بھی قابل تسلیم نہین کیونکہ
اگرچہ حق تعالی کو یہ قدرت ہے کہ ہم کو یقین کرا دے کہ ہاتی انڈہ کے اندر سما گیا اور
ہمکو ایسا ہی نظر بھی آئے مگر یہ نہین ہو سکتا کہ ہاتی اپنی اصلی ہیئت موجودہ پر
بعینہ انڈے مین فی الواقع سما جاوے دوسرا محال عادی وہ ہے جو عادت دنیا کے
خلاف ہو مگر عند العقل محال نہو جسطرح کوئی آدمی مردہ کو زندہ کر دے کہ ایسا
فعل آدمی سے صادر نہین ہوتا اسواسطے خلاف عادت ہے مگر عقل اسکو محال
نہین سمجھتی کیونکہ ممکن ہے کہ حق تعالی کسی شخص کو ایسی قدرت عطا کر دے اور
کوئی علاج یا دوا تعلیم کر دے چنانچہ انبیا علیہم السلام کو ایسی قدرت عطا
کی تھی کہ وہ خلاف عادت کام کر سکتے تھے اور ایسے ہی فعل کو معجزہ کہتے ہین کہ
آدمی اوسکے کرنے سے عاجز ہو مگر عقل اوسکو تجویز کر سکتی ہو محال نہ سمجھتی ہو
پس کتب الہامی مین بھی محال عادی مقبول ہو سکتا ہے نہ محال عقلی پس
حق تعالی نے نہایت مدلل و محقق فرمایا ہے بلکہ ہم بھی کہتے ہین کہ تم شرک مت کرو
حالانکہ تم بدلائل جانتے ہو کہ کوئی اوسکا مثل نہین اور نہ کوئی اوسکا بیٹا اور تم اقرار
کرتے ہو کہ تثلیث خلاف عقل ہے مگر چونکہ انجیل مین ہے اسواسطے ناچار کہتے ہین
اب کہو کہ دانستگی مین شریک کرتے ہو یا نادانستہ **قولہ** دوسرا جھوٹ لقد

عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ۝
ای یہود یو تم جانتے ہو اون لوگون کو جنھون نے سبت کے دن زیادتی کی تھی
اور جنہے کہا تھا کہ بندر ہو جاؤ اور وہ بندر ہو گئے تھے یہ قصہ جھوٹ ہے ہر گز
یہودیون کی کتاب مین نہین لکھا اور نہ وہ اس قصہ کو جانتے ہین جسکا کہ وہ
دعوی کرتا ہے کہ تم ضرور جانتی ہو تعجب کی بات ہے کہ بنی اسرائیل کے قصے ابتدا
سے انتہا تک بڑے بڑے دفترون مین الہام الہی سے لکھے ہوئے آج تک بحفاظت
موجود ہین اور جو جو دکھ اور مصیبت اور آرام خوشی اون پر گذری ہے سب کچھ
اون مین درج ہے یہ اتنا بڑا حادثہ کہ آدمی بندر بن گئے کہین مذکور نہین اس لیے
بالکل جھوٹ ہے **اقول** تفصیل اس قصہ کی بطور اختصار یہ ہے کہ حضرت داؤد
کے زمانہ مین ایک شہر ایلہ مین جو ساحل دریای احمر پر ہے اور ابتک انگریزی جغرافیہ
و نقشہ مین موجود ہے یہ حادثہ ہوا اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل کو ہفتہ کے
روز شکار ماہی کی سخت ممانعت تھی اس شہر کے آدمیون نے یہ حیلہ کیا کہ کنارہ دریا
پر عمیق گڑھے کھود دیے تھے اور دریا سے پانی جانے کی راہ کر دی تھی پس ہفتہ کے روز جو مچھلیان
بوجہ امن و امان کنارہ پر آتی تھین وہ اون گڑھون مین چلی جاتی تھین اور پھر
نکل نسکتی تھین یکشنبہ کو بنی اسرائیل اون کو پکڑ لاتے تھے اس حیلہ سے شکار
کرتے تھے اس شہر مین تخمیناً بارہ ہزار آدمی بستے تھے اور ان مین تین فریق تھے
بعض خود شکاری تھے بعض ایسے صالح تھے کہ شکار یون کو منع کرتے تھے اور بعض
ایسے تھے کہ نہ شکاری تھے اور نہ کسی کو منع کرتے تھے غرض جب صالحین و ناصحین
بہت تنگ ہو گئے تو بوجہ خوف الہی اوس شہر سے چلے گئے جب شہر و عاد استغفار

مومنین سے خالی ہوگیا تو باقی دونون فریق مسخ ہوکر بندر ہوگئے اور تین روز
شہر کا دروازہ بند رہا جب بیرونجات کے آدمی رفع ضروریات کو شہر گئے تب
یہ حال معلوم ہوا اور اونھون نے دروازہ کھولا اور بعد تین روز کے یہ بندر سب کے
سب مرگئے فقط اور اگرچہ یہ قصہ زبور مین نہین لکھا مگر ایسے حادثہ کا واقع ہونا
کچھہ تعجب نہین زبور کو دیکھو کہ بنی اسرائیل کی کیا کیا شکایتین اور کیا کیا حالات
لکھے ہین اور اوسوقت بنی اسرائیل پر بارہا عذاب الہی نازل ہوا تھا اور اس
قسم کے حوادث واقع ہوتے تھے معترض کا یہ دعوی کہ یہ قصہ ہرگز یہودیون
کی کتاب مین نہین لکھا اور بنی اسرائیل کے قصے بڑے بڑے دفترون مین الہام الہی
سے لکھے ہوئے بحفاظت موجود ہین یہ دونون دعوی محض غلط ہین کیونکہ
مسلمانون نے غربا ثابت کردیا ہے کہ یہودنے الہامی کتابون مین سے بہت سی
کتابین گم اور تلف کرڈالین چنانچہ سولہ کتابون کا نام تو اس عہد عتیق مسمی بہ
توریت مروجہ مین بھی موجود ہے جنکا اب وجود نہین علاوہ انکے اور بھی بہت
کتابین تھین جنکی نسبت علمای فرقہ ردمن کیو تھلک کہتے ہین کہ یہودنے وہ کتابین
پھاڑ ڈالین اور جلادین چنانچہ فصل اول مقصد اول اعجاز عیسوی مین ان
کتابون کے نام مفصلا موجود ہین علاوہ اسکے باب دوم آیت ۲۳ انجیل متی سے بھی
کتب یہود کا گم ہونا ظاہر ہے کیونکہ متی لکھتا ہے کہ نبیون کی معرفت کہا گیا تھا کہ
وہ یعنی عیسی ناصری کہلائے گا حالانکہ مجموعہ عہد عتیق مروجہ کی کسی کتاب مین
یہ لفظ نہین ممفرڈ اپنی کتاب سوالات السوال مین سوال دوم کی ذیل مین
لکھتا ہے کہ یہ کتابین جن مین یہ ذکر تھا جسکو متی لکھتا ہے نیست و نابود ہوگئین

۱۲ سطر ۲۰ ۱۸۴۳ صفحہ

کریہ استم اپنی تفسیر لوین متی مین لکھتے ہین کہ بہت سے پیغمبرون کی کتابین
نیست ونابود ہوگئین اس لیے کہ یہود نے غفلت اور بے دینی سے بعض کو کھو دیا اور بعض پھاڑ ڈالین اور بعض جلا دین اور جسٹن کہتا ہے کہ یہود نے
بہت کتابین عہد عتیق سے نکال ڈالین تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عہد جدید یعنی
انجیل پوری پوری موافقت اوس سے نہین رکھتا قطع نظر اسکے بہت کتابین
موجودہ ایسی بھی ہین جنکو بعض فرق یہود و نصاری بوجہ الحاق و تحریف کے
قبول نہین کرتے خود توریت موسی کا پتا نہین یہود کے پاس جو توریت ہے
اوسکو فرقہ سامریہ قبول نہین کرتا اونکے پاس جداگانہ توریت ہے کافی الاعجاز صفحہ ۱۱
خود معترض کو اپنی اس کتاب کے صفحہ ۱۰۶ اور صفحہ ۱۰۹ مین تحریف توریت کا اقرار
ہے اور نیز صفحہ ۹۸ مین لکھتا ہے کہ یہودیون کی حدیث مین ہے کہ عزرا نے دو توراتین
لکھین — پادری فنڈر تک بھی لکھتے ہین کہ نبیون کی سب گزارشات اور نام اور کلام اور
اونکا سب لکھا ہوا بھی توریت مین داخل نہین صفحہ ۳۷ اختتام دینی مباحثہ پس کتب
یہود کی حفاظت کا دعوی اور نیز یہ استقرار کہ جو کچھ یہود پر گذرا سب اون مین درج ہے
خیال خام بلکہ دانستہ جھوٹ بولنا ہے اور نیز بقول معترض یہود کے پاس علاوہ کتب الہامی
کے کتب احادیث بھی ہین پس توریت مین نہونے سے عموما اس واقعہ کی نفی کر دینا اور کل
یہود پر عدم علم کا اتہام بھی غلط ہے — علاوہ ازین مدینہ وغیرہ مین یہود کے بڑے
بڑے عالم تھے خصوصا کعب الاحبار عبد اللہ بن سلام وغیرہ علما جو مسلمان ہوگئے
یہ بڑے عالمون مین تھے خود معترض نے تاریخ محمدی مین اس عبد اللہ کی کیفیت
مین لکھا ہے کہ جب آنحضرت نے مکہ سے جاکر مدینہ کی مسجد قبا مین قیام کیا تھا

تو اس عبد اللہ نے آنحضرت سے بہت کچھ سوال کئے اور بعد حصول جواب اسلام
قبول کیا اور تمام یہودان مدینہ کو آنحضرت کے سامنے جمع کرکے اپنے علم اور فضل
اور سرداری اور مرجعیت کا سب سے اقرار کرایا اور کہا کہ جب میں خود مسلمان
ہوتا ہوں تو تمکو کیا عذر ہے بیان کرو اکثرون نے اسلام قبول کیا اور بعضون نے
نفسانیت سے انکار کیا پس معترض سے کوئی دریافت کرے کہ علمائے یہود ایسی
جھوٹی جھوٹی باتین سنکر کسطرح ایمان لائے اور سعوقت کچھ روز شمشیر بھی تھا
بلکہ آنحضرت صلعم مسافر تنہا تھے یہودی غالب تھے نجران کے عیسائیون نے کیون
نہین ایسی باتون پر شور مچایا اور اپنی کتابون مین کیون نہین لکھ گئے وہ کچھ مجبور
نہ تھے ایسے آزاد تھے کہ بغیر قبول اسلام مباہلہ سے انکار کرکر اپنے وطن کو چلے گئے
اور ابو عامر وغیرہ نصاری نے جسکے تعصب کا یہ حال تھا کہ وہ لوگون کو بہکاتا تھا
اور آخر کار مدد لینے کے واسطے روم کو چلا گیا باوجود علم اور فضل اور صاحب تصنیف
ہونے کے اپنی مصنفات مین کیون نہین لکھا اس سے زیادہ اور صفوکہ لوقا کے
تیسرے باب آیت اول مین ہے اور لیسانیاس ابیلینی کا حاکم تھا یہ قصہ کسی تواریخ اور
الہامی کتاب سے ثابت نہین ہوتا اور متی کے باب دوم آیت ۱۶ مین ہے کہ جب ہیرودس
نے دیکھا کہ اوس نے مجوسیون سے فریب کھایا تو وہ بہت غصہ ہوا اور لوگون کو
بھیجکر بیت اللحم اور اوسکی ساری سرحدون کے لڑکون کو جو دو برس اور اوس
سے چھوٹے تھے قتل کرایا دیکھو اتنے بڑے حادثہ کا ذکر کسی تواریخ مین نہین اگر
ایسا سخت حادثہ ہوتا تو ہیرودس کے دشمن لوگ ضرور اسکا ذکر لکھتے جو لکھیں
نہ سہی نہین لکھا اسکا جواب معترض نے دیا ہے کہ اگر یہ اعتراض درست ہوتا

تو اسکا شور پہلی صدی مین چاہیے تھا کیونکہ متی نے ۳۰ سنہ مین انجیل لکھکر کلیسیا مین
جاری کر دی تھی اور اس پیرو درس کے دیکھنے والے صدہا مردم زندہ تھے متی کو
کیون نہین جھوٹلایا کیون سکوت کر گئے اوسوقت عیسائیون کو کچھہ غلبہ بھی نہ تھا
اور سلی سیس کا فرجو دوسری صدی مین تھا اوسکو بھی یہ اعتراض نہ سوجھا صفحہ ۲۱۲
ہدایۃ المسلمین بادریصاحب سوچین اور سمجھین کہ جب اونکے نزدیک کافرون کا
سکوت کرنا کسی قصے کے صحت کی دلیل ہے تو پھر قصۂ قرآنیہ کی بابت کفار کا سکوت کرنا اس
کی صحت کی دلیل کیون نہین — یہ ایک جواب اون جملہ قصص قرآنیہ کا ہے جنپر پادریصاحب
نے کئی جگہہ اعتراض کیا ہے اور اسی باعث بندہ نے اس مقام پر جواب کو
کچھہ طول دیا ہے علاوہ اسکے آیۂ کریمہ مین یہ بھی احتمال ہے کہ بطور تذلیل و تحقیر
کے فرمایا ہے جسطرح سورۂ جمعہ مین ہے کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا کما
رواہ المجاہد یا بطور بددعا کے فرمایا ہے جسطرح تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ہے
کیا لفظ تب سے کوئی یہ سمجھہ سکتا ہے کہ ابولہب کے ہاتھہ دنیا مین سچ مچ کٹ گئے تھے
یا کٹنے چاہیے تھے پس بنا بر اس معنی کے جھوٹ کا وہم اور وسوسہ بھی پیدا نہین
ہو سکتا قولہ ۲ جھوٹ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ
خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ اے یہودیو جب ہمنے تم سے اقرار لیا اور تمھارے سر پر کھڑا کیا
کوہ طور کو اور ہم نے کہا مضبوط پکڑو توریت کو ورنہ پہاڑ اوپر ڈال دونگا تفسیر
اور عبدالقادر کے فائدہ دوم مین ہے کہ جب توریت نازل ہوئی یہودیون نے
کہا کہ اسکے حکم ہم سے مانے نجاوین گے تب خدا نے کوہ طور کو اوٹھا کر اونکے سر پر
کھڑا کیا اس مراد سے کہ اس توریت کو لو ورنہ یہ پہاڑ تمھارے اوپر گراون گا تب وہ

یہودیون نے ڈر کر توریت کو لیا یہ قصہ محض جھوٹ ہے کبھی کوہ طور اون کے
سر پر نہین کھڑا کیا گیا **اقول** معلوم نہین کہ عبد القادر کا فائدہ لکھنے سے اور اس
طوالت سے معترض نے کیا فائدہ سمجھا ہے قرآن مجید کی عبارت کیا کم تھی اس اعتراض
کا جواب بھی وہی ہے جو اعتراض سابق مین مذکور ہو چکا کہ اکثر واقعات بنی اسرائیل
توریت مین نہین اور یہود نے بہت کتابین گم کر ڈالین ایسے واہی تباہی اعتراض
محض بھرتی اور تعداد کو زیادہ کرنا ہے اور کچھ نتیجہ نہین علاوہ اسکے ہم کہتے ہین کہ جب
حضرت یوشع کے حکم سے اتنا بڑا آفتاب اور ماہتاب ٹھہر رہا تو کوہ طور کا سر پر ٹھہر رہنا کیا تعجب ہے
باب دہم آیت ۱۲ و ۱۳ کتاب یشوع یعنی یوشع بن نون **قول** ۸ جھوٹ آل عمران
مین ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ جو لوگ
مسلمان ہو کر پھر کافر ہو گئے اور اپنے کفر مین بڑھ گئے اونکی توبہ قبول نہو گی یہ بالکل
جھوٹ ہے اور خدا پر بہتان کیونکہ کوئی معصیت جہان مین ایسی نہین ہے کہ اوسکا
مرتکب جب پچتا کر توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول نہو عقل نہین چاہتی کہ خدا ایسے
توبہ کنندون پر مہربان نہو **اقول** قال اللہ تعالی کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا کَفَرُوْا
بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی
الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ اِنَّ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى

بہ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ یہ تینون آیات کریمہ قرآن
مین ایک جگہ متصل ہین اور جو مطلب پادری صاحب چاہتے ہین وہ پہلی آیت مین
موجود ہے کہ خدا بعد کفر کے بھی توبہ قبول کر لیتا ہے مگر آیندہ کے واسطے اصلاح
حال کی شرط لگی ہوئی ہے جس سے اخلاص نیت و استمرار ایمان ثابت ہوتا ہے۔
دوسری آیت کا یہ مطلب ہے کہ جو آدمی بعد ایمان کے کافر ہو گئے اور پھر زیادتی کفر مین
اونکی توبہ ہرگز مقبول نہین یعنی وہ ہرگز توبہ نکرین گے اور کفر پر مرین گے
اور اگر توبہ کرین گے تو ریائی توبہ کرین گے خواہ منافقانہ خواہ احتضار کے وقت
احوال آخرت کا معائنہ کر کے پس عدم قبول توبہ کنایہ ہے عدم توبہ اور کافر مرنے
سے۔ پادریصاحب نے پہلی آیت کو اور نیز شان نزول کو تو دیکھا ہوتا کہ پہلی آیت
سے ظاہر ہے کہ ہر کافر کی توبہ قبول ہوتی ہے زیادتی اور کمی کفر کی قید نہین۔ اور نہ
ہر کافر کفر پر مرنے سے مستحق جہنم ہے اور دوسری آیت مین جو کفر بڑھانے والون
کی توبہ قبول کرنے سے انکار فرمایا ہے تو یہ خاص خاص اون اشخاص منافقین
اور متعصبین عہد نبوت کے حال کی خدا نے اپنے رسول کو اطلاع فرمائی ہے جنکا
حال جناب الہی کے نزدیک متحقق اور کالواقع تھا کہ وہی ہرگز توبہ نکرین گے اور
کرین گے تو منافقانہ یا موت کے وقت جو مقبول نہین بلکہ کالعدم ہے اور غالبًا
ایسی توبہ پادریصاحب کے نزدیک بھی جائز نہو پس اسقدر طوالت کو ترک کر کے
اوسکا نتیجہ بیان کر دیا جس سے اونکے حق مین کمال یاس اور لعنت ظاہر ہو جاوے
اور اسی فائدہ اور ایجاز کے واسطے یہ کنایہ کیا گیا ہے۔ اس آیت مین غیر
عربی دان اور کم استعداد آدمی یہ سمجھتا ہے کہ توبہ مقبول نہونے کا سبب از دیاد

کفر ہے اور کفر بڑھانے والونکا حکم پہلی آیت والے کافرون سے جداگانہ ہے
لیکن ایسا ہرگز نہین کیونکہ ازدیاد کفر اوسوقت سبب ہوتا جب کہ جزا ین توبہ
نا آتا اور فلن تقبل ہوتا جسطرح پہلی اور دوسری آیت مین حرف فا ہے یہان
حرف فا نفرمانے مین یہی نکتہ اور لطف ہے کہ صرف ایک حرف سے اسقدر مطلب
ظاہر ہوجاوے کہ زیادتی کفر کے سبب توبہ غیر مقبول نہین بلکہ اس وجہ سے کہ
وہ در اصل توبہ ہی نہین اور جو ایسا ہوگا اوسکا بھی یہی حال ہے ۔ یہان تک
آیۂ قرآنیہ کا جواب تھا اب پادریصاحب کے جھوٹ کا جواب دیتا ہون وہ کہتے ہین
کہ یہ بالکل جھوٹ ہے اور خدا پر بہتان کیونکہ کوئی معصیت ایسی نہین کہ جب اوسکا
مرتکب سچا کر توبہ کرے تو قبول نہو مین پادریصاحب سے پوچھتا ہون کہ اگر کوئی
آدمی کو قتل کر ڈالے اور توبہ کرلے تو وہ آپکے نزدیک صرف توبہ سے معاف ہوسکتا
ہے اگر کوئی کسی کا مال چھین لیوے یا چوراکیوں نہ کیا صرف توبہ کرنے سے معاف
ہوسکتا ہے ۔ علاوہ اسکے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب آیت ۱۲ باب پنجم
خط اول یوحنا وغیرہ کو جھوٹ اور بہتان سے بھی زیادہ سمجھتے ہون گے وہ کہتا ہے
جو کوئی ایسا گناہ کرے جو موت تک یعنی کفر تک پہنچتا ہے اوسکے واسطے التماس
یعنی خدا سے دعا نکرنا چاہیے اور آیت ۲۶ باب دہم نامۂ عبرانیان مین ہے کہ بعد
اسکے کہ ہم نے سچائی کی پہچان حاصل کی ہے جان بوجھکر گناہ کرین تو پھر گناہون
کے لیے کوئی قربانی نہین اور اسیطرح آیت ۲۲ باب دوازدہم انجیل متی مین ہے دیکھو
کفر ایک طرف انجیل مین گناہون کی معافی بھی نہین اور ظاہر ہے کہ کوئی عیسائی گناہون
سے خالی نہوگا اور اگر یہان کفر گناہ سے مراد ہو تو بھی اعتراض باقی ہے کیونکہ یوحنا

خط اول مین کفر کے واسطے دعا اور استغفار کی بھی ممانعت کر چکا ہے بہرحال ان فقرات
انجیلیہ مین کہین یہ مذکور نہین کہ اگر کوئی توبہ کرے تو گناہ معاف ہو سکتا ہے بلکہ
دعا و استغفار کی ممانعت ہے اور موت و حیات کی بھی قید نہین معلوم ہوا کہ
پادری صاحب دونون کتابون سے بے بہرہ ہین نہ انجیل یاد نہ قرآن
قول ۱۵ جھوٹ سورۂ آل عمران کے ۹ رکوع مین ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ
لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ پہلا عبادت خانہ جو زمین پر آدمیون کے لیے بنایا گیا
وہ ہے جو مکہ مین ہے جسے کعبہ کہتے ہین یہ بھی جھوٹ ہے کیونکہ مکہ کی بنیاد سے
پہلے بہت سے عبادت خانہ دنیا مین تعمیر ہو چکے تھے اسمٰعیل کی پیدایش سے آگے
ابراہیمؑ نے چند عبادت خانہ یعنی مذبح بنا دیے تھے اور جو کہو کہ یہ آدم کے وقت
سے ہے تو اوسکی سند کسی نبی کی کتاب سے لاؤ ورنہ جھوٹ ہے **اقول** مذبح
اور چیز ہے اور عبادت خانہ اور چیز ہر مذبح عبادتخانہ نہین ہوتا پادریصاحب
دونون لفظون مین معنی سے بھی فرق نہین سمجھتے اگر ہر مذبح عبادتخانہ ہوتا
تو حضرت یعقوبؑ بیت ایل مین عبادت خانہ بنانے کا عہد نکرتے باب بست و ہشتم
آیت ۱۹ کتاب پیدایش پس مذبحون کی قدامت سے کسی عبادت خانہ کی قدامت
ثابت نہین ہو سکتی اسصورت مین پادریصاحب کا دعوی جھوٹ ہوا قطع نظر
اسکے جب کتب الہامی محرف ہو گئین اور ایک شخص کی نبوت دلائل قاطعہ و معجزات
واضحہ سے ثابت ہو چکی تو پھر اوسکی سب باتین سچی ہین کیونکہ وہی باتین الہامی
ہین اگر مثل معترض کوئی ملحد معترض سے کہے کہ توریت کے قصص کو کسی دوسری
کتاب سے ثابت کرو ورنہ جھوٹ ہے تو معلوم نہین کہ وہ اسکا کیا جواب دیگا قطع نظر اسکے

عقل بھی اسی بات کی مقتضی ہے کہ خانہ کعبہ ضرور سب معبدون اور مسجدون سے پہلے بنا ہوگا کیونکہ عرب حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے کہ جب تک توریت بھی نازل نہوئی تھی اس بات کو جانتے ہین کہ حضرت آدم وحوا سرزمین مکہ مین رہے چنانچہ شہر جدہ جو مکہ سے نہایت قریب ہے وہان حضرت حوا کی قبر آج تک موجود ہے اور اسی سبب سے اوس شہر کا نام جدہ ہے کیونکہ جدہ عربی مین دادی کو کہتے ہین ایسی مستند اور مشہور بات اگر بائبل مین نہو تو بائبل غلط ہے اور یہ بات معترض کو مسلم ہے کہ حضرت آدمؑ نبی تھے اور خدا کی عبادت کرتے تھے پس ضرور ہے کہ حضرت آدم نے اپنے واسطے اور اپنی اولاد کی تعلیم کے واسطے کوئی عبادتخانہ بنایا ہو کیواسطے کہ امورات دینی اور شعائر مذہبی کا تعلیم کرنا نبی پر واجب ہے وہ اسی کام کے واسطے ہوتا ہے ادنے ادنے سے چند آدمی ہم مذہب جہان جمع ہو جاتے ہین تو وہی بھی وہان اپنا عبادت خانہ بنا لیتے ہین پس حضرت آدمؑ نے کہ دنیا مین ایک ہزار سال زندہ رہے اور اونکے سامنے بیسون اونکی اولاد جمع ہو گئے تھے کیونکر اس امر ضروری کو ترک کیا ہوگا اور ہرگاہ بعد طوفان کے حضرت ابراہیمؑ نے اوسکی تجدید کی تو بھی عبادت خانہ ہاے موجودہ مین قدیم ٹھہرا عیسائیون نے خوب طرز نکالا ہے کہ جو قصہ قرآنی بائبل مین موجود ہوا وسکو تو کہدیتے ہین کہ یہ قصہ انحضرت صلعم نے سن سنا کر بائبل سے لکھدیا ہے اور جو بائبل مین نہوا وسکو کہدیتے ہین کہ یہ جھوٹ ہے اس تعصب کا جواب بجز خدا کے کسی کے پاس نہین قولہ ۶ جھوٹ تفسیر جلالین مین لکھا ہے کہ جب یہ آیت اوتری مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا کون ہے جو خدا کو قرض حسنہ دے اوسوقت یہودیون نے

محمد صاحب سے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہین کہ وہ ہم سے قرض مانگتا ہے اور
وقت یہ آیت اوتری لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ
اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ہم نے سن لیا
اونکا قول جنھون نے کہا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہین ہم لکھ رکھین گے جو
اونھون نے کہا ہے اور ناحق نبیون کا قتل کرنا بھی ہم لکھ رکھین گے جو اونھون
نے قتل کیے ہین یہ بالکل جھوٹ ہے اون یہودیون نے جو محمد صاحب سے اوسوقت
باتین کرتے تھے ایک نبی بھی قتل نہین کیا تھا اور جو کہو کہ اونکے باپ دادون کا
گناہ اونکے ذمہ لکھا جاویگا تو خود محمد قرآن مین لکھ چکے ہین وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى کوئی کسی کا بوجھ نہین اوٹھاویگا پس محمد صاحب کا یہ کہنا کہ اونھون
نے نبی قتل کیے بالکل جھوٹ ہے اقول یہ بھی سبب غیر معقول سوال ہے بیشک
اونھون نے کسی نبی کو قتل نہین کیا تھا مگر چونکہ یہود ان سلف سے خصوصا
اونھون نے جو ملک سبا سے اوٹھکر مدینہ مین جا بسے تھے مثل اوس و خزرج کے
انبیا کو قتل کیا تھا اور یہ موجودین اسبات کو اپنے اسلاف کی مدایح اور مفاخر
مین بیان کرتے تھے اور پسند کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے لہذا اونکو بھی مثل
انکے اسلاف کے شمار کیا گیا ہے اور سلف سے بھی اسیطرح عمل درآمد چلا آتا ہے
کہ جو شخص جس فعل سے خوش ہوتا ہے وہ بھی کسی قدر اوسکے شریکون مین محسوب
ہوتا ہے بلکہ باب بست و سوم انجیل متی سے ظاہر ہے کہ اگر خلاف اسلاف کے
افعال سے خوش نہون اور تفاخر نکرین تو بھی وہ شریک جرم ہین آیت ۳۲ اور
کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادون کے دنون مین ہوتے تو نبیون کے خون مین

اون کے شریک نہوتے الخ آیت ۲۵ تاکہ سب پاک خون جو زمین پر بہایا گیا تمپر آوے
ہابیل راستباز کے خون سے باریخیاکے بیٹے زکریا کے خون تک جسے تم نے ہیکل اور
قربانگاہ کے درمیان قتل کیا الخ اور پادریصاحب نے جو اس آیۃ قرآنیہ سے آیۃ وَلَا تَزِرُ
وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی سے مخالفت بیان کی ہے اسکا جواب فصل سوم کے سولھوین
قول مین مذکور ہو چکا ہے اور جو بات پادریصاحب قرآن مین نکالنا چاہتے ہین وہ
اون کو اوس مین نہ ملے گی مین اونکو بتا دیتا ہون کہ آیت ۵ باب بستم کتاب خروج
کو دیکھین کہ مین خداوند تیرا غیور ہون کہ باپ دادون کی بدکاریون کی سزا اونکی
اولاد پر جو میرا کینہ رکھتے ہین اونکی تیسری چوتھی نسل تک دینے والا ہون اسکے جواب
مین پادریصاحب صفحہ ۱۸۰ ہدایۃ المسلمین مین خود لکھتے ہین کہ جو لوگ خدا سے کینہ
رکھتے ہین اور اپنے اباء کے افعال بد سے راضی ہین وے بھی سزا پاتے ہین انتہی
اور پھر آیت ۱۶ باب بست وچہارم کتاب استثنا کو دیکھین کہ وہان اسکے خلاف ہے کہ
نہ بیٹے باپ کے بدلے اور نہ باپ بیٹون کے بدلے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے گناہ کے سبب
مارا جاتا ہے علاوہ اسکے ضمیر غائب جمع قَتْلَهُمْ مین ممکن ہے کہ مجازاً اصل قاتل
مراد ہون اور ایسا مجاز بھی توریت مین بہت موجود ہے کہ اکثر جگہہ یعقوب سے
مراد مبنی یعقوب ہین اور اسرائیل کہا ہے اور مراد اوس سے بنی اسرائیل ہین
بہرحال اعتراض واہیات ہے **قولہ** ہاے جھوٹ سورۂ نساکے رکوع مین ہے
وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا اور داخل کرین گے ہم بہشتیون کو سایہ مین یہ بھی جھوٹ
ہے بہشت مین گرمی اور دھوپ دکھ دینے والی ہرگز نہوگی کہ ہم کو سایہ ڈھونڈھکر
بیٹھنا پڑے بلکہ وہان آرام ہی آرام ہے **اقول** اعتراض کیا ہے کشت زعفران ہے

کہ جسکے دیکھنے سے معترض کے علم و فہم پر بے اختیار ہنسی آتی ہے پادریصاحب سے کوئی پوچھے کہ لفظ ظلیلا کے معنی کیون دبا گئے یہ کس نے کہا ہے کہ بہشت مین دھوپ بھی ہوگی تاکہ دھوپ سے اوٹھکر سایہ مین جانا پڑے اسکا مطلب تو صاف ہے کہ داخل کرین گے ہم بہشتیون کو گھرے یا دوامی سایہ مین جہان کبھی دھوپ کو نہ دیکھین گے اور اگر معترض کہے کہ سایہ مین داخل کرنے سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ قبل دخول سایہ کے دھوپ مین ہونگے تو یہ سچ ہے عرصہ محشر مین دھوپ سخت ہوگی زمین مثل مس گداختہ کے گرم ہوگی پس اس دھوپ اور گرمی سے نکل کر بہشت مین داخل ہون گے اور جب سے بہشت مین داخل ہونگے مطلقاً دھوپ کو نہ دیکھین گے پھر کیونکر لازم آیا کہ بہشت مین بھی دھوپ ہوگی۔

بعد جواب اعتراض کے ناظرین معلوم کرین کہ اصل اس اعتراض کی یہ ہے کہ سایہ اوسوقت ہوتا ہے جبکہ ہمارے اور آفتاب کے درمیان کوئی چیز حائل اور حاجب ہو اس لیے جو لوگ عربی کے محاورات سے ناواقف ہین اونکو یہ شبہہ ہوتا ہے کہ جب بہشت مین دھوپ نہین ہے تو سایہ کیونکر ثابت ہوگا اور غالبًا پادریصاحب کو بھی یہی بیان کرنا منظور ہے مگر اونسے یہ مطلب ادا نہین ہوسکا یا تفاسیر کا مطلب سمجھ مین نہین آیا جواب اسکا یہ ہے کہ عربی مین سایہ کے واسطے دو لفظ ہین ایک ظل دوم فی لیکن ان دونون معنی مین فرق ہے ظل اوس سایہ کو کہتے ہین جو خود بخود بغیر وساطت آفتاب کے موجود ہو جسطرح بعض جگہہ صبح سے زوال آفتاب تک رہتا ہے یعنی ہر چیز کی مغربی سمت کا سایہ کہ یہ وہی سایہ ہوتا ہے جو شب کے وقت ہوتا ہے اور فی اوس سایہ کو کہتے ہین جو بعد زائل ہوجانے اصلی سایہ کے

زوال اور تحویل آفتاب کے سبب دوبارہ پیدا ہوتا ہے جسطرح بعد دوپہر کے ہوتا ہے
تفسیر مجمع البیان مین ہے یقال فاء الفیٔ اذا رجع وعاد بعد ما کان ضیاء الشمس نسخه
والفیٔ ما نسخه ضوء الشمس والظل ما کان قائما لم تنسخه الشمس قال الشاعر
شعر فلا الظل من برد الضحی نستطیعه ولا الفیٔ من بعد العشی نذوق
نجعل الظل وقت الضحی لان الشمس لم تنسخه فی ذلک الوقت۔ انتہی نہایہ
ابن اثیر مین ہے الظل الفیٔ الحاصل من الحاجز بینک وبین الشمس وقیل هما
مخصوص بما کان منه الی زوال الشمس وما کان بعده فهو الفیٔ وقد
یکنی بالظل عن الکنف والناحیة ومنه الحدیث ان فی الجنة شجرة یسیر
الراکب فی ظلها مائة عام ای فی ذراها وناحیتها ومنه شعر العباس یمدح
النبی صلعم شعر من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث
یخصف الورق ۔ اراد ظلال الجنة ای کنت طیبا فی صلب آدم حیث
کان فی الجنة فقط اور قاموس مین ہے الظل بالکسر نقیض الضحی او هو الفیٔ
او هو بالغداة والفیٔ بالعشی الخ اور صراح مین ہے ظل بالکسر سایہ وبناء ظل اللیل
تاریکی شب ظل ظلیل سایہ دائم ومکان ظلیل ہمیشہ باسایہ وفلان یعیش فی ظل
فلان ای فی کنفه الخ پس کتب لغات سے ظاہر ہے کہ ظل ایسے سایہ کو کہتے ہین جو
اصلی خود بخود ہو خواہ آفتاب سے ہو یا نہو اور اسی واسطے شب کی تاریکی کو بھی
ظل اللیل کہتے ہین مگر فیٔ بغیر آفتاب کے نہین ہو سکتی اور اگر ہم یہان ظل کو بمعنی
ناحیہ کہین جسطرح عباس کے شعر مین ہے تو یہ دوسرے معنی بھی درست نہو سکتے ہین
بہرحال اعتراض جہالت ہے یا تعصب ہے قولہ ۱۲ جھوٹ مائدہ مین ہے قال

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ خدا کے لوگ ہمیشہ غالب ہین یہ بات بہت درست ہے مگر
اس جگہہ محمد صاحب نے مراد اپنے مسلمانون سے رکھی ہے یہ جھوٹ و غلط ہے
اس لیے کہ عین محمد صلعم کے وقت مین اور اوسکے پیچھے بارہا مسلمان لوگ مغلوب ہوچکے
ہین حجت مین بھی اور لڑائی مین بھی اور آج تک مغلوب ہین اونکے بادشاہ بھی دوسرے
بادشاہون کے مغلوب ہین یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی حزب اللہ یعنی خدا کے
لوگ نہین ہین ورنہ غالب ہوتے اقول ناظرین کو معلوم ہو کہ معترض کو اس بات کا
تو اقرار ہے کہ خدا کے لوگ ہمیشہ غالب ہین خواہ کسی طرح اور کسی کیفیت سے مگر مسلمانون
کو خدا کے لوگ مراد لینا جھوٹ سمجھتے ہین کیونکہ اونکے نزدیک مسلمان حجت مین بھی
مغلوب رہتے ہین اور سلطنت مین بھی پس دونون سندین غلط ہین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین نصاری مباہلہ سے انکار کرکے نجران کو بھاگ گئے سلاطین
عباسیہ کے دربار مین ہمیشہ نصاری علماء اسلام سے مغلوب رہے اور خیر یہ قصے اسی
ہین انکے دیکھنے والے موجود نہین پادری فنڈر صاحب اور مولوی رحمۃ اللہ صاحب
کے مباحثہ کے دیکھنے والے اکبرآباد مین اب تک زندہ ہین کہ علی رؤس الاشہاد پادری صاحب
بہت سی آیات بائبل کی تحریف کا اقرار کرگیے اور صرف زبانی اقرار نہین بلکہ چھپوا گئے
دیکھو اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۴ء صفحہ ۵۵ - ۵۸ تک علاوہ اسکے
یہ کتاب ہدایۃ المسلمین بھی مغلوبیت نصاری کا ایک عمدہ نمونہ اور شاہد ہے اگر پادری صاحب
خود اقرار نکرین تو کسی تیسرے فریق کے عالم کو سنائین اور دکھائین کہ وہ اون کو کیا
داد دیتا ہے اور سلطنت مین مغلوب ہونا اس سے دینی غلبہ کو کچھہ تعلق نہین اور نہ
غلبۂ سلطنت پر دین کی حقیقت کا مدار ہے بلکہ بادشاہ کا مغلوب ہونا مقبولیت کا نشان ہے

دیکھو انجیل متی باب ہجدہم آیت ۳ و ۴ اگر تم چھوٹے لڑکون کے مانند نہ بنو تو آسمان
کی بادشاہت مین داخل نہوگی پس جو کوئی اپنے کو اس لڑکے کے مانند چھوٹا جانے
وہی آسمان کی بادشاہت مین بڑا ہے اور انجیل متی باب پنجم آیت ۳ و ۴ وغیرہا مین
ہے مبارک وے جو دل کے غریب ہین کیونکہ آسمان کی بادشاہت اونھین کی ہے
مبارک وی جو غمگین ہین کیونکہ تسلی پاوین گے مبارک وی جو راستبازی کے سبب
ستائے جاتے ہین کیونکہ آسمان کی بادشاہت اونھین کی ہے اور باب نوزدہم
آیت ۲۴ مین ہے اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے گذر جانا اوس سے آسان ہے
کہ دولتمند خدا کی بادشاہت مین داخل ہو لوقا باب شانزدہم آیت ۱۵ مین ہے جو آدمیون
کی نظرون مین بڑا ہے خدا کے آگے مکروہ ہے باب بست وسوم آیت ۱۲ متی جو کوئی آپکو
بڑا کریگا چھوٹا کیا جائے گا اور جو آپ کو چھوٹا کریگا بڑا کیا جائیگا پس آیہ قرآنی مین
بھی اسی قسم کا غلبہ مراد ہے کہ حزب اللہ در اصل باعتبار انجام کے اور در حقیقت عند اللہ
غالب ہین گو بظاہر مغلوب ہون بلکہ خاصان خدا اکثر مغلوب ہی رہے ہین دیکھو فرعون
تخت پر بیٹھا تھا اور حضرت موسی مدتون مثل دربان دروازہ پر کھڑے رہے جب
حضرت موسی ماں باپ سے جدا ہوکر پانی مین بہتے جاتے تھے اور بنی اسرائیل مصیبت
مین تھے فرعون تخت پر تھا اور خدا موسی کے ساتھ تھا کتاب الخروج باب دوم
اور جب حضرت یوسف قید خانہ مین تھے اور عزیز مصر محلون مین تب خدا حضرت یوسف کے
ساتھ تھا کتاب پیدائش باب چہل و یکم اور حضرت ایوب اور دانیال اور حضرت ذکریا اور یحیی وغیرہم علی نبینا و علیہم السلام کی اسیری اور قتل اور مغلوب ہونا مشہور
ہے جب حضرت مسیح ہاتھ بندھے ہوئے کھڑے تھے تب پیلاطوس بادشاہ تخت پر

بیٹھا تھا اور پھر وہ بقول نصاریٰ صلیب پر تھے اور بادشاہ محل مین آرام کرتا تھا
باب بست و ہفتم انجیل متی حواریون کے ذلیل اور مغلوب ہونے کا حال بھی پادریصاحب
پر ظاہر ہے کہ جسکی تفصیل بھی خلاف تہذیب ہے علاوہ اسکے حزب اللہ کا بھی غلبہ
پادریصاحب کو معلوم ہے مؤرخین نصاریٰ مثل جان ڈیونپورٹ وغیرہ کے لکھتے
ہین کہ آنحضرت صلعم نے آٹھ برس مین تمام عرب کو مغلوب کر لیا اور سب کی زبان
پر کلمہ توحید جاری کر دیا اور بعد سو سوا سی برس کے عرصہ مین عجم و ترکستان و یونان
و روم و اسپین بلکہ اٹلی سے لیکر سندھ تک مغلوب ہو گیا تھا جب تک سلاطین اسلام
خدا کی راہ مین لڑے تب تک غالب رہے اور اب نہ کوئی خدا کی راہ مین لڑتا ہے نہ
کسی کا غلبہ اور مغلوب ہونا دینداری کا نشان ہو سکتا ہے اب جو بادشاہ لڑتا جھگڑتا
ہے اپنی نفس پرستی اور حکومت کے واسطے لڑتا ہے نہ حزب اللہ ہو کر اسواسطے
حال کے بادشاہون کی مغلوبیت سے استدلال محض بیکار ہے بلکہ حاکم وقت کی
خوشامد کا اظہار ہے خداوند سب چاپلوسی کے لب اور وہ زبان جس سے بڑا
بول نکلتا ہے کاٹ ڈالے گا باب دوازدہم آیت ۳ زبور قول ۶۷ سورۂ مائدہ کے
۹ رکوع مین ہے واللہ یعصمک من الناس ای محمد خدا تجھے بچا دیگا لوگون سے یہ بھی
جھوٹ ہے کیونکہ جنگ احد مین جب محمد لڑنے کو گیا تو عرب کے کافرون نے اوسکے منہ پر
ایسا پتھر مارا کہ اوسکا دانت توڑ ڈالا اگر وہ پتھر سر مین لگتا تو کیا ہوتا پس خدا اوسکو
آدمیون سے کہان بچایا قول عصمت سے خاص قسم کی عصمت مراد ہے نہ کہ تکالیف
جسمانی اور مورد آیت کا خاص ہے کما سیاتی اور اسی مغالطہ کے واسطے معترض نے
پوری آیت نہین لکھی کہ مبادا یہ فریب عوام پر منکشف ہو جاوے آیہ کریمہ اسطرح ہے

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ
وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اے رسول پہنچاوے اوس چیز کو جو نازل ہوئی تجھ پر
تیرے خدا کیطرف سے اور اگر ایسا نکرے گا تو تو نے میری رسالت کو نہ پہنچایا
معترض کے واسطے تو اسی قدر جواب کافی ہے کہ باجماع مفسرین سورۂ مائدہ سال
دہم ہجرت مین قریب حجۃ الوداع کے نازل ہوئی ہے اور جنگ احد ۳ سنہ ہجری مین
واقع ہوئی ہے قرآن مین کہین جھوٹ نہین اگر پادریصاحب اس قسم کی آیات کو جھوٹ
سمجھتے ہین تو نہ معلوم کہ بائبل کی آیات کو کیا سمجھے ہونگے ۱۴ زبور مین اور بھی جابجا
بائبل مین ہے کہ خدا اپنے دوستون کی حفاظت کرتا ہے مسیح کو بقول نصاری
صلیب دیدی اور وقت صلیب کے آواز بلند پکارا کیے ایلی ایلی لما شقیانے ای
میرے خدا ای میرے خدا تو نے مجھی کیون چھوڑ دیا یہان کچھ تاویل کی بھی گنجائش
نہین کہ اپنے منہ سے خدا کے چھوڑ دینے اور عدم حفاظت کا شور مچایا تھا اور
شکایت کی وقت شہادت دندان مبارک آنحضرت صلعم نے کوئی کلمہ بی صبری اور
شکایت الہی کا زبان سے نہین نکالا حق تعالی زبور ۸۹ مین حضرت داؤد سے فرماتا ہے
مین عہد شکنی نکرونگا اور اوس سخن کو جو میرے منہ سے نکل گیا ہے نہ بدلونگا مین نے
ایک بار اپنے قدوسی کی قسم کھائی ہے مین داؤد سے جھوٹ نہ بولونگا اوس کی
نسل ابد تک قایم رہے گی اوسکا تخت آگے آفتاب کے مانند ہے اور ماہتاب بیچگی گواہ
کے مانند ابد تک قائم رہے گا پھر حضرت داؤد پر وہ مصائب گذرے کہ آخر کو یہ مناجات
کی کہ تو نے دور کیا اور نفرت سے اپنے مسیح سے بیزار رہا تو نے اوس عہد کو جو اپنے
بندے سے کیا تھا باطل کیا تو نے اوسکے تاج کو زمین پر پھینک دیا انتہی دیکھو ان

آیات مین تاویل کی بھی گنجائش نہین خود حضرت داؤد نے سب وعدون کی تکذیب
کردی پس جھوٹ بولنا ایک طرف خدا نے قسم کھاکر بھی پوری نکی دوسرا جواب
یہ ہے کہ آیۂ کریمہ مین عموماً ہر قسم کی عصمت مراد نہین خاص قسم کی عصمت مراد ہے
اور یہ وعدہ ضرور پورا ہوا توضیح اسکی یہ ہے کہ ابتداے بعثت مین خداوند عالم نے
بمنطوق آیۂ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ آنحضرت صلعم کو حکم فرمایا تھا کہ اوّلاً
اپنے عزیز و اقربا کو دعوت اسلام کرو چنانچہ اپنے چچازاد بھائی علی مرتضےٰ کو حکم
دیا کہ ایک ران بکری کی لاکر پکاؤ اور ایک مشک مین دودھ تیار رکھو اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام عزیز ہاشمیون کی دعوت طعام کی جب وہ سب جمع ہوئے
تو حضرت نے سب کے سامنے وہ ایک ران اور دودھ رکھدیا اور فرمایا کہ بسم اللہ
کہکر کھاؤ جب وہ سب اوس قلیل کھانے مین کہ قریب چالیس آدمیون کے ہونگے
سیر ہوگئے اور کھانا باقی رہگیا تب ابوجہل نے کہا کہ دیکھا محمد کا سحر اور صحبت کو برہم
کردیا کہ حضرت کچھہ نفرمانے پائے غرض تین روز تک اسیطرح دعوت ہوتی تیسرے
روز آنحضرت صلعم نے بعد اطعام فرمایا کہ ای بنی ہاشم مین تمھارے واسطے وہ چیز
لایا ہون کہ جو دنیا و آخرت مین سب سے بہتر ہے یعنی توحید و معرفت خدا اور پیروی
رسول پس تم مین سے ایسا کون ہے کہ اسکو قبول کرے اور میرا وزیر اور خلیفہ ہووے
سب خاموش ہو رہے کچھہ جواب نہ دیا مگر علی مرتضےٰ کہ کم سن اور حقیر تھے اوٹھہ کھڑے
ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مین تصدیق کرتا ہون آپ کی اور وہ مین ہون
آپ نے فرمایا کہ بیٹھہ جاؤ غرض تین مرتبہ آنحضرت صلعم نے اسیطرح ارشاد کیا اور بجز
علی مرتضےٰ کے کسی سے کچھہ جواب نہ پایا تب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای علی تو وزیر

خلیفہ ہے میرا اوسوقت ابوجہل نے ازراہ استہزا ابوطالب سے کہا کہ لو آج سے اپنے
فرزند کی اطاعت کرو یہ تمہارا سردار ہوا اور اس روایت کو امام احمد بن حنبل نے
اپنی مسند مین اور نسائی نے خصائص مین اور فرّاء نے معالم التنزیل مین براء بن
عازب سے اور ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور محمد بن جریر طبری نے اور حلبی
نے اپنی سیرہ مین اور صاحب ریاض النضرۃ اور صاحب اخبار خمیس البشر نے اور سیوطی
نے تفسیر درمنثور مین اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین بیان کیا ہے اور علاوہ ان کے
علماء امامیہ نے ائمہ معصومین سے بطرق متعددہ اور باسانید مختلفہ بیان کیا ہے پس یہ امر
اوسی روز سے بعض اشخاص کو ناگوار تھا اور یہ سمجھے کہ بوجہ قربت کے آنحضرت صلعم نے
علی کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد مقرر کیا ہے اور چونکہ بشہادت سورہ منافقون آنحضرت
کی صحبت مین منافق بھی رہتے تھے مگر بنظر مصلحت اور بدون حکم الہی اونکو جدا
نکر سکتے تھے تو وہ منافق لوگ مخلص اصحاب کو بھی بہکاتے تھے اسواسطے آنحضرت صلعم
اس امر مین زیادہ تر تاکید و تصمیم نکرتے تھے بلکہ تعلل کرتے تھے کہ مبادا یہ عرب کے جاہل
لوگ اس خبر کو محض سلطنت ہی سمجھین اور علی کے خلیفہ کرنے کو میرے نفس کی
خواہش خیال کرکے طعن و تشنیع کرین اور جاہل لوگ ظاہر ظہور مرتد ہو جائین یہ
خوف تھا جس سے اللہ نے عصمت کا وعدہ فرمایا تھا نہ خوف جان و مال مگر اکثر ایسے
کلمات فرماتے تھے جن سے جناب امیر کی فضیلت و وصایت و خلافت ثابت ہو مثل
انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لیس بعدی نبی + وانہ سید
المؤمنین و امام المتقین + وھو ولی کل مومن من بعدی + وعلی مع الحق والحق
الحق معہ حیث ما دار + وحربک حربی + وحدیث ثقلین غرض جب زمانہ رحلت آنحضرت صلعم

ف ۱ ازالۃ الخفا ص ۲۸۱ ج ۲ و ص ۲۸۲ ج ۲ و ص ۲۸۳ ج ۲ و ص ۲۸۴ ج ۲ و ص ۲۸۵ ج ۲ و ص ۲۸۶ ج ۲ و ص ۲۸۷ ج ۲ و ص ۲۸۸ ج ۲ و ص

قریب ہوا اور حجۃ الوداع مین آداب حج امت کو تعلیم کرکے فارغ ہوئے اور مکہ سے کوچ ہوا اور مقام غدیر پر پہونچے اوسوقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اگرچہ وہ وقت عین دوپہر شدت گرمی کا تھا اور قافلہ اسلام کا کچھ آگے نکل گیا تھا اور منزل و مقام دور تھا مگر آنحضرت نے وہین قیام کر دیا اور ایک آدمی دوڑا کر سب کو واپس کر آیا اور اونٹون کے کجاوون کا منبر بنایا اور آپ اوسپر کھڑے ہوئے اور علی مرتضے کے دونون بازو پکڑ کر اسطرح اونچا اوٹھایا کہ سب مجمع کو آپ نظر آتے تھے بعد ازان آیہ وافی ہدایہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ سے استدلال کرکے فرمایا اَیُّھَا النَّاس الست اولی من انفسکم آیا مین تمھاری جان و مال کا مختار اور آقا نہین ہون سب نے یکزبان ہوکر عرض کیا بَلٰی یا رسول اللہ بعدہ فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ یعنی مین جسکا مختار و آقا ہون اوسکا یہ علی مختار و آقا ہے یہانتک اصحاب سے خطاب تھا بعدہ جناب الہی سے دعا مانگی اَللّٰھُمَّ وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اور امامیہ کی روایت مین اس مقام پر اور بھی الفاظ مثل خلیفتی و وصیی اور خطبہ طولانی مروی ہے مگر مین نے یہ روایت اول سے آخر تک موافق احادیث اہل سنت کے لکھی ہے تاکہ یاد رہیگا کوجاے اعتراض نرہے بعد ازان حضرت علی مرتضی کے واسطے ایک علیحدہ خیمہ نصب کیا اور وہان سب اصحاب تشریف لیجاتے تھے اور مبارکباد دیتے تھے چنانچہ خلیفہ ثانی کا یہ قول نہایت مشہور ہے کہ اونھون نے مبارکباد کے وقت کہا بخٍ بخٍ یا علی اصبحت مولای و مولی کل مؤمن و مؤمنۃ یعنی مبارک ہو تم کو اے علی کہ تم آج سے میرے اور کل مؤمنین مرد و زن کے مولی ہوئے اور حسان بن ثابت

انصاری شاعر نے اس خوشی مین یہ اشعار کہے شعر ینادیھم یوم الغدیر نبیھم
بخم واسمع بالرسول منادیا ۔ یقول فمن مولاکم ووليکم ۔ فقالوا ولم یبدوا
ھناک التعامیا ۔ الھک مولانا وانت ولینا ۔ ولن تجدن فی ذلک الیوم عاصیا
فقال له قم یا علی فانني ۔ رضیتک من بعدی اماما وھادیا ۔ فمن کنت مولاہ
فھذا ولیه ۔ فکونوا له انصار صدق موالیا ۔ ھناک دعا اللھم وال ولیه
وکن الذی عادی علیا معادیا ۔ فخص بھا دون البریة کلھا ۔ علیا وسماہ
الوزیر المواخیا ۔ دیکھو اوسوقت کس طیب خاطر اور خوشی سے سب اصحاب نے
اس امر کو قبول کیا اور کسی نے طعن وتشنیع رسول مقبول صلعم پر نکی خدا نے جو وعدہ
کیا تھا وہ پورا ہوگیا اگر کہو کہ سب نے خوشی سے منظور نہین کیا اگر منظور کرتے تو قبل
دفن وکفن آنحضرت صلعم کے خلافت مین نزاع واختلاف کیون ہوتا جواب یہ ہے
کہ جو خدا کا وعدہ رسول مقبول صلعم سے تھا کہ تجھے منافقون کی طعن وتشنیع سے
محفوظ رکھونگا اور کوئی برگشتہ نہوگا وہ پورا ہوگیا اوسوقت سب نے تسلیم کرلیا اور
حضرت امیر کو بعد رحلت خلیفہ مقرر نکرنا یہ دوسرا امر ہے اس سے وعدہ مین تخلف
لازم نہین آتا اور اگر اسی امر کی زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو شرح نہج البلاغت
مین ابن ابی الحدید کے قول کو جو اکابر علماے اہل سنت کے تھے دیکھ لو کہ اونھون
نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خلیفہ ثانی نے سفر شام مین کہ مین اور وہ ایک
اونٹ پر سوار تھے بعد قیل وقال بسیار کے مجھ سے کہا کہ ای ابن عباس رسول خدا
نے بیشک علی کو اپنا وصی اور خلیفہ کیا مگر چونکہ مین جانتا تھا کہ اکثر لوگ علی سے
رنج رکھتے ہین اوسکی بیعت نکرین گے اور اسلام مین بنا قشہ اور نزاع پڑجائیگا

مین نے مناسب نہ سمجھا کہ وہ خلیفہ ہو فقط اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ بعض
اشخاص کو حیات رسول اللہ مین یہ امر ناگوار تھا مگر کسی نے کچھ نکہا اور خلافت
ظاہری جناب امیر کو اس مصلحت سے حاصل نہوئی ورنہ آپکے مستحق ہونیکا سب کو
اقرار تھا اور اگر کہو کہ یہ تقریر اور توجیہ خوف بالکل غلط ہے اور مقام غدیر مین خلافت
کے باب مین کچھ نہین فرمایا چونکہ لوگ جناب امیر سے کدورت رکھتے تھے اس واسطے
اونکی محبت کی تاکید فرمائی تھی اور مولا کے معنی یہان دوست کے ہین نہ مختار
و متصرف فی الامور جواب اسکا یہ ہے کہ اگرچہ لفظ مولا کے بہت معنی ہین مگر یہان
دو معنی مین بحث ہے اہل سنت کہتے ہین کہ اسکے معنی دوست ہین اور شیعہ
کہتے ہین کہ اسکے معنی اولی بالتصرف ہین جسطرح آیۂ مذکورہ مین ہین اور مولی
بمعنی اولی عہد نبوت مین بہت مستعمل تھا شاہد یہ ہے لبید شعر فغدت
کلا الفرجین تحسب انہ مولی المخافۃ خلفہا و امامہا۔ کما فی المعلقۃ
صاحب صحاح لکھتا ہے یرید انہ اولی موضع ان تکون فیہ الحرب و قول
فغدت ثم الکلام کانہ قال فغدت ھذہ البقرۃ وقطع الکلام ثم ابتدأ کانہ
قال تحسب ان کلا الفرجین مولی المخافۃ غیریا درصاحب کو اس نزاع سے
کیا بحث ہے اوسکو چاہیے کہ قاموس وغیرہ لغت عرب مین دیکھے اور دونون
فریق سے کسی کے قول کو تسلیم نکرے کتب عربیہ مین اسکا ترجمہ محب ہے نہ محبوب
اور صراح وغیرہ فارسی کتب مین جو اسکے ترجمہ مین لفظ دوست لکھا ہے اس مین اسم فاعل
و اسم مفعول کا فرق نہین کیونکہ دوست محب اور محبوب دونون کو کہتے ہین پس اگر یہان مولا کے معنی
دوست بمعنی محب ہون تو حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ جسکے ساتھ مین دوستی نہ رکھنے والا

ہون اوسکے ساتھہ علی بھی دوستی رکھنے والا ہے یا جسکا میں مددگار ہون علی بھی
اوسکا مددگار ہے اسوقت علی ابن ابی طالب کے واسطے کوئی فضیلت اور شرافت
نہین نکلتی بلکہ حضرت امیر پر سب کی محبت فرض ہوگی نہ اونکی محبت سب پر اور یہ
حدیث شریف اور یہ سب تاکید و تہدید خداوند عالم کی اور وہ اہتمام رسول خدا کا
عین دوپہر مین سب فضول و بیکار ہوا جاتا ہے اور مبارکباد بھی سب کی عبث اور
مہمل ہوگی حالانکہ آیت سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ آیت ایسے کسی امر کے واسطے نازل
ہوئی ہے جو وہ ایک امر کل امور رسالت کے برابر تھا اور پیشتر بھی اوس باب مین
کچھہ حکم ہو چکا تھا یہ دوبارہ تاکید ہے کیونکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول اگر
ایسا نکرے گا تو تونے میری کل رسالت کو ادا نکیا اور ایسا امر آجتک کسی نے اہل اسلام
مین سے بیان نہین کیا اور بعضون نے جو بیان کیا ہے وہ نہایت خفیف اور سہل
امور ہین البتہ مرتبہ خلافت اور وصایت ایسا ہے کہ جسپر اسقدر تاکید زیبا ہے
کیا معنی کہ اہل عقل جانتے ہین کہ اگر کوئی نبی اور بادشاہ کسی کو اپنا نائب مقرر
نکر جاوے تو بعد انتقال کے فورًا کیسی کچھہ درہمی اور برہمی ہو جاتی ہے اور اسی
سبب سے سلف سے آج تک معمول ہے کہ سلاطین اپنے سامنے بلکہ مدت پہلے اپنا
ولی عہد معین کر دیتے ہین تاکہ لوگون کی نزاع سے سلطنت درہم برہم نہو جاوے
اور یہ شان نزول متفق علیہ الفریقین ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے الوجہ العشرون
الخ یعنی دسوین وجہ یہ ہے کہ یہ آیت غدیر خم کے دن علی بن ابی طالب کے باب مین
نازل ہوئی ہے اور یہ قول ابن عباس اور براء ابن عازب اور محمد بن علی یعنی امام
محمد باقر علیہم السلام کا ہے علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین لکھتے ہین کہ ابن ابی حاتم

اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت
غدیر کے دن علی ابن ابی طالب کے باب مین نازل ہوئی ہے اور ابن مردویہ نے بہ
دوسرے طریق سے عبداللہ بن مسعود سے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور تفسیر
شواہد التنزیل مین سید ابو احمد نے بطریق حاکم ابی القاسم الحسکانی باسناد ابی عمرو
ابن اذینہ وکلبی و ابی صالح کے عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ انصاری
سے بھی اسیطرح روایت کی ہے اور پھر بطریق ابی حیان بن علی العنتری و ابی صالح
کے ابن عباس سے اسی طرح روایت ہے اور تفسیر ثعلبی مین ابو اسحاق ثعلبی نے
باسانید خود ابن عباس سے اسی طرح روایت کی ہے اور عیاشی نے اپنی تفسیر مین
بطریق ابی صالح ابن عباس سے اسیطرح روایت کی ہے اور نیز امام محمد
باقر اور امام محمد جعفر صادق علیہما السلام اور دیگر ائمہ علیہم السلام سے کتب امامیہ مین
اسی طرح مروی ہے بالجملہ ناظرین نے خوب سمجھ لیا ہوگا کہ پادری صاحب نے بیان
کیسی کچھ روباہ بازی کی ہے کہ اول تو پوری آیت کو بیان نکیا دوم شان نزول سے
آنکھون کو بند کر لیا اور سوم خاص قسم کی عصمت کو عام کر دیا مناظر کو لازم ہے
کہ اپنے خصم کے قول کو پورا بیان کرے بلکہ اوسکی مراد کو ظاہر کر کے اعتراض کرے
ورنہ مناظرہ کرنے سے کچھ نتیجہ نہین اور اگر معترض اس شان نزول اور اس خاص قسم
کے خوف کو تسلیم نکرے تو بفرض محال ہم یہ جواب دیتے ہین کہ ہرگاہ اسقدر احادیث
متعددہ سے استخاص کیا جاوے تو پھر آیت سے حفاظت جان متبادر ہوتی ہے اور اس
حفاظت کا معترض کو بھی اقرار ہے چنانچہ خود لکھتا ہے کہ اگر وہ پتھر سر مین لگتا تو
کیا ہوتا پس حق تعالی نے حفاظت جان کی فرمائی باقی رہی تکالیف جسمانی تو یہ لوازمات

ولایت و نبوت سے ہے کو نسا نبی اور ولی ایسا ہوا ہے جسپر دنیا مین رنج و آلام اور تکلیف روحی و جسمی واقع نہین ہوئین ایسے اعتراض محض واہیات ہین **قولہ** ۱۰ جھوٹ مائدہ کے ۱۲ رکوع مین ہے لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُہٗ بِالْغَیْبِ تاکہ خدا کو معلوم ہو جاوے کہ اوس سے کون ڈرتا ہے اور بقر مین ہے لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ پھر کہا لِیَمِیْزَ اللّٰہُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ تاکہ ہم جان لین کون رسول کی تابعداری کرتا ہے اور تاکہ ہم بُرے اور بھلے مین فرق کر لین ان تینون مین خدا کے علم مین مولوی صاحب کے قاعدہ کے موافق قصور ثابت ہوتا ہے اس لیے یہ تینون آیتین جھوٹ ہین واضح ہو کہ اکثر مسلمان ہماری انجیل و توریت کی ایسی آیتون پر اعتراض کیا کرتے ہین اس لیے ہمارے عیسائی بھائیون کو چاہیے کہ ان قرآنی آیتون سے مطلع رہین **اقول** اس اعتراض کے جواب مین زیادہ طول دینا اور الزاماً بائبل کے آیات لکھنا بیکار ہے معترض کو خود ہی اقرار ہے کہ ہماری انجیل و توریت مین اس قسم کی آیات بہت ہین اور مسلمان اونپر اعتراض کرتے ہین لیکن ان آیات مین اور اونمین زمین و آسمان کا فرق ہے اونکے معانی کسی طرح درست نہین ہو سکتے دیکھو پیدائش کے باب بارہ دہم آیت ۵ مین ہے اور خداوند اوس شہر و برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے دیکھنے کو اوترا بھلا استحان تو افعال انسان کا اسواسطے ہے کہ قیامت کے روز کسی کو عذر باقی نہ رہے یہ عالم الغیبی کے خلاف نہین باوجود علم کے بھی دوسرے کے قائل کرنے کو استحان ہوا کرتا ہے مگر شہر اور برج کے دیکھنے کو آسمان سے اوترنا ضرور عالم الغیب ہونے کے خلاف ہے معلوم ہوا کہ آسمان پر سے نہین دیکھ سکتا تھا اور بغیر اوترے کچھ بندوبست

نکر سکتا تھا اور مجسم و تجسیر بھی ہے اور خروج کے باب بیست و سوم آیت ۵ مین ہے
تم اپنا سنگار اوتارو مین دیکھنے کو آونگا علاوہ قبائح مذکورۂ بالا کے اس آیت
سے یہ بات اور زیادہ معلوم ہوئی کہ دنیاوی چیزین اوسکے دیکھنے کی مانع ہوتی ہین
کہ جب تک سنگار نہ اوتریے وہ دیکھہ نسکے پادریصاحب نے ناحق ایسی آیات کے
مقابلہ مین ان قرآنی آیات کو نکالا ہے مسلمانون کا اعتراض ان پر ہمیشہ قیامت
تک باقی رہے گا قول ۱۱ جھوٹ بقرمین ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
یہ بالکل جھوٹ ہے مراد یہ ہے کہ مین دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہون جب وہ
دعا کرتا ہے یہ کیسی واہیات بات ہے ہرگز صحیح نہین ہے بلکہ صحیح یون ہے کہ جب آدمی
خدا سے دعا کرتا ہے اگر اوسکی دعا خدا کی مرضی کے موافق ہوتی ہے اور خدا قبول کرنا
بہتر جانتا ہے تو قبول کرتا ہے ورنہ قبول نہین ہوتی محمد صاحب کہتے ہین کہ جب کوئی
دعا کرے جب ہی قبول ہوتی ہے ہم دیکھتے ہین کہ رات دن ہزارون مسلمان دعائین
کرتے ہین کبھی اونکی قبول نہین ہوتی اقول یہ محض جاہلانہ اور متعصبانہ اعتراض
ہے اور پادریصاحب جملہ کتب آسمانی سے بے بہرہ ہین باب یکصد و چہل و پنجم زبور
آیت ۱۹ نسخہ فارسیہ مین ہے خداوند تمامی استدعا کنندگان خویش یعنی تمامی کسانیکہ
اورا بصدق استدعا می نمایند قریب است مراد ترسندگان خود را بجا می آرد دیکھو
یہ آیت کیسی قرآن سے مطابق ہے کہ جو عبارت کہ مترجم نے بعد مین اپنی جانب سے
بڑھائی ہے وہ بھی قرآن مین ہے یعنی فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ اور توریت مین
یہ نہین ہے باب ہفتم آیت ۸ انجیل متی مین ہے جو مانگتا ہے لیتا ہے اور جو ڈھونڈھتا
ہے پاتا ہے پادریصاحب کو لازم ہے کہ پہلے توریت و انجیل مین اصلاح فرمادین بعد

قرآن پر نظر ڈالین اگر وہ ان کتب کے عالم ہوتے تو یقین کر لیتے کہ جس خدا نے توریت
و انجیل نازل کی ہین اوسی نے قرآن نازل کیا ہے اسلیے اب ضرور ہوا کہ اس آیت
کے معنی بھی اونکو بتائین دیکھو آیہ مذکورہ قرآن مین اسطرح ہے وَاِذَا سَاَلَكَ
عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ
وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ پادریصاحب نے وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ کی شرط کو تو دیکھا
ہوتا کہ فرمایا ہے چاہیے کہ مجھہ پر ایمان لاوین اور ظاہر ہے کہ ایمان کے بہت مراتب
ہین حدیث مین وارد ہے کہ ایمان کے دس مرتبہ ہین اور علاوہ اسکے قبولیت دعا
کے واسطے بہت کچھہ آداب و شرائط مقرر ہین کہ اون کا التزام مشکل ہے اور وے
شرائط مکمل ایمان ہین مثل تقوی اور راستبازی کے پس جیسا جسکا ایمان اور پابندی
شرائط دعا ہے اوسی مرتبہ پر اوسکی دعا مقبول ہوتی ہے کیونکہ حق تعالی نے بنی اسرائیل
سے بھی فرمایا تھا وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ تم میرے عہد کو وفا کرو مین تمھارے
عہد کو وفا کرونگا اور اگر پادریصاحب حدیث سے مراتب ایمان کو تسلیم نکرین
تو آیت باب ہفتدہم انجیل متی کو دیکھین کہ مسیح نے حواریون سے فرمایا کہ اگر تمھین
رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوتا اور اس پہاڑ کو کہتے کہ وہان چلا جا تو وہ چلا جاتا
اور کوئی بات تمھارے لیے ان ہوئی نہوتی پس اگر پادریصاحب یہ کہین کہ کیا مسلمانونکا
ایمان ایسا کامل اور اعلی نہین جو حق تعالی اونکی دعائین قبول کرے تو اسکا یہ جواب ہے
کہ بعض مسلمان ایسے ہین بلکہ ہر ایک مسلمان ایسا ہے کہ جسکی اکثر دعائین قبول ہوگئی
ہین مگر پادریصاحب مین اسقدر کرامت و ایمان نہین کہ اونکے کہنے سے پہاڑ اپنی جگہہ
سے ہٹ جاوے اگر ایسا ہوتا تو ریلوی سڑک مین جہان کہین پہاڑ حائل ہوگئے ہین

سرنگ سے اوڑانے کی حاجت نہوتی پادریصاحب بالائے جاتے معلوم ہوا کہ بموجب
انجیل کے پادریصاحب مین رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہین قولہ ۱۲
جھوٹ مائدہ مین ہے هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا یعنی وہ خدا ہے
جس نے قران مفصل تمھاری طرف نازل کیا اور کئی جگہہ کہا ہے کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝
یعنی کھلی کتاب یہ بالکل جھوٹ ہے وہ ہرگز مفصل و مبین نہین بلکہ بڑی مغلق ہے
لغات وحشی اوس مین بھرے ہوئے ہین اور صدہا جگہہ اوس مین مخدوفات ہین خاص
اہل حجاز اوسکو صفائی سے نہ سمجھہ سکے جب تک نہایت غور سے نہ سوچے پھر وہ
کسطرح کھلی اور مفصل کتاب ہے وہ مقامات حریری سے درجہ دوم پر ہے اقول
اس اعتراض سے بھی پادریصاحب نے زیادہ تر اپنا جھوٹ اور جہل ثابت کیا ہے
منتقم حقیقی جھوٹ کو پادریصاحب کے ہی منہ پر خوب بار بار اولٹا مارتا ہے دیکھو
صریح جھوٹ یہ ہے کہ سورۂ انعام کی آیت کو مائدہ مین لکھے ہین اور جہالت کا ثبوت
یہ ہے کہ مفصل کو مثل عوام الناس ہند کے صاف اور سلیس کے معنی مین سمجھے ہین
کیونکہ بعدہ لکھا ہے کہ وہ بڑی مغلق ہے مفصل کا مقابلہ مجمل ہے نہ مغلق اور بعدہ
لفظ مُفَصَّلًا کا ترجمہ بھی اسیطرح سمجھا ہے جسطرح ہندوستان کے بعض کوتہ
لوگ فارسی لفظون کی خرابی کرتے ہین ظاہر ہے کہ یہ لفظ عربی ہے اسکا استعمال
عربی قواعد کے موافق ہونا چاہیئے مفصل کے معنی لغوی جدا کردہ شدہ ہین اور جدائی
امر اضافی ہے اسکے واسطے کم سے کم دو چیز کا ہونا ضرور ہے تاکہ ایک چیز دوسری سے
جدا ہو اور فصحا کی اصطلاح مین تفصیل اسطرح کی ادای مطلب کو کہتے ہین جسمین
مین تخلیط اور تداخل ایک مطلب کا دوسری مین نہو تاکہ مراد مین نقصان اور

کمی ہو جاوے یہان مُفَصَّلًا کا مفعول الکتاب نہین بلکہ لفظ حق و باطل ہے
یا حلال و حرام ہے تقدیر عبارت یہ ہے مُفَصَّلًا فیہ الحق و الباطل او الحلال
و الحرام یعنی اللہ وہ ہے جس نے تمھارے پاس یہ کتاب نازل کی ہے در آن
حالیکہ جدا جدا کر دیا گیا ہے اوس مین حق اور باطل کیونکہ بوجہ ظہور اعجاز
فصاحت کے اور بوجہ بیان دلائل باہرہ و قاطعہ کے ناظر منصف کو فوراً حق
اور باطل اور کفر اور ایمان مین یا حلال و حرام مین امتیاز و فصل حاصل ہو جاتا
ہے اور یہی ترکیب لفظ مُبَیَّن کی ہے اور اگر لفظ مفصل مین کتاب کی طرف ضمیر
ہو تو چاہیے کہ کوئی دوسری کتاب اور ہو جس سے یہ قرآن جدا ہو بنا علیہ
بالفرض اگر کہین قرآن مین اغلاق بھی ہو تو وہ تفصیل کے مخالف نہین کیونکہ
کلام مین اغلاق اشکال کلام کو کہتے ہین کہ اوسکا مطلب کھلا ہوا نہو پس جائز
ہے کہ کلام مین مطالب مفصل ہون اور عبارت باعتبار لغات یا ترکیب کے مشکل اور
متین اور مغلق ہو اور لغات وحشی کا جواب فصل اول مین ہو چکا اور بفرض محال
اگر ہوتے تو وہ بھی مانع تفصیل نہ تھے ۔ اور بعدہ جو لکھا ہے کہ صدہا جگہہ اوس
مین مخذوفات ہین عجیب جہالت یا تعصب کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ بجز قرآن
کے اور کوئی کتاب عربی کی نہین دیکھی یہ اعتراض اصل زبان عربی پر ہے نہ صرف
قرآن پر اس زبان مین یہی تو لطف و عمدگی ہے کہ نہایت مختصر اور پر مضامین
ہے ہان اگر بلا قرینہ اور بلا قاعدہ مخذوفات ہون تو قابل اعتراض ہے ۔ اگر
سبعہ معلقہ و حماسہ کو پڑھا ہوتا تو معلوم ہوتا کہ اون مین کس قدر مخذوفات اور
کسقدر عبارتین مغلق ہین کہ اکثر بغیر شرح حل نہین ہو سکتین یہ خوبی صرف قرآن

مین ہے کہ باوجود ایسی عبارت معجزہ کے پھر وہ سلاست ہے کہ صرف و نحو
پڑھکر آدمی اوسکا ترجمہ کرنے لگتا ہے اور بعدہ جو اخلاق کی دلیل مین لکھا ہے
کہ اہل حجاز بھی اوسکو عیانی سے نہ سمجھ سکے سو عجب جاہلانہ بات کہی ہے کیونکہ
عبارت کی سلاست سے مطالب کا اشکال دور نہین ہوتا دیکھو قوانین کی اردو
کتابون کو کہ اہل علم اوسکو مشکل سے سمجھتے ہین اور پھر بعض مقامات نہین سمجھہ مین
آتے بھلا قرآن کے مسائل توحید اور مکارم اخلاق اور احکام میراث و حلال و حرام
اور حدود و قصاص و عقود کیونکر بغیر غور سمجھہ مین آجاتے ان مسائل کو تو لوگ استاد
سے پڑھتے ہین تب آتے ہین حالانکہ اہل حجاز نے اپنے آپ سوچکر سمجھہ لیے جسطرح
معترض خود کہتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کی عبارت نہایت عمدہ ہے **قولہ**
۱۳ جھوٹ انعام کے ۱۴ رکوع مین ہے یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل
منکم یعنی اے جنون اور آدمیو کیا میری طرف سے تمھارے پاس رسول نہین آئے یہ بھی
جھوٹ ہے کیونکہ جنون مین وہی اگر کہین ہون بھی تو کونسا رسول گیا جو اونھین
کی جنس سے ہو بموجب قید منکم کے **اقول** سورہ جن کے شروع مین ہے کہ آنحضرت کی چند متعین
چند جن آئے اور قرآن کو سنکر ایمان لائے اور اونھون نے اپنی قوم مین جاکر اسکا
ذکر کیا اور قرآن کی بہت کچھہ مدح کی اور پھر سب کو ہدایت کی پادریصاحب کہین کہ جب
یہ جنہ بتوفیق الہی آکے ایمان لائے اور پھر اونھون نے جاکے اپنی قوم کو بھی ہدایت کی تو رسول ہوئی یا نہین
خواہ بلاواسطہ ہون یا رسول کے رسول اور نام انکے یہ ہین شاصر ناصر فرش
مس ازدایبا اعقم ذوبعہ کما فی المنتھی عن ابن عباس اور مدارک مین ضحاک سے
اور عیون اخبار الرضا اور صافی مین جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ پہلے بھی ایک رسول

کہ نام اوسکا یوسف تھا اجنہ مین مبعوث ہوا ہے اور عقل بھی اسکی مقتضی ہے کہ ہرگاہ
جنات کو قوت شہوی و غضبی حق تعالی نے عطا فرمائی تو اونکو معطل اور بلا ہدایت
کیونکر رکھا ہوگا اور اگر توریت مین ان رسولونکا ذکر نہین تو اس سے اونکا عدم
ثابت نہین ہوسکتا کیونکہ بقول فندر صاحب بھی توریت مین بہت سے آدمزاد
رسولون کا نام اور کلام اور حال نہین اور اکثر ملاحدہ اصل وجود جن کا ہی انکار
کرتے ہین حالانکہ یہود بھی بموجب احادیث طالمود وگمرا کے اور سب عیسائی جنات
کے قائل ہین اگر ملاحدہ پادریصاحب سے اون کے نام دریافت کرین تو نہ معلوم
کہ کیا جواب دینگے **قولہ** ۱۲ جھوٹ اعراف مین ہے کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ
جیسی تمھاری ابتدا ہوئی ہے اوسی طرح پھر عود کروگے یہ بھی جھوٹ ہی سورۂ
الحج مین ہے فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مُضْغَةٍ لِّنُبَيِّنَ
لَکُمْ وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخْرِجُکُمْ طِفْلًا ہم نے تمکو بنایا
مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر جھٹکی سے پھر بوٹی سے نقشہ بنے پھر بے نقشہ بنے
اسواسطے کہ تمکو کھول سناؤن اور ہم ٹھہرا رکھتے ہین پیٹ مین جو کچھ چاہین ایک
ٹھہرے ہوئے وعدہ تک پھر تم کو نکالتے ہین لڑکا یہ ہماری ابتدا بیان ہوئی ہے
اور پھر کہتا ہے ویسی ہی انتہا ہوگی یعنی قیامت کو اسیطرح اوٹھوگی پس یہ تشبیہ
باطل اور جھوٹ ہے ہم اسطرح بلکہ صرف حکم سے اوٹھین گے **اقول** یہ بھی نہایت
ہی متعصبانہ اور عامیانہ اعتراض ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ یکسان نہین ہوتے
اور وجہ اور علت تشبیہ المتکلم کی تصریح یا قرینہ حالیہ و مقالیہ و عرفیہ و عادیہ وغیرہا سے
سمجھی جاتی ہے ورنہ ایک چیز مین کئی کئی وجہ مشابہت کی نکل سکتی ہین پس

۱۲ نندر صاحب کا اختلاف ہے زبور صفحہ ۳۳۹ پر ۱۲

۱۲ میزان الحق مطبوعہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۲۰ سطر ۱۲

۱۲ جنات سلیمان کے حکم مین تھے ۱۲

۱۲ پادریصاحب کی کتاب مین اسطرح ہے کہ غلط ہے ۱۲

یہان بھی دیکھنا چاہیے کہ مشرکین مکہ وغیرہ کس امر کے منکر تھے اور کس امر کو محال خیال کرتے تھے وہ صرف اعادۂ معدوم کو محال سمجھتے تھے جسطرح اور جس کیفیت سے ہوا اور اب تک بھی اسی امر پر علاحدہ بحث کیا کرتے ہین پس آیۂ کریمہ مین اسی کا جواب دیا گیا ہے کہ معاد کو کیون محال اور خلاف عقل سمجھتے ہو پہلے بھی تو تم معدوم تھے اور عدم سے پیدا ہوئے پس جسطرح پہلے خاک سے پیدا ہوئے اسی طرح قیامت مین بھی یعنی خاک سے موجود ہو سکتے ہو یہ تو پہلی پیدائش سے بھی سہل ہے کیونکہ بعد مرگ اس عالم سے نفس کو ایک تعلق بھی باقی رہنا ممکن ہے اجزاء جسمیہ بھی اس عالم مین باقی رہتے ہین اون اجزاء کو جمع کر کے مثل جسم آدم کے پھر درست کر لو اور اسی نفس کو اوس مین داخل کر دینا کیا خلاف عقل اور مشکل ہے پس تشبیہ اجزاء عنصریہ مین روح داخل کرنے سے ہے نہ کیفیت ولادت سے یہ آیت تو قابل اعتراض بھی ہزارہا عبارتین اس محاورہ کی موجود ہین مگر ہان یہ عبارت یوحنا قابل اعتراض ہے کہ جب خدا ظاہر ہوگا ہم اوسکے مانند ہونگے آیۃ ۲ باب سوم خط اول کیونکہ آدمی کسی بات مین خدا کے مانند نہین ہو سکتا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اب تک یوحنا کے زمانہ تک خدا ظاہر نہین پھر اعمال کی آیۃ ۱۱ باب یازدہم مین ہے اوسی طرح جسطرح تمنے اوسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا کیا اسکا یہ مطلب ہے کہ جسطرح تم نے مسیح کو مصلوب ہو کر قبر مین رہ کر پھر جی کر آسمان کو جاتے دیکھا اسی طرح ان سب باتون کے ساتھ پھر آتے ہوئے دیکھوگے **قولہ** ۱۵ جھوٹ انفال مین ہے ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ای محمد جب تک تو مسلمانون کے بیچ مین ہے تب تک کبھی خدا اون کو عذاب نکرے گا یہ بھی جھوٹ ہوا کیونکہ جنگ بدر مین جب مسلمانون کی

فوجین جمع ہوئین اور محمد صاحب بھی اونکے درمیان تھے پھر یہ حال ہوا کہ بہت سے مسلمان قتل ہوئے اور بہت سے قید ہوکر غلام ہوئے اور اونکا مال لوٹا گیا خود محمد صاحب بھی گھبرا گئے اسلیے یہ آیت جھوٹ ہے **اقول** اعتراض کیا ہے کشت زعفران ہے جسے دیکھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے اگر پادریصاحب عربی عبارت خوب نہین سمجھ سکتے تو اوسکا ترجمہ اردو دیکھہ لیتے اوس سے معلوم ہوجاتا کہ طالب عذاب کون تھے قرآن کو اساطیر اولین کون کہتے تھے کون اوسکا انکار کرتے تھے ضمیر ھم اور ضمیر قالوا وغیرہ کا مرجع بھی سوچا ہوتا ماقبل آیت کو بھی دیکھا ہوتا عقل کو ذرا صرف کیا ہوتا کہ مسلمان اپنے اوپر کیون عذاب چاہتے اگر چاہتے تو کفار پر چاہتے ہان مشرکین مکہ جب قرآن کے معارضہ سے عاجز ہوتے تھے تو ناچار ہوکر کہتے تھے کہ الہی اگر قرآن حق ہے تو ہمارے اوپر پتھر برسا یا کوئی اور عذاب نازل کر۔ اور بعدہ جو جنگ بدر کی کیفیت لکھی ہے کہ بہت مسلمان قید ہوئے اونکا مال لوٹا گیا سو معلوم ہوا کہ علاوہ دیگر کمالات کے معترض کو تاریخ دانی مین بھی بڑی مہارت ہے اور طرہ یہ ہے کہ آپ ایک تاریخ محمدی بھی لکھہ چکے ہین اور پھر یاد نہین کہ بدر مین اہل اسلام کو فتح ہوئی ہے کفار قید ہوئے ہین کفار کا مال لوٹا گیا تھا شاید یہ تحقیق جدید فیضان روح القدس سے یا یہ کہ حالت نشہ مین کاغذ سیاہ کیا ہے **قولہ** ۱۶ جھوٹ تو یہ مین ہے قَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ یہودی کہتے ہین کہ عزیر یعنی عزرا خدا کا بیٹا تھا یہ بالکل جھوٹ ہے کبھی کوئی یہود یہ نہین کہتا اور نہ کبھی کہا **اقول** یہ انکار معترض کا بالکل واہیات ہے جس شخص کا حال بس برس پڑھکر قرآن مین یہ ہے کہ آیات تک یاد نہین اور بائبل مین وہ حال

۱۲ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

جیسا بیان ہوتا آتا ہے پھر اسے یہود کی کتب کا کیا حال معلوم اپنے عیسائی
فرقون کا تو حال معلوم ہی نہین کہ بہت سے منکر الوہیت مسیح ہین یہود کے پاس
صرف ایک توریت و بائبل ہی نہین بلکہ اونکے پاس احادیث و سیر کی بہت کتابین
ہین اسکا انکار ایسا ہی ہے جیسا اصحاب کہف کا انکار معترض نے کیا ہے کہ بائبل
مین کہین نہین اور نہ کوئی جانتا حالانکہ افرائیم یہود کی کتاب مین موجود ہے عبداللہ
ابن عباس سے منقول ہے کہ اس مذہب کے یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے اور گفتگو کر کے معقول ہوئے چنانچہ منجملہ اونکے سلام بن مشکم اور نعمان بن
اوفی اور شاس بن قیس اور مالک بن الصیف تھا۔ علاوہ اسکے بدیہی بات ہے
کہ اگر یہ قول قرآن کا جھوٹ ہوتا تو عبداللہ بن سلام وغیرہ علما یہود مدینہ فوراً
تکذیب کرتے اور اگر یہ خاموش ہو رہتے تو کفار یہود مدینہ شور مچاتے معترض کے
نزدیک مخالف کا خاموش ہو جانا دلیل تسلیم کی ہے صفحہ ۲۲۴ ہدایۃ المسلمین قولہ
۷ اجمعنٹ ہود مین ہے مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یعنی جب تک زمین و
آسمان قائم ہین تب تک بہشت مین مسلمان رہین گے یہ بھی جھوٹ ہے کیونکہ
آسمان و زمین فنا ہونگے مگر بہشت فنا نہوگا اقول اسکے دو جواب ہین اول
سموات و ارض خلود کے واسطے شرط نہین ہے بلکہ غرض اس سے خلود اور دوام مین
تاکید ہے مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ رہین گے۔ اہل عرب کا محاورہ اور روزمرہ
ہے کہ جس چیز کا دوام و استمرار ظاہر کرنا مطلوب ہوتا ہے اوسکو ایسے ہی الفاظ
سے تعبیر کرتے ہین مثلاً کہتے ہین لا افعل کذا ما لاح کوکب و ما اضاء الفجر و ما
اختلف اللیل والنہار و ما بل بحر صوفۃ و ما تغنت حمامۃ مطلب انکا اس

عبارت کا محض یہ مطلب ہوتا ہی کہ مین اسکو کبھی ابدالآباد نکرونگا کیونکہ یہ چیزین عرب کے
اعتقاد مین ابدی تھین اس سبب سے ایسی عبارتین دوام کے معنی مین مشہور
و مستعمل ہین اور فصاحت و بلاغت مین محاورہ کے مطابق کہنا ضرور ہے لیکن
اونکے محاورہ کے مطابق کہنے سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ زمین و آسمان فنا نہون
اصنام کو بھی بموجب اونکے محاورہ اور اعتقاد کے جابجا آلہ فرمایا ہے اس سے کوئی
یہ نہین سمجھ سکتا کہ درحقیقت وہ آلہ تھے علاوہ اسکے دخول جنت و نار بعد حساب
قیامت ہوگا اور جابجا قرآن سے ظاہر ہے کہ قیامت کے روز زمین و آسمان
فنا ہوجاوین گے بجز خداوند مالک یوم الدین کوئی باقی نرہے گا اس واسطے اس
زمین و آسمان موجودہ کو کوئی ابدی نہین سمجھ سکتا ثانیاً السمٰوٰت والارض
سے وہ آسمان و زمین معہودہ مراد ہین جو روز قیامت بعد فنائے آسمان و زمین
موجودہ انکے عوض پھر موجود ہون گے کما رواہ الضحاک والجبائی چنانچہ
سورۂ ابراہیم مین ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوٰت وبرزوا للہ
الواحد القہار اور یہ زمین و آسمان متبدلہ ہمیشہ رہین گے کبھی فنا نہونگے۔
آیۂ اولی باب بست و یکم مکاشفات مین ہے پھر مینے ایک نئے آسمان اور نئی زمین
کو دیکھا کیونکہ اگلا آسمان اور اگلی زمین جاتی رہی تھی اور آیت ۱۲ و ۱۳ باب سوم خط
دوم پطرس مین ہے خدا کے دن کے منتظر و مشتاق ہو جس مین آسمان فی زمین جلکر
گداز ہوجاوین گے اور عناصر گھل کر سوخت ہوجائین گے پھر ہم نئے آسمان
اور نئی زمین کا جن مین راستبازی بستی ہے اوسکے وعدہ کے موافق
انتظار کرتے ہین پادریصاحب سمجھ لین کہ یہ وہی آسمان و زمین ہین جنکے دوام

تک بہشتی بہشت مین رہین کے **قول** ۱۱ اجھوٹ ابراہیم مین ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا
مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ یعنی جو رسول ہمنے بھیجا ہے وہ اپنی
قوم کی بولی بولتا ہے تاکہ اونکے لیے بیان کرسکے اس آیت سے معلوم ہوا کہ
محمد صاحب عرب ہی کا رسول ہے اور اوسکی قوم وہی کنار عرب ہین کیونکہ اونھین
کی زبان بولتا آیا تھا اگر وہ نبی ہے تو خاص عرب کا نبی ہوگا پھر دوسری جگہ قرآن
مین کہا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ اور ہم نے تجھے سارے جہان کے واسطے
بھیجا ہے اس آیت سے محمد سارے جہان کا رسول ہوا پس اوسکو چاہیے کہ پہلی
آیت کے مطابق سارے جہان کی زبانین بولی پر اوسکو سوائے عرب کے اور کوئی
زبان نہین آتی تھی اس لیے وہ رسول بھی نتھے ہان یہ خاصہ خداوند یسوع مسیح کا
لوگون کا ہے کہ ہر ملک کی زبان وہی بولتے تھے نہ تعلیم پاکر بلکہ روح القدس کی مدد سے
اور یہ علامت ہے اسبات کی کہ وہ سارے جہان کے واسطے رسول ہوکر آئے تھے
اقول صراح مین ہے قوم گروہ مردان قاموس مین ہے القوم الجماعة من الرجال
والنساء او الرجال خاصة او تدخله النساء علی التبعیة اپنی قوم کی زبان بولنے
سے یہ کیونکر لازم آیا کہ اوس نبی کی نبوت بھی اوسکی قوم مین منحصر ہو دوسری قوم کا
نبی نہو ہان اگر قرآن مین بجاے قوم کے مبعوث علیہم ہوتا تو مخالف کو ایسے اعتراض
کی گنجائش ہوتی اور قوم کی زبان بولنے سے یہ فائدہ ہے کہ عزیز اقارب اہل قبیلہ
اپنے عزیز اور قبیلہ کے آدمی کے چال چلن اور حالات سے خوب واقف ہوتے ہین
اونکی تصدیق سے غیرون کو بھی وثوق ہوتا ہے کہ ہرگاہ یہ شخص ہمیشہ سے راستباز
ہے تو دعوی نبوت و رسالت مین بھی سچا ہوگا پس نبی پہلے اپنی قوم و قبیلہ کو ہدایت

کرتا ہے بعدہ اہل قبیلہ بذریعہ ترجمہ کے دیگر اقوام مین اوسکی تعلیم کو شائع کرتے ہین
اگر اجنبی آدمی غیر زبان بولتا ہوا کسی جگہہ جاکر دعوی نبوت کرے تو وے لوگ پہلے
سے تو اوسکے حالات اور چال چلن سے واقف ہی نہین کیونکر اوسکی تصدیق کرین
اور ممکن ہے کہ معجزہ کو سحر کہدین اور معترض جو یہ کہتا ہے کہ حواریان عیسی ہر ملک کی زبان
بولتے تھے وہ سارے جہان کے لیے رسول ہوکر آئے تھے اس سے صاف ظاہر ہے
کہ معترض بفضل الہی دونون مذہبون کی کتابون سے ناواقف ہے خود مسیح کہتے
ہین کہ مین اسرائیل کے گھر کی کھوئی بھیڑون کے سوا کسی کے پاس بھیجا نہین گیا
پس خود جناب مسیح سارے جہان کے واسطے رسول نہ تھے تو حواری سب جہان کے
واسطے کیونکر رسول ہوگئے اور اگر ہوگئے تو حکم مسیح کی نہایت مخالفت کی کیونکہ
ان بارھون کو مسیح نے حکم دے کے کہا کہ غیر قومون کی طرف مت جاؤ اور سامریون
کے کسی شہر مین داخل مت ہو بلکہ خصوصًا اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑون
کے پاس جاؤ ان آیات سے پادریون کو ہرگز جائز نہین کہ مسلمانون اور ہندون
وغیرہ کو وعظ سنائین اور ملت مسیحی کی طرف دعوت کرین اور جو کرتا ہے خلاف
انجیل کرتا ہے حق یہ ہے کہ سارے جہان کا وہی رسول ہے جسکے پاس فرمان
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ موجود ہے باقی سب جھوٹ اور افترا قولہ
۱۹ جھوٹ سورہ نحل کے ۱۱ رکوع مین ہے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ یہ قرآن بیان ہے
واسطے ہر شی کے یہ بھی جھوٹ ہے صدہا باتین اوسمین مذکور نہین ہین محمدیون کے
مذہب کے بنیاد صرف قرآن پر نہین بلکہ ادلہ اربعہ یعنی قرآن حدیث اجماع قیاس
پر چلتے ہین اگر ہر شی قرآن مین ہوتی تو حدیث اور اجماع اور قیاس کی حاجت نہ پڑتی

اقول مراد کل شی سے کل امور شرعیہ ہین جنکی آدمی کو ہدایت ضرورت ہے کیونکہ بعد اسکے یہ عبارت ہے هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ نہ دنیا کی واہیات اور مزخرفات امور اور ظاہر ہے کہ کل امور شرعیہ قرآن مین موجود ہین خواہ تصریحاً خواہ بقاعدہ کلیہ جسطرح ہر ایک فن مین قواعد کلیہ ہوتے ہین پس قرآن ہی سب ماخذ ہوا

قولہ ۲۰ جھوٹ کف مین ہے حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ یعنی ذوالقرنین بادشاہ جسکو بعضے سکندر کہتے ہین جب وہ پہونچا سورج غروب ہونے کی جگہہ پر تو اوس نے دیکھا سورج کو ایک دلدل کی ندی مین ڈوبتا ہوا واضح ہو کہ محمدی عالمون کی تجویز کے موافق سورج زمین سے ایک سو ساٹھہ درجہ یا ۱۵۰ درجہ یا ۱۲۰ درجہ بڑا ہے مگر محمد صاحب نے اوسکو ایک کابی کے مانند سمجھہ لیا ہے اور اونکو گمان ہے کہ وہ غروب کے وقت دور کسی ملک مین جاکر ندی کے کنارے گارے مین دھس کر زمین کے نیچے ہوکر مشرق سے نکل آتا ہے دیکھو اور انصاف کرو کہ کیا ہمارا خدا ناواقف ہے ہرگز نہین اسلیے یہ آیت بالکل جھوٹ ہے مفسرین نے بڑے بڑے زور مارے کہ کسی طرح اس قرآن کے عیب کو چھپاوین پر اونسے کچھہ معنی اسکے بن نہین سکتے کیونکہ عبارت صاف دلالت کرتی ہے کہ محمد صاحب کا یہی مطلب ہے جو ہم کہتے ہین اقول صاف ظاہر ہے کہ یہ آیہ کریمہ عین عرب کے بلکہ دنیا کے محاورہ کے مطابق ہے اور مجاز ہے اور لفظ وَجَدَ اس مجاز کو خوب ظاہر کرتا ہے کیونکہ اس لفظ کے فرمانے سے یہی غرض ہے کہ یہ امر درحقیقت اسیطرح نہین ہے بلکہ سکندر کو ایسا معلوم ہوا اگر درحقیقت آفتاب سمندر مین غروب ہوا کرتا تو عبارت اس طرز پر ہوتی کانت تغرب في عين حمية اور

یہان یہ مطلب ہے کہ سکندر نے ایسا دیکھا اور سمجھا اور اوسکو یہ معلوم ہوا۔
قاعدہ ہے کہ جب سمندر مین آدمی جہاز پر ہوتا ہے اور زمین دور ہوتی ہے تو
یہی معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب سمندر مین چھپ گیا جب سمندر کا سیاح سمندر کے
طول اور کثرت سفر دریا کو بیان کرتا ہے تو یون ہی کہتا ہے کہ اسقدر دریا مین چلنا
پڑا کہ ہمکو ہر روز سمندر مین آفتاب نکلتا تھا اور سمندر ہی مین غروب ہوتا تھا
یہ محاورہ منصف کے نزدیک قابل مدح ہے نہ قابل اعتراض۔ دیکھو باب اول یوشع
بن نون آیت ۴ آز بیابان تا این لبنان تا بنہر بزرگ کہ نہر فرات است یعنی تمامی
زمین حتیان تا بدریاے بزرگ جاے فرو رفتن آفتاب حدود شما خواہد بود۔
ایضاً آیت ۱۵ آنگاہ زمین میراث خود تان کہ موسی بندہ خداوند بایشان داد
بجاے برخاستن آفتاب بتصرف آرید برگشتہ وارث آن خواہید شد زبور پنجاہم مین ہے
قادر مطلق خدایہواہ نے فرمایا اور زمین کو سورج کے نکلنے کی جگہہ سے لے کے اوسکے
ڈوبنے کی جگہہ تک بلاتا ہے۔ اب دیکھو کہ ہرگاہ دریاے اردن اور دریاے فرات
آفتاب کے نکلنے اور ڈوبنے کی جگہہ ہون اور بموجب زبور کے سورج زمین سے
نکلے اور زمین مین ڈوب جاوے تو پھر اوسکا زمین کے کنارے سمندر مین غروب کرنا
کیا تمام اعتراض ہے **قولہ** ۱۲ جھوٹ مریم مین ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ
فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا
یعنی میرے قرآن سے اور اوسپر ایمان نلایا اور اوسکی تابعداری نکی اوسکی معیشت
یعنی روپیہ پیسہ کی آمدنی تنگ ہوگی یہ بھی غلط بیان ہے کیونکہ صدہا منکر قرآن جو
رات دن اوسکی جڑ کاٹتے ہین اچھی معیشت مین ہین بلکہ ایسے تو مسلمان بھی خوش

نہونگے جیسے ہندو وغیرہ جہان مین روپیہ والے ہین اقول ایک جھوٹ تو
پادریصاحب کا یہی ہے کہ یہ آیت سورۂ طٰہٰ مین ہے نہ مریم مین اور دوسرا جھوٹ یہ
ہے کہ فلم یؤمن بہ ولم یتبعہ اس آیت مین نہین ہے اور تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ
معیشت کے معنی خلافِ مرادِ متکلم بیان کیے ہین کیونکہ معیشت کے معنی جس طرح
سامان زندگی ہین اوسی طرح خود زندگی بھی ہین چنانچہ یہان موافق احادیث
مفسرہ کے صرف زندگی مراد ہے نہ اسباب زندگی مثل روپیہ پیسہ کے اور اعتراض
کی بنیاد اسی غلطی پر ہے اور جب یہ غلطی رفع ہوگی تو اعتراض بھی دفع ہوگیا البتہ اس
زندگی تنگ کے مصداق مین اختلاف ہے کسی حدیث سے عذاب قبر معلوم ہوتا ہے
چنانچہ صاحب قاموس نے بھی معیشت ضنک کے معنی عذاب قبر لکھے ہین اور کسی
حدیث سے ضریع و زقوم طعام جہنم ظاہر ہوتا ہے اور کسی سے یہی زندگی دنیا
اگرچہ مفسر حسن نے بلا دلیل ایک ہی روایت کو متعین کر لیا مگر خیر ہم اسی کا جواب
دیتے ہین کہ قائلین معنی ثالث یعنی مجاہد و قتادہ وجبائی نے لکھا ہے کہ جو شخص
قرآن پر ایمان نہین لاتا اور اوسکے دلائل قطعیہ اور معارف یقینیہ اور مواعظ
بالغہ وحسنہ و موثرہ سے اعراض کرتا ہے تو حق تعالے دار دنیا مین بھی اوسپر ایک
نوع کا قہر نازل کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اوسکی عیش و زندگی کو اوسپر تنگ کر دیتا ہے
اور صورت اوسکی یہ ہوتی ہے کہ اوسکو فقر و فاقہ مین مبتلا کرتا ہے اور اگر وسع الرزق
ہے تو بخیل و ممسک ہو جاتا ہے کہ اس سبب اپنی دولت سے منتفع و متمتع نہین ہو سکتا
اور اگر بخیل نہین ہوتا تو اوسکی حرص و طمع اور حب دنیا اسقدر بڑھ جاتی ہے کہ شب
و روز کسب و تحصیل مین مشغول رہتا ہے اور زیادہ مال کی فکر اور حفاظت متاع

کا اندیشہ ہو مان روح اور باعث کاہش جان ہو جاتا ہے اور ایسا شخص اگرچہ تونگر ہو مگر
درحقیقت مفلس اور فقیر ہے چنانچہ حضرت سلیمان فرماتے ہین جو اپنی راہون مین
کج رو ہے اگرچہ وہ تونگر ہو مسکین ہے مالدار انسان اپنی دانست مین دانشور ہے
پر مسکین ہے باب بست و ہشتم کتاب امثال پس جو شخص کہ قرآن پر ایمان لاکر اپنے
مبدء و معاد پر نظر رکھے اور اوس کے مواعظ دلکشا اور مکارم اخلاق فرحت افزا سے
متاثر ہووے تو صبر و قناعت و توکل پر عمل کریگا اور ہر امر مین راضی بقضای الہی
اور تفکرات و تشویشات دنیا جو مذکور ہوئی اونکو اپنے دل سے دفع کرتا رہے گا
اور اس دنیاے دنی اور فانی مین ہرگز دل نہ لگائیگا اور ہمیشہ آخرت کے نعماے ابدیہ
اور حیات سرمدیہ کی تحصیل مین مسرور رہے گا دیکھو عقلاے سلف اور حکماے ماضیہ
نے بھی یہ اخلاق یعنی تسلیم و رضا و صبر و توکل و قناعت اسی واسطے اخلاق حمیدہ
مین رکھے ہین کہ اگر آدمی ان پر عمل کرے تو حالت فقر مین بھی غنی رہے گا اور اگر غنی
ہے تو بہت سی بیہودہ تشویشات سے محترز رہے گا اور عیش منغص نہونے پائے گا۔
اور اگر کوئی کہے کہ بعض مومنین کو بھی ایسی تشویشات لاحق رہتی ہین جواب یہ ہے
کہ جسقدر جسکا ایمان کامل ہے اور قرآنی اخلاق پر عمل ہے اور خدا کا ذکر کرتا
ہے اوسی قدر اوسکی یہ تشویشات کم ہین بلکہ اگر کافر بھی بغیر ایمان کے قرآنی اخلاق
پر عمل کرے تو وہ بھی خوش رہے گا۔ بعد جواب کے مین کہتا ہون کہ قرآن کی
عبارت و مضمون پر ہرگز یہ اعتراض وارد نہین ہو سکتا مگر یہ اعتراض بائبل پر
ضرور وارد ہے جو مسکینون کو دنیا ہے محتاج نہو گا شریر آدمی برباد ہوتے ہین
جو اپنے گناہون کو چھپاتا ہے کامیاب نہو گا باب بست و ہشتم کتاب سلیمان مگر بہت

آدمی سخاوت سے محتاج ہوگی اور شریر دنیا مین آرام کرتے ہین اور اکثر گنہگار کامیاب
ہین قولہ ۲۲ جھوٹ انبیا مین ہے اقترب للناس حسابھم قریب آگیا
آدمیون کے لیے حساب اونکا یعنی قیامت کا دن نزدیک ہوگیا ہے مگر تیرہ سو
برس کے قریب گذر چکے اب تک قیامت نہین آئی اسلیے یہ آیت جھوٹ ہے ہماری
خداوند نے علامات قیامت بیان فرماکے کہا ہے کہ ابتک آخر نہین آخر جب آوے گا
جب ساری زمین پر منادی ہوجاوے گی اقول اس اعتراض سے بھی کمال
تعصب اور جہالت ظاہر ہے زمانہ گذشتہ کا بعید ہوتا جانا اور زمانہ مستقبل کا قریب
ہوتا نہایت مشہور اور مسلم الثبوت ہے چنانچہ عرب مین کہتے ہین مما بعد ما فات
وما اقرب ما ات یعنی جو گذر گیا وہ بہت دور ہوگیا اور جو آنے والا ہے وہ بہت
قریب ہے پس اگرچہ قیامت آنے مین سیکڑون برس باقی ہون لیکن تاہم وہ قریب
ہے ثانیاً خدا کے نزدیک ہر بعید قریب ہے گو آدمی کو بعید معلوم ہو خداوند کے نزدیک
ایک دن ہزار برس اور ہزار برس ایک دن کے برابر ہین حضرت داؤد خدا سے عرض
کرتے ہین کہ ہزار برس تیرے آگے جیسے کل کا دن پطرس کہتے ہین کہ سب چیزون کا
آخر نزدیک ہے تخمیناً اونیس سو برس کا عرصہ ہوچکا مگر ہنوز سب چیزون کا
آخر نہوا کیونکہ زمین و آسمان و جبال و بحار آفتاب و ماہتاب ہزارہا چیزین
اوس زمانہ کی اب تک باقی ہین غرض ہر ایک کتاب سماوی مین قیامت کا بیان اسطرح سے
بقول متی مسیح نے اپنے دوبارہ نزول اجلال اور قیام سلطنت اور جزا و سزا
دینے کی نسبت فرمایا ہے کہ مین تمھین سچ کہتا ہون کہ ان مین سے جو یہان کھڑے
ہین بعض موت کا مزہ نہ چکھین گے جب تک کہ انسان کے بیٹے کو یعنی مسیح کو اپنی

بادشاہت مین آتے نہ دیکھین آیت ۲۸ باب شانزدہم متی پس اونمین سے اب کوئی باقی
نہین اور اٹھارہ سو برس گذر چکے مگر مسیح نے سلطنت قائم نکی قرآن مجید مین کچھ
تعیین و توقیت نہین کہ فلان وقت قیامت ہوگی صرف اوسکی تردیکی اور قربت کا بیان
ہے سو حق تعالے کے نزدیک بلکہ بندہ کے نزدیک بھی امر آیندہ بہت قریب ہے
مگر قول متی ضرور جھوٹا ہوگیا اور پادریصاحب نے جو درجواب اعجاز عیسوی
یہ عذر کیا ہے کہ آیت ۱۴ باب ۲۴ متی مین ہے کہ بادشاہت کی خبر سنائی جاوے گی تاکہ
سب قومون پر گواہی ہو بھلا کوئی مولوی صاحب سے پوچھے کہ یہ پیش خبری تو پوری
ہو چکی تھی جو اورشلیم کی خرابی کیوقت قیامت آتی انتہی یہ عذر بدتر از گناہ ہے
کیونکہ بموجب آیت ۱ باب سیزدہم مرقس کے ضرور تھا کہ انجیل کی منادی قبل از خرابی
اورشلیم اور قبل از مصائب حواریین واہل شہر ہوجاوے پس ہرگاہ کہ منادی نہوئی
تھی تو اہل شہر پر مصائب کسطرح گذر گئے اور حواری کس طرح پیٹے گئے اور قید
ہوئے ظاہر ہے کہ جب لوگون نے انجیل کا حال سنا تب حواریون کے دشمن ہوئے
اور بموجب خبر موہومہ دانیال کی عدالت دائمی بھی قائم ہوگئی اور دین مسیحی
بھی خوب شایع ہوگیا تھا اور بقول بشپ ٹیر کے بربادی یروشلم کے وقت ستارے بھی
ٹوٹے اور سورج بھی تاریک ہوگیا اور سب دنیا مین پندرہ روز تک اندھیرا بھی
رہا مگر قیامت اب تک نہ آئی اور نہ مسیح آئے اور بفرض محال اگر اوسوقت تک
منادی نہوئی تھی تو اب ہوگئی کونسا ملک اور قوم ہے جس نے انجیل اور بشارت
وجود مسیح نہین سنی اب بھی مسیح نہین آئے اور نہ قیامت یہ کیا قیامت ہے قولہ
۲۳ جھوٹے انبیا کے ۲ رکوع مین ہے اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

آدمی بخاوت سے فتقناھما کیا نہین دیکھا ان منکرون نے کہ آسمان و زمین بند تھے
ہمنے کھولدیے اونکو کھولا یہ بھی جھوٹ ہے کیونکہ جب آسمان و زمین پیدا ہوئے
آدمیون سے ایک نے بھی نہ دیکھا تھا اور وہ کہتا ہے کہ تم نے دیکھا ہے اقول
یہ بیچہ مشکل بات تھی معترض کو لازم تھا کہ نحو میرین دیکھ لیتا کہ رای یری کو افعال
قلوب مین بھی لکھا ہے اور اوسوقت اسکے معنی علم یعلم کی ہوتی ہین معنی یہ ہوئے
کہ کیا نہین جانا ان منکرون نے کہ آسمان و زمین کے منھ بند تھے یعنی آسمان سے
پانی نہ برستا تھا اور زمین سے کچھ اوگہانہ تھا شاہد یہ ہے نابغہ شعر العتر
ان اللہ اعطاک سورۃ ترٰی کل ملک دونھا یتذبذب ۔ کما فی العقد وکھو ا
کو عزت دیتے ہوئے نعمان کے واسطے کس نے دیکھا اور کون دیکھ سکتا پس ترٰی بمعنی تعلم ہے اور علم کا ہر
کچھ دیکھنے پر نہین ہزارہا قصص و حکایات کو لوگ کتب تواریخ مین پڑھکر اونکا علم
حاصل کرتی ہین بلکہ دلائل و براہین کے سمجھنے سے خوب علم حاصل ہوتا ہی اگر تقد
مشاہدہ سے بھی نہین ہوتا قولہ ۲۴ جھوٹ اسی مین ہے وجعلنا من
الماء کل شیء حی ہر چیز کو ہمنے پانی سے زندہ کیا یہ بھی جھوٹ ہے کیونکہ فرشتون
کو اوس نے نور سے بنایا ہے اور جنون کو نار سے بعض چیزون کو پانی سے بھی
بنایا ہے ہر ایک چیز پانی سے نہین بنی اقول پادریصاحب کو تحریف کا ایسا
دھب پڑ گیا ہے کہ ترجمہ غلط کرکے جہالت کا الزام گوارا کر لیا مگر تحریف سے باز نہ آئے
لفظ حی خبر نہین ہے بلکہ شی کی صفت ہے ترجمہ یہ ہے کہ پیدا کیا ہم نے پانی سے
ہر چیز زندہ کو نہ یہ کہ ہر چیز کو خواہ زندہ ہو یا نہو اور حی کے معنی اگرچہ مطلق زندہ
اور ذی حیات کے ہین لیکن اکثر استعمال اسکا محض انواع و اقسام نباتات و حیوانات

کے واسطے ہے جس مین نشو ونما ہو دیکھو لفظ حیوان بھی حی سے مشتق ہے
اور اسی معنی مین ہے مگر آج تک لفظ حیوان جنات وملائکہ کے واسطے نہین بولا
گیا اور استعمال ومحاورات مین قیاس کو دخل نہین اسیطرح لفظ جانور فارسی
مین بمعنی حی ہے مگر ہم نے کسی سے جنات وملائکہ کو جانور کہتے نہین سُنا اور نہ کسی
کتاب مین دیکھا بلکہ انسان کو بھی نہین کہتے حالانکہ وہ جانورون مین افضل افراد
ہے جن لوگون کی زبان مین قرآن مجید نازل ہوا ہے اونھون نے کچھہ اعتراض نکیا
وہ صاف سمجھہ گیے کہ حی سے مراد صرف حیوانات ونباتات ہین اور بالفرض
اگر جنات وملائکہ کو بھی حی کہین تو بھی ہم پادریصاحب کے مقابلہ مین کہہ سکتے ہین
کہ لفظ کل باعتبار غالب افراد کے فرمایا ہے مگر مراد اس سے نباتات وحیوانات ہین
پطرس[1] کہتے ہین سب چیزون کا آخر قریب ہے حالانکہ سب چیزون مین خدا بھی داخل
ہے اوسکا آخر کبھی نہوگا اور اوسمین نفوس ناطقہ بھی داخل ہین جو بعد مرگ اوس
عالم مین چلے جاتے ہین حالانکہ وہ عیسائیون کے نزدیک بھی ابدی ہین علاوہ
اسکے کتاب اول پیدائش توریت سے ظاہر ہے کہ زمین وآسمان وفضا پانی سے
پیدا[2] ہوئے اور جب زمین وآسمان وفضا پانی سے پیدا ہوئے تو جو کچھہ انکے درمیان
ہے وہ سب اشیا بھی پانی سے ہوئین اور سب اشیا مین آگ وہوا بھی ہے جو جنات کا
مادہ ہے اسواسطے جنات کی پیدایش بھی پانی سے ہوئی اور ملائک بھی نہ زمین و
آسمان کے درمیان ہین قولہ ۲۵ جھوٹ اسی مین ہے فلا تستعجلون
پس جلدی نکرو پھر کہا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ آدمی جلدی سے پیدا کیا گیا ہے یعنی
جلدی اوس کی خلقت مین ہے پھر اوسی سے کیون منع کرتا ہے جبکہ اوسکی جبلت

[1] اول پطرس ۴ باب ۷ آیت

[2] پیدائش ۱ باب ۱ آیت زمین وآسمان کی پیدایش کے بیان مین لکھا ہے کہ خدا کی روح پانی پر جنبش کرتی تھی پھر فضا کے بیان مین لکھا ہے کہ پانی کے بیچ فضا ہو اور پانی کو پانی سے جدا کرے پھر آسمان کے بیان مین لکھا ہے کہ فضا کے نیچے کا پانی اور فضا کے اوپر کا پانی ایک جگہ جمع ہو اور خشکی دکھائی دے پھر خشکی کو زمین کہا اور آسمان کے نیچے کے پانی کو سمندر کہا پھر زمین کی پیدایش کے بیان مین لکھا ہے کہ زمین پانی مین سے نکلی اور پانی پر قائم ہے

مین جلدی ہے، اور طبع سے نکلنا غیر ممکن ہے جب تک کہ مر نجائے پس یہ حکم لغو ہوا

اقول یہ اعتراض بھی اسقدر لغو ہے جس کا بیان نہین دیکھو یہ آیہ کریمہ اسطرح ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَاُرِیْکُمْ اٰیَاتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ کے یہ معنی نہین کہ انسان جلدی سے پیدا کیا گیا جلدی کوئی مجسم چیز نہین جس سے انسان مخلوق ہو بلکہ حسب عادت عرب کنایہ ہے کثرت عجلت سے یعنی انسان کے مزاج مین عجلت بہت ہے اور کنایہ بلاغت ہے چنانچہ بہت سونے والے کو کہتے ہین مَا خُلِقَ اِلَّا مِنْ نَوْمٍ اور کثرت شر کے ذکر مین کہتے ہین ما خلق الا من شر خنساء شاعرہ ایک گھوڑے کے چراگاہ مین جانے آنے کی کثرت بیان کرتی ہے ع فانما ھی اقبال وادبار کیا گائے خود اقبال وادبار ہو سکتی ہے پس یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ جلدی انسان کی خلقت مین ہے اور استعجال کے معنی ہین شتابی خواستن وشتابانیدن وحکم کردن بر امر شتابی فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ مین یا تکلم بھی محذوف ہے ترجمہ یہ ہے کہ مجھ سے عجلت عذاب کی درخواست نکرو اور مجھ کو جلدی کا حکم نکرو جلدی کا کام انسان کا ہے حق تعالی کا کام جلدی نہین پس یہان حق تعالی سے جلدی چاہنے کی ممانعت ہے انسان کو جلدی کرنے کی ممانعت نہین ہے پادریصاحب نے فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے اور استعجال کی ممانعت بھی لغو نہین اور بالفرض جلدی انسان کی جبلت مین داخل ہو اور درخواست عجلت سے انسان مین بھی عجلت مفہوم ہو تاہم جلدی نکرنے کا حکم لغو نہین کیونکہ بالاتفاق قوت شہوی اور غضبی طبیعت انسان مین داخل ہے پھر حضرت مسیح نے بری باتون کو کیون منع فرمایا اور خود پادریصاحب اس کتاب

کے صفحہ ۲۰۴ مین لکھتے ہین کہ حضرت آدم کے گناہ کرنے کے سبب سب اولاد اونکی ناپاک ہوگئی کوئی آدمی پاک نہین ہوسکتا اور یوحنا آیت ۳ باب سوم خط اول مین لکھتا ہے کہ ہر کوئی جو خدا سے یہ امید رکھتا ہے وہ اپنے تئین پاک کرتا ہے اور اس سے پہلے لکھا ہے کہ جب خدا ظاہر ہوگا ہم اوسکے مانند ہونگے پس یہ سب اقوال بھی لغو ہوئے کیونکہ ہرگاہ گناہ اور ناپاکی خمیر اور جبلت مین داخل ہے تو آدمی کیونکر پاک ہوسکتا ہے یہان تک کہ بقول اونکے حضرت مسیح مین بھی مریم کی نجاست کا کچھ اثر ہوگا پادریصاحب یہ نہین سمجھتے کہ گناہ نکرنے کا اجر و ثواب تو اوسیوقت ہے جبکہ گناہ کا مادہ موجود ہو اور اسی واسطے فرشتونکا گناہ نکرنا قابل مدح نہین **قول ۲۶** جھوٹ اسی مین ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ہم نے محمد کو سارے جہان کے واسطے رحمت بناکے بھیجا ہے یہ محض جھوٹ ہے وہ اپنے مسلمانون کے لیے اس دنیا مین رحمت ہونگے سارے جہان کے لیے تو غضب الہی ہین تیرہی عورتین اور بچے لوگون کے پکڑ پکڑکر فروخت کردئی صدہا آدمیون کے خون کرڈالے آج تک اونکی ذریت جہان کو دکھ دے رہی ہے کینہ اور غصہ اور تعصب اسقدر ہے کہ تمام جہان مین کسی قوم مین اتنا نہوگا **اقول** حقیقت مین وہ عامہ خلائق کو رحمت تھے مگر اشرار و کفار کو غضب الہی بھی تھے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ اشعیا نبی آیت ۵ باب چہلم مین آنحضرتؐ کو مظہر جلال خدا فرماچکے ہین اور آیت باب دوم مکاشفات یوحنا مین ہے کہ وہ لوہے کے عصا سے اون پر حکومت کریگا وے کمہار کے برتن کے مانند چکنا چور ہوجاوینگے علاوہ اخبار و بشارات منقولہ کے از روے عقل بھی خدا کی راہ مین مشرکین کو قتل کرنا اور مارنا ایذا دینا

عین رحمت ہے اسواسطے کہ اگر وہ لوگ باقی رہین تو جسقدر اونکی نسل ہوگی سب
کافر ہوگی پس بقا بعدہ رفاہ عام کرورون کی نجات اور راحت رسانی کیواسطے
اشخاص اشرار معدودہ چند کو قتل کرڈالنا عین رحمت ہے خود معترض نے کتاب
ہذا کے صفحہ ۱۱۸ مین در جواب اعجاز عیسوی آیات توراتی کا اکثر جگہہ اسی قاعدہ کے
موافق جواب دیکر کہا ہے کہ ایسا قتل عین رحمت تھا اور آنحضرت کا رحمۃ للعالمین
ہونا اور اونکی ذریت کا بھی رحیم و حلیم ہونا ایسا مسلم الثبوت اور مقبول خاص و عام
ہے کہ مخالف مذہب اور عیسائی مورخین بھی جو منصف مزاج حق پسند رہے ہین
معقول و فہمیدہ ہین بڑے شد و مد سے آنحضرت کی اور اون کی ذریت کی تعریف
و مدح کرتے ہین اور اونکے منکرین کو لعن و طعن کرتے ہین ۔ جان ڈیونپورٹ
کی کتاب کے ترجمہ مسمی بمظاہر الحق صفحہ ۴۸۰ مین ہے وہ لکھتے ہین کہ محمد پر یہ
الزام ہے کہ مزاج کے بیرحم اور خون کے پیاسے تھے مگر یہ تعجب کی بات ہے کہ باوجود
اسکے آپ وحشیون مین سخاوت کے کام کرتے تھے اور قرآن مین تکرار لکھا ہے
کہ مفلسون اور کم بختون کی امداد خوبی ہی نہین بلکہ موکد اور فرض عین ہے شاید
محمد ہی وہ واضع قانون ہین جنھون نے صدقہ کی حد قائم کی ہے تا وقتیکہ ایک
مسلمان اپنی پیداوار کا دسوان حصہ خیرات نکر دے تو پورا متشرع نہین بجز دین
محمد کے کسی مذہب مین یہ بات نہین یہ تعجب کی بات نہین کہ پادری اورون کو تو
نصیحت کرین کہ دسوان حصہ ہمکو دینا چاہیے جسکا انجیل مین ذکر نہین اور غریبون
کو بھولین محمد نے ایسا نہین کیا اوس نے غریبون کو یاد رکھا ہے ۔ اور پھر کہتے
ہین کہ اہل انصاف خالی از تعصب و اعتساف بلا حجت و تکرار تسلیم کرلین کہ آنحضرت

کی شریعت ممالک مشرقیہ کے لیے نعمت عظمیٰ تھی اسواسطے اس شریعت کی بدولت
اون ملکون مین مظلومون کی خونریزی موقوف ہوگئی اور اوسکے عوض نماز و
زکوۃ مقرر ہوئی اور سخاوت اور اخلاق حمیدہ جو ایک شخص کو دوسرے کی نسبت
لازم ہین مروج ہوئے پس کیا حماقت اور مضحکہ کی بات ہے کہ ایسی شریعت کو بعوض
تعریف و مدح کی یہ انعام دین کہ اوسے بدنام کرین اور از راہ جہالت و نافہمی ملزم و
مطعون کرین حالانکہ یہ شریعت منجملہ اون وسائل قویہ کے ہے جو جناب باری نے
اپنے دست قدرت سے تہذیب و درستی عقول و عقائد عباد کے لیے مہیا فرمائی ہے
یہ سچ ہے کہ آنحضرتؐ نے جنگ کی تھی لیکن آپ کے جہادون مین حضرت موسیٰ کے
جہادون سے یہ فرق تھا کہ آپ نے بندگان خدا کو بالکل برباد اور غارت نہین کیا ہمیشہ
جہاد کرنے مین یہ مطلب ممدوح آپ کے مدنظر تھا کہ تمام قبائل عرب کو متفق کرکے ایک
گروہ کردین اور بت پرستی کو دفع کرکے عبادت خدائے یکتا اونکو تعلیم کرین اور
جن لوگون نے آپکی شریعت کی متابعت قبول کرلی اونسے آپ بملائمت و ملاطفت
پیش آئے ہان جن لوگون نے تمرد و جحود کیا اونکو قتل کیا لیکن آپ نے عورتون
اور لڑکون اور بچون کو بے قصور سمجھکر جان بخشی کی اور اپنے صحابہ کو تاکید کی کہ جو
لوگ قرآن پر ایمان لائین اونکو نہ ستانا بلکہ مثل بھائیون کے اونسے پیش آنا لیکن
برخلاف اسکے حضرت موسیٰ نے قومون کی قومون کو قتل کرڈالا اور اونپر رحم نکیا
اور نہ اون کی اطاعت قبول کی مگر آنحضرتؐ نے اس امر مین حضرت موسیٰ کی متابعت
کبھی نہین کی ہان البتہ اکثر سلاطین نصاریٰ نے اس فعل مین حضرت موسیٰ کی پیروی
کی ہے اور محقق گاڈفری ہیگنس لکھتا ہے کہ جس شخص کو دین محمدی کی طرف

صفحہ ۱۹۲ سطر ۱۲ ۲ اہل سپین نے جب پہلے پہل سنا کہ عرب ان کے ملک پر حملہ کرنے کو آتے ہین تو ان کو بالکل یقین نہ آیا کہ وہ ایسا کرسکین گے ۱۲ منہ

۳ صفحہ ۱۹۷ سطر ۱۲ ۱۲ ۱۲

تھوڑی سی بھی رغبت ہے وہ بآسانی مان لے گا کہ آپ کے مسائل مین کوئی ایسی بات
نہ تھی کہ جو دین عیسوی و موسوی کے مخالف ہو موسیٰ نے اپنی پانچون کتابون
مین اقرار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری نسبت ایک بڑا پیغمبر بھیجیگا اس لیے سمریا کی
دس قومون کے لیے (جو اوسوقت بہت تھین اور عہد عتیق کی اور کتابون کو نہین
مانتی تھین اور جو شاید نسخ کرنے والے پیغمبر کی جو یا تھین نہ روحانی مسیح کی) کوئی
وجہ نہین معلوم ہوتی کہ وہ محمد کو جو اسمٰعیل کی نسل سے تھے وہی پیغمبر موعود کیون نہ
سمجھتے اگر وہ معجزہ چاہتے تو فتوحات اور شمشیر احمدی اوسکا جواب تھا کیونکہ تشبیہ
فتح کرنے والی اور غیر مغلوب پیغمبر کی بمنزلہ عصائے ہارون تھے۔ اور بعد اسکے جو
پادری صاحب لکھتے ہین کہ اون کی ذریت جہان کو دکھ دے رہی ہین اسکا جواب
بھی حکمائے انگلستان کی تحریرین موجود ہے۔ جان ڈیورنپورٹ لکھتے ہین کہ
ایسے متعصبین کے تعصب کا علاج کیا جاوے جو کہتے ہین کہ فرقہ اسلام بڑا بیرحم
ہے اسواسطے کہ ان لوگون نے اپنا مذہب اسطرح رواج دیا کہ عیسائیون کو اختیار
دیا کہ یا قتل ہون یا اپنا مذہب ترک کرین یہ قول کسی طرح صحیح نہین مجاہدین اسلام
عفو و رحم مین نسبت تابعین پوپ کے ایسے تھے جیسے حواریین مسیح لیکن اتباع
پوپ کا ظلم و جور آدم خوردون سے بھی بڑھ گیا تھا اور پھر کہتے ہین کہ اہل اسلام
حسب احکام مذہب اس امر پر مامور ہین کہ دیگر مذاہب کے نیست و نابود کرنے
مین سختی کرین تاہم وہ لوگ دیگر مذاہب کے آدمیون سے عفو و درگذر کرتے
ہین مگر عیسائیون کو سوا وعظ و نصیحت کے اور کسی بات کا حکم نہین مگر ان کا یہ
شعار ہے کہ اور مذہب والون کو جلا دیتے ہین اور قتل بھی کرتے ہین گبن صاحب

مورخ مشہور اہل اسلام کا عفو اور عیسائیون کا تعصب وظلم وجبر بطور مقابلہ خوب بیان کرتے ہین ۔ اور مسٹر جیوٹ صاحب نے بھی تابعین لوپ کے جور وستم کو جو اونھون نے دیگر فرقون پر کیے ہین خوب لکھا ہے اور پھر کہتے ہین کہ کون ایسا ہے جس نے اوس جنگ آخری پر تاسف نہین کیا جس لڑائی سے سلطنت اسلام ملک اسپانیہ سے جاتی رہی اور کون شخص ایسا ہے جسکا دل اوس قوم شجاع وسخی وحلیم یعنی اہل اسلام کی جوش مدح سے امنڈ نہ آیا ہو جس قوم کے حق مین مورخین مخالفین بھی اعتراف کرتے ہین کہ آٹھ سو برس سلطنت کی لاکن اس مدت دراز مین کبھی کسی پر ظلم نہین کیا اور کون شخص عیسائیون کی اس بات سے شرمندہ نہین ہوا کہ پادری لوگ امرا اور رؤسا کو اُشقا لیتے تھے کہ اہل اسلام سے ایسی بیرحمی و تعصب سے پیش آئین کہ کبھی کوئی شخص کسی سے پیش نہ آیا ہو حالانکہ اہل اسلام نے عیسائیون کی حفاظت کی تھی اور کون شخص پادری رمنیسن کی اس حرکت ناشایستہ اور تعصبانہ سے سر درگریبان نہین ہوا کہ اوس نے کتب حکما و شعرا اور ریاضیین شہر کارڈوا کی جلوا دین حالانکہ وہ کتب سلاطین اسلام نے سات سو برس کے عرصہ مین جمع کی تھین اور یہی کتابین اون کے علوم کی مایہ وبساط تھین ہم لوگون کو اسقدر آگاہی کتب عربیہ سے بوسیلہ کتب وتحریرات فرانسیس صاحب ہم پہنچی ہے یہ بات سب جانتے ہین کہ ہمارے افضل الحکما بیکن صاحب نے طریقہ فلسفہ اولاد اسمعیل یعنی عرب اور اتباع محمد سے اخذ کیا ہے اور پھر کہتے ہین کہ اس بات مین کچھ شک نہین کہ جن لوگون نے دین اسلام اور دین مسیحی کی تحقیق کی ہے اور دونون مذہبون مین مقابلہ ومحاکمہ کیا ہے اون مین سے ایسے کم ہونگے جو بعض مقام پر متعجب اور متحیر نہوئے

ف صفحہ ۱۲۵ سطر ۱۲
ف ان مین سے تاریخ وطن ... وغیرہ وغیرہ جلوا دین کی ... ہین ۱۲ سطر ۱۲
ف مورخ مشہور صاحب ... جسقدر وظلم ... عیسوی ... ہوا کہ پادری ... تعصب ... اوس ... ابتدا ... اطالیین ... وقواعد ... مدارس ... بجوسکے ... صدی ... ہین ۱۲

ہونگے اور مجبور ہوکر تسلیم کرلیا ہوگا کہ حق تعالی نے شریعت اسلام بہت منافع معقولہ اور امور نیک کے لیے مقرر کی ہے اور اوسکے وسیلہ سے لاکھوں امور نیک ظاہر ہوئے اور رسپیکٹ[1] لکھتے ہین کہ موحد کا تو کیا ذکر ہے مشرک صاحب نظر کو بھی اپکی شریعت موافق طبع انسانی اور رحمت ربانی کے معلوم ہوئے اب مجھ کو یا دریا صاحب سے زیادہ کہنے کی حاجت نہین صرف اسی قدر کہتا ہون کہ حق اسے کہتے ہین کہ مخالف بھی آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعالمین کہتے ہین اور اونکی ذریت کو حواریان مسیح سے تشبیہہ دیتے ہین اور اونکے احسانات کا بھی شکر کرتے ہین پس اگر موحد نہ ہو تو صاحب نظر تو ہو اور اپنے محسنون کے محسنون کا کفران نعمت نکرے محسن کش نہو **قولہ** ۲۷ جھوٹ احزاب مین ہے وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ یعنی جب مسلمانون پر مصیبت آئی تو اون کے دل جو بائین پسلی کے تلے ہین گلے تک آگئے یہ بھی جھوٹ ہے اگر اون کے دل گلے تک آجاتے تو فوراً مرجاتے مگر وہ تو جیتے ہی رہے اس لیے یہ آیت غلط ہے **اقول** پادریصاحب کس مرتبہ محاورات وکنایات عرب سے جاہل ہین جسکا بیان نہین یہ آیت جنگ خندق کے خوف اور ہراس کے ذکر مین ہے اور دستور ہے کہ جب خوف کی شدت ہوتی ہے تو قصبہ ریہ منتفخ ہوتا ہے اور اس سبب سے قلب کو حرکت ہوتی ہے اور جذب وتمدد سے مرتفع ہوتا ہے اور اسی سبب ہر ایک ملک کے آدمی خصوصاً اہل عرب خوف کے وقت قلب کو مضطرب وقلق ووجیب سے متصف کیا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ دل دھڑکتا ہے کانپتا ہے ہلتا ہے ع اکبادنا من وراءھم تجب شعر کان قلوب الطیر الرطبا و یابسا معلقۃ بقرون الظبا پادریصاحب غور کرین کہ آدمی کا دل ہرن کے سینگ پر کیونکر

[1] صفحہ ۱۱۲ ظاہر

معلق ہوسکتا ہے جو ایسی تشبیہ دی گئی پس غرض اس سے شدت اضطراب کا
اظہار ہے۔ علاوہ اسکے دوسرے معنی یہ ہین کہ یہان کادت بمعنی قربت محذوف
ہے اور مضمر ہے معنی یہ ہین کہ شدت خوف سے قریب تھا کہ قلوب حنجرہ تک پہنچ جائین
گو اوسوقت تک نہ پہنچے تھے جریر شعر ان العیون التی فی طرفها مرض
قتلننا ثم یحیین قتلانا ای انهن کدن یقتلننا عرب کہتے ہین اوردت علی فلان
من العقاب ما مات عنده وخرجت نفسه ولما رای فلان فلانا لم یبق فیه
الروح کما فی الدر والغرر اوراس سے بھی اطمینان نہو توتوریت وانجیل مین دیکھلو
کہ اکثر ایسے محاورات موجود ہین **قولہ** ۲۸ جھوٹ اسی مین ہے لَقَدْ كَانَ
فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ضرور محمد مین مسلمانون کے لیے ایک اچھا نمونہ
تھا سبحان اللہ کیا اچھا نمونہ تھا محمد کے نمونہ پر اگر چال چلن بناوین تو جیتے
جی دوزخ مین پہنچین اسکی تشریح کی ضرورت نہین کیونکہ اونکا چال چلن اور
تعلیم ایسی نہین ہے کہ کوئی دانا ذی علم اوسکو پسند کرے اوسکا انجام دونون
جہان مین برا معلوم ہوتا ہے **اقول** آیہ کریمہ اسطرح ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ
اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا چونکہ
لِمَنْ كَانَ بدل ہے لَكُمْ سے اور تخصیص ہے بعد تعمیم کے اسواسطے اسکا حاصل مطلب
یہ ہے کہ ای مسلمانون تم مین سے اچھی پیروی اور اقتدا رسول کے ساتھہ اوقات
جہاد مین اوسی مسلمان مین ہے جو خدا سے ثواب کی امید رکھتا ہے اور قیامت کے
دن سے بیم وخوف کرتا ہے اور اکثر اللہ کو یاد کرتا ہے چنانچہ ایسے شخص نے جنگ بدر
واحد وغیرہ کی لڑائیون مین اپنے رسول کے ساتھہ صبر کیا اور قدم ثبات اوس کا

میدان سے نہ ہٹا اور مصائب و تکالیف جو شہادت دندان مبارک اور زخم سر کی
وقت اور شہادت حضرت حمزہ کے سبب آنحضرت کو پہنچے اون اوقات مین رسول
کے ساتھ رہے اور غمخواری کی معترض نے آیت کو بھی غلط لکھا ہے اور ترجمہ مین
بھی تصرف کر دیا ہے مورد آیت کا خاص ہے اوسکو عام کر دیا یعنے یہان اونھین مسلمانون
کی مدح ہے جو آنحضرت کے ہمراہ اون اوقات جہاد مین موجود رہے اور میدان سے
نہ بھاگے اور خاص اوسی ثابت قدمی و پیروی کا بیان ہے معترض کو تحریف لفظی و معنوی
کا ایسا ڈھب پڑ گیا ہے کہ کسی بات کو سیدھی سچی بیان نہین کر سکتا یہ تو قرآن کا
مطلب تھا اور معترض نے جو آنحضرت کے چال چلن اور تعلیم کی نسبت جو جسارت
و خیرگی کی ہے اوسکا جواب یہ ہے کہ کیا سور کے گوشت کو منع کرنا جو بقول ابن مقفع عقل و مروت
اور مزیل غیرت و حمیت اور مورث حرص ہے عمدہ تعلیم نہین کیا شراب خواری کو منع
کرنا جو مزیل عقل و انسانیت ہے عمدہ تعلیم نہین کیا مردار جانور اور بہتا خون کھانے
کو منع کرنا عمدہ تعلیم نہین کیا عیسائیون کی طرح بے غسل رہنے اور بلا وضو نماز
پڑھنے کی ممانعت کرنا عمدہ تعلیم نہین کیا خدا کی توحید اور تنزیہ و تسبیح و تحمید اور انبیا
کی مدح و توصیف پسند نہین کیا خدا کی عبادت کرنا اور برادران ایمانی کو مثل اپنے
نفس کے چاہنا خبیث اور حسد اور کینہ کو منع کرنا برا کہنے اور فتنہ و شر کو منع کرنا
عمدہ تعلیم نہین کیا غربا اور مساکین و مسافرین و یتیمون کو دنیا سے تواضع اور
خوش خلقی کرنا ماں باپ کا ادب کرنا اونکے مقابلہ مین اف نکرنا علم و عمل کی تاکید
کرنا پسند نہین کیا قتل نفس اور غارت گری اور چوری اور حلف دروغی اور زنا
اور قمار بازی اور کذب و ظلم کی ممانعت عمدہ تعلیم نہین کیا مشرکون اور بت پرستون کو

تہدید اور قتل کرنا جسکو جہاد کہتے ہین عمدہ تعلیم نہین اور کیا مردون اور عورتون کو
ستر عورتین کرنا اور ریشمی لباس سے مردون کو منع کرنا اور آپس مین سود کھانے سے
منع کرنا اچھی تعلیم نہین اگر یہ سب تعلیم پسند نہین تو پھر توریت بھی پسند نہ ہی پاوے صاحب
ناحق اوسکا وعظ و منادی کرتے ہین محقق گاڈفری ہگینس مسیحی لکھتے ہین کہ یہ مان
لیا گیا ہے کہ عیسائیون کے مذہب مین اخلاق کا کوئی ایسا مسئلہ نہین کہ مسلمانون
کی تعلیم مین پایا جاتا نہو پس معلوم ہوا کہ عمادالدین کو حواریون کی تعلیم اور انجیل بھی
پسند نہین اوسکا انجام بھی دونون جہان مین برا ہوگیا ہان سچ ہے احکام مخصوصہ و
منفردہ انجیل یعنی پطرس و پولوس کی تعلیم پسند ہوگی جس مین حضرت مسیح کو صرف خدا
کا بیٹا جاننا کافی ہے اور شریعت اور احکام الہی کی تکالیف سے کلیتہً آزادی ہے نہ
کبھی آدمی غسل کرے نہ بول و براز کا استنجا کرے نہ نجاسات و قاذورات سے اجتناب
کرے بندۂ عاجز کو خدا سمجھے انبیای اولوالعزم کو چور اور ڈاکو سمجھے تحصیل معاش اور
مصارف مین حلال و حرام کا فرق نکرے تمام عمر جو فعل چاہے کرے اور صرف مسیح پر زبانی
ایمان رکھے ۔ گاڈفری ہگینس محقق نے خوب کہا ہے کہ جہان کہین ایمان زبانی کو عمل
پر ترجیح دی جاتی ہو اور یہ مسئلہ کافرانہ جاری ہو کہ وقت نزع توبہ سے سب گناہ معاف
ہوجاتے ہین وہان بجز برائی اور گناہ کے اور کیا امید ہوسکتی ہے ۔ دیکھو آنحضرت صلعم
کا وہ عمدہ اور پسندیدہ چال چلن تھا کہ یورپ کے محقق اور اہل بصیرت جسکی مدح و ثنا
کرتے ہین ۔ عالم انصاف دوست جان ڈیونپورٹ کہتے ہین کہ راقم نے بڑی کوشش
سے حال حضرت کا اتہامات کاذبہ اور الزامات قبیحہ سے بری کیا ہے اور اس امر حق کی
تائید کی ہے کہ آنحضرت اون بندگان ذوی الکرام کے زمرہ مین سے ہین جنکے بڑے بڑے

احسانات بنی آدم پر ہین بعض مؤرخین نے فرط تعصب سے راہ ضلالت اختیار کی اور
ایسے ایسے اتہامات نام پاک مروج مذہب توحید پر لگائے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان متعصبین نے
صرف اون ہی امور نیک سے مخالفت و انحراف نہین کیا جنکے بارہ مین خود مسیح نے
ایسی تاکید کی ہے بلکہ فہم مین بھی خطا کی ہے کیونکہ یہ لوگ اگر ذرا بھی تامل کرتے تو اون
پر واضح ہوجاتا کہ وہ پیغمبر خدا ہین اور اونکے احکام کا حسن و قبح اور مطابقت و مخالفت
شریعت عیسوی یا اور شرائع حال سے نہ دریافت کرنا چاہیے بلکہ حقیت اور عدم
حقیت شریعت آنحضرتؐ کی اونکے مذاہب کی نسبت دیکھنا چاہیے جو اوس زمانہ
مین ممالک مشرقیہ یعنی عرب وغیرہ مین مروج تھے خلاصہ یہ ہے کہ محمدؐ کو یہ تصور کرنا
چاہیے کہ وہ مہذب ملت اور بانی شریعت تھے اور ساتوین صدی عیسوی مین عرب
مین پیدا ہوئے اور اسبات کا اعتراف بھی یقیناً واجب ہے کہ آنحضرتؐ سے زیادہ
جلیل القدر کوئی شخص اقلیم ایشیا مین پیدا نہین ہوا جسکے وجود ذی جود پر وہ ملک
فخر و مباہات کرتا بلکہ حق تو یہ ہے کہ تمام عالم مین سلف سے آج تک آنحضرتؐ سے بہتر
بہت لوگ پیدا نہوئے ہونگے اگر ہم غور کرین کہ قبل بعثت آنحضرتؐ کیسے تھے اور بعد
بعثت کیسے ہوگئے اور یہ بھی بنظر تعمق دیکھین کہ آنحضرتؐ کی شریعت غرا نے کروڑہا
آدمیون کے دلون مین شعلۂ ایمان مشتعل کیا اور اب تک اونکے قلوب اوسی کے نور سے
منور ہین تو ہمکو ضرور ہوگا کہ ایسے شخص جلیل الشان اور عدیم المثال کی مدح سے
باز رہنا بڑی بے انصافی ہے اور اونکی نبوت کو محض بخت و اتفاق سے منسوب کرنا
قادر مطلق کی قدرت کاملہ پر حرف لانا ہے انتہی اور پھر یہی محقق ٹامس کارلائل
کا قول نقل کرتا ہے کہ جسکا فقرۂ آخر یہ ہے کہ ایسا صدق و صفا جیسا ہم نے بیان کیا

لہ صفحہ ۱۷ سطر ۱۲

کچھہ نکچھہ خدا سے علاقہ رکھتا تھا اور اوسکا کلام ایک صدا ہے جو خدا کے دل سے نکلتی ہے
لوگ توجہ سے سنین اوس آواز کو اور نہین تو کسی آواز کو نہ سنین اسواسطے کہ جتنی
باتین ہین اوس آواز کے مقابلہ مین سب مشکل ہوا کے ہین اور پھر کہتا ہے واضح ہو کہ
جناب مسیح جب مبعوث ہوئے تھے تو جو یہودی یہودیہ مین رہتے تھے اونکے اخلاق
بہت خراب ہوگئے تھے اور اوس ملک مین بجز حرص وطمع وظلم وجور کے اور کچھہ دکھائی
نہ دیتا تھا اسواسطے کہ اون لوگون نے ایمان کو بعض رسوم اور قواعد شدیدہ ظاہریہ
کے بجالانے مین منحصر رکھا تھا اور اصل اور لب کو ضائع کر دیا تھا پس مسیح کی رسالت
کا یہ مقصود تھا کہ شریعت اصلی اور طریقہ سابقہ موسٰی بحال کرین اسلیے تمام اقوال
مسیحی اس امر کیطرف منجر ہین کہ اخلاق وجدانی کو درست کرو اس تمہید سے یہ بات
خوب ثابت ہوتی ہے کہ اصل مین شریعت عیسٰی صرف مجدد ملت موسٰی تھی برآمد
علیحدہ نہ تھی لیکن برخلاف مسیح کے آنحضرت کو صرف اخلاق حمیدہ کی تعلیم وتاکید
نہین کرنی پڑی بلکہ عبادت خدائے یکتا بھی قائم کرنی پڑی عرب کے لوگ احکام
عبادت اور اخلاق دونون مین گمراہ تھے پس آنحضرت کا یہ مقصود تھا کہ مذہب اسمعیل
بانی قوم عرب کو از سر نو رواج دین اور وہ یہ تھا کہ خدای یکتا کی عبادت کرو پس آنحضرت
اس قول مین بیشک صادق تھے کہ مین عرب کو مذہب جدید نہین تعلیم کرتا ہون
بلکہ وہی دین سکھاتا ہون جو اونکے جد اسمعیل نے رواج دیا تھا۔ اب اہل انصاف
خیال کرین کہ آیا ممکن ہے کہ جس شخص نے اپنے ملک کے لوگون کے عقائد ورسوم ابدالآباد
کے لیے درست وشائستہ کیے ہون اور بعوض طریقہ باطلہ بت پرستی کے جس مین
سالہا سال سے غرق تھے عبادت خدا یتعالی برحق رواج دی ہو اور جس شخص نے

قبل اطفال موقوف کردیا ہو کہ عرب لڑکیون کو مار ڈالتے تھے اور استعمال مسکرات
ولہو ولعب موقوف کردی ہون جنمین بازی ہوتی تھی اور منشاے تخریب اخلاق
ہین اور جس شخص نے بہم تعدد ازدواج جو عرب مین منحصر تھی محدود کردی ہو پھر
ہم پوچھتے ہین کہ ایسا مصلح اور مہذب اور جلیل الشان جس نے ترویج احکام وقوانین
حقہ مین ایسی جانفشانی اور سرگرمی کی صرف ایک جعل ساز اور مکار تھا اور اوسکے
تمام افعال واقوال مین محض کذب وریا تھا آیا ہم وہم کرسکتے ہین کہ اوسکی رسالت
من جانب اللہ نتھی بلکہ اوسکا ایجاد تھا واقع مین ایسے شخص صادق اور صالح کو جو اپنے
خالق پر اعتماد ووثوق کامل رکھتا تھا اور جس نے عقائد واعمال عباد کو ایسا مہذب
اور درست کیا یہ کہنا چاہیے کہ یداللہ الصادق اور مرسل من اللہ تھا اور اس امر کا کون
مانع ہے کہ اگر اوس شخص کو عباد کاملین مین نہ سمجھین تو عباد صالحین مین تو تصور
کرین اور یہ کیون نہ یقین کرین کہ اوسنے اپنے زمانہ مین اپنی قوم کو صدق ورستی تعلیم
کی تھی اور اوسکو خدا نے اسواسطے مبعوث کیا تھا کہ اپنی امت کو اوسکی توحید وصداقت
سکھاوے اور اونکو ایسے احکام انتظام ملک اور اخلاق حمیدہ تعلیم کرے جو اونکے مناسب
حال ہون پس اس سے ثابت ہوا کہ بے شک آنحضرت کو اپنی رسالت کا ایسا یقین
واثق تھا کہ ہر چند کفار نے سخریہ اور مضحکہ کیا اور بہت کچھ ظلم وتعدی کی مگر آپ کا
قدم ثبات پیچھے نہ ہٹا اور ہر چند بہت کچھ ڈرایا اور تکلیف دی لیکن آپ اونکو توحید
اور حقیت خدا تعلیم کرنے سے باز نہ آئے اور ایسے اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ
کی اونکو ترغیب دی کہ آپ کے عہد تک کسی نے کبھی ایسے افعال اونکو تعلیم نکئے تھے
آنحضرت نے نہ تو ریاست دنیا طلب کی اور نہ حکومت عیقبی بلکہ صرف عفو ورحم

خدا سے طلب کیا اور اس امر کی توفیق مانگی کہ بندون کو بوعظ و نصیحت راہ راست پر
لائین درحقیقت آپکا یہ مقصود تھا کہ بندگان خدا انصاف کرین اور رحم کو دوست
رکھین اور بخضوع و خشوع اپنے خالق کے سامنے حاضر ہون اور یہ عقیدہ بھی آپنے
تعلیم کیا ہے کہ ایک روز سب عادل و ظالم پھر زندہ کیے جائین گے اور خدا کے سامنے
کھڑے ہون گے اور خدا اونکے درمیان انصاف کرے گا محمدؐ ایک غریب عرب نے اپنے
ملک کے قبائل وحشی مفلس برہنہ گرسنہ کو ایک گروہ معقول و مضبوط کر دیا —
بفرض اگر آنحضرتؐ کا مذہب روحانی نہین تاہم موافق عقل اور مفید خلائق ہے اور
واقع مین یہ مذہب اون عقائد باطلہ اور اوہام فاسدہ مین جو آنحضرتؐ کے زمانہ مین
عیسائیون مین مروج تھے اور جنکے سبب دین مسیحی کا نام خراب ہو گیا تھا اور اون
لوگون کے اخلاق بگڑ گئے تھے اسطرح بنایا گیا تھا کہ جسطرح ایک شاہراہ مضبوط کسی
دلدل مین نکالی جائے اور اس بات مین کسی طرح کا مبالغہ نہین کہ جب سے مسلمانون نے
نشو و نما پایا جس فرقہ عیسائیہ سے اونھین سابقہ پڑا اوسکے رسوم و عقائد و افعال
ایسے خراب اور لغو پائے کہ اونکی نظر سے گر گئے — اور مؤرخ محقق گاڈفری ہیگنس کہتے
ہین کہ جب بہت سے طول طویل عسیر الفہم عیسائی مذہبون پر خیال کیا جاتا ہے
تو شاید ایک حکیم دین اسلام کی خوبی اور سادگی اور سریع الفہم ہونے اور بے تکلفی
پر آہ کر کے پچتاوے کہ میرا مذہب ایسا کیون نہوا کہ مین ایمان لایا ایک اللہ پر اور
اوسکے رسول پر یا یون کہو کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یا یہ کہ مین اللہ پر ایمان
لاتا ہون اور اون مسائل پر جو خدای تعالی کے باب مین محمد نے تعلیم فرمائے الخ اور
پھر یہی محقق کہتے ہین کہ مجھ کو کوئی تعصب یا مذہب ایسا یا ونہین جو سخت خرافات

یا نہایت پیچ سے خواہ دونون سے پر نہو مگر مذاہب مقررہ سے جنکا بیان مین نے پڑہا ہے
محمدؐ کا مذہب نہایت سادہ اور حکیمانہ ہے اور اپنی اصلی پاکیزگی مین مشکلات کم
رکھتا ہے اس عقیدہ سے زیادہ سادہ اور کیا ہو سکتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور پھر لکھتے ہین کہ نہایت بری اور بے انصافی کی بات ہے کہ دین
عیسوی پسند کرنا اور دین محمدی کی حقارت کرنی — اور پھر کہتے ہین کہ اکثر اسلامی
قومون کا اخلاق عیسائی قومون کے اخلاق پر فوقیت رکھتا ہے جسکی صداقت
غیر متعصب سیاح انگریزون کو تسلیم کرنی پڑی ہے پادری صاحب
تعصب کو کام نفرماوین بنظر بصیرت انصاف سے دیکھین کہ آنحضرتؐ کا طریقہ اور
اونکی امت کا چال چلن کیسا کچھ عمدہ اور پسندیدہ ہے کہ دانا ذی علم جسکو پسند
کرتے ہین اور ناپسند کرنے والے کو بے انصاف اور متعصب کہتے ہین پس قطعًا اور
یقینًا اس طریقہ کا انجام دونون جہان مین اچھا ہے دنیا مین نیکنامی دوامی ہے اور
عقبی مین نجات اور راحت دائمی ہے اللھم احینی حیاۃ محمد وامتنی ممات
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **قولہ** ۲۹ جھوٹ سورۂ مریم مین لکھا ہے
یٰٓاُخْتَ ھٰرُوْنَ اے مریم ہارون کی بہن سورۂ تحریم مین ہے وَمَرْیَمَ ابْنَتَ
عِمْرٰنَ اور مریم عمران کی بیٹی واضح ہو کہ محمد صاحب نے اس مقام پر بڑا دھوکا
کھایا ہے عمران نام ہے ایک شخص کا جسکی بیٹی مریم نبیہ تھی اور موسی اور ہارون
اوسکے دو بیٹے تھے اور یہ مریم جنسے حضرت مسیح پیدا ہوئے اوس مریم سے ۱۴۹۱
برس پیچھے دنیا مین تھی مگر محمد صاحب جو سنی سنائی باتین قرآن مین لکھتے ہین
اونھون نے سمجھا کہ وہی مریم ہارون کی بہن اور عمران کی بیٹی تھی جنسے مسیح

پیدا ہوا اسلیے اپنے قرآن مین یہ غلط بات درج کر دی مگر متاخرین مفسرین کو جب
یہ غلطی معلوم ہوئی تو اونھون نے اخت ہارون اور ابنت عمران کے معنی بنانے
شروع کیے مگر کچھ معنی بن نہین سکتے یہان سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن اگر خدا کا کلام
ہوتا تو خدای عالم الغیب ایسی غلطی نکرتا اقول احادیث مین ہے کہ جب آنحضرت
کی طرف سے ایک شخص نے امرای نجران کی دعوت کو گیا تو اونھون نے اوس سے یہی
اعتراض کیا تھا اوس شخص نے اسکا کچھ جواب نہ آیا جب وہ شخص مدینہ مین آیا تو اوس
نے آنحضرت صلعم سے اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے یہ جواب کیون ندیا کہ اوس
زمانہ کا محاورہ یہ تھا کہ اچھے آدمی کو انبیا کے ساتھ منسوب کیا کرتے تھے کیا توریت
مین نہین ہے کہ جو بنی اسرائیل حضرت اسرائیل سے دسوین بیسوین چالیسوین پشت
مین تھے اونکو حق تعالی نے صرف اسرائیل کہا ہے کہ مین اسرائیل کے ساتھ یون
کرون گا اور ایسا کرونگا اور کلبی نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ہارون مریم کا علاتی
بھائی تھا اور اچھا آدمی تھا علاوہ اسکے جناب مریم حضرت ہارون برادر موسیٰ کی
اولاد مین ہین اور عرب کا محاورہ ہے کہ کبھی بھی قبیلہ کیطرف نسبت کرکے بولتے ہین مثلاً تمیمی کو یا اخا تمیم
اور زیانی کو یا اخا زیان اور محض اجنبی کو یا اخا عرب پس ممکن ہے کہ اہل بیت المقدس
نے جنکی زبان عربی تھی اسیطرح مریم کو یا اخت ہارون کہا ہو عاقل آدمی قرآن دان
کی عقل مین یہ بات کیونکر آسکتی ہے کہ جو شخص ہر ایک نبی کا حال خصوصاً موسیٰ و
ہارون کی ولادت سے آخر عمر تک کے حالات بیان فرمائے اور حضرت داؤد و سلیمان
اور دیگر انبیاے مابعد کے مفصل حالات بیان فرمائے یہان تک کہ یحییٰ و زکریا تک
کا حال مفصل بیان فرمادے جو مسیح کے ہمعصر تھے اور پھر وہ شخص حضرت عیسیٰ کو

خواہرزادہ موسیٰ کہنے اور مین خوب جانتا ہون کہ معترض کے نزدیک بھی اس آیت
مین کچھ اعتراض نہین مگر اصل یہ ہے کہ اوسے اپنے وعدہ کے موافق عیسائیون کیواسطے
اعجاز عیسوی کے اعتراضون کے مقابلہ مین کچھ اعتراضات بنا دینے ضرور ہین لیکن
یہ خبر نہین کہ ایسے اعتراضون سے اونکا ہی گھر خراب ہوتا ہے **قول ۱۰** جھوٹ
سورۂ نساء کے ۲۲ رکوع مین ہے مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ یعنی مسیح
کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب دی مگر عیسائیون کو شبہ پڑ گیا واضح ہو کہ عیسیٰ المسیح
کے مارے جانے کی نسبت اشعیاؑ نبی ۵۳ باب مین مسیحؑ سے ۷۱۲ برس آگے خبر دے
گیا ہے اور دانیالؑ و موسیٰؑ اور اکثر انبیاؑ اس واقعہ کی خبر دیتے آئے ہین مسیح
بارہا کہتا رہا کہ مین مرکے پھر جی اوٹھون گا اسکے سوا یہودی جنھون نے صلیب
دی ہے کہتے ہین کہ بے شک ہم نے اوسکو صلیب دی ہے اور شاگرد کہتے ہین کہ
ہمارے سامنے صلیب ہوئی بعد اوسکے جب وہ جی اوٹھا چالیس روز تک اونکے
ساتھ رہا اور اپنے زخم بھی دکھائے مگر محمد صاحب کہتے ہین کہ اوسکو صلیب بھی
نہین ہوئی خدا کے اگلے نبی غلط بولتے اور سارا جہان جھوٹ بولتا ہے خود صلیب
دینے والے بھی جھوٹے ہین مگر محمد صاحب جو چھ سو برس بعد پیدا ہوئے سچ بولتے ہین
جو کوئی نشانی نبوت کی بھی نہ رکھتے تھے **اقول** آیہ کریمہ اسطرح ہے وَقَوْلِهِمْ اِنَّا
قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ
مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا پادریصاحب نے یہان بڑا
زور و شور مچایا ہے اور بہت کچھ لکھا ہے تاکہ ناظرین اونکو سچا خیال کرین مگر یہ سمجھے

کہ در وغ کو فروغ نہین اور جہان زیادہ سراوٹھاتے ہین وہین ٹھوکر کھاتے ہین دیکھو
شُبِّہَ لَھُمْ کا مرجع یہود ہے کیونکہ پہلے سب ضمیرون کا مرجع بھی یہود ہے اور اونھین کو
قتل کا دعوی تھا مگر معترض نے بجاے یہود کے عیسائی لکھدیا ہے حالانکہ یہود کو شبہ
ہوا تھا چنانچہ بنا بر احادیث کے جب ططیانوس نامی یہود مسیح کی گرفتاری کو گھر کے
اندر گیا تو وہ خود مسیح کے مشابہ ہوگیا اور مسیح مرتفع ہوگئے جب وہ اندر سے باہر
آیا یہود نے اوسے مسیح سمجھکر صلیب پر رکھدیا اوسوقت یہود کو حیرت تھی کہ اگر یہ عیسیٰ
ہے تو ططیانوس کہان گیا اور اگر یہ ططیانوس ہے تو عیسیٰ کیا ہوا اور باہم اختلاف
ہوا لیکن اونھون نے اس امر عجیب کو ظاہر نکیا کہ مبادا لوگ اس معجزہ کو سنکر عیسیٰ سے
معتقد ہوجاوین اور قیصر پیلاطس جو پیشتر سے قتل مسیح پر رضامند نہ تھا برہم ہوجاوے
بہرحال سب یہود حاضرین کو شبہہ پڑگیا اور معترض جو کہتا ہے کہ اشعیا نبی خبر
دے گیا ہے سو باوجود تحریف بسیار کے بھی اشعیا کی عبارت مضمون قرآنی کی تصدیق
کرتی ہے کیونکہ اشعیا فرماتے ہین کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ مار اخدا کا کوڑا اور دکھایا ہوا ہے
پر وہ ہمارے گناہون کے لیے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکاریون کے لیے کچلا گیا
اوسکی قبر شریرون کے درمیان ٹھہرائی گئی وہ بعد قربانی کے اپنی نسل کو دیکھے گا اوس
کی عمر دراز ہوگی انتہی دیکھو بشرطیکہ مراد اس سے مسیح ہو تو اشعیا فرماتے ہین کہ ہم نے
خیال کیا نہ یہ کہ ایسا ہی واقع ہوا اور قبر کے حق مین بھی محض ٹھہرائی گئی فرماتے ہین
یعنی فرضی قبر نہ واقعی قبر اور عمر کا دراز ہونا بھی صاف اس امر پر دلالت کرتا ہے
کہ ایک لحظہ کو حیات مسیح منقطع نہین ہوئی ورنہ درازی عمر صادق نہ آوے گی دوبارہ
زندگانی کہنا چاہیے تھا اور قربانی والا فقرہ متشابہات سے معلوم ہوتا ہے یعنی قربانی

معترض نے اس بیان کو جو کہ
کا اتمام کیا ہے اندازہ
قول بیان شروع کیا
کیونکہ اوس مین ما صلبوہ
کا انکار لازم آتا ہے
وہ قول خلاف نص قرآن
ہے ۱۲ منہ

ظاہری مشابہ بقربانی حقیقی کیونکہ اگر قربانی کے معنی حقیقی لیے جاوین تو نسل کے
معنی حقیقی کیونکر درست ہونگے کیا معنی کہ مسیح کی نسل نہین جسے دیکھے اور بعد
جو معترض لکھتا ہے کہ دانیال و موسیٰ اور اکثر انبیا اس واقعہ کی خبر دیتے آئے ہین
جواب اسکا یہ ہے کہ معترض کو لازم تھا کہ اون اخبار کو بیان لکھتا اگر خبر دانیال
سے وہی چہلستان مہل مراد ہے جس مین ستر ہفتہ کا ذکر ہے تو وہ چہلستان نہ آج تک
کسی نے سمجھی اور نہ آیندہ کوئی سمجھے علاوہ اون خبرا بیون کے جو صاحب اعجاز عیسوی
نے اس عبارت مین بیان کی ہین بندہ نے دس اور نکالی ہین جو تعلیقات محمدیہ مین
مذکور ہین اور کچھ نمونہ اسی فصل کے نمبر ۲۲ مین بھی مذکور ہوگیا ہے پس اوس خبر سے
بشارت مسیح اور مصاوبیت و مقتولیت سمجھنا سودای خام ہے لایصلح العطار
ما افسد الدھر اور علی ہذا القیاس حضرت موسی اور دیگر انبیا کی عبارتین بھی
معترض نے نہین لکھین تاکہ ہم اونکو دیکھتے اور معترض نے جو یہ لکھا ہے کہ
مسیح بار بار کہتا تھا الخ سو اوس جناب نے ہرگز نہین کہا اون پر ناحق افترا ہے
اور جن انجیلون مین یہ لکھا ہے وہ حضرت مسیح کا کلام نہین بلکہ حواریون کی بھی
تصنیف نہین اور انجیلین بھی بہت سی ہین خود معترض کہتا ہے کہ مختلف مقامون
مین جو اجدا انجیلین تحسین ہدایۃ المسلمین صفحہ ۱۱۱ دیکھو برنباس کی انجیل مین
صلیب سے انکار ہے اور چند فرقہ قدیم کہتے ہین کہ بجاے حضرت عیسیٰ کے شمعون
قرینی صلیب دیا گیا اور فوطیس مؤرخ کتاب سیر الحوارین سے نقل کرتا ہے کہ عیسیٰ کے
عوض کسی اور کو صلیب ہوئی اور بعدہ جو معترض لکھتا ہے کہ شاگرد کہتے ہین
کہ ہمارے سامنے صلیب ہوئی سو اول تو جواب اسکا یہی ہے جو مذکور ہوا کہ یہ انجیلین

لہ اور سرخی کی اور دریسی کی اور دریسی کی اور نظامی کی اور کی اور کی اور کی

شاگردون کا کلام نہین تا کہ شاگردون کا قول معلوم ہو دوسرا جواب یہ ہے کہ شاگرد
تو وقت صلیب بھاگ گئے تھے اونکے سامنے کیونکر صلیب ہوئی اور بعد صلیب ۴۰
دن اونکے ساتھ کیونکر رہا کیونکہ مسیح نے تو صلیب سے کچھ پہلے یہ فرمایا تھا کہ اسکے بعد
پھر مجھے نہ دیکھوگے جب تک نہ کہوگے مبارک جو خداوند کے نام سے آتا ہے اور بالفرض
اگر پطرس نے دیکھا بھی ہو تو وہ بقول مسیح ایک دفعہ نہین تین دفعہ چھوٹا اور
بقول محققین عیسائیہ بعد مسیح سب حواریون نے غلطی کی اور سب مقدوح اور غیر معتبر
تھے چنانچہ خاتمہ مین اسکا بیان آتا ہے انشاء اللہ تعالی اور معترض جو یہ
کہتا ہے کہ یہودی جنھون نے صلیب دی ہے کہتے ہین کہ بیشک ہم نے صلیب دی
سو معلوم نہین کہ یہود کے ذکر سے کیا فائدہ ہوا یہ قول یہود کا تو اسی آیت مین موجود
ہے مگر اسکی حق تعالی نے تکذیب کر دی ہے اون بیدینون کا قول ہم پر کیا حجت
ہے وہ حضرت مسیح کی ولادت کی نسبت کیا کچھ نہین کہتے اسمین بھی اونکی شہادت
قبول کرنی چاہیے اور اگر مراد یہود سے وہی خاص یہودی ہین جنھون نے صلیب
دی تو شاید اونکی روحین عماد الدین سے خواب مین کہہ گئی ہونگی ورنہ اور طرح
تو اونکا مقولہ ثابت ہو نہین سکتا اور بعد اسکے جو لکھا ہے کہ سارا جہان جھوٹ
بولتا ہے مگر محمد صاحب جو چھ سو برس بعد پیدا ہوئے سچ بولتے ہین جو کوئی نشانی
نبوت کی بھی نہین رکھتے اسکا جواب یہ ہے کہ سارا جہان تو جھوٹ نہین بولتا
مگر معترض ضرور جھوٹ بولتا ہے کہ سارے جہان کا ذکر کرتا ہے سارے جہان کو
اس معاملہ کی کیا خبر اور اونکو اس سے کیا بحث جو وہ کہتے عیسائیون کے فرقہ اور
مورخ تک تو مختلف ہین اور صلیب سے انکار کرتے ہین پھر گمنام مجہول الاسم چند

انجیل نویسیون کا نام سارا جہان کیونکر ہوگیا بھلا جس کو اپنے ہم مذہبون کے انکا
صلیب کی خبر نہین اوسکو سارے جہان کی کیا خبر اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جو چھ سو برس بعد پیدا ہوئے وہ اسواسطے سچے ہین کہ وہ وحی الہی سے
فرماتے ہین اگر اونکے علم کا مدار اسی انجیل و توریت پر ہوتا جسطرح ناواقف متعصب
کہتے ہین تو وہ بھی عیسائیون کی طرح جھوٹ بولتے اور صلیب کا اقرار کرتے ورنہ
خیال کرو کہ ہرگاہ حضرت عیسیٰ کے ہر طرح مدح اور اوصاف قرآن مین مذکور
ہوئے تو انکار صلیب سے کیا نتیجہ تھا اور بعد اسکے جو لکھا ہے کہ انحضرت کوئی
نشانی نبوت کی نرکھتے تھے سو اسکا جواب اگرچہ بہت طویل ہے اور کتاب اون
معجزات کے اثبات کی مقتضی نہین مگر پادریصاحب کو یہ تو معلوم ہے کہ اگر کوئی معجزہ
نہ تھا تو علماے یہود مدینہ کیونکر ایمان لائے نجران کے نصاری مباہلہ سے کیون
بھاگ گئے شعراے عرب کہ جنھون مین ہر ایک نے انانیت کا جھنڈا کھڑا کر رکھا تھا
معقول ہوکر کیونکر معتقد ہوگئے بھلا کوئی دشمن اپنے دشمن کا فروغ چاہتا ہے کوئی
ہمسر اور حریف بعد صلح و صفائی کے بھی خادمانہ و غلامانہ اطاعت کرتا ہے۔ کیا
یہ شعرا و شرفا بجبر و اکراہ مسلمان کیے گئے یا بطمع مال ایمان لائے قبل از قوت
اسلام تو جبر و طمع کا احتمال بھی نہین اور بعد قوت بھی کسی شاعر کی نسبت جبر ثابت
نہین اور اگر بعد از قوت اسلام طمع کا اتہام کیا جاوے تو ان شعرا نے خود ایسا
ڈھنگ کیون نہین ڈالا جس سے خود مرجع خواص و عوام ہوجاتے یا پیغمبر کے مخالف
رئیسون سے کیون نہین ملے وہ لوگ تو بوجہ مخالفت پیغمبر کے شعرا کو بہت کچھ دینے
پر آمادہ تھے اور شعرا بھی روسا سے مدد چاہتے تھے کیونکہ یہ نقد تھا اور پیغمبر کے پاس امید

مظنون اور نسیہ مگر قوت نبوت نہ کسی مفسد رئیس کو سرسبز ہونے دیتی تھی اور نہ
کسی شاعر کے ارادہ کو پورا ہونے دیتی تھی پس فتوحات پیغمبر اور فصاحت وبلاغت
قرآن یہ دونون نبوت کی نشانی کیا کم تھین ۔ کیا یہ نشانی نبوت کی نہین کہ ایسے
ملک وشہر مین جہان علوم عقلیہ منقود اور علوم نقلیہ کالمعدوم اور جہان کے اہل کتاب
بھی جاہل ہو کر مثل عبدۃ الاوثان کے ضال ومضل ہو گئے ہون وہان ایک امی شخص
معارف ودقائق ذات وصفات الہیہ اور مدارک وحقائق توحید وتقدیس ربانیہ
اور دلائل وجود واجب الوجود اور براہین حدوث موجودات علویہ وسفلیہ اور ابطال
عبادت اوثان اور اثبات بعث ونشر ومعاد ایسے موجہ اور مدلل اور متین بیان فرماوے
کہ جسکے ادنی درجہ پر بھی حکمت حکمار اولین وآخرین اور فلسفہ فلاسفہ سابقین و
لاحقین نہ پہنچ سکے اور باوجود تکرار بیانات ودلائل کے مطالب ومقاصد کی تو فیق
مین اور منطوق ومفہوم کی تطبیق مین خلل واختلاف نہ پڑے ۔ کیا یہ نشانی نبوت
کی کم ہے کہ ایک ناخواندہ تنہا تجربہ کار مفلس آدمی قواعد وضوابط نظام مملکت اور
احکام وحدود سیاست ریاست اور قوانین معاملات اور آئین معاشرت ایسے مقرر
کرے کہ جن سے عقلار تجربہ کار اور حکمار ہوشیار متحیر ہون اور اونکی معقولیت ومتانت
کے مقر ومعترف ہون ۔ کیا یہ نشانی نبوت کی نہین کہ رسوم عبادت اور آداب
معاشرت ایسے متوسط اور معتدل بیان فرماوے کہ جو نہ مثل رسوم براہمہ وحکمار ہند
کے مخالف طبع انسانی اور تحمل اونکا شاق بلکہ مالایطاق ہو اور نہ مثل عادات فلاسفہ
ومسیحیان کے اون مین سراسر آزادی اور اطلاق ہو عقل انسان اسکو باور کرتی ہے
کہ ایسی باتین بلا تعلیم الہی اور بغیر وحی والہام حاصل نہین ہو سکتین عاقل صاحب

بصیرت کو یہی نشانی نبوت کی کافی ہے کہ آنحضرت صلعم نے دعوت اسلام اور احیاء
دین مین دولت و ریاست موروثی کعبہ کو ترک کیا اپنے خاندان اور قوم کی مخالفت
کا خوف نکیا اپنا مال و متاع مکتبہ کا بھی نقصان کیا اپنے مالدار اصحاب کو بھی فقیر
کرڈالا خانہ ویرانی کرکے ایک معزز تاجر سے ایک فقیر مہاجر ہوگئے اور اصحاب بھی آپکے
جلاوطن کرکے حبشہ وغیرہ کی طرف چلے گئے بجاے محبوب ہونے کے اقربا کے دشمن
جانی بن گئے مگر دعوت اسلام مین مستقل اور ثابت قدم رہے اور با اینہمہ آلام عدید
اور مصائب شدیدہ کے جو اہل مکہ سے اوٹھائے اپنے ارادہ محمودہ سے باز نہ رہے اور ہر چند کفار نے خانہ کعبہ
کی تولیت و ریاست دینے کی طمع دلائی مگر دل مین اوسکا خیال بھی نہ لائے اور اوسی
کلمہ توحید کی درخواست کرتے رہے اور اوسی کے قبول کرانے پر مستمر و مصر رہے اور
باوجود سلطان عرب ہوجانے کے پھر اوسی سادگی اور فقر و افلاس سے رہے اور باوجود
فتوحات کثیرہ اور اظہار شجاعت و ہمت کے دل مین ذرہ بھر غرور و تکبر نہ لائے۔
عما والدین نے ان امور عظیمہ اور علامات بینہ اور خوارق عادات بشریہ پر بھی لحاظ
کیا ہوتا جنکو محققین مسیحیہ بھی تسلیم کرتے ہین اور کج مج ہوکر متحیر ہوجاتے ہین اتقدہ
عمیت اور عصبیت کیا ضرور ہے **قولہ** یاد رکھنا چاہیے کہ مسیح کی صلیب جس
پر سب کی نجات ہے اور جسکا انکار قطعی کفر ہے اوسی کا انکار محمد صاحب نے کیا ہے تا
کہ نجات کی جڑ کاٹ کر لوگون کو جہنم واصل کرین نعوذ باللہ من ذلک **اقول**
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفر و شرک کی جڑ کاٹی ہے نہ نجات کی اور مستحقین
جہنم کو جہنم سے نجات دینا چاہا ہے شرک سے بچایا ہے تثلیث سے منع کیا ہے اور
صلیب کا انکار کیا کفر ہوسکتا ہے بہت سے فرقے عیسائیون کے خود صلیب سے

منکر ہین اور عند العقل اسپر نجات کا منحصر ہونا اور اعمال کا بیکار ہونا عجب پوچ
اور لایعنی بات ہے اسکی معقولیت بھی تثلیث سے کم نہین ۔ علاوہ اسکے انجیل
سے بھی اس پر نجات کا موقوف ہونا ظاہر ہے دیکھو یوحنا آیت ۲ باب ۲ وہم خط اول
مین لکھا ہے کہ مسیح نہ صرف ہمارا بلکہ سب دنیا کا کفارہ ہے اس سے صاف ظاہر
ہے کہ مسیح سب کی شفاعت کرائین گے خصوصًا اہل اسلام کی کہ وہ اون پر ایمان بھی
رکھتے ہین لیکن اہل اسلام کے نزدیک طریقۂ اسلام مین ہی نجات منحصر ہے پس عاقل کو
لازم ہے کہ ایسا مذہب اختیار کرے جس مین دونون فریق کے نزدیک نجات حاصل
ہو اور وہ طریق اور صراط مستقیم اسلام ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا

پانچوین فصل تحریف قرآن کے ابطال مین

قولہ فصل چہارم قرآن کی تحریف کے ثبوت مین کچھ احوال قرآنکا بطور مختصر بیان
ہو چکا اب یہ بات بیان کرتا ہون کہ اہل اسلام بہت جوش و خروش کے ساتھ بیان
کیا کرتے ہین کہ ہمارا قرآن بہت محفوظ اور مامون ہے محمد صاحب نے اپنے شاگردون
کو یاد کرایا تھا آج تک ہم لوگ اپنی زبان پر حفظ کرتے آئے ہین اوسکا ایک حرف بھی
نہین بدلا اور ہمین سہو کاتب ہونے کی بھی گنجائش نہین رہی یہ دعوی سوائے
عالمون کے جاہل لوگ بھی بازارون مین عیسائیون کے سامنے پیش کیا کرتے ہین
مگر مین کہتا ہون کہ یہ بھی مسلمانون کا جھوٹا دعوی ہے ضرور ہمین سہو کاتب یا سہو
قاری وقوع مین آئے ہین اور مسلمان لوگ ہرگز اوسکو اپنی زبان پر صحیح طور پر
حفظ نہین رکھ سکے بہت سی غلطیان اوس مین واقع ہوئی ہین انجیل مقدس کے اختلاف

قرأت مولوی صاحب نے بڑے جوش مین آکر بیان کیے جو ہمارے مسلم مین پر قرآن کے
اختلاف عبارات دیکھے اونکا کچھ ذکر نکیا کیونکہ محمد صاحب نے اپنا قرآن جن قاریون
کے سامنے پڑہا تھا سارا قرآن اونھون نے اوسیطرح یاد نہین رکھا صدہا لفظ خراب
کر ڈالے اور صدہا لفظ بھول گئے کہ اوس نے کیونکر بتلائے تھے اقول جب عیسائی
توریت و انجیل مین انواع و اقسام کے خلل اور تحریفات دیکھتے ہین اور حواریون
تک اوسکے راویون کے سلسلہ کا اتصال بھی نہین پاتے ہین اور نہ راویون کو معتبر اور
قابل شہادت اور ادھر قرآن کے ضبط اور حفاظت اور صحت اور تواتر اور شہرت کو مثل
آفتاب کے تابان پاتے ہین تو دل مین عجیب و عجیب پیچ و تاب کھاتے ہین اور کمال حسد
اور سوزش سے اوسپر نظر ڈالتے ہین اور ہمیشہ اوسکی عیب جوئی مین مشغول
رہتے ہین لیکن جب کچھ عیب نہین سوجھتا تو ناچار ہوکر اختلاف قرأت کو ہی تحریف
کرکے جتلاتے ہین اور منجملہ عیوب کے قرار دیتے ہین حالانکہ اس امر کو تحریف سے
کچھ نسبت نہین یہ قرآن کی عین خوبی و شرافت ہے کیا معنی کہ ایک لفظ کئی کئی
طرح سے پڑھا جاتا اور مطلب ایک ہی رہتا یا ایک عبارت کئی چند طرح سے ترکیب
ہوتا اور چند معنی ہوسکتا علم فصاحت و بلاغت مین عمدہ خوبی ہے اور فصحا
ایسی عبارت بنانے کا بہت قصد کرتے ہین اور نہین بن پڑتی اگر کسی کو اس صنعت
کی خوبی اور حسن کا یقین نہو تو علم بدیع مین دیکھ لے اور اگر اس علم بدیع کو
اہل اسلام کا ایجاد سمجھے تو اہل ہند خصوصًا سنسکرت کے شعرا سے دریافت
کرلے لیکن چونکہ یہ مطلب بہت طویل ہے اسواسطے اس کو اسی قدر تقریر پر ختم
کرکے اس ضروری امر کو بیان کرتا ہون کہ حقیقت مین مسلمانون کا یہ دعوی

بہت درست ہے کہ قرآن مین سہو کاتب اور سہو قاری کی بھی گنجایش نہین اور وجہ
اسکی یہ ہے کہ قرآن مجید حسب ضرورت وقتاً فوقتاً نازل ہوتا تھا اور جسوقت
نازل ہوتا تھا اوسی وقت آنحضرتؐ کسی اصحاب سے جو کاتبان وحی مقرر تھے
لکھنے کے واسطے حکم فرماتے تھے اور وہ کاتب اوسکو کاغذ پر یا پتھر کے ٹکڑون یا خرما کے پتے
یا چمڑے پر لکھ لیتے تھے اور جو اصحاب کہ زیادہ شائق تھے اور لکھنا جانتے تھے
خود بھی اپنے واسطے لکھ لیتے تھے مگر عموماً زبانی یاد کرنے کا دستور تھا یہان تک
کہ لکھنے والا بھی تحریر کے بھروسے نہ رہتا تھا وہ بھی نوک زبان یاد کر لیتا تھا کیونکہ
ہر مسلمان کو نماز مین کسی قدر قرآن زبانی پڑھنا ضرور تھا اور اسواسطے اکثر اصحاب
حافظ قرآن تھے اور بعض اصحاب مثل علی ابن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ
بن زبیر و زید بن ثابت و ابی بن کعب وغیرہم ایسے تھے کہ وہی سب سے زیادہ قرآن
کے شغل و اہتمام مین مصروف رہتے تھے ایک ایک آیت کو بکمال جزم و احتیاط
آنحضرتؐ سے سیکھتے تھے اور یاد کرتے تھے اور آنحضرتؐ کے دورہ مین شریک رہتے تھے
اور خود آنحضرتؐ کو قرآن کے حفظ و ضبط و اشتہار مین نہایت اہتمام تھا چنانچہ نزول وحی
کے وقت نہایت تیزی سے آپ وحی کو پڑھنے لگتے تھے اور جب جامل وحی رخصت ہو جاتا
تھا تو آپ اوسی وحی کے یاد کرنے مین مصروف ہو جاتے تھے اور فوراً اوسے لکھوا دیتے تھے
کہ مبادا کچھ ضائع ہو جائے یہان تک کہ آنحضرتؐ کے اس شوق و احتیاط و اہتمام کو دیکھکر
بنظر ترحم خود جناب باری سورۂ قیامت مین فرماتا ہے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ
اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ اور جب کوئی قبیلہ مسلمان ہوتا تھا تو آنحضرتؐ کسی شخص کو
اصحاب مین سے اوس قبیلہ مین بھیج دیتے تھے تا اونکو قرآن اور مسائل عبادت تعلیم کرے

اور چونکہ آنحضرت کی حیات مین اسلام اکثر ملک عرب مین شایع ہوگیا تھا اسواسطے قرآن بھی
ہر جگہ مشتہر ہوگیا تھا بحر قلزم سے لے کر مین کے کنارے تک اور وہان سے خلیج فارس
کے آخر تک اور فرات سے ہوتا ہوا ملک شام کے کنارے کنارے بحر قلزم تک تمام ملک
اسلام سے معمور تھا اس مین کثرت سے دیہات و قصبات تھے اور بحرین اور نجد و یمن
و عمان و قبیلہ طی و ربیعہ و فضاعہ و طائف و مکہ و مدینہ وغیرہ شہرون اور بستیون مین
قرآن کی تلاوت بڑی کثرت اور شوق اور احترام سے ہوتی تھی — علاوہ اسکے ہمیشہ
سے اہل عرب کی عادت اور طبیعت مین یہ بات داخل تھی کہ نصیحت اور تاریخی حالات کے
شوق سے اشعار اور قصائد کو حفظ کر لیا کرتے تھے اور چونکہ قرآن مین مضامین عالیہ اور
نصائح مفیدہ اور خدا کی صفات اور مکارم اخلاق اوس زمانہ کے کاہنون اور شاعرون
کے خیالات سے نہایت عمدہ اور افضل تھے اور باایں ہمہ فصاحت و بلاغت مین بے نظیر اور بے مثل
تھا اسوجہ سے اہل عرب قرآن کو اور بھی زیادہ پسند کرتے تھے اور عبارت اور مضمون
دونون کی خوبی پر لوٹ جاتے تھے اور عجیب چیز کی طرح اوسکو سنتے تھے اور رغبت سے
کان لگاتے تھے یہ امور اوس زمانہ کی رسم و عادت کے موافق اور بھی حفاظت و
نگہداشت کے موید ہوئے — جناب سید مرتضے علم الہدی علی بن حسین فرماتے ہین ان
القران کان علی عهد رسول الله صلعم مجموعا مولفا علی ما هو علیه الان و کان
یدرس و یحفظ جمیعه فی ذلك الزمان و انه کان یعرض علی النبی و یتلی علیه و
ان جماعة من الصحابة کعبد الله بن مسعود و ابی بن کعب و غیرهم ختموا القران
علی النبی صلعم عدة ختمات و کل ذلك یادنی تامل یدل علی انه کان مجموعا من مبدا
غیر منثور و لا ملتوث اور رئیس المحدثین شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ رسالہ اعتقادات

مین فرماتے ہین واعتقادنا ان القران الذی انزلہ اللہ علی نبیہ ھو ما بین الدفتین
وما فی ایدی الناس ولیس اکثر من ذلک ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر
من ذلک فھو کاذب اور شیخ جلیل اسوۃ المحدثین محمد بن حسن الطوسی تفسیر تبیان مین
فرماتے ہین والصحیح من مذھبنا ھو الذی نصرہ المرتضی وھو الظاھر فی
الروایات الخ اور زبدۃ المحدثین شیخ حر عاملی رسالہ تواتر قرآن مین فرماتے ہین
من تتبع الاخبار فی تضاعیف الآثار من کتب الاحادیث والتواریخ وغیر ذلک فانہ یعلم
قطعا ان القران کان فی غایۃ الکثرۃ نقلہ من الناقلین اکثر منھم وانہ ما زال
یزید وقد تقدم فی کلام المرتضی انہ کان مجموعا مرتبا علی عھد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ الخ ویاتی کثیر مما یدل علی ذلک فظھر انہ بلغ حد المتواتر
بل زاد علیہ بمراتب کثیرۃ الخ اگر کوئی کہے کہ کتب اہل اسلام مین بعض روایات ایسی
بھی ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کہین کہین دو چار لفظ عہد رسالت مین پڑھے جاتے
تھے اور اس قرآن مین نہین ہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ وے روایات یا ضعیف ہین یا
آحاد ہین یا ماول ہین اسواسطے مفید علم ویقین وقطع نہین ہو سکتی ہین اور قرآن بغیر
تواتر کے جو مفید یقین ہے ثابت نہین ہو سکتا ۔ شیخ ابو جعفر طوسی تفسیر تبیان
مین ایسی روایات کی نسبت لکھتے ہین طریقھا الاحاد التی لا توجب علما اور سید
مرتضی علم الہدی فرماتے ہین فان الخلاف فی ذلک مضاف الی قوم نقلوا اخبارا
ضعیفۃ ظنوا صحتھا لا یرجع بمثلھا من العلوم المقطوع علی صحتہ ۔ اور قسم بھی
کہتا ہے کہ باینہمہ ان روایات کے معانی ایسے محکم اور صاف نہین جن سے ثابت ہو جاوے
کہ اصل قرآن کچھ اس سے زائد تھا بلکہ وہ الفاظ بطور شرح اور حواشی کے ظاہر ہوتے ہین

جسطرح بعض آدمی اپنی یادداشت کیواسطے حاشیہ پر لکھ لیتے ہین یا بسطر توضیح معانی تحریر
مین کہدیتے ہین اور ہم اسلام ایمان اور اعتقادیات مین نہ روایات آحاد پر عمل نہین
کرسکتے اور قرآن ہی پر کیا موقوف ہے اکثر مسائل مین احادیث موضوعہ اور ضعاف
اہل اسلام کے درمیان موجود ہین مگر کوئی اون پر عمل نہین کرتا — حق یہ ہے کہ
جسطرح اہل اسلام نے قرآن کی حفاظت اور صیانت کی ہے اسطرح کسی فرقہ نے اپنی
کتاب کی حفاظت نہین کی اور جس درجہ قرآن کا تواتر ہر عہد اور ہر طبقہ مین ثابت اور
ظاہر رہا ہے اس مرتبہ پر دنیا کی کسی کتاب کا تواتر ثابت نہین مشرق سے مغرب تک
تمام دنیا کے قرانون کو دیکھ ڈالو تو ایک ہی متن بعینہ ملیگا اور کوئی لفظ غلط یا
مشکوک نہوگا جس کی صحت مین حفاظ اور اہل علم کو تامل ہو یہان تک کہ ملک یورپ خصوصًا
انگلستان کے علمائے عیسائیہ جو پادری صاحب سے ہزار درجہ زیادہ محقق اور ماہر ہین
اور انکے برابر عربی زبان سے بھی واقف ہین بڑے جوش و خروش سے حفاظت اور
عدم تحریف کو بیان کرتے ہین چنانچہ عالم محقق فاضل مدقق سر ولیم میور صاحب
سیرت محمدی مطبوعہ ۱۸۶۱ء کے جلد اول صفحہ ۵ مین لکھتے ہین کہ محمدؐ کی حیات مین قرآن
کی حفاظت صرف ان متفرق تحریرون مین ہی منحصر نہین تھی یہی وحی الہی تمام
مسلمانون کا نبی تھا ہر ایک جماعت عام مین قرآن پڑھنا ضرور ہی تھا اور خلوت
مین قرآن کی تلاوت اور ذکر باعث ثواب عظیم تھا یہ مضمون تمام روایات قدیمہ مین
متواتر المعنی ہے اور خود قرآن سے بھی پایا جاتا ہے اسی کے مطابق ہر ایک مسلمان
اسکو کم و بیش حفظ کرتا تھا اور مسلمانون کے قدیم سلطنت مین جو شخص جس مقدار
تک قرآن پڑھ سکتا تھا اوسی اندازہ کے موافق اوسکے قدر و منزلت ہوتی تھی اور

عزت کی رسم سے اوسکی زیادہ تائید ہوئی وہ لوگ نظم کے تو از حد مشتاق تھے اور ن
کتابت کا سامان کافی اون کے پاس موجود تھا کہ خطبون کو لکھ رکھتے اس لیے مدت سے وہ
لوگ اس کے عادی ہو رہے تھے کہ اشعار و خطب کو اپنے دل کی زندہ تختیون پر منقش
کر رکھتے تھے قوت حافظہ اونکی انتہا درجہ پر تھی اور اوسکو وہ لوگ قرآن کے باب مین
بکمال سرگرمی کام مین لاتے تھے اونکا حافظہ ایسا مضبوط اور اونکی محنت ایسی قوی
تھی کہ حسب روایات قدیمہ اکثر اصحاب محمد صلعم پیغمبر کی حیات ہی مین بڑی محنت کے ساتھ
تمام وحی کو حفظ پڑھ سکتے تھے ــــ اور پھر اسی باب مین لکھتے ہین کہ عرب کا حافظہ
کیسا ہی دیرپا کیون نہو تاہم ان تحریرون کو جو صرف یادہی سے لکھی جاتین ہم بے اعتبار
سمجھ لیتے لیکن اس امر کے باور کرنے کی وجہ معقول ہے کہ بہت سی مجزا لفصلین جن مین
کل قرآن شامل تھا یا جو تقریبا کل پر محتوی تھین مسلمانون نے پیغمبر کی حیات مین
لکھ لی تھین ان لوگون کو لکھنے کی استعداد حاصل تھی تو صحیح نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جو چیز
ایسی حفاظت شدید سے یاد کی جاتی تھی وہ اسی طرح بکمال احتیاط لکھی بھی جاتی ہوگی
اور پھر اسی مقام پر متصلا لکھا ہے کہ ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ جب کوئی قبیلہ مسلمان ہوتا تھا
تو محمد صلعم کی عادت تھی کہ اپنے اصحاب مین سے کسی ایک یا دو صحابی کو اونکے پاس بھیجدیتے
تھے تاکہ اونکو قرآن اور ضروریات دین سکھلاوین اور اکثر خبر ملتی ہے کہ وہ اپنے ساتھ
مذہبی امور کی تعلیم کے لیے تحریرین لیجایا کرتے تھے پس لاجرم یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ لوگ
قرآن کی ضروری سورتین بھی ہمراہ لیجایا کرتے ہونگے بالتخصیص وہ اجزای قرآن جن پر
مذہبی رسوم موقوف تھین اور نماز مین اکثر پڑھی جاتی تھین علاوہ ان تصریحات
کے جو قرآن ہی مین خود اسکے مکتوب ہونے پر پائی جاتی ہین ایک صحیح روایت مین جس

مین عمر کے مسلمان ہونے کی کیفیت مروی ہے قرآن کی بیسوین سورہ کی نقل کا تذکرہ ہے جو عمر بن الخطاب کی بہن کے گھر مین وہ نقل اونکے ذاتی مصرف کے لیے تھی یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے جو ہجرت سے تین یا چار برس پیشتر گذرا پس اگر اوس زمانہ مین قبد آن کی نقلین لکھی جاتی تھین اور عام تھین اور ان حالیکہ مسلمان کم اور مظلوم تھے تو یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ جب پیغمبر صلعم کو قوت ہوئی اور یہ کتاب اکثر ملک عرب کے لیے شریعت قرار پائی تو اوس وقت قرآن کے نسخے کثرت سے بڑھ گئے ہونگے ایضاً صفحہ ۱۹۹ + اور راڈویل صاحب سورۂ قیامت وطہ کی بعض آیات سے استنباط کرکے لکھتے ہین کہ شروع ہی سے محمد صلعم نے ایک لکھی ہوئی کتاب کے مشتہر کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اور آیہ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ کے حاشیہ پر لکھتے ہین کہ یہ آیت اس امر پر متضمن ہے کہ لااقل قرآن کے اجزا کی نقلین عام کے استعمال مین موجود تھین اور جب عمرؓ ایمان لائے اور اونھون نے اپنی بہن کے ہاتھ سے بیسوین سورہ کی نقل لینی چاہی تب اونکی بہن نے اسی آیت کا حوالہ دیا تھا ـــــ اور مسٹر اڈوارڈ گبن نے لکھا ہے کہ قرآن کی بہت سی نقلون سے وہی اعجاز کا سا خاصہ یگانگت اور عدم قابلیت تحریف کا متن ثابت ہوتا ہے تاریخ رومۃ الکبری جلد ۶ باب ۵۰ ـــــ اور پھر سر ولیم میور صاحب محمد کی سیرت مذکور کے جلد اول صفحہ ۲۷ مین لکھتے ہین کہ نہایت قوی گمان پر ہم اقرار کرتے ہین کہ ہر ایک فقرہ قرآن کا صحیح اور بلا تبدیل محمد صلعم ہی کا کہا ہوا ہے اور اسکے نتیجہ مین جیسا کہ وان ہیمر نے کہا ہے یہ کہتے ہین کہ قرآن کو ہم بالیقین ایسا ہی محمد کا کلام کہتے ہین جیسا کہ مسلمان اوسکو کلام الہی سمجھتے ہین اور پھر ایک جگہہ لکھتے ہین اور خوب لکھا ہے کہ عثمان والا نسخہ ہم تک بلا تحریف چلا آیا ہے درحقیقت ایسی

احتیاط سے اسکی حفاظت ہوئی ہے کہ قرآن کے بے شمار نسخون مین جو اسلام کے کثیر الوقعت
مملکت مین منتشر ہین بڑے اختلاف نہین ہین بلکہ یون کہنا چاہیے کہ بالکل اختلافات
نہین ہین محمد صلعم کی وفات کے بعد ایک چہارم صدی مین قتل عثمانؓ کے وقت سے
تنازع اور شدید مخالفتین ہونے سے مسلمانون مین پھوٹ پڑ گئی تھی تاہم ان مین
ایک ہی قرآن ہمیشہ سے جاری رہا اور سب مین بالاتفاق اسی ایک ہی قرآن کا استعمال
مین رہنا اس بات کے ثبوت کی ایک لاجواب دلیل ہے کہ ہمارے پاس اب وہی کتاب
ہے جو اس مظلوم خلیفہ کے حکم سے لکھی گئی تھی غالبًا دنیا مین کوئی اور ایسی کتاب
نہین ہے جو بارہ سو برس تک ایسی صحیح المتن رہی ہو اب پادری عماد الدین ان
بیانات کو نظر بصیرت سے دیکھین اور سمجھین مجھکو زیادہ کہنے کی حاجت نہین رہی
صرف اتنا ہی کہتا ہون الفضل ما شہدت بہ الاعداء ——— یہان اگر کوئی
یہ شبہہ کرے کہ ہرگاہ آنحضرت صلعم کی حیات مین قرآن سب لکھا ہوا موجود تھا تو خلافت
اول مین جمع ہونا کیا معنی اور خلیفہ ثالثؓ کا جامع القرآن ہونا کیسا جواب یہ ہے
کہ خلافت اول مین قرآن جمع کیے جانے اور اوس سے پہلے جمع نہونے کی خبر منجملہ اخبار
آحاد ہے پس یہ خبر قطعی اور یقینی امر کے معارض نہین ہو سکتی اور نہ واقعی معاملہ کا
مقابلہ کر سکتی ہے خیال کیجیے کہ یمامہ کی لڑائی بقول واقدی وابی معشر ۱۲ھ ہجری
کے ربیع الاول مین ہوئی اور بقول طبری ۱۱ھ مین اور بقول دیگر ۱۱ھ کے آخر مین
اور زمانہ خلافت اول دو برس اور دو مہینے مشکل پہنچا ہے اور زید بن ثابت کی تتبع و
تلاش ایک عرصہ معتدبہ تک رہنی چاہیے کیونکہ درحالیکہ قرآن غیر مرتب ہو تو کھجور کے پتے
اور پتھر کے ٹکڑے اور چمڑے کے ورق اور ہڈیان ڈھونڈھنے اور حافظون کو جمع کرنے

اور اونسے لکھنے مین بہت مدت گذری ہوگی اور بعدہ سلسلہ وار اور تہذیب آیات اور باسلوب خوش لکھنے اور نقل ثبتی مین دیر ہوئی ہوگی پس ضرور تھا کہ یہ معاملہ بہت مشتہر ہوتا اور مثل جنگ بدر و احزاب کے اسکا شہرہ مسلمانون مین پڑتا اور صحاح احادیث مین اسکی روایتین بہت پائی جاتین مگر تمام صحاح کو دیکھہ ڈالو یحیی بن زید بن ثابت اور یحیی بن عبد الرحمان اور لیث بن سعد اور ابن شہاب اسکے ناقل ملتے ہین اور نہین ——

ہان بقول مشہور تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ان روایات احاد سے بوجہ اختلاف اگر ثابت ہوگا تو بالاجمال اسقدر کہ خلیفہ اول رض نے بتحریک خلیفہ ثانی رض قرآن کی کتابت و نقل پر کچھہ توجہ کی لیکن بعد اسکے کتاب رسول مقبول صلعم کے خلفاء کی توجہ کیواسطے اسی قدر محل اور موقع باقی نکلتا ہے کہ آنحضرت کا خاص قرآن بوجہ تفرق اوقات وحی کے متفرق اوراق پر تھا اور بعض آیات بوجہ سر دست نہ ملنے کاغذ کے چمڑے وغیرہ پر ہونگے اسواسطے خلیفہ اول نے چاہا کہ یہ اوراق منتشرہ مجتمع ہوجائین اور تبرکا محفوظ رہین اور اسی اصل قرآن سے ایک قرآن خوشخط نقل ہوکر مجلد اور مربوط دار الخلافت مین رکھا رہے اور بطور ہدایت نامہ اور قانون ریاست کے سمجھا جاوے اور بنظر احتیاط دیگر اصحاب کے قرآنون سے اور حفاظ سے پڑھوا کر مقابلہ کرا لیا ہوگا چنانچہ اسی کے قریب محقق حارث محاسبی نے بھی لکھا ہے کتابة القران لست بحدثة فانه صلی الله علیه وسلم کان یامر بکتابته ولکنه کان مفرقا فی الرقاع والاکتاف والعسب فانما امر الصدیق بنسخها من مکان الی مکان مجتمعا وکان ذلک بمنزلة اوراق وجدت فی بیت رسول الله صلعم فیها القران منتشر فجمعها جامع وربطها بخیط حتی لا یضیع منها شیئ کما فی النوع الثامن عشر من الاتقان ——

اور عثمان جامع القران کسیطرح نہین اونھون نے صرف اسی قدر کیا تھا کہ جب اون کو معلوم ہوا کہ بعض لوگ کہین کہین قرات الفاظ مین اختلاف کرتے ہین تو اوسی قرآن خلیفۂ اول رض کو زید بن ثابت اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن الحارث بن ہشام وغیرہ سے پھر نظر ثانی کراکے اوسی کی نقلین جابجا دیار و امصار مین بھیج دین اور جن لوگون کے پاس قرآن کی ناقص سورتین یا متفرق اجزا تھے اور بوجہ بشریت یا بوجہ غیر حاضری خدمت رسول یا دیگر اسباب سے اونکے اجزا مین آنحضرتؐ کے قرآن سے اختلاف رہ گیا تھا اونکو جلوا دیا چنانچہ حارث محاسبی کا قول اتقان مین ہے المشھور ان جامع القران عثمان ولیس کذلک ——— اور اگر پادریصاحب اس بیان واقعی کو تسلیم نکرین اور براہ تعصب نہین روایات احاد سے استدلال کرکے وہی دعوی کیے جاوین کہ مسلمان صدہا الفاظ بھول گئے تاہم اونکا دعوی غلط ہے کیونکہ بر سبیل تنزل ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ جن لوگون نے وہ اخبار آحاد نقل کیے ہین اونکو وہ مقامات بھی معلوم ہین پھر بھول جانے کا اتہام کسی جماعت اسلام پر درست نہین ہوسکتا یہ امر خاص توریت و انجیل کا ہی حصہ ہے **قولہ** یہ دو قسم کی غلطیان ہین اول آنکہ سب لفظون کے اعراب یعنی زیر زبر پیش سکون وقف مد و شد محمد صاحب کے بتلانے کے موافق نہین ہین اور بعینہ کسی مسلمان کو یاد نہین رہے یعنی لفظ حج بالفتح اور حج بالکسر قرآن مین آیا ہے اب ضرور ہے کہ محمد صاحب کا محاورہ ایک ہوگا پر مسلمان کہتے ہین کہ جسطرح چاہو پڑھلو پر صحیح نہین بتلا سکتے کہ اونکا محاورہ کونسا تھا اس قسم کی غلطیان ان حافظون نے صدہا جگہہ قرآن مین کر ڈالی ہین دوسری قسم کی غلطیان یہ ہوئی ہین کہ حافظون نے صدہا لفظ بھی یاد نہین رکھے کوئی کہتا ہے یہ لفظ محمد صاحب نے

بنا یا تھا اور کوئی دوسرا لفظ بتلاتا ہے **اقول** اختلاف قرأت کو خلط کہنا بھی غلطی ہے کیونکہ اختلاف قرأت اصل لغات عرب مین موجود ہے مثلاً لفظ کبد تین طرح سے پڑھا جاتا ہے اور ابل اور کتف دو طرح سے اور بجاے لعل عل بھی بولتے ہین اور لدن کو کئی طرح سے بولتے ہین لدن لدن لدن لد لد لد اور اختلاف قرأت کچھہ زبان عرب پر ہی موقوف نہین اپنے اپنے طرز و قاعدہ سے ہر زبان مین ہے مثلاً فارسی مین آب اور آز اور اشکم اور شکم ہندی مین جوگ ویوگ اور منش ومنکھ اور اختلاف قرأت کی دو قسم کرنے سے معترض کی یہ غرض ہے کہ ناواقف لوگ دوسری قسم کو یہ خیال کرین کہ قرآن مین اس قسم کا اختلاف ہے کہ کوئی زید کہتا ہے اور کوئی اوسکی جگہہ عمر اور کوئی احمد کہتا ہے اور کوئی اوسکی جگہہ الدم یا اور کچھہ کہتا ہے یہ محض سفسطہ ہے کیونکہ جسکو وہ کہتا ہے کہ صدہا لفظ یاد نہین رکھے وہ زبان عرب مین حسن عبارت ہے کہ ایک لفظ کئی طرح سے پڑھا جاتا ہے اور مطلب ایک ہی رہتا ہے مثلاً تعلمون بصیغہ حاضر اور یعلمون بصیغہ غائب بندون کے حق مین وارد ہوا یعنے خواہ یون کہو کہ جو وہ عمل کرتے ہین اوسکی سزا پاوین گے خواہ یون کہو کہ جو تم عمل کروگے اوسکی سزا پاؤگے بہرحال دونون حالتون مین بندون کے اعمال کی سزا کا اظہار مقصود ہے کوئی اہل علم خصوصاً عربی دان اسکو یہ نہین کہہ سکتا کہ مسلمان لوگ اصل لفظ کو بھول گئے اگر کوئی خوبی عبارت نکہے گا تو اختلاف قرأت کہیگا مگر غلطی ہرگز نہین کہے گا اور اس اختلاف قرأت کی دو قسمین کرنا بھی غلط ہے بلکہ عربی زبان مین اختلاف قرأت کی سات صورتین ہین اور لاتغییر کلمہ کا یعنی اختلاف قرأت صرف حرکات و اعراب مین ہو بغیر اسکے کہ معنی اور صورت مکتوبی مین تغیر ہو مثلاً ج

بالفتح و بالکسر جسطرح لفظ کبد تین طرح سے ہے ثانیاً اعراب کے تغیر سے مفہوم مین تغیر ہوجاوے مگر صورت مکتوبی اور حاصل مطلب متکلم کا متغیر نہو مثلاً کلماتٍ بالنصب والرفع آیۂ فتلقی آدم من ربہ کلمات مین اور اذ تلقونہ ثالثاً کلمہ کے حروف مین تغیر ہو اور اوس سے معنی اور مفہوم مین بھی تغیر ہوجاوے مگر حاصل مطلب متکلم اور صورت مکتوبی متغیر نہو مثلاً بعض جگہہ یعلمون اور تعلمون اور کیف ننشزھا بالزاء المعجمہ و بالراء المہملہ رابعاً کلمہ کی صورت مین تغیر ہو مگر معنی مین نہو مثلاً الصراط والسراط اور وانکانت لاصیحۃ والا زقیۃ خامساً صورت اور معنی دونون مین تغیر ہو مگر حاصل مطلب متکلم متغیر نہو مثلاً فامضوا اور فاسعوا واذا مشوا واذا مرّوا سادساً کلمہ کی تقدیم و تاخیر کے سبب تغیر ہو مگر معنی اور مطلب متغیر نہو مثلاً وجاءت سکرۃ الموت بالحق اور وجاءت سکرۃ الحق بالموت سابعاً حروف کی زیادتی وکمی سے تغیر ہو مگر معنی و مطلب متغیر نہو مثلاً مالک یوم الدین وملک یوم الدین وانجینا وبجینا اور بعد اور باعد اور وصی اور اوصی اور وما عملت ایدیھم وما عملتہ ایدیھم کیونکہ ضمیر مفعولی کو خواہ لکھو یا نہ لکھو بہرحال مراد ہے ۔ یہ سب صورتین اختلاف قرأت کی ہین انکو کوئی تحریف نہین کہہ سکتا کیونکہ جب تک لفظ کے تغیر سے متکلم کے مقصود مین خلل نہ پڑے تب تک قرأت کا ہی اختلاف کہلائے گا ہان اگر اس اختلاف لفظ سے متکلم کے مقصود مین خلل ہو تو وہ تحریف اور غلطی ہے اور اسواسطے ضرور ہے کہ بعض صورتین متکلم کی مراد بھی معلوم ہو تاکہ اوسکی حفاظت رہے معترض نے جسقدر الفاظ قرانی اس کتاب مین لکھی ہین وہ ان اقسام ہفتگانہ سے خارج نہین اور چونکہ وہی سب الفاظ ایسے ایسے مقامات کے ہین کہ جہان متکلم کی مراد ظاہر اور بدیہی ہے اور قطعاً معلوم اور متیقن ہے اسواسطے اون الفاظ کے اختلاف قرأت سے مطلب مین کہین خلل

نہین پڑتا علاوہ اسکے ہم اہل اسلام عبارت قرآنی کا مطلب محض قرآن سے سمجھکر
مطمئن نہین ہوتے بلکہ قرآن کے معانی احادیث اور روایات اصحاب سے معلوم کرتے
ہین جسطرح سے اکثر اشعار عرب کے معانی منقول ہوتے ہین بالجملہ اختلاف قرأت کو غلطی
کہنا عین غلطی ہے اور جو اہل علم دو تین زبانون کو جانتے ہین وہ ایسے شخص کو خبر و
نافہم یا متعصب کہین گے خصوصًا اوسکو جو الحاقات مصرحۂ نصاریٰ اور شکوک عبارتون
کا نام اختلاف قرأت رکھے اور عبارت قرآنی مین صرف تغیر حرکات و حروف جس سے
مراد متکلم مین خلل نہ پڑے تحریف کہے اہل علم جانتے ہین کہ اختلاف قرأت مفردات الفاظ مین ہوتا ہے
عبارت یعنی جملون کے غائب ہوجانے اور زیادہ ہوجانے کو اختلاف قرأت نہین
کہتے اور اختلاف قرأت ہر زبان کا اوسی زبان کے الفاظ تک اکثر رہتا ہے اور جب
اونکا ترجمہ ہوگیا تو پھر اختلاف قرأت کہان اور معترض نے جو ایک عام فریب بات
کہی ہے کہ محمد صاحب کا ضرور ایک محاورہ ہوگا یہ محض غلط ہے کیونکہ ہرگاہ اون کی
زبان مین ایک لفظ کئی طرح پڑھا جاتا تھا تو اونکا ایک محاورہ کیونکر ہوسکتا ہے
قولہ مگر ان مولویون نے اس عیب چھپانے کے واسطے یون کہا ہے کہ قرآن
سات قرأت پر نازل ہوا ہے جونسی قرأت پڑھو وہی صحیح ہے پہلے ہم اسکا جواب
دی لین پھر کچھ بات کرین گے واضح ہو کہ مسلمانون کا یہ دعوی کہ قرآن ہفت
قرأت مین نازل ہوا ہے بالکل جھوٹ ہے وہ حدیث جس مین یہ ذکر آیا ہے اور
جسکو تمام اہل اسلام بولتے پھرتے ہین عثمانؓ سے یون نقل ہوئی ہے ان القرآن
انزل علی سبعة احرف کلها شاف کاف جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان مین
لکھا ہے کہ اس حدیث کے معنون مین اختلاف ہے کیونکہ اسکے چالیس معنی مین

جو اوس نے شرح بیان کیے ہین جنکا انجام یہ نظر آتا ہے کہ یہ حدیث مشکل ہے اس کے
صحیح معنی کسی مولوی کو معلوم نہوئے کیونکہ حرف کے معنی قرأت کے کہین نہین آئے
بلکہ اسکے معنی طرف اور اجزاے صوت اور کلمہ کے ہین اور لفظ سبعہ یعنی سات اپنے حقیقی
معنی مین نہین بلکہ اوس سے مراد کثرت فی الاحاد ہے جیسے سبعون سے کثرت فی العشرات
مراد ہوتی ہے چنانچہ ابن سعدان نحوی بھی کہتا ہے پس مولویون کو چاہیے کہ پہلے اپنے
بزرگ جلال الدین کی تفسیر کو اصلاح دین بعد اوسکے دعوی کرین کہ قرآن ہفت قرأت
پر نازل ہوا ہے اقول کوئی مسلمان اس اختلاف قرأت کے عذر مین اس حدیث
کو پیش نہین کرتا اور جب کوئی پیش نہین کرتا تو پھر تفسیر سیوطی کی اصلاح کی کیا
ضرورت ہے بلکہ جو کوئی یہ خیال کرے کہ مسلمان ان الفاظ کے جواب مین اس حدیث
کو پیش کرین گے تو وہ اپنے جہل کی اصلاح کرے کیونکہ سیوطی نے اوسی اتقان مین یہ
لکھا ہے کہ سبعۂ احرف سے قرأت سبعہ مراد سمجھنا جہل قبیح ہے اس حدیث کے
پیش کرنے کی مسلمانون کو اوسوقت ضرورت ہو جبکہ یہ اختلاف قرأت قرآن کے
واسطے عیب یا موجب تحریف ثابت ہو یا اسکا کوئی جواب نہو اسکا جواب تو اون کے
واسطے عیب یا موجب تحریف ثابت ہو یا اسکا کوئی جواب نہو اسکا جواب تو اون کے
پاس بہت عمدہ موجود ہے وہ یہ ہے کہ یہ قرآن جو مابین الدفتین ہے خود جناب
رسالت مآب صلعم نے اپنے حضور مین لکھوایا اور سیکڑون کو حفظ کرایا اوسی کی نقل
بعینہ آج تک چلی آتی ہے جیسا کہ بشہادت مخالفین اوپر مذکور ہوا ——— اور
قرار سبعہ کا اختلاف قرأت کسی کسی لفظ مین بروایات احاد ہین اور قرآن بدون تواتر
کے اہل اسلام کے نزدیک ثابت نہین ہوسکتا پس اس قرآن موجودۂ اجماعی و متواتر
کی قرأت کے مقابلہ مین روایات آحاد کا کچھ اعتبار نہین بھلا کسی مسلمان سے کہا جاوے

کہ تو اپنے قرآن کو حمزہ یا نافع یا کسائی کی قرأت کے مطابق بنالے ہرگز قبول نکریگا
اور آج تک کسی نے اس قرآن کے خلاف دوسرا قرآن نہین دیکھا اگر کوئی کہے کہ قرأ
سبعہ کی قرأتین احاد نہین بلکہ متواتر ہین اور بعض بعض علما نے اسکے تواتر کی تصریح
کی ہے چنانچہ مولوی رحمۃ اللہ نے اعجاز عیسوی مین تواتر کا دعوی کیا ہے جواب اسکا
یہ ہے کہ ان علما کا مطلب تواتر سے یہ ہی کہ یہ قرأتین ان قاریون سے ہم تک بطور
تواتر پہنچی ہین لیکن ان قاریون کو آنحضرت سے بطور تواتر نہین پہنچین اور کیونکر
کوئی ایسا دعوی کرسکتا ہے کیونکہ ہر ایک قاری کو بعد چند وسایط کے ایک صحابی
کی قرأت پہنچی ہے مثلاً ابن عامر شامی قاری ایک واسطہ کے بعد عثمان کا شاگرد
ہے یعنی اوس نے مغیرہ سے پڑھا اور مغیرہ نے عثمان رض سے اور ابن کثیر مجاہد کیواسطہ
سے ابن عباس کا شاگرد ہے اور عاصم عبدالرحمن السلمی کے واسطے سے جناب امیرالمومنین
علی بن ابی طالب کا اور پھر زرین کے واسطہ سے عبداللہ بن مسعود کا شاگرد ہے
وقس علی ہذا اور چونکہ ہر صحابی اور اونکے وسائط شخص واحد ہین اسواسطے ہر ایک
قرأت کا مبدا واحد ہے اور اونکی روایات از قبیل روایات احاد ہین ہان اگر ہر ایک
قاری کی روایات متعدد اصحاب تک پہنچ جاتین یا یہ ساتون قاری ہر لفظ کی قرأت
مین متفق ہوتے گو قرآن کے خلاف ہوتے تو بھی انکی قرأت قریب متواتر ہوجاتی
اور بعد تحریر جواب کے جو اتقان مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ علامہ زرکشی نے بھی
برہان مین قرأتون کے تواتر کو تسلیم نہین کیا اور وجہ اوسکی یہی معلوم ہوتی ہے
جو راقم نے بیان کی ہے اور بسبیل تنزل ہم کہتے ہین کہ قرا سبعہ کی قرأتین کتابون
مین موجود ہین اگر کسی کو کسی آیت کے معنی مین شک ہو تو وہ ان قرأتون کو اپنے

اپنے مقام پر چسپان کرکے دیکھ سکتا ہے اور جملہ کے معنی کو سمجھ سکتا ہے ایسی حفاظت
اور احتیاط پر یہ کہنا کہ مسلمان صدہا لفظ بھول گئے کمال تعصب ہے ہم پوچھتے
ہین کہ اگر مسلمان بھول گئے تو معترض نے یہ لفظ کہان سے پائے ہان اگر مسلمان یہ
کہین کہ قرآن سے فلان فلان مقام کی عبارت جاتی رہی ہے اور معلوم نہین کہ کیا
تھی یا قرآن کے نسخ مختلف پائے جاوین جسطرح توریت وانجیل کے تو البتہ
اعتراض مسلمانون پر عائد ہو واذلیس فلیس اصل مطلب کے جواب کے بعد مین معترض
کے ہفوات پر توجہ کرتا ہون وہ کہتا ہے کہ جلال الدین سیوطی نے نقل کی ہے کہ اس
حدیث کے چالیس معنی ہین پہلے مسلمان اوس تفسیر کی اصلاح کرین ——— پادریصاحب
کے دعوی تحقیقیت سے بہت بعید ہے کہ کسی روایت کے معنی یا سند کو صرف سیوطی تک
پہنچا کر چپ ہو جاوے اور پھر اعتراض شروع کرے کیا اہل اسلام مین ایک صرف
سیوطی ہی متحقق تھا اور کوئی متحقق نہین یا سیوطی صحابی تھا جس کا قول مسلم ہو
اگر سیوطی کے نزدیک اسکے معنی مشکل ہون تو ہون کچھ پروا نہین اس حدیث کے
معنی چند صحابہ سے فرمائے ہین چنانچہ خود سیوطی نے لکھا ہے اخرجہ الحاکم والبیہقی
عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ قال کان الکتاب الاول ینزل
من باب واحد علی حرف واحد ونزل القرآن من سبعۃ ابواب علی سبعۃ
احرف زجر وامر وحلال وحرام ومحکم ومتشابہ وامثال اور
ابو قلابہ نے جناب رسول خدا سے روایت کی ہے انہ قال نزل القرآن علی سبعۃ
احرف امر وزجر وترغیب وترہیب وجدل وقصص ومثل اور اسیطرح
جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب سے منقول ہے کہ قرآن سات قسم پر نازل ہوا ہے اور

ہر ایک کافی رشافی ہے امر و زجر و ترغیب و ترھیب و مثل و جدل
و قصص اور معترض جو کہتا ہے حرف کے معنی قرأت کے نہیں آئے بلکہ اوسکے معنی طرف
اور اجزای صوت اور کلمہ کے ہین یہ محض فضول ہے کوئی مسلمان بیان حرف کے معنی
قرأت نہین کہتا بلکہ اسکے معنی طرف اور وجہ کہتے ہین یا حرف ہجا کے کہتے ہین چنانچہ
خود قرآن مجید مین حرف بمعنی وجہ آیا ہے ومن یعبد اللہ علی حرف واحد ای علی
وجہ واحد پس ہرگاہ کہ حرف کے معنی وجہ ہین تو پھر حدیث عبد اللہ بن مسعود اور
ابو قلابہ اور جناب امیرؑ کے قبول کرنے مین کیا عذر باقی ہوگا اور اگر کسی کو ان احادیث
کے قبول کرنے مین عذر ہو تو پھر سات لغتون معانی یا سات لغتون قریش کے لغات
خوب مجمل ہے **قولہ** اگر ہم انکا یہ دعوی جبراً قبول بھی کرین تو اونکے ہفت قرأت مین
قرآن کی وہ غلطیان داخل ہونگی جن کو ہم نے اول قسم کی غلطیان بتلایا ہے قسم دوم
کی غلطیان اوس مین داخل نہو سکین گی کیونکہ یہ غلطیان ایسی نہین ہین کہ کوئی
عقلمند ان کو قرأت مین داخل سمجھے بلکہ اکثر اون مین کی انکے عالمون نے بھی قرأت
مین داخل نہین کین جن سے بطور نمونہ کچھ بیان کرتا ہون فقط **اقول** معترض نے
دنیا سے شرما کے اعرابی اختلافات قرأت کو تو کچھ دبے دبائے اختلاف قرأت مین داخل
کر لیا خیر خدا کا شکر ہے لیکن حروفی اختلاف قرأت کی نسبت ابھی انکار ہے غالباً
اب اس جواب کو دیکھکر اونکو بھی داخل کر لیوے کیونکہ ہم اوپر خوب ثابت کر چکے ہین
کہ اختلاف قرأت کی سات صورتین ہین اور تا وقتیکہ تغیر لفظی سے خواہ کسی قسم کا مراد
ہو مراد متکلم مین خلل نہو وہ ضرور اختلاف قرأت ہے پس معترض کو لازم ہے کہ جس
لفظ پر اعتراض کرے اوسکے ساتھ یہ بھی ظاہر کرے کہ اس اختلاف قرأت سے حاصل

مطلب مین خلل ہوگیا اور احادیث مین بھی اوسکا کچھ بیان نہین اوسوقت اعتراض
معترض کا قابل التفات ہوگا ورنہ نہین اور یہی جواب اون سب الفاظ کے واسطے کا ہے
ہے جو معترض نے عوام کے واسطے ایک نقشہ مین لکھے ہین اور یہ دعوی کہ اکثر اون
مین کی غلطیان اونکے عالمون نے بھی قرأت مین داخل نہین کین یہ دعوی بھی
تا وقتیکہ اوسکی کوئی نظیر بیان نہو جھوٹ ہے قابل التفات نہین **قولہ** اول
سورہ بقر کے ۳۵ رکوع مین ہے اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بعض کہتے ہین
کہ محمدؐ نے یہ عبارت نہین بولی بلکہ بجاے اسکے یہ عبارت بولی ہے اِعْلَمْ امر من اللّٰہ
لہ اب انصاف کرو کہ یہ عبارت مشکوک ہے یا نہین ضرور حافظون نے محمدؐ کی
صحیح عبارت یاد نرکھی یا کسی حافظ نے تحریف کی **اقول** معترض نے اس جگہ چونکہ
انصاف طلب کیا ہے اسواسطے ہم انصاف کی بات کہتے ہین کہ جب قرآن مین
کہین تحریف نظر نہین آئی تو پھر اسلاف کی چال چلے یعنی جسطرح اونھون نے انجیل
مین حاشیون کی عبارتین نافہمی سے اصل متن مین داخل کردین یا اپنے طرف سے
زائد عبارتین ملادین اسیطرح معترض نے جلال الدین سیوطی کی تفسیر کی عبارت
قرآن کی دوسری عبارت سمجھ لی قرآن مین صرف لفظ اَعْلَمْ مین جو صیغہ مضارع
متکلم ہے اختلاف قرأت ہے کہ اوسکو حمزہ قاری نے امر کا صیغہ یعنی اِعْلَمْ بسکون میم
پڑھا ہے اور چونکہ درصورت امر ہونے کے لفظ قال کے فاعل مین جو اَعْلَمْ سے پہلے ہے
بادی النظر مین اشتباہ ہوتا ہے کہ قائل اَعْلَمْ کا کون ہے یعنی آیا عزیر صاحب قصہ فاعل
ہے یا اللہ تعالی فاعل ہے اسواسطے جلال الدین نے اوس فاعل کی تشریح کردی ہے
اور لکھا ہے کہ اِعْلَمْ صیغہ امر ہے اور اللہ کی طرف سے ہے واسطے اوسی عزیر کے جسکا

ذکر اوپر مذکور ہے پس اس عبارت یعنی اعلم امن اللہ لہ کو معترض دوسری قرأت
سمجھا ہے حیف ہے ایسی جہالت پر اور افسوس ہے ایسی بے بصیرتی پر جس کے
باعث قرآن اور تفسیر کی عبارتون مین تمیز نہو میری دانست مین کافیہ خوان
طالب علم بھی ایسی غلطی اور نافہمی نہین کر سکتا کیا معترض نے یہ سمجھہ لیا ہے کہ ہندوستان
مین کوئی عربی دان نہین رہا یا یہ سمجھا ہے کہ کوئی جواب نہ لکھے گا اور اپنا مطلب پا دریون
سے نکل جائے گا زمانہ کی بے تمیزی سے سخت تعجب ہے کہ ایسا شخص قرآن مجید پر
اعتراض کرنے کا ارادہ کرے مگر بعد تامل کے عقل نے یہ حیرت و تعجب رفع کر دیا اور
کہا کہ قرآن پر اعتراض کرنا ایسے ہی شخص کا کام ہے تعجب جب تھا کہ کوئی ادیب کامل
بافہم اعتراض کرتا معترض نے اوپر لکھا ہے کہ دوسری قسم کی غلطیون مین سے
بطور نمونہ لکھتا ہون سو بقول مشہور کہ اول بہا بیش بہا پہلا ہی نمونہ اونکا اونکی
جہالت کا عمدہ نمونہ ہے **قولہ** دوم ال عمران کے ۵ رکوع مین ہے فیکون
طیرًا بعضے قرآنون مین طائرًا ہے پس صحیح معلوم نہین کہ محمد نے طیرًا بولا تھا یا طائرًا
اقول ہمکو خوب صحیح معلوم ہے کہ آنحضرت نے طیرًا بولا ہے کیونکہ یہی قریش کا محاورہ
ہے اور ثبوت اسکا یہ ہے کہ قرآن مجید مین اکثر جگہہ جانور کو طیر فرمایا ہے اور طائر بمعنی
افسون اور فال بد مستعمل ہوا ہے دیکھہ لو سورۂ مائدہ کو دو جگہہ اور سورۂ یوسف مین
ایک جگہہ اور جس قاری نے یہان طائر پڑھا ہے اوسکی روایت بمقابلہ قرآن معتبر
نہین علاوہ اسکے طیر بھی بمعنی طائر مستعمل ہے پس محض تلفظ کا اختلاف ہے اس
معنی مین کچھہ تغیر نہین اور یہ بھی پہلی ہی قسم کی صورت ہے جسکو معترض نے دھوکے سے
دوسری قسم مین داخل کیا ہے بہرکیف اعتراض واہیات ہے **قولہ** اسی کے

۹ رکوع مین ہے اتیتکم من کتب دوسرے قرآنون مین ہے اتینا من کتب
پس کہان اتیت اور کہان اتینا حافظون نے اصل لفظ بھلا دیا **اقول** یہان
بھی حضرت معترض نے وہی استادی کی کہ لفظ کم ضمیر کو دوسری جگہ سے اوڑا
دیا غالبًا اس سے یہ غرض مخفی ہے کہ عوام بہت بڑا فرق سمجھین مگر تمام قرآنون مین
اتیتکم من کتب ہے اور صرف نافع نے اتینا کم من کتب پڑھا ہے یہ نافع بہت
پچھلا قاری ہے قرآن کے مقابلہ مین اسکے روایت چندان معتبر نہین ہو سکتی۔
علاوہ اسکے اتیت واحد متکلم ہے اور اتینا جمع متکلم ہے اور فاعل اسکا جناب الہی ہے
اور وہ اپنے تئین قرآن مین کہین بصیغہ واحد فرماتا ہے اور کہین بصیغہ جمع پس
اگر یہان ضمیر واحد ہو تو وہی معنی ہین اور جمع ہو تو وہی معنی ہین بعد اسکے
پادریصاحب کہتے ہین کہ دوسرے قرآنون مین ہے اتینا من کتب آونسے کوئی
پوچھے کہ وہ کونسا قرآن ہے جسمین آپ نے یہ دیکھا ہے جب تک اسکا ثبوت نہ دو کے
دروغگوئی کا الزام رفع نہوگا ہان اگر یون لکھتے کہ بعض قاریون نے اسطرح پڑھا
ہے تو کچھ دروغ نتھا **قولہ** چہارم اسی کے ۱۴ رکوع مین ہے وسارعوا الی
مغفرۃ دوسرے قرآنون مین ہے وسارعٰ الی مغفرۃ لفظ سارعوا جمع اور سارع
امر واحد ہے حافظون نے اصل محمدی لفظ بھولا دیا **اقول** ہرگز اصل لفظ محمدی صلعم
نہین بھولا یا اصل لفظ محمدی سارعوا ہے دوسری قرأت صرف نافع اور ابن عامر کی ہے
سو وہ قرآن کے مقابل مستند نہین اور بالفرض اس سے مطلب مین کچھ فرق نہین پڑتا
کیونکہ عموماً کل آدمیون کو مغفرت کی طرف سرعت کرنے کا حکم ہے اور ایسی صورت
مین جسطرح لفظ جمع مستعمل و مفید ہوتا ہے اوسی طرح لفظ واحد سے بھی تمام افراد

جنسیہ پر حکم ہو سکتا ہے مثلاً کہتے ہین کہ آدمی بڑا غافل ہے اور آدمی بڑے غافل ہین
اور یہان بھی معترض مثل اعتراض سابق کے جھوٹ بولا کہ دوسرے قرآنون مین ہے
حالانکہ کسی قرآن مین ایسا نہین اگر ہو تو اوس قرآن کو پیش کرے **قولہ** پ چہم
اسکے ۱۹ رکوع مین ہے جاءوا بالبینات والزبر وبالکتاب المنیر بعضے محمدؐ کے
شاگرد کہتے ہین کہ یون نہین بلکہ اونہون نے یون بتلایا تھا جاءوا بالبینات وبالزبر
وبالکتاب المنیر اب دیکھو کہ اس عبارت اور اوس عبارت مین کتنی بھول ہے
مولوی صاحب حافظون کی تحریف کو تحریف نہین جانتے ہین ان لوگون نے محمدی
قرآنون کو حفظ کر رکھا ہے تمھارے حفظ کرنے سے کیا فائدہ ہوا جبکہ تم اصل عبارت
کو یاد نہین رکھ سکے **اقول** اس عبارت مین کچھ بھول اور تحریف نہین صرف علم
عربی اور ایمان کی بھول ہے اگر یقین ہو تو معترض کسی عربی خوان انگریز سے
دریافت کر لیوے کہ بیان حرف بائے جارہ کے زائد ہونے سے کیا فرق ہو گیا۔
حق یہ ہے کہ پادریصاحب صرف جاہلون کو مغالطہ دینا چاہتے ہین اور کچھ نہین
علاوہ ازین یہ قرأت صرف ابن عامر کی ہے جسکو آنحضرتؐ سے چوتھا واسطہ
ہے پس قرآن کے مقابلہ مین کچھ اعتبار نہین **قولہ** پ شستم مائدہ کے ۱۵ رکوع
مین ہے الا سحر مبین بعضے کہتے ہین کہ اوس نے ساحر مبین بتلایا ہے دیکھو
حافظون نے سحر اور ساحر مین تمیز نرکھی **اقول** حافظون نے خوب تمیز رکھی ہے
کہ سحر مبین بتلایا ہے صرف بعض کوفیون نے ساحر پڑھا ہے اور اونمین بھی
عمدہ اور افضل قاری عاصم نے سحر پڑھا ہے اور اگر کسی نے ساحر پڑھا تو کیا بات
ہے صرف اختلاف قرأت ہے کیونکہ لفظ ہذا جو اس آیت مین الا سے قبل ہے اوسکی

مشار الیہ یہاں دو چیزیں ہو سکتی ہیں اول معجزہ عیسیٰ یعنی مٹی کے پتلے میں جان ڈالدینا
اور اندھے اور مبروص کو اچھا کر دینا دوم خود حضرت عیسیٰؑ پس بنا بر روایت قرآنؔ
کے یہ ترجمہ ہے کہ یہود نے یہ معجزات عیسیٰؑ کے دیکھکر کہا کہ یہ امر یعنی پتلے میں جان ڈالنا
وغیرہ سحر ہے اور بنا بر قرأت دوم کے یہ ترجمہ ہے کہ یہود نے کہا کہ یہ شخص عیسیٰ ساحر ہے
اگرچہ لفظ ساحر اور سحر میں اسم مختص اور اسم مشتق کا فرق ہے مگر یہاں دونوں لفظوں
کا مآل ایک ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کو سحر کی تہمت لگائی پس اعتراض واہیات ہے

قولہ ہشتم انعام کے ۱۴ رکوع میں ہے توفتہ رسلنا بعض کہتے ہیں توفاہ
رسلنا اوسنے بھلایا ہے اس جگہہ لفظ توفتہ اور توفاہ میں حافظوں نے شک ڈالدیا

اقول ہرگز شک نہیں سب مسلمان بالیقین توفتہ جانتے ہیں اور جملہ قاریوں نے اسی
طرح پڑھا ہے صرف حمزہ کی روایت ہے کہ اوسنے توفاہ پڑھا ہے سو اسنے صحابہ کے
تابعین سے پڑھا ہے اور شخص واحد ہے روایت چندان معتبر نہیں اور اگر معتبر بھی
ہے تو عربی دان کے نزدیک کچھہ قباحت نہیں کیونکہ جب فاعل اسم ظاہر مؤنث تخییقی
ہوتا ہے تو فعل کی تذکیر و تانیث میں اختیار ہے پس دونوں لفظوں میں صرف تذکیر و تانیث
کا فرق ہے مطلب میں کچھہ نہیں اور ایسا فرق زبان عرب میں لفظی فرق بھی نہیں کہلاتا
علاوہ ازیں قریش کا محاورہ وہی معلوم ہوتا ہے جو قرآنؔ میں ہے چنانچہ ایک جگہہ اور
وارد ہے فقد کذبت رسل اور وقالت رسلھم پس اعتراض واہیات ہے

قولہ ہشتم اعراف کے ۱۲ رکوع میں ہے واذ نجیناکم دوسرے کہتے ہیں نہیں
بلکہ واذ انجاکم اوسنے بولا ہے پس ضرور ان دونوں میں سے ایک باطل ہے

اقول محض جاہل کا تو ذکر نہیں مگر جس نے کتاب بنشعب بھی پڑھی ہوگی وہ تو معترض

کے مغالطہ مین کبھی نہین آسکتا کیونکہ یہ دونون ماضی کے صیغہ ہین صرف باب اور ضمیر متکلم اور غائب کا فرق ہے اور چونکہ فاعل یہان خود حق تعالے ہے اور اس سے قبل اس آیت مین لفظ اللہ بھی موجود ہے اسواسطے دونون طرح بولنا درست ہے اور دونون صورتون مین ایک ہی مطلب ہے اور روایت کا یہ حال ہے کہ دوسری روایت صرف ابن عامر قاری کی ہے پس بمقابلہ قرآن شخص واحد کا اعتبار نہین لیکن تاہم وہ بھی باطل نہین کیونکہ اوسکا مطلب بھی وہی ہے اگر خلاف ہو تو باطل ہو **قولہ** انہم اسی کے ۲۲ رکوع مین ہے مسہم طائف محمد کے بعضے شاگرد کہتے ہین مسہم طیف اور کسی نے کہا ہے جسکے معنون مین فرق ہے **اقول** عربی دان کے نزدیک دونون کے معنیون مین کچھ فرق نہین مگر جاہل کا ذکر نہین طائف اور طیف مثل خاطر اور خطرہ کے ایک معنی مین مستعمل ہین کتب لغت مین دیکھ لینا چاہیے شاہد یہ ہے اعشی **شعر** و یصبح عن غب السری وکانما الم بہا من طائف الجن اولق ر کما فی المجمع دیکھو طائف بجای طیف کے ہے اور یہ روایت ابن کثیر اور کسائی کی ہے ورنہ جملہ قراء نے مثل قرآن کے پڑھا ہے پس اعتراض واہیات ہے **قولہ** دہم توبہ کے ۱۳ رکوع مین ہے **تحتہا** الانہار بعضے قرآنون مین ہے من تحتہا الانہار پس دیکھو حافظون نے لفظ من بھولا دیا یا زبردستی داخل کیا **اقول** حافظون نے ہرگز نہین بھولایا اونکو خوب یاد ہے کہ من قرآن مین نہین اور نہ کسی قاری نے پڑھا صرف ابن کثیر نے من پڑہا تھا سو وہ روایت چندان معتبر نہین اور اگر بالفرض معتبر بھی ہو تو قباحت نہین صرف اختلاف قرات ہے اس سے معنی مین کچھ فرق نہین جسطرح فارسی زبان مین بہر خدا اور از بہر خدا و برای شما و از برای شما پس اعتراض واہیات ہے اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ دوسرے قرآنون

مین ہے معترض کو لازم ہے کہ اوس قرآن کو پیش کرے **قولہ** یا زدہم یونس کے ۳ رکوع
مین ہے هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ بعضے حافظون نے یسیرکم یاد رکھا وہ نسیرکم بولتے
ہین پس دیکھو کہان یسیرکم اور کہان نسیرکم لفظ اور معنی دونون بدل گئے اسی برتے پر
حافظ کہتے ہین کہ ہم ابتدا سے یاد کرتے آئے ہین **اقول** لاریب حافظ ابتدا سے یسیرکم یاد
کرتے آئے ہین جو اونکے اجماعی اور اصل قرآن مین لکھا ہے اور کل قاریون نے بھی اسیطرح
پڑھا ہے دوسری روایت صرف ابو جعفر اور ابن عامر کی ہے سو قرآن کے مقابلہ مین چندان
معتبر نہین حافظون کا عقیدہ مثل نصاری کے نہین کہ جس پادری مرشد نے جسطرح انجیل کو
بنا دیا اور بڑھا گھٹا دیا اوسی طرح پڑھنے لگے اگرچہ معترض نے دونون لفظون مین فرق لفظی
ومعنوی بیان کیا ہے مگر یہ بھی اختلاف قرأت ہے کہ مآل اور حاصل مطلب ایک ہے کیا معنی
کہ اس آیت مین جناب الٰہی قدرت کا اظہار فرماتا ہے هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنے
وہ خدا ایسا ہے کہ تم کو پھراتا ہے خشکی اور دریا مین اور بموجب يُنَشِّرُكُمْ یہ ترجمہ ہوا کہ وہ خدا
ایسا ہے کہ پراگندہ اور منتشر کرتا ہے تم کو خشکی اور دریا مین پس مطلب ایک ہوا اور اعتراض
واہیات **قولہ** دوازدہم یوسف کے دوسرے رکوع مین ہے فِي غَيَابَةِ الْجُبِّ
بعض کہتے ہین فِي غَيَابَاتِ الْجُبِّ بولا تھا پس دونون لفظ مشکوک ہین **اقول**
کسی مومن کو شک نہین جملہ قاریون نے قرآن کے مطابق پڑھا ہے صرف ابو جعفر
قاری نے فِي غَيَابَاتِ الْجُبِّ پڑھا ہے سو وہ شخص تابعی بلکہ تبع تابعی ہے زبانی
روایت کا تحریری قرآن کے مقابلہ مین چندان اعتبار نہین **قولہ** سیزدہم اسی
مین ہے يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ بعض قرآنون مین ہے بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ دیکھو
حرف ندا کا اونھون نے یاد نرکھا **اقول** تمام قرآنون مین پہلی عبارت ہے اور سب

قاریون نے بھی اسی طرح پڑھا ہے صرف عاصم اور حمزہ نے دوسری طرح پڑھا ہے
سواوسکا وہی جواب ہے جو دس دفعہ کہا اور یا اینہمہ حرف ندا کا حذف کرنا زبان عرب
مین بہت مستعمل ہے اگر لیاقت ہو تو صرف کافیہ کو ہی دیکھ لو کہ یہ مسئلہ اوسمین بھی
لکھا ہے پس صرف اختلاف قرأت ہے اور اعتراض واہیات **قولہ** چہاردہم اسی
مین ہے یرتع ویلعب بعضی اسکو نہین مانتے وہ کہتے ہین ترتع ونلعب **اقول**
یہ بھی اختلاف قرأت ہے کیونکہ اگرچہ صرف صیغہ کے غائب اور متکلم ہونے کا فرق ہے
مگر دونون صورتون مین مطلب آیت کا ایک ہے صورت اول مین مطلب آیت کا
یہ ہے کہ برادران یوسفؑ نے اپنے باپؑ سے کہا کہ یوسفؑ کو ہمارے ساتھ کر دو کہ یہ جنگل
اور چراگاہ کا سیر کرے اور کھیلے کود دوسری صورت مین یہ ترجمہ ہے کہ یوسفؑ
کو ہمارے ساتھ کر دو کہ ہم سب جنگل کا سیر کرین اور کھیلین اور کودین بہرحال یہ ظاہر ہے
کہ برادران یوسفؑ یوسفؑ کو کھیل کود سیر وتماشے کے بہانہ سے جنگل کو لے گئے اور اصل
جواب اوسکا یہی ہے کہ قرآن کے مقابلہ مین روایات احاد کا چندان اعتبار نہین **قولہ**
پانزدہم توبہ کے ۱۱ رکوع مین ہے لیصدونکم یعنی محمدؐ کا قرآن فریب بازی ہے
دوسرے قرآنون مین ہے لساحر مبین یعنی محمدؐ بھی فریب باز ہے پس لفظ اور
معنی دونون بدل گئے **اقول** اسکا جواب وہی ہے جو معترض کے پچھلے قول کا
جواب ہے کیونکہ دونون جگہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی اوی کا اختلاف ہے یعنی جسطرح
یہود حضرت عیسیٰؑ کے معجزات دیکھکر کہتے تھے کہ مٹی کے پتلے مین جان ڈال دینا اور
اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا عیسیٰؑ کی فریب بازی ہے یا عیسیٰؑ خود فریب باز ہے
دونون صورتون مین ایک ہی مطلب تھا اسیطرح یہان بھی ہے اسکی ایسی مثال ہے

جسطرح کوئی کہے کہ پادری عماد الدین نے صرف اسی ایک قول مین دو جھوٹ بولے
ایک یہ ہے کہ یہ عبارت سورۂ یونس مین ہے نہ سورۂ توبہ مین دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ
قرآن مین لسانٌ حرٌ ہے اور وہ کہتا ہے کہ لِسَانٌ عَرَبِیٌّ ہے یا اس عبارت طویل کے عوض
مین کوئی یہ کہے کہ پادری عماد الدین بڑے جھوٹے ہین تو دونون کا ایک ہی مطلب ہے
قولہ ۱۱ شانزدہم یوسف کے ۶ رکوع مین ہے وَقَالَ لِفِتْيَتِهٖ بعض قرآنون مین
ہے وَقَالَ لِفِتْيَانِهٖ **اقول** یہ بھی اختلاف قرأت ہے اور دونون کے ایک معنی ہین
اور ایک ہی صیغہ جمع کا ہے صرف وزن کا فرق ہے کہ اول جمع قلت ہے اور دوسری
جمع کثرت اور باتفاق نحاۃ ایک جمع دوسری کے مقام پر بولی جاتی ہے اور یہان بھی
معترض نے وہی معمولی جھوٹ بولا کہ بعض قرآنون مین لِفِتْيَانِهٖ ہے حالانکہ تمام دنیا کے قرآنون
مین لِفِتْيَانِهٖ ہے فِتْيَتِهٖ کسی قرآن مین نہین ناظرین اس دقیق کارسازی مین غور کرین
قولہ ۱۲ ہفتدہم رعد کے پہلے رکوع مین ہے ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ دوسرے قرآنون
مین ہے اِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ پس ہمزہ استفہام کا یا تو قاریون نے بھولا دیا یا بھول
گئے ہین **اقول** نہ قاریون نے بھولایا نہ کوئی اور بھول گیا سب قاریون نے قرآن کے
مطابق دونون ہمزہ پڑھے ہین یہ صرف نافع اور کسائی نے اختلاف قرأت کیا ہے سو اوسکا
جواب مذکور ہو چکا ہے علاوہ اسکے یہ قاریون کی زبان اور ملک کا محاورہ ہے کہ جس جگہ
ایک ہمزہ استفہام کا دوسرے ہمزہ کے ساتھ جمع ہوتا ہے تو بعض دونون مین سے اول
کو کافی جانتے ہین بعض دوسری کو بعض ایک کو مطول پڑھتے ہین اور بعض دوسرے کو
بہرحال اختلاف قرأت ہے **قولہ** ۱۳ ہیزدہم اسی کے ۶ رکوع مین ہے سَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ
بعض کہتے ہین کہ محمد نے کہا ہے سَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ پس جمع اور واحد کا فرق ہے **اقول**

۱۲ قال ابو علی الفتیۃ جمع قلۃ فی العدد القلیل و الفتیان فی الکثیر و مثل فتیۃ اخوۃ اخ و جمع الجمع

بیان بھی معترض نے غلطی کی اور جھوٹ بولا کیونکہ قرآن مین سَیَعْلَمُ الْکُفَّارُ ہے نہ سَیَعْلَمُ الْکَافِرُ اور یہ روایت صرف ابوجعفر اور ابوعمرو کی ہے ورنہ باقی جملہ قاریون نے قرآن کے مطابق پڑھا ہے اور بااینہمہ دونون صورتون مین مطلب کا اختلاف نہین کیونکہ الکافر پر الف ولام استغراق کا ہے اور جملہ کافر مراد ہین اور عربی زبان مین دونون طرح بولا کرتے ہین کچھ فرق نہین جسطرح قول چہارم مین مذکور ہوا۔ پس یہ بھی اختلاف قرأت ہے **قولہ** نوزدہم کہف کے رکوع مین ہے تَذْرُوْهُ الرِّیَاحُ بعضی شاگرد کہتے ہین تَذْرُوْهُ الرِّیْحُ اوس نے سکھلایا ہے پس واحد جمع کا فرق ہے **اقول** یہ اختلاف قرأت اکثر مفسرون نے لکھا بھی نہین اور بالفرض اگر ہو تو کیا قباحت ہے جمع اور واحد کا فرق ہے اور ایسی چیزون مین جنکے افراد اور اجزاء اور ماہیت اور قلیل و کثیر کو ایک ہی نام سے بولین جسطرح ہوا اور پانی کہ بہت سی ہوا اور پانی کو بھی ہوا اور پانی کہتے ہین اور ایک قطرہ کو اور ذرا سے پانی اور ہوا کو بھی پانی اور ہوا کہتے ہین واحد اور جمع بولنا برابر ہے بنابر قرآن کے یہ ترجمہ ہوا کہ اوڑا لیجاتی ہین باوسکو ہوا مین اور دوسری روایت کے موافق یہ ترجمہ ہوا کہ اوڑا لیجاتی ہے اوسکو ہوا پس اعتراض واہیات ہے **قولہ** ۲۰ انعام کے ۷ رکوع مین ہے یَقُصُّ الْحَقَّ بعض کہتے ہین یَقْضِی الْحَقَّ **اقول** یہان معترض نے یہ سفسطہ کیا ہے کہ قرآن اور اکثر قاریون کی روایت کو بعض سے منسوب کرکے ضعیف کردیا ہے اور روایت ضعیف کو قوی ظاہر کیا ہے پس کسی قرآن مین یَقْضِی الْحَقَّ نہین اور بہرحال حاصل مطلب اور مآل مین کچھ فرق نہین بنابر قرآن کے یہ ترجمہ ہوا کہ خدا سچ اور حق بات کو بیان کرتا ہے اور بنابر دوسری روایت کے یہ ترجمہ ہوا کہ خدا سچ اور حق بات کا حکم دیتا ہے

یا سچ اور حق بات فرماتا ہے پس اعتراض واہیات ہے **قولہ** اب ہم کو خوب یقین ہو گیا
کہ عیسائیون اور یہودیون نے مسلمانون کی نسبت اپنی کتابون کو زیادہ محفوظ رکھا
ہے اب ہم ایک نقشہ لکھے دیتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ قرآنین کسقدر غلطیان ان
حافظون اور قاریون نے کی ہین الخ **اقول** نقشہ کا حال یہ ہے کہ جیسے اعتراض اوپر
مذکور ہوئے ہین ایسے ہی بلکہ اون سے بھی زیادہ پوچ لچر لکھے ہین چونکہ عمدہ الفاظ
و اعتراضات کا جواب ہو چکا لہذا ہر ایک لفظ کے جواب کی کچھہ ضرورت نہین یہی جوابات
کافی ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ بعض بعض قاریون کی روایات آحاد اس قرآن اجماعی
و متواتر کے مقابلہ مین معتبر نہین اور ہم کو قرآن کے باب مین زیادہ توضیح کی حاجت نہین
یہ ایسا ظاہر اور بیّن حق ہے کہ جسکے باب مین مخالف بلکہ نصاریٰ بھی از خود شہادت
دیتے ہین چنانچہ مستر راڈویل صاحب اور ایڈوارڈ گبن اور سر ولیم میور صاحب کے اقوال
پہلے مذکور ہو چکے ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مین کچھہ تحریف نہین ہوئی اور غالباً دنیا
مین کوئی اور ایسی کتاب نہین جو بارہ سو برس تک ایسی صحیح المتن رہی ہو ——
اور پادریصاحب جو یہ لکھتے ہین کہ عیسائیون اور یہودیون نے مسلمانون کی نسبت اپنی کتابون
کو زیادہ محفوظ رکھا ہے سو خواہ مخواہ پادریصاحب اہل اسلام کو چھیڑتے ہین اور اپنی
کتابون کی تفضیح کراتے ہین بھلا اوس کتاب کی تحریف کیونکر نہین ہو سکتی ہے جسکے
باب مین یہ قول مشہور ہے کہ ڈاکٹر مل صاحب نے جو تین سو پچپن ۳۵۵ نسخہ انجیل کے ملائے
تو ڈیڑھ لاکھہ اختلاف عبارت کے نشان دئے اور تیس ہزار اختلاف جمہور کو مسلم ہین
کما فی الاعجاز —— اور خود پادریصاحب مخاطب کو بھی اس کتاب مین جا بجا تحریف
کا اقرار ہے مگر اوسکا نام سہو کاتب یا اختلاف قرأت رکھا ہے مجھکو یقین ہے کہ جو شخص

انجیل کا معتقد نہو اور اہل علم ہو تو اونکو ہرگز اختلاف قرأت نہین کہے گا کیا معنی کہ
اختلاف قرأت یہ ہے کہ ایک لفظ مختلف تلفظ سے پڑھا جاوے یا اوسکے قائم مقام اوسکا
مرادف لفظ بولا جاوے بشرطیکہ معنی و مطلب مین اختلاف نہو اور اگر تلفظ کے اختلاف سے
معنی مین اختلاف و اختلال ہوجاوے تو پھر اختلاف قرأت نہین وہ تحریف ہے اور یہ
اختلاف قرأت ہر کتاب مین اوسی وقت تک رہتا ہے جبتک وہ کتاب اوسی زبان
مین رہے اور اگر اوس کتاب کا ترجمہ ہوا تو پھر وہ اختلاف قرأت اس ترجمہ مین نہین
جاتا خصوصًا جبکہ ترجمہ لفظی نہو اب ہم کہتے ہین کہ اگر انجیل مین کسی جگہ اختلاف
قرأت تسلیم بھی کیا جائے تو وہ اختلاف اونھین اہل انجیلون تک رہا ہوگا جو مصنفون
نے اپنی زبان مین لکھی تھین ترجمون سے اون زبانون کے اختلاف قرأت کو کچھ علاقہ نہین جسطرح
اوپر مذکور ہوا علاوہ اسکے ہر ایک زبان مین اختلاف قرأت کا محل اور موقع ہے اور یہ محل ہر ایک
زبان کا جداگانہ ہے ایسا نہین کہ ہر لفظ مین من جوڑا اختلاف قرأت ہوسکے مثلًا عربی الفاظ کلمہ
اور ملک اور سراج و سرج اور اُسری و اسار ی اور یصعد اور یصاعد اور انجیناہ و نجیناہ وغیرا اور الفاظ
فارسیہ مثلًا آب و آو اور تشکم و شکم اور بندی مین مثلًا یوگ اور جوگ اور مُنش و منکھ وغیرہا مین
گنجائش ہے کہ ایک لفظ کو بجاے دوسرے کے پڑھ سکے نہ یہ کہ ہر ایک لفظ کو جس طرح
چاہے پڑھ سکے پس جن عبارتون مین کہ عیسائی اختلاف قرأت کے قائل ہین جیسے
کہ ہیرو لاکہ مقامات مین ہم اوسوقت اختلاف قرأت تسلیم کرین گے جبکہ مصنفون
کی اصلی زبانون کی انجیل مین اختلاف ہو اور بعد اوسکے ہر لفظ کا اختلاف تلفظ اور
اسکے کتب لغت مین یا دیگر عبارات مین بھی تصدیق کرلیا جاوے اس بہروی
صحت کے واسطے مدعیان اختلاف قرأت یعنی عیسائیون کو لازم ہوا کہ حواریون

کی عبرانی و یونانی و لاطینی انجیلون کو پیش کرین اور ہر ایک زبان کی انجیل کے اسقدر متعدد نسخہ پیش ہون جن سے یہ اختلاف بھی ظاہر ہو کیونکہ ایک نسخہ سے اختلاف ثابت نہو گا اور بعد پیش کرنے متعدد و مختلف نسخہ اصل اناجیل کے زبان عبرانی و یونانی و لاطینی کی کتب قواعد و لغت بھی پیش کرین تاکہ جس لفظ مین اختلاف قرأت ہو اوسکی تصدیق اون سے کرلی جاوے کہ آیا اس زبان مین یہ لفظ مختلف طور پر پڑھا گیا ہے یا نہین اور دوسرے لفظ سے معنی مین کچھ خلل پڑتا ہے یا نہین اگر ان جملہ شرائط سے اختلاف قرأت ثابت ہو جاوے اوسوقت ہم بھی ان مقامات کو اختلاف قرأت مین داخل کرین گے اور اگرچہ عیسائی لوگ ادب و اعتقاد کی سبب ان ڈیڑھ لاکھ مقامات کو سہو کاتب اور اختلاف قرأت کہین مگر غیر عیسائی صاحب علم ہرگز نہین کہہ سکتا وہ اوسیوقت کہے گا جبکہ جملہ شرائط مذکورہ بالا کو دیکھ لے گا۔ اور بالفرض بعض جگہ اختلاف قرأت ہو لیکن سہو کاتب کا کیا جواب ہے اسصورت مین کونسا نسخہ معتبر ٹھہریگا اور علی الخصوص اوس مقام کا کیا جواب ہو گا جہان یقین کرادیا گیا ہے کہ یہ لفظ بے دیانتی اور غرض سے بدلا گیا ہے اور مخالف اسلام بھی اوس تحریف کی شہادت دے رہے ہین چنانچہ منجملہ ایسے مقامات کے ایسے دو مقام کو لکھتا ہون جنکے واسطے ہم انجیل مین تحریف ثابت کرتے ہین اور مسٹر گاڈفری ہینگنس کے ترجمہ اپالوجی سے نقل کرتے ہین جسکو مصنف محقق نے لکھکر سنہ ۱۸۲۹ع مین مقام اسکیلو گرینج متصل ڈانکیٹر ایشٹیک سوسائٹی مین پیش کیا تھا اور انگلستان کے علما و حکما اور تعلیم یافتہ لوگون نے اوسکو ملاحظہ کرکے تسلیم کیا۔ مقام اول ترجمہ اردو کے صفحہ ۱۱ مین محقق موصوف لکھتا ہے مگر ایک اور عجیب اور نہایت ضروری دلیل ہے جو کہ عیسائیون کے ساتھ برتاؤ مین آپکی یعنی آنحضرت صلعم کی معاون ہوئی اور جسکو دوست و دشمن

دونون نے لکھا ہے مگر دشمن اوسپر کما ینبغی توجہ نہین کرتے وہ یہ ہے کہ ایک روایت مشہور ہے
اور انجیلی تواریخون مین مکتوب وبند کور ہے کہ عیسیٰؑ نے اپنے رفع سے پیشتر اپنے مریدون سے
اقرار کیا تھا کہ ہم تمھارے پاس ایک شخص کو کسی نہ کسی حیثیت مین بھیجین گے جسکو ہماری
انجیل کے مترجم یونانی نے پیریکلیطاس لکھا ہے جسکا ترجمہ تشفی دہندہ ہے مسلمانون
نے بیان کیا ہے اور اب بھی اونکا یہی قول ہے کہ یہ شخص محمدؐ ہی تھے جنکی نسبت مسیحؑ نے
پیشین گوئی کی تھی جسطرح کیخسرو کی پیشین گوئی اشعیاؑ نے کی تھی کہ دونون کے نام
لے دیے گئے تھے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ عیسیٰؑ نے جو آپکا نام لیا تھا تو نہ
اوس لفظ سے جیسا کہ زبان یونانی اور ہماری تواریخ انجیلی مین ہے یعنی پیریکلیطاس
بلکہ اس لفظ سے پیریکلیوطاس جسکے معنی تشفی دہندہ نہین بلکہ محمود یا ممتاز کے ہین
جو عربی مین لفظ محمدؐ کے معنی ہین اور عیسائیون کی انجیل مین ابتدا مین منجملہ اون دونون
لفظون کے دوسرا ہی لفظ تھا مگر سچ چھپانے کے لیے اوسکو تحریف کر دیا گیا اور
عیسائی اس بات سے انکار نہین کر سکتے کہ اون کی کتب موجودہ حال مین تحریفین ہین
یا اختلاف قرأت ہوا ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہین کہ اس عبارت کے چھپانے کے لیے تمام
تحریرین دستی غارت کر دی گئین تحریرات دستی کے غارت ہو جانے کا انکار نہین
ہو سکتا اور یہ وہ بات ہے جسکی نسبت جواب باصواب دینا مشکل ہے اور قدیمی کتابون
کی نسبت تو یہ ہے کہ چھٹی صدی سے قبل کی ایک بھی موجود نہین ۱۵۸ اسکے جواب
مین یہ کہین گے کہ ٹرٹولین اور دوسرے قدیمی مصنفون کی عبارتون سے ثابت ہو سکتا
ہے کہ انجیلی تواریخون کی قرأت صحیح قدیم زمانہ مین محمدؐ سے پیشتر ایسی ہی تھی جیسی اب
ہے اور اسی لیے اونمین تحریف نہین ہوئی مگر اسصورت مین یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ان

قدیمی مصنفون کی تصنیفون مین تحریف نہین ہوئی جو کہ شاید ہوئی ہو کیونکہ جن لوگون نے
انجیل کی تواریخون کی قدیمی تحریرات دستی کو غارت کیا ہے اونھون نے ایک وصلی کو
از سر نو لکھنے مین کیا تامل کیا ہوگا جسپر ایک قدیمی مصنف کی تصنیف لکھی ہوئی تھی اس
امر کو اول درجہ کے حقانی عیسائیون نے تسلیم کیا ہے کہ اور اور مقصدون کے لیے اون
مین تحریف ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک صورت مین تحریف کرینگے وہ دوسری
مین بھی کرینگے اور چونکہ لفظ مذکور عبرانی قرار دیا گیا ہے پس اگر غلط لکھا گیا ہو تو گمان
غالب یہ ہے کہ ابتدا کے عیسائی مورخون نے جو دنیا مین سب سے بڑھکر جھوٹے ہین
اپنے خاص مطلب کے لیے جھوٹ بولا ہو اور یہ گمان ضعیف ہے کہ یوحنا حواری
عبرانی شخص نے کوئی غلطی کی ہو کیونکہ وہ عبری اور یونانی دونون زبانین سمجھتا
تھا اور اگر بالفرض فضیلت کی پگڑی زبانون کی اوسکو ملی ہوا اور بہین وجہ لفظ
یونانی کلیطاس کو بجای کلیوطاس کے غلطی سے کر دیا ہو تو اوس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے
کہ یوحنا کے اصل متن مین تحریف ہوئی ہے ۱۵۹ مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ
یہ مشہور بات ہے کہ بہت سے عیسائیون کو بموجب پیشین گوئی کے ایک شخص کا انتظار
تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو نباوٹ رومی پاپریون اور پروٹسٹنٹ نے قوانین
مذہبی کی اوس عبارت پر کرلی وہ عام نہ تھی اسکی نظیر دوسری صدی مین
مان ٹینی ایس ہے جو کہ ٹرٹولین کی نسبت پہلے ہوا ہے اوسکے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے
جس سے کہ اوسکے دشمنون کو موقع ملا کہ اوسکی نسبت از راہ کینہ کے بے اصل بات
مشتہر کر دین کہ وہ روح القدس ہونے کا دعوی باطل رکھتا ہے ایسے ہی اشخاص
خصوصًا مان ٹینی اس کی بدولت انجیلی تواریخون مین جھوٹ ملایا گیا اور یہ ماجرا محمدؐ

کے زمانہ سے بہت پہلے ہوا جنکا اصلی تشفی دہندہ ہونا بوجہ آپکی کامیابیون کے ثابت ہے اور نیز مان ٹینس کے زمانہ کے بعد مگر محمدؐ کے زمانہ سے بہت پیشتر مینس کو بھی اوسکے پیرون نے شخص موعود قرار دیا اور مانشو بوسو برنے ثابت کیا ہے کہ اوسکے پیرو بڑے عالم اور طاقت ور فرقے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اور سب کی بہ نسبت اوس زبان کو خالیا سمجھتے تھے جس مین عیسیٰ نے پیشین گوئی کی تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ زبانہ آتشین مین شخص معہود کو متمیز نکر سکے لیکن نتیجہ سے ثابت ہوا کہ مینس شخص موعود تھا اور اوسکے پیرو غلطی پر تھے ۱۶۰ یہ بھی اونکا بیان ہے کہ یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ عیسائی اگر مناسب سمجھتے تو قیمتی تحریرات دستی کو محفوظ رکھ سکتے تھے جیسا کہ بہت سے اولیا کی لاشون کو اونھون نے بآسانی رکھا ہے مثلاً یوحنا اور مریم اور پطرس اور پولس وغیرہ کی لاشین جو اطالیہ مین ہر روز نظر آتی ہین ۱۶۱ اہل اسلام جنکی سماعت اس معاملہ مین ضرور ہونی چاہیے اس بات سے نہ چوکین گے کہ عیسائیون سے باصرار کہین کہ اس غلط ترجمہ کے چھپانے کے لیے کل تحریرات دستی غارت کردی گئین یا اون مین جھوٹ ملا دیا گیا اور اگر ایسا تھا تو وہ غارت کیون کر دی گئین اور عیسائیون کو اسکے جواب باصواب دینے مین بہت کچھ دقت ہوگی کیونکہ تحریرات دستی کی غارتگری سے انکار نہین ہوسکتا اس لیے کہ وہ موجود نہین مگر مسلمان اس سے بڑھکر یہ کہین گے کہ اگر خود عیسائیون کی دلیل پیش کیجائے تب بھی مطلب ثابت ہے کہ وعدہ تو ایک تشفی دہندہ کا تھا پھر یہ کہنا کہ ظہور بارہ زبانہ آتشین کا وہی شخص موعود ہے محض فضول ہے اور درحقیقت محمدؐ ہی اس شخص کے مصداق ہین اور آپکے سوا اور کوئی ایسا نہین ہوا اور وہ یہ بھی کہتے ہین کہ حواریون کے اور عیسائیونکی کتاب سے کسیطرح پایا نہین جاتا

کہ روح القدس کا حواریون مین موعود کا آنا ہوا اور صرف زبان سے ایسے دعوی کی تصدیق نہین ہوسکتی
۱۶۲ مسلمان یہ بھی کہین گے کہ پنٹی کاسٹ کی ضیافت مین کہتے ہین کہ یہ تشفی دہندہ حواریون
کے پاس آیا یعنی یقینًا ایک بریدہ زبانہ آتشین نے ہر ایک حواری پر طاری ہوکر اوسی لمحہ
اون کو سب زبانین بولنے کی طاقت بخشی اس ماجرا سے اوس شخص کو جسکے دل مین تعلیم سے
تعصب نہ آگیا ہو ایک عجیب طور ایک شخص کے آنیکا معلوم ہوتا ہے اور ضرور نہین کہ وہ
فیض روح القدس سے ہی ہووے کیونکہ یوحنا کی بیسوین باب کی ۲۲ آیت سے معلوم
ہوتا ہے کہ خود عیسی نے اپنی رحلت سے تھوڑا پیشتر یہ فیض اونکو عطا کر دیا تھا یعنے
پنٹی کاسٹ کی ضیافت کو جسکا ذکر ہم کر رہے ہین دو مہینے بھی نگذرے تھے کہ فیض
مذکور عنایت کیا تھا ۱۶۳ قوانین دینیہ کی کتاب مین کہین نہین پایا جاتا کہ یہ زبانہ
ہاے آتشین جنسے کہ سب زبانین بولنے کی طاقت عطا ہوتی تھی تشفی دہندہ موعود
تھین اور جو ایسا ہوتا تو ضرور کتاب مذکور مین ہوتا ۱۶۴ اگر اسکے جواب مین
یہ کہا جاوے کہ وہ عطا یا جنکا بیان متی کی انجیل مین ہے اور فیض روح القدس جسکا
بیان یوحنا کی بیسوین باب کی بائیسوین آیت مین ہے صرف چند روزہ تھے اور پھیر
لے لیے گئے تھے تو مسلمان جواب دین گے کہ یہ صرف ایک حیلہ ہے جسکی تصدیق تن
یعنی اصل انجیل مین نہین — عیسائیون کی پاک کتاب کی اون عبارتون کو اہل اسلام
بطور دلیل اون کے خلاف انتخاب کر سکتے ہین گو اونکو خود سند نہین مانتے ۱۶۵
مسلمانون کی دلیل کو بابت ترجمہ لفظ پیریکلیوطاس بجای پیریکلیطاس کے بڑی داد دیں
طرز کی وجہ سے ملتی ہے جو کہ سینٹ جروم نے انجیل کا ترجمہ لاطینی زبان مین کرنیکے اندر اختیار
کیا تھا جسمین بجای لفظ پیریکلیوطاس کے لفظ لاطینی پیرکلی طاس لکھدیا تھا اس سے

ثابت ہوتا ہے کہ اوس کتاب مین جس سے کہ سینٹ جروم نے ترجمہ کیا تھا لفظ پیریکلیٹوس
تھا نہ پیریکلیطاس اسوجہ سے مسلمانون کی اوس بیان کو بہت مدد ملتی ہے جو پرانی
تحریرات دستی کے غارت ہونے کے باب مین وہ کرتے ہین ۱۶۶ لفظ پیریکلیطاس
کے معنی پر پادریون مین بہت اختلاف ہے چنانچہ مشہور مائی کیلس کہتا ہے کہ ارنسائی نے
بہت مناسب کہا ہے کہ اسکے معنی نہ حامی کے ہین نہ تشفی دہندہ کے اور یہ بھی کہتا ہے
مین تحقیق خیال کرتا ہون کہ پیریکلیطاس یا تو روح القدس کو کہتے ہین یا معلم یا مالک کو یعنے بتانے
والا خدا تعالی کی سچائی کا مین اوسکی رای سے ترجمہ معمولی کے صحیح نہونے مین مطابقت
کرتا ہون گو بعوض لفظ ڈاکٹر کے مین اوسکے حق مین مانیٹر کا لفظ استعمال کرتا ہون
کیونکہ جو معنی کہ اوسنے لفظ مذکور کے لکھے ہین بہتون نے اختیار کیے ہین مگر اوسکے ثبوت
کا طور کچھ عجیب ہی سہ اوسکو چاہیے تھا کہ لفظ مذکور کو کسی محقق کی تصنیف مین تلاش
کرتا اور اوسکے معنی کی تشریح استعمال سے کرتا اسکے عوض اوسنے اس مصدر سے بحث
کی جس سے لفظ مذکور نکلا ہے اور عبرانی محاورہ سے استعانت لی ۱۶۷ اس لفظ
کے باب مین عالم اور معزز بشپ مارش نے کہا ہے کہ دو لفظ پیریکلیطاس کے تین ترجمے
ہین ہمکو اختیار ہے کہ جسکو چاہین پسند کرین اول معنی حامی کے ہین جو معتبر اور یونانی
اکابر کے نزدیک مسلم ہین اور دوسرے معنی مبین کے اور یہ وہ معنی ہین کہ ارنسائی
نے بحوالہ اس لفظ فارقلیط زبان خالدیہ کے کہے ہین جس سے وہ معنی پائے جاتے ہین
اور غالبًا خود عیسی نے اونکو استعمال کیا تھا اور تیسری واعظ جسکو کہ مصنف مذکور
نے بحوالہ ایک عبارت مصنفہ فائلو کے تسلیم کیا ہے پس صاف ظاہر ہے اس مشہور لفظ
کے معنی مین اور اوس پیغمبر کی قسم مین جسکو کہ عیسی نے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا بہت اشتباہ

اور شک ہے میری راے مین اس سے انکار نہین ہو سکتا ۱۶۹ یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ لفظ مذکور جیسا کہ بشپ مارش نے لکھا ہے کہ یقیناً عیسیٰ مسیح نے استعمال کیا تھا مسلمانون کے دعوی کو بہت کچھ سہارا دیتا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عالم سیل صاحب نے یہان بیان کیا ہے میری راے مین اہل اسلام لفظ مذکور کو پیریکلیطاس بنا لینے کا اوسی قدر اختیار رکھتے ہین جسقدر کہ عیسائی پیری کلیطاس کر لینے کا بلکہ مین کہتا ہون کہ غلبہ کا پلّہ مسلمانون کی طرف ہے کیونکہ عیسائی مجاز نہین کہ پچھلی چیز مین لفظ زبان خالدیہ کے حرف ڈیڈ یعنی یا کو جو مثل حرکت کسرہ کے ہے یا حرف ایٹا کو کہ یا ر محدودہ معروف کے برابر ہے حرف ایوٹا کے عوض مین بدلین ۱۷۰ حرف ڈیڈ حروف تہجی زبان خالدیہ کا دسوان حرف ہے اور شمار مین اوسکے عدد بھی دس ہین پس اگر لفظ مذکور ایک زبان سے دوسری مین بدلا جاوے تو اوس یونانی حرف سے بدلنا چاہیے جو دس کے معنی مین آیا ہے اور جو ابتدا مین حروف تہجی مین دسوان تھا قبل اسکے کہ یونانیون کا حرف ڈگاما جاتا رہے جیسا کہ مین نے اوسکو کثرت سے اپنے اوس جواب مضمون مین ثابت کیا ہے جو در باب جنوب مغربی فرنگستان کے قدیمی پادریون کے لکھا ہے ۱۷۱ مگر مین علاوہ اسکے یہ بھی کہتا ہون کہ اگر عیسیٰ کا استعمال کیا ہوا لفظ فارقلیط تھا اور یہ کہ اس لفظ کے معنی ستودہ کے ہین جیسا کہ سیل صاحب کا قول ہے تو اوسکا ترجمہ اس لفظ یونانی پیریکلیطاس مین غلط ہے یعنی اختلاف قرأت کی جہت سے اور یہ کہ بشپ مارش اور ارنسٹائی دونون کے کل ترجمہ غلط ہین اور لفظ مذکور اوس لفظ سے مبدل کرنا چاہیے جو ستودہ کے معنی رکھتا ہو اور جو واقع مین یہ لفظ پیریکلیوطاس ہونا چاہیے ۱۷۲ مگر اسکا ترجمہ فارقلیط عَلَم کے معنی لیکر نکرنا چاہیے بلکہ اسم صفت کے طور پر کرنا چاہیے

چنانچہ اہل اسلام بمعنی احمد کے لیتے ہین اگر یہ لفظ عیسی کا استعمال کیا ہوا زبان خالدیہ
یا عبرانی یا عربی کا ہو تو اوس سے وہی مراد پائی جانی چاہیے جو اوسکے معنی اون زبانون
مین تھے اگر وہ خالدیہ کا لفظ عربی مصدر سے مشتق ہوا تو اوسکے وہی معنی چاہیین
جو عربی مصدر کے ہین اور تب اوسکے معنی ستودہ یا شخص ممتاز کے ہونگے ۱۷۳
اگر ناظرین خوض کرین گے تو معلوم کرلین گے کہ لفظ کلیوطاس کو ہومر اور ہسیڈ
دونون نے بجاے ستودہ آدمی کے استعمال کیا ہے اسطرح سے میری دانست مین
اہل اسلام کی دلیل اس سلیقہ کے ساتھہ ہے کہ اگر اونکو اونکی غلطی پر معقول کیا جاے
تو عجب نہین کہ بہت مشکل پڑے یہ ادنی بات ہے مگر اون کی دلیل کا ابطال میری نظر
سے نہین گذرا ۱۷۴ وَاِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي اِسْرَائِيلَ اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ
اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ
اَحْمَدُ ۱۷۵ مگر مجکو اس مشہور لفظ فارقلیط کی نسبت کچھہ اور بھی کہنا ہے اس کو
بشپ مارش نے جسکے قول کو عیسائی صادق جانتے ہین ایک مسلمان کی منتخب کی ہوئی دلیل
مین تسلیم کرلیا ہے کہ وہ لفظ سریانی یا خالدیہ یا عربی ہے مگر یونانی نہین ان زبانون مین سے
ایک کو یا دو کو محمد ضرور بولتے ہونگے یا ادنی درجہ یہ کہ سمجھتے ہونگے اور یہ یقین کرنے کی کوئی
وجہ نہین کہ لفظ مذکور کے یونانی ترجمہ کی نسبت آپکو کچھہ بحث ہوئی ہو کیونکہ عیسیٰ کے کلامون
کے یونانی ترجمون سے عرب کے لوگون کو کیا غرض تھی عرب مین اون ترجمون کا کیا کام تھا
اون لوگون کو وہ کیا فائدہ پہونچا سکتے تھے جو اونکا ایک لفظ بھی نہ سمجھہ سکتے تھے بجز ایسے
لوگون کے جو اوس اصل زبان کو سمجھتے تھے جسکو عیسیٰ بولتے تھے آپ نے لفظ مذکور کو اوسی
طرح پر لیا ہوگا جیسے کہ منقول چلا آتا تھا یا جیسا کہ سیل صاحب نے اوسکو لکھا ہے جسکے معنی

ستودہ کے ہین اور اس سے زیادہ غالبًا آپ نے کبھی دریافت نہین کیا یہ خیال
کرنا کیسا بیہودہ ہے کہ اپنی خاص زبان کے ایک لفظ کے معنی کی تشریح غیر زبان مین ڈھونڈھتے
آپ نے لفظ مذکور کو مثل دوسرے فرقون اوس زمانہ کے شخص انسانی پر محمول
کیا اور یہ اجازت نہین دی کہ اوسکو ثالث ثلثہ کہین جیسا کہ اس زمانہ کے عیسائی موحد
کہتے ہین یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے اوسکو احمدؐ کے معنی مین لیا ہو اور اوسکی نسبت کبھی
جھگڑا یا شک نکیا ہو ۱۷۶ عہد جدید مین اسقدر پیشین گوئی محمدؐ کی نسبت ہے
مگر آپ کے پیرون کا قول ہے کہ عہد عتیق مین بھی آپکی نسبت پیشین گوئی بقید نام کی
گئی ہے پادری اور نہایت دیندار پارکھرسٹ صاحب کا قول جو ایسے شاہد ہین جنکو
شہادت دینی منظور نہین اس لفظ حمسا کی مادہ کی نسبت یہ ہے کہ یہ لفظ سب قسمون
کی پاک چیزون یعنی دونون قسمون کی عبادت سچی اور جھوٹی پر بولا جاتا ہے جسسے ہر فرقہ
علی حسب مراتب خواہش اور محبت رکھتے تھے دیکھو انٹرال ہیگ دوم صفحہ ۷ اور آئیگا
مطلوب کل قومون کا دباد حمدہ خل ہگویم اس مادہ سے فرعوم پیمبر محمدؐ کا نام نکلا ۱۷۷
پارکھرسٹ صاحب کی اس عبارت پر ایک مسلمان کہے گا کہ دیکھو عہد جدید اور نیز عتیق
مین آپکی نسبت پیشین گوئی بقید نام کے کی گئی ہے اور اس پیشین گوئی کی نسبت جو
عیسی مسیح کی طرف کی گئی واقع مین غلط ہے اور جیسا کہ نام سے ظاہر ہے وہ اوس شخص
کی نسبت تھی جسکو خود عیسیٰ نے اپنی رسالت تمام کرنے کے لیے بھیجا تھا اور انجیل لوقا
کے باب ۲۴ ورس ۴۹ مین لفظ اپی گیلین (یعنے وعدہ) سے اوسکی طرف اشارہ فرمایا
تھا اور اسکی بابت مین تمھاری خاص نہایت مشہور پادری پارکھرسٹ صاحب کا حوالہ
رکھتا ہون کہ اوس سے مراد محمدؐ ہین نہ عیسیٰ یا روح القدس اور یہ مراد اس سبب سے ظاہر ہے

کہ پیشین گوئی مین محمدؐ کا نام موجود ہے اسمقام پر یہ دعوی نہین کرسکتے کہ مسلمانون نے تحریف کی ہوگی اور صفحہ ۹۹ مین ہے تیسری صدی کی انجیلی تواریخون مین تحریف کی مشکلات کو میکیلس اور پادری مارش نے باصرار بیان کیا ہے تیسری یا چوتھی صدی مین ہماری انجیلی تواریخون کی تحریف کے خلاف جو دلائل ہین وہ اوسی زور کے ساتھ بلکہ اوس سے کسی قدر زیادہ برنباس کی انجیل کی تحریف کے خلاف بھی عائد ہوتی ہین جو کہ بہت عرصہ کے بعد یعنی ساتوین صدی مین ہوئی تھی کیونکہ جسقدر وہ بعد کو ہوئین اوسی قدر ظاہر زیادہ دقت ہوئی ہوگی ۱۹۲ برنباس کی انجیلی تواریخ کا جس سے وہ کہتے ہین کہ محمدؐ نے قرآن مین اکثر نقل کی ہے مشرق مین بہت بڑا رواج تھا اوسمین محمدؐ کی آمد کی متواتر پیشین گوئی ہوئی ہے ڈاکر ویٹ کا قول ہے کہ محمدؐ کی کاربرآری کے لیے اوسمین تحریف کی گئی ہے یہ ممکن ہے اور ہم کو اس صورت مین تعجب بھی نہین ہوتا جبکہ رومی اور پروٹسٹنٹ عیسائیون نے اپنے قدیمی اور حال کے متبرک نوشتون مین سخت بی غیرتی سے ایسا ہی کیا ہے دوسرا مقام تحریف کی نظیر مین وہ عبارت ہے جس سے بعض فرق نصاری تثلیث ثابت کرتے ہین اور اپنی عقل و فہم کو معطل کرکے ایک خدا کو تین اور تین چیزون کو ایک کہتے ہین اور خود بھی اسکو غیر معقول جانتے ہین مگر یہ عذر پیش کرتے ہین کہ چونکہ یہ امر کلام الہی مین وارد ہے اسواسطے اسکا اعتقاد کرنا ضرور ہے گو غیر معقول ہے اس مقام کی نسبت بھی محقق گاڈفری ہیگنس لکھتے ہین دفعہ ۱۹۲ مسلمان کہتے ہین کہ عیسائی پادریون نے انجیل کو ایسا تحریف کردیا ہے کہ اون پر کچھ اعتبار نہین کیا جاسکتا اور بے شک اگر ایک ترکی سے تحریف کی نظیر طلب کیجائے اور وہ یوحنا کے پہلے صحیفہ کے پانچوین باب کے ساتوین آیت کو پیش کرے

حاشیہ: ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

جسکی تحریف پارسن اور نیوٹن اور نیز اوروں کی تصنیفون مین ثابت کی گئی ہے جو
باسانی ویٹ صاحب کے خلاصہ مین پائی جاتی ہے تو ایک عیسائی کو اوسکے جواب
دینے مین بہت دقت ہوگی ——— دفعہ ۱۹۲ یوحنا کی عبارت مرقومہ بالا اوسکے
مثال ہے رومی گرجا والون کے پادریون نے غالبًا یہ دخاگستاخانہ کی تھی لوتھر نے
اپنی مشتہر کی ہوئی انجیل مین اسکو چھوڑ دیا اور کہتے ہین کہ بوقت نزع اوسنے اپنے پیرووں سے
نہایت التجا سے درخواست کی کہ میرے نام سے اسکو مندرج نکرین مگر اس پر التفات
نکیا گیا اور انجیل مین جسکے عنوان سے لوتھر کی تصنیف ثابت ہوتی ہے وہ بحکم لوتھر کے
جرمنی گرجا مین داخل کی گئی ——— اسطرح سے اگر رومی پادریون سے اس دنیی مغالطہ
کی بنا ہوئی تو اوسکو پروٹسٹنٹ نے اختیار کیا جسکی حفاظت مین وہ کچھ سرگرم نہ تھے
اور نہ اب ہین ——— یہ منجملہ تیس ہزار اختلاف قرأت کے صرف ایک ہے جسکو پادری
تسلیم کرتے ہین کہ صحیفون اور انجیلون مین موجود ہین کتاب کو ڈکس مانٹ فوریٹی
انیس مین جواب دبلن کے عام کتب خانہ مین موجود ہے عمدًا متن کتاب کی تائید
کے لئے جعل کیا گیا تھا انتہی کلامہ ——— اور ہارنصاحب جلد دوم کے صفحہ ۲۲۱
مین لکھتے ہین کہ درس ۳۵ باب اول لوقا مین بعض الفاظ واسطے دفع شبہہ یونی کینس کے
جو ہمودی طبیعتون کے مسیح مین انکار کرتے ہین ترجمون سریانی اور عربی اور فارسی
اور حبشی اور دیگر ترجمون اور بہت سے حوالے مرشدون مین بڑھائے گئے ہین
اور درس ۴۳ باب ۲۲ لوقا اور نسخہ اسکندریا نوس اور بعض اور نسخون مین چھوڑا گیا
اس لئے بعض دیندار عیسائیون نے خیال کیا کہ قوت دینی فرشتہ کی خداوند کو سبب
نقصان درجہ الوہیت مسیح کا ہے کما فی الاعجاز صفحہ ۲۷۸ اور خود عماد الدین اس

کتاب کے صفحہ ۱۰۳ مین لکھتے ہین کہ یہ عبارت مشکوک ہے معلوم نہین کہ مصنف کی ہے کہ حاشیہ کی اور محققین یورپ بندای جہوری کہہ رہے ہین کہ یہ عقیدہ الوہیت مسیح کا کونسل نیس مین مقرر ہوا تھا جو ثانی نیر قیصر روم کے عہد مین ۳۲۴ع مین منعقد ہوئی تھی اور قیصر اس کونسل کا سربراہ کار تھا اور بخیال سلطنت آرای دین مسیحی کو اس نے اختیار کر لیا تھا یہ دو مقام وہ ہین جنکے باعث عیسائی شرف اسلام سے محروم رہ گئے اور باہم بھی مختلف ہو کر بہت سے فرقے ہو گئے اور پادریون کے اغوا سے ہزارون آدمی قتل ہو گئے اور آگ مین جلوا دیے گیے جسطرح مذکور ہوا اسپر عماد الدین کہتے ہین کہ ہمارے لیے ان مقامات سے کچھ نقصان نہین پس حیف ہے ایسی بے بصیرتی اور تعصب پر اس سے زیادہ کیا نقصان ہوتا جو ہوا ان دو مقامات کے علاوہ عام تحریف کا تو ذکر بھی نہین اور نہ ہم کو اوسکے بیان کی حاجت خود علما اور محققین عیسائی بندائی جہوری پکار رہے ہین چنانچہ لوتھر صاحب امام فرقہ پروٹسٹنٹ پوپ اور اوسکے متعلقین کے حق مین اپنی کتاب کی ساتوین جلد صفحہ ۴۷۴ مین لکھتے ہین کہ اگر مین حاکم ہوتا تو خراباتی اور دغاباز پوپ اور اوسکے متعلقین پوپ اور اونکے کنبونکی مشکین بندھوا کر سمندر مین ڈلوا دیتا اور اوسی جلد کے صفحہ ۴۵۱ مین لکھتے ہین کہ پوپ اور اوسکے متعلقین عہدہ دار ایک گروہ خراباتی اور بیباک اور شریرون اور مردکون اور فریبیون اور جھوٹون کا ہے اور ایک سنڈیاس بڑے شریرونکا ہے اور بہت بڑے شیطانون جہنمی سے ایسا پر ہے کہ اوسکے تھوک اور سنک مین بھی شیطان نکلتے ہین اور صفحہ ۱۰۹ جلد دوم کتاب مذکور مین پوپ کو دجال لکھتے ہین جیسا کہ یہ سب اقوال کالمک ہرلڈ کی نوین جلد صفحہ ۲۷۷ مین منقول ہین ـــــ مارفا صاحب ترجمہ لاطینی کے حق

مین جو مدار ایمان فرقہ رومن کا ملک کا ہے چوتھی جلد کے صفحہ ۴۶۳ مین لکھتے
ہین کہ پانچوین صدی سے پندرھوین صدی تک بہت خرابیان اور الحاق اوس
مین ہوئے ہین اور پھر صفحہ ۴۶۴ مین لکھتے ہین کہ یہ بات ضرور یاد رکھی جاوے
کہ کوئی ترجمہ مثل ترجمہ لاطینی کے خراب نہین کیا گیا اوس کی نقل کرنے والون نے
بہت ہی ناجائز بے قیدی سے عہد جدید کی ایک کتاب مین دوسری کتاب کے فقرے
داخل کیے اور عبارت حاشیہ کی متن مین درج کر لی کما فی الاعجاز صفحہ ۴۸ اور پھر
ہارن صاحب بلا تخصیص کسی ترجمہ کے عموماً ہر ایک انجیل کی نسبت جلد دوم کے صفحہ ۳۳۱
مین لکھتے ہین کہ بہت سے اسطرح کے الحاق بسبب خیالی اصلاح کے اعمال حواریین مین
اور جہان کوئی مکرر ذکر ہوا ہے کاتبون نے اور اون سے زائد مترجمون نے ذکر ناقص
مین دوسری جگہ سے لیکر ملا دیا ہے اور بلاشبہ بعض خرابیان قصداً اونھون نے بھی کی
ہین جو دیندار کہلاتے ہین اور بعد اونکے وہی خرابیان ترجیح دیجاتی تھین تاکہ اپنے
دعوی کو قوت دین یا اپنے سے کسی اعتراض کو رفع کرین اور یہ جو اس بنیاد اختلاف
عبارت کو کسی نے کم معلوم کیا ہے اس لیے ہم دو تین نمونون کو فاف کی کتاب سے
جس مین اختلاف عبارت کا بیان ہے ذکر کرتے ہین الخ کما فی الاعجاز صفحہ ۲۷۸
اسپر پادری عماد الدین اس کتاب کے صفحہ ۳۸ مین لکھتے ہین کہ قرآن اور اوسکے
مفسر پکار پکار کر کہتے ہین کہ اہل کتاب نے قصداً تحریف کی ہے مگر مولوی صاحب
چونکہ قرآن کے اس جھوٹے دعوے کو ثابت نہین کر سکے اس لیے پہلے ہی سے بندش
باندھتے ہین فقط اب وہ محقق گاڈفری ہینکیس اور فاف اور لوتھر اور ہارن وغیرہ کے
اقوال کو ملاحظہ کرین اور خدا سے تو نہین شرماتے مگر بندون سے ہی شرمائین کہ مولوی صاحب

نے تحریف قصدی ثابت کردی ہے یا نہین سبحان اللہ ایسے جوابات پر ناز کیا ہے کہ اعجاز عیسوی
کا جواب لکھدیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور لوتھر صاحب وغیرہ کے
اقوال کا جو یہ جواب دیا ہے کہ لوتھر صاحب پوپ کو بیشک برا کہتے ہین اور مکا چال چلن
اچھا نہ تھا جیسے آپ کے مذہب مین بڑے بڑے پیر اور اولیا ہوتے ہین جو محض جھوٹ
اور فریب سے دنیا کو ٹھگتے ہین ویسے ہی وہ پوپ بھی تھے جس سے لوتھر صاحب
ناراض ہوکر برا لکھتے ہین فقط یہ جواب بھی محض مغالطہ اور ابلہ فریب ہے بے شک
اہل اسلام مین بھی بعض بعض اس قسم کے پیر اور گمراہ کنندہ ہوئے ہین اور ہر ایک مذہب
مین ہوتے ہین مگر پادریصاحب یہ تو خیال کرین کہ ایسے اشخاص کا دست رس قرآن
پر تو نہین ہوا کتاب خدا مین تو اونکا بس نہین چلا یہان تو اس امر کا ذکر ہے
کہ اشرار اور نیز دیندار عیسائیون نے قصدًا انجیل کو محرف کردیا اور اشرار اسلام
قرآن مین کچھ تصرف نہین کرسکے اگر کسی نے معانی قرآن مین یا مسائل فرعیہ مین یا
طریقہ عمل مین جہال کو بہکایا تو علمانے اونکو پھر درست کردیا دوسرون تک اونکی
ضلالت کا اثر نہ پہنچا مگر عیسائی شریرونکا اثر ایسا ساری ہوا کہ جسکے سبب اصل
کتاب اور اصول دین خراب ہوگئے علاوہ اسکے ہم کہتے ہین کہ تحریف کا مرتبہ
خواہ قصدًا ہو خواہ بلا قصد بعد اثبات اصل انجیل کے ہے ہم تو اس امر کے مدعی ہین
کہ چند وجوہ سے اصل انجیل کا ہی وجود نہین عیسائیون نے بے اعتنائی سے اوسکو
گم کردیا وجہ اول یہ ہے کہ عیسائیون کے پاس کوئی ایسی دلیل نہین جس سے
انجیل کے کتاب سماوی ہونے کا کسی دوسرے پر اثبات کرین اور خود انجیل مین
بھی مثل قرآن کے کوئی ایسی عجیب بات نہین جو اوسکے سماوی اور کلام ربانی ہونے

پر شاہد ہو البتہ اہل اسلام پر قرآن کے ذریعہ سے انجیل کا اثبات ہو سکتا ہے پس
ہم اہل اسلام انجیل اور صاحب انجیل کے باب مین اوسی قدر اعتقاد کر سکتے ہین
جسقدر قرآن مین مذکور ہے کہ حق تعالی نے ایک کتاب جس مین کچھ احکام الہی ہین
حضرت مسیح کو عطا فرمائے تھے چنانچہ سورہ مریم مین قول مسیح کی اسطرح حکایت ہے
اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ اٰتَانِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا اور سورہ مائدہ مین ہے وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ انکے سوا اور بھی آیات ہین جن سے ظاہر ہے کہ انجیل عہد مسیح مین ایک
معین اور مشخص اور مکتوب چیز تھی اور اقل یہ ہے کہ حضرتؑ نے اپنے مرفوع ہونیسے پیشتر
اوسکو لکھوا دیا ہوگا تاکہ اوسپر اطلاق کتاب کا عہد مسیح مین صحیح ہو اور اگر یہ بھی نہو تو بوجہ
معرف بلام ہونے لفظ کتاب کے ضرور ہے کہ وہ کلام اور وحی الہی ایسا مؤلف اور
مسلسل اور معین ہو کہ جسکی ابتدا اور انتہا ہو اور جس کو اوس عہد کے مومنین زبانی
یاد کر لین اور اگر کوئی اوس کے درمیان دوسرا کلام ملا دے تو وہ الحاق معلوم
ہو جاوے کہ یہ فقرہ انجیل کا نہین اور ہم جو اناجیل اربعہ مروجہ کو دیکھتے ہین
تو معلوم ہوتا ہے کہ اونکو بقول نصاری حواریون نے اور اونکے شاگردون نے بعد
رفع مسیح مدت بعد مختلف طور پر بطور تاریخ مسیح کے بیان کیا ہے گویا یہ مسیح کے چال
چلن اور سیرت کی تاریخی کتابین ہین جسطرح اہل اسلام کے پاس حبیب السیر اور
روضۃ الصفا وغیرہ اوس مین ضمناً کہین کہین اقوال و رموز مسیح اور تقریرات متشتتہ اور
مواعظ متفرقہ مسیح بھی داخل ہین اور اگر بسبیل تنزل ہم یہ بھی فرض کرین کہ اطلاق کتاب
کے واسطے بعد مسیح کے بھی کتابت کافی ہو تو بھی یہ اناجیل انجیل عیسیٰ نہین کیونکہ
مصنف ہر انجیل کا ایک ایک شخص ہے کہ ہر ایک نے حسب ضرورت مختلف اوقات

اور مختلف مقامات مین لکھی ہے اور ایک نے دوسرے کے نسخہ کو ملاحظہ بھی نہین
کیا پس کوئی نسخہ سہو وخطا اور جعل سے مصون ومحفوظ نہین رہ سکتا اور اس
امر کی تصدیق کے واسطے خود اختلاف اناجیل اربعہ شاہد کافی ہے اور
پادریصاحب جو اس اختلاف کی نسبت یہ عذر کرتے ہین کہ کہین اجمال وتصریح کا
فرق ہے کہین تخمینہ اور تحقیق کا فرق ہے کہ کسی مصنف نے ایک بات کو بطور تخمینہ
بیان کردیا ہے کسی نے بطور تحقیق کہین کچھ اور کہین کچھ یہ اختلاف نہین سو یہ جواب
محض واہیات اور تاویلات ہین جنکو دیکھکر انگلستان کے تعلیم یافتہ لوگ بھی ہنستے
ہین البتہ یہ تاویلات اوسصورت مین قابل التفات ہوسکتے ہین جبکہ ہر ایک مصنف
الہامی اور معصوم ہوتا یا ایک نسخہ کو کل حواری جمع ہوکر لکھتے اور قبول کرتے مگر حواری
کوئی الہامی نہ تھا بلکہ اکثر مطعون ومقدوح تھے پس یہ جواب پادریصاحب کا عذر
بدتر از گناہ اور اقرار اختلاف ہے وجہ دوم یہ ہے کہ ہر ایک انجیل کا مصنف مقدوح
اور کم فہم تھا نہ متی حواری مصنف انجیل اول کی روایت قابل اطمینان ہے اور نہ یوحنا
حواری مصنف انجیل چہارم کی روایت معتبر اور مرقس مصنف انجیل ثانی شاگرد پطرس
حواری اور لوقا مصنف انجیل ثالث شاگرد پولوس کا تو ذکر بھی نہین کیونکہ یہ دونون
حواری بھی نہین حتی کہ انکے استاد بھی نہایت غیر معتمد بلکہ بدعتی مشہور تھے چنانچہ
حضرت مسیح نے وقت اخیر پر پطرس جاتے وقت پطرس سے کہا ای شیطان مجھ سے
دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر ہے کیونکہ تو خدا کی نہین بلکہ آدمیون کی باتون کی فکر
کرتا ہے[1] اور پھر مسیح نے فرمایا ہے کہ جو میرا انکار کریگا مین اپنے باپ کے سامنے اوسکا
انکار کرونگا[2] اور پطرس نے وقت صلیب یہود کے روبرو سخوف جان مسیح کی شاگردی

[1] متی باب ۱۶ فقرہ ۲۳
[2] متی باب ۱۰ فقرہ ۳۳

یعنی عیسائیت سے تین دفعہ انکار کیا اور وقت صلیب پاس بھی نہ ٹکرا رہا یقیناً
دین عیسائی سے برگشتہ ہو گیا اور بعد رفع مسیح کے پولوس اسکے
باب میں لکھتا ہے کہ جب پطرس انطاکیہ میں آیا میں نے روبرو اوس سے مقابلہ کیا
کیونکہ وہ ملامت کے لائق تھا اور اسی جگہہ برنباس کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ بھی یہود
کی ریا میں شریک تھا مسٹر فلک لکھتا ہے کہ پطرس نے غلطی کی اور احکام مسیح
سے جاہل تھا اور برنشس جسکو جوئل صاحب نے فاضل مرشد سنجیدہ لکھا ہے
کہتا ہے کہ پطرس سردار حواریان نے اور برنباہ نے بعد نزول روح القدس کے بھی
سمہ کلیسای یروشلیم غلطی کھائی جان کالون کہتا ہے کہ پطرس نے کلیسا میں
بدعت بڑھائی اور آزادگی عیسوی کو خوف میں ڈالا اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا
اور برنباہ وغیرہ سب کو ملامت کرتا ہے حق یہ ہے کہ پطرس نے بڑی غلطی کی ہے کہ
خلاف حکم مسیح اس نے غیر بنی اسرائیل کو ملت مسیح کی دعوت کی اور بات یہ بنائی
کہ مجھہ کو مکاشفہ ہوا ہے اور روح القدس نے ہدایت کی ہے چنانچہ اسی بنا پر اولاً
کرنیلیا والوں کو عیسائی کیا اور یہ ایسی مخالفت مسیح تھی کہ اس معاملہ سے مختونون
کو تعجب ہوا کہ غیر مختونون پر بھی روح القدس کی بخشش ہوئی اور اوسی وزسے
غیر قوم بھی عیسائی ہونے لگے اور اب تک یہی عمل خلاف انجیل عیسائیون میں جاری ہے لیکن اوسوقت
مختونون نے جو شریعت موسوی کے پابند تھے یہ اصرار کیا کہ غیر مختون جو عیسائی ہوئے
ہیں احکام شریعت کو بجالاوین اور غیر مختونون کو یہ بات نامنظور رہی تب پاول اور برنباہ
اور اون مختونون میں گفتگو ہوئی آخر کو یہ تجویز ٹھہری کہ یروشلیم میں رسولون اور
مشائخ کے پاس چلکر اسکا فیصلہ کیا جاوے وہان جاکر کونسل کا جلسہ منعقد ہوا پطرس

۲ پطرس باب ۲ آیت ۱۱ تا ۱۴
۲ گلتیان باب ۲ آیت ۱۱ تا ۱۴
۲ گلتیان باب ۲ آیت ۱۱ تا ۱۴
اعمال باب ۱۵ آیت ۱ تا ۱۲

اور برنباہ اور پولوس مختونون کے خلاف بولے یعقوب نے توسط اختیار کرکے یہ رائے
دی کہ شریعت کا سارا بوجھ ڈالنا ان پر اچھا نہین بعض بعض احکام کا اتباع ان پر لازم
کیا جاوے تب ایک سرکیولر بنام نہاد روح القدس جاری ہوا کہ روح القدس کو
اور ہم کو بھی اچھا لگا کہ سوا ان باتون کے جو ضروری ہین تم پر زیادہ بوجھ
نہ ڈالین تم بتون کی نجاستون اور حرامکاری اور گلا گھونٹے جانور اور لہو سے پرہیز کرو
والسلام پس سب حواریون نے اس معاملہ مین پطرس کے دم مین آکر دغلطیان
کین اور یہ کہ غیر بنی اسرائیل کے عیسائی کرنے مین پطرس کا قول اور دعوی
نزول روح القدس قبول کر لیا حالانکہ حضرت مسیح نے خوب سمجھا دیا تھا کہ مین بجز
بنی اسرائیل کے اور کسی قوم پر مبعوث نہین ہوا اور پھر مکرر تاکیدًا حواریون کو
ممانعت کر دی کہ تم عوام کی طرف نجانا اور سامریون کے کسی شہر مین نجانا بالتخصیص
اسرائیل کی طرف جاؤ تا نیگا یہ کہ غیر مختونون کو شریعت یعنی احکام توریت سے
آزاد کر دیا حالانکہ مسیح نے فرمایا تھا کہ مین توریت کو کامل کرنے آیا ہون نہ مٹانے کو
اور قیامت تک توریت کا ایک نقطہ نہ مٹے گا یہ دونون خطائین ایسی فاحش
ہوئین جنکی باعث دین عیسوی مین ایک عظیم رخنہ پڑ گیا حواریون نے یہ خیال
نکیا کہ مسیح بار بار اپنے کلام و احکام کی حفاظت کی تاکید فرما گئے ہین اور پطرس کا
کلام قابل اعتبار نہین مسیح اس سے ناراض گئے ہین اور اونہنے صلیب کے وقت کیا سلوک کیا۔
یہان تک پطرس کا حال تھا اب پولوس مقدس نصاریٰ کا حال کچھ دیکھنا چاہیے کہ یہ
شخص عروج و صلیب مسیح تک حضرت سے بڑی دشمنی اور عناد کرتا رہا اور ہمیشہ ہاتھ
اور زبان سے خود ایذا دیتا رہا اور لوگون کو برانگیختہ کرتا تھا بعد عروج و رفع مسیح

کہ وہ اسپنے اوپر نزول روح القدس کا دعوی کرکے اور عیسائی بن کے حواریون
سے جا ملا اون بیچارون نے قبول کرلیا اور یہ قبول کرلینا غالبًا اس مصلحت
سے تھا کہ اسکے شر سے نجات ملے کیونکہ یہ شخص غیر اسرائیلی تھا اور غیر اسرائیل
کا عیسائی ہونا خلاف حکم مسیح تھا جہ جائیکہ اوس پر نزول روح القدس ہو یا
یہ کہ قول مسیح کو بھول گئے یا سمجھے نہین اور حضرت مقدس نصاری بھی غالبًا
اس لیے عیسائی ہوئے تھے کہ ہاتھہ اور زبان کی دشمنی سے تو کچھہ کام نہ نکلا
اور دین عیسوی بعد مسیح بھی نہ مٹا اب عقل کے زور سے مٹاؤ اور دوست
بنکر کام نکالو چنانچہ جب مختونون نے اصرار کیا کہ غیر مختون بھی احکام شریعت
کو بجا لاوین تب پولوس اوس سر کیو لر مذکورہ بالا پر بھی رضامند ہوئے اونھون
نے شریعت موسوی کو کلیتہً مٹا دیا اور صاف حکم دیدیا کہ اگلا قانون چونکہ کمزور
اور بیفایدہ تھا اوٹھہ گیا اور پاکون کے لیے سب کچھہ پاک ہے اور جو ناپاک جانتا
ہے اوسکو ناپاک ہے اور اس پر بھی صبر نکیا علانیہ یہ حکم دیدیا کہ شریعت کو ایمان سے
کچھہ نسبت نہین مسیح نے ہمکو مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھوڑایا کہ وہ ہمارے
بدلے لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا ملعون ہے یعنے
جناب مسیح علیہ السلام معاذ اللہ من ذلک ۔ جب یہ حکم لوگون نے سنا کہ تکالیف
شرعیہ موقوف ہوگئین اور دینداری ہی برائے نام ہے اور ہر طرح آسائش و آزادی
بھی موجود ہے اوس روز سے اکثر آدمی جو اپنے مذہبون کی پابندی سے تنگ
تھے عیسائی ہونے لگے اور دل کھولکر سب کچھہ کرنے لگے کیونکہ آزادی کیطرف
ہر شخص مائل ہوتا ہے خصوصًا حکام و سلاطین لیکن باایںہمہ مختون لوگ جو بخلوص

۱۲ آیت ۱۲ باب ۱۵ اعمال
۱۳ آیت ۱۳ باب چہارم خطوط پولوس ۱۲
۱۳ آیت ۱۳ باب سوم خط گلتیان ۱۲

دل جدید عیسائی ہوئے تھے وہ شریعت کے پابند رہے اور اہربان بادشاہ کے وقت تک جو ۱۲۴ھ مین تھا اکثر عیسائی شریعت اور احکام توریت کی تعمیل کرتے رہے لیکن جب بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جو کوئی ختنہ کریگا مارڈالا جاویگا تب فلسطین کے عیسائیون نے اس خیال سے کہ مبادا ہم بھی یہودیون مین گنے جاوین رسومات موسوی کو کلیتہً چھوڑ دیا اور مرق یعنی مرقس کو اپنا پیشوا مقرر کیا یہ آزادی اون لوگون کو جو رسومات یہود کے عادی تھے یعنی پہلے یہودی تھے ناگوار گذری لہذا وہ جدے ہوگئے اور پریا ملک فسلطین مین جماعتین قائم کین اور رسوم یہود اور احکام توریت کو بڑی شدومد سے جاری رکھا یہ لوگ حضرت موسی اور عیسی کو سند مین برابر سمجھتے تھے جب دو فرقہ ہوگئے تو فرقہ اولین جو سچا عیسائی تھا اور حمایت توریت مین مصروف تھا بدعتی قرار دیا گیا اور ابیونیہ اونکا نام رکھا گیا اور دوسرا فرقہ جو توریت سے منحرف تھا اور جسکی بنیاد پولوس جما چکی تھی روز بروز زیادہ ہونے لگا کیونکہ آزادی سب کو مرغوب ہے اور نیز حکام عیش پسند کی طرف سے جبر بھی ہوا پس دین عیسوی مفقود ہونے لگا اور دین پولوسی ترقی پانے لگا اگر کوئی کہے کہ پولوس نے جو کچھ کیا دیگر حواریون اور مشایخ کے مشورہ سے کیا اور روح القدس بھی شریک تھے جواب اسکا یہ ہے کہ حواری اوسکے مقابلہ اور مواجہہ مین خوف و مصلحت کے باعث کسی بات مین اتفاق رای کر دیتے تھے اور اکثر دور رہتے تھے باہم ملاقات بھی کم ہوتی تھی لیکن اسکے اقوال و اعمال سے ضرور ناراض اور متوحش تھے اور ملاقات کے وقت تنبیہہ و نصیحت بھی کرتے رہتے تھے چنانچہ جب آزادی کے اعتقادات و اقوال کے بعد پولوس یروشلیم مین گیا تو وہان کے مشایخ کو خوف ہوا کہ دونون قسم کے عیسائیون

مین فساد نہوتب بزرگون اور مشائخ نے اوسکو سمجھایا کہ تو بھی منت والے لوگون کے ساتھ
ہوجا کیونکہ جو تیری نسبت سنا ہے اوسکو لوگ غلط سمجھین پولوس نے اوسوقت تو مصلحۃً
قبول کرلیا مگر پھر اوسپر عمل نکیا اور اگر اوسکو روح القدس کی تعلیم ہوتی تو ضرور
حواریون کو بھی ہوتی یا وہ منع نکرتے اور وہ قبول نکرتا اور محض عیسائی تخمیناً
دیر تک سو دو سو برس تک توریت و شریعت کے پابند رہتے زنیکیں اور لواتھروس
لکھتے ہین کہ کالون اور لوتھر کے مقلد اور پیرو پولوس کو وعظ کرنے کے لائق اور معتمد
نہ سمجھتے تھے خود پولوس نامۂ اول قرنتیان مین اپنی نسبت لکھتے ہین کہ مین یہود
کے درمیان یہود سا تھا تاکہ اونکو کماؤن اور شریعت والون مین شریعت والا اور
بے شریعت اور بت پرستون مین بے شریعت اور ترویج دین کے واسطے بر ملا جھوٹ
بولنا جائز و مستحسن کرلیا تھا غالباً مقدس کا خطاب اونکو ایسے ہی کارہائے نمایان
سے ملا ہے یہان تک صرف دو صاحبونکا حال تھا مگر چونکہ طول ہوا جاتا ہے
لہذا سب حواریون کا حال بالاجمال بیان ہوتا ہے کہ انھین مین سے ایک نے جو ایک روز
پیشتر تک مسیح کا ہم پیالہ و ہم نوالہ تھا حضرت کو گرفتار کرایا اور صلیب کے وقت سب بھاگ
گئے کوئی پاس بھی نہ کھڑا رہا اور نہ کبھی مسیح کے مواعظ اور تعلیم کی حقیقت کو سمجھے
حضرت مسیح ان لوگون کو کم اعتقاد کہا کرتے تھے اونکا مست ایمان دنیاوی فوائد
مین لگا رہتا تھا چنانچہ اسی امید پر یوحنا کی ماں نے مسیح سے کہا تھا کہ جب تم اپنی بادشاہی
مین داخل ہو تو میرے دونون بیٹے بھی تمھارے دائین اور بائین بیٹھین اور
پطرس نے کہا تھا کہ ہم سب کچھ چھوڑ کے تیرے پیچھے ہو لیے ہمکو کیا ملے گا مسیح نے فرمایا
کہ جب انسان کا بیٹا نئی پیدایش مین اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بارہ تختون

۱ کرنتھیون ۱۱ باب ۲۳ آیت ۲ گلتیون ۱ باب ۱۲ آیت ۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۱ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۱ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۲۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۱ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۳۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۱ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۴۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۱ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۵۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۱ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۶۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۱ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۷۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۱ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۸۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۱ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۲ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۳ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۴ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۵ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۶ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۷ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۸ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۹۹ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲ ۱۰۰ گلتیون ۲ باب ۱۱ آیت ۱۲

پر بیٹھیگے اور بنی اسرائیل کے بارہ فرقون پر عدالت کروگے ۔ اور اس عدالت اور اپنے نزول ثانی کی علامتین بھی حضرت نے ارشاد کردی تھین مگر وہ اس عدالت و حکومت کو دنیاوی اور ظاہری ہی سمجھتے تھے اور خیال کرتے کہ یہ علامات بھی سب ہماری حیات مین ہوجاوین گے چنانچہ جب بعد صلیب مسیح اونکو نظر آئے تو بعض جو زیادہ بیتاب تھے پوچھنے لگے کیا تو اوسی وقت بنی اسرائیل کی بادشاہی قائم کریگا اور بعض مسیح کے مرفوع ہونے پر افسوس کرکے کہتے تھے کہ ہمکو امید تھی کہ یہ وہی ہے جو بنی اسرائیل کی آزادی کریگا الغرض سو ۱۰۰ سو دیڑھ سو ۱۵۰ برس تک لوگون کو اس نزول ثانی کا انتظار رہا میکڈی برجس وغیرہ محققین عیسائیہ خصوصًا وائی گیر جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے بڑے عالم ہین کہتے ہین کہ بعد نزول روح القدس کے سب کلیسائون نے غلطی کی نہ صرف عوام نے بلکہ خواص نے بھی جو غیر بنی اسرائیل کو ملت مسیح کیطرف دعوت کی کیونکہ یہ خلاف حکم مسیح تھا راقم کہتا ہے کہ ایک یہی غلطی کیا ہزارون غلطیان کین منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ عدالت لحکومت مسیح کے معنی کو نہ سمجھے اونکے دوبارہ نزول کے وقت کو نہ سمجھے فارقلیط کے وقت اور اوصاف کو نہ سمجھے توریت اور شریعت کے ترک مین غلطی کی مسیح کو ابن اللہ سمجھنے مین غلطی کی حالانکہ یہ امور انجیل مروجہ کے بھی خلاف ہین کہ بعد صلیب بھی جب مسیح علیہ السلام اونکو نظر آئے تو اونکو بہت ملامت کی اور سبکو سخت دل اور بے ایمان کہا پس بعد نزول روح القدس بھی کامل نہوئے جیسے قبل صعود مسیح تھے ویسے ہی بعد مسیح بھی رہے پھر بھلا ایسے لوگون کی تصنیف اور روایت پر کیونکر اعتماد ہو خصوصًا ایسا اعتماد کہ اوس پر دین اور ایمان مقرر کیا جاوے

وجہ سوم اناجیل مروجہ کی اصل انجیل نہونے کی یہ ہے کہ باوجود مقدوح اور غیر معتمد

ہونے حواریون کے بھی یہ اناجیل مروجہ انکی تصنیف نہین جسطرح اون کی طرف
منسوب کی جاتی ہین چنانچہ محقق گاڈفری ہیگنس لکھتے ہین کہ یہ تعجب کی بات ہے کہ
اہل اسلام اس سے منکر نہین کہ ہماری چارون انجیلی تواریخین اونھین شخصون کی
تصنیف نہین جنکے نام سے وہ منسوب ہین وہ صرف یہی کہتے ہین کہ عیسائی پادریون نے
اوس مین تحریف کردی ہے راقم کہتا ہے کہ محقق ممدوح نے اہل اسلام کی تصنیفات
علم کلام کو نہین دیکھا جو ایسا لکھا ہے ضرور اہل اسلام کا یہ بھی دعوی ہے تفصیل اسکی
یہ ہے کہ جناب مسیح نے جو آسمانی سلطنت کے قریب آنے اور اپنے دوسرے نزول
اجلال کا وعدہ ایسا قریب دیا تھا کہ اس پشت یا طبقہ کے لوگ منقرض نہونگے کہ ابن آدم
یعنی مسیح کو مادیون مین آتے نہ دیکھ لین اور شاگردون سے وعدہ تھا کہ تم
بھی اسرائیل کی بارہ قومون پر حکومت کروگے پس اس مغالطہ شدیدہ نے کہ وہ ابھی ہی دنیا
قائم کریگا حواریون کو ضبط اور تحریر حالات مسیح پر متوجہ ہونے دیا مورخ ایڈورڈ گبن
باب ہشتم تاریخ رومۃ الکبری مین لکھتے ہین کہ یہ جمہور کا اعتقاد تھا کہ دنیا کا ختم ہونا اور
آسمانی بادشاہی قریب تھے حواریون نے اس واقعہ عجیب الشان کے نزدیک آنے کی
پیشین خبر دی تھی اور قدیم شاگردون نے اس کی روایت بہت ہی محفوظ رکھی تھی اور
اون لوگون کو جو کلمات مسیح کو اپنے لغوی معنی مین سمجھتے تھے اس طبقہ کے لوگون کے
جنھون نے اس زمین پر اوسکی مسکنت کی حالت دیکھی تھی کلیتہً منقرض ہوجانے
مسیح کے دوسرے آنے کا انتظار کرنا پڑا ابھی تو یہ لوگ اس آمد موہوم کا
خیالی پلاؤ پکا رہے تھے اس پر طرہ یہ ہوا کہ یوحنا حواری کی عمر مین طوالت ہوئی
اور لوگ یہ سمجھنے لگے کہ ضرور مسیح کے دوسری آمد کو یہ دیکھے گا اور اسکے زیادہ معمر ہونے

سے اس اعتقاد کی ایجاد ہوئی کہ مسیح کے قول کی تصدیق کے لیے خدا نے اسکی عمر بیحد بڑھادی ہے اور اسی امید موہوم اور انتظار مین آیندہ کیواسطے تصنیف و تالیف پر توجہ نکرتے تھے بلکہ کتابت کی قدر کم کرتے تھے اور زبانی روایت کو کتابت پر بہت ترجیح دیتے تھے جب زمانہ ممتد گذر گیا اور امیدوارون کو یاس ہوئی اور زبانی روایات مین بھی ضعف آگیا اوسوقت لوگون نے تحریری تذکرون پر توجہ شروع کی اور ہر ایک نے علحدہ علحدہ مثلاً کسی نے تمثیلون کو کسی نے اور کلمات کو اپنی یادداشت اور سماعت کے موافق قلمبند کر لیا لیکن اسوقت ایک اور ہی نیا گل کھل رہا تھا یعنی بہت سی جھوٹی تحرین انجیلون اور حواریون کے خطوط کے نام سے جمع ہوکر ایک انبار ہوگئی تھین یہان تک کہ پولوس وغیرہ حواری اپنی تحریرون مین اپنے پیرووں کو اس امر کی اطلاع کرنے لگے اور بعد زمانہ حواریان اتنی کتابین انجیلون اور اعمال اور خطوط و نامجات و مشاہدات کرکے مشہور ہوئین کہ اون کا شمار مشکل ہے کیونکہ دشمنان دین اور مخربان انجیل یعنی یہود کو حواریونکی اس غفلت و غلط فہمی مین تخریب دین مسیحی کا خوب موقع ملا اور اسی سبب بعد کو سچے مخلص عیسائیون پر بھی اصل دین مشتبہ ہوگیا سلطنت فرانس کے رکن رکین فاضل ارنسٹ رینان تذکرہ عیسے کے مقدمہ مین (مطبوعہ ۱۸۶۵ء) اس کیفیت کو لکھتے ہین کہ بہرحال یقینی ہے کہ ابتدا مین عیسی کے کلمات عبرانی زبان مین لکھے گئے تھے اور شروع ہی مین انکے اقوال قلمبند ہوئے تھے لیکن یہ ایسی تحرین نہین تھین کہ تشخیص کرکے یقیناً لکھے گئے ہون کیونکہ علاوہ اون انجیلون کے جو ہم تک آئے ہین اور بھی کئی ایک تھین جن مین مشاہدہ کی روایات تھین ایسی تحریرون کی قدر کم ہوتی

تھی اور حفاظ مثلاً پاپیاس زبانی روایتوں کو بڑی ترجیح دیتے تھے چونکہ ہنوز لوگوں کو
یہ اعتقاد تھا کہ دنیا عنقریب ختم ہونے کو ہے تو آیندہ کے لیے کتابیں تصنیف کرنے کی پروا
کم کرتے تھے صرف دلوں میں اسکے زندہ نمثال کا رکھنا کافی جانتے تھے اسی سبب انجیل کی
کتابوں کا ایکسو پچاس برس کم اعتبار ہوا اور ان میں اور باتیں درج کرنے اور کئی طور پر
تطبیق دینے اور بعض کو بعض سے تکمیل کرنے میں کچھ باک نکرتے تھے جس بیجا رہ کے پاس
ایک ہی کتاب تھی وہ جانتا تھا کہ جو کچھ دل کو عزیز ہے وہ سب اسی میں ہووے
یہ چھوٹے چھوٹے رسالہ مستعار جاتے تھے اور ہر ایک شخص اپنے نسخہ کے حاشیہ پر جو الفاظ اور
تمثیلیں کہیں پاتا تھا اور اوسکے دل کو اچھی لگتی تھیں نقل کر لیتا تھا کوئی مستقل کتاب
لائق اعتبار نہ تھی یوسیبیوس جو اکثر اس کتاب پر حوالہ کرتا ہے جسے وہ ہواریوں کے مذکور
کہتا ہے اسکی اطلاع میں انجیل کی تحریریں ایسی تھیں جو ہماری ان چار میں کی انجیلوں کی نسبت اور
ہی طرح پر تھیں اور وہ انکا کبھی متن مستند کے طور پر حوالہ نہیں دیتا اور کلیمنٹ
کی موضوعی تحریروں میں جو فرقہ ابیونیہ کی اصل متن انجیلوں کے حوالوں کی صورت
ہے مضمون سب کچھ تھا مگر عبارت کچھ نہ تھی موشیم اپنی تاریخ کے جلد اول میں لکھتا ہے
کہ فرقہ ناصری اور ابیونیہ کے پاس ایسی انجیل تھی جو ہماری انجیل سے مختلف تھی دوسری
صدی کے نصف ثانی میں جبکہ روایتیں ضعیف ہو گئیں تو وہ کتابیں جن پر حواریوں کا
نام تھا قطعی الحکم ہو گئیں اور شرع کے حکم میں ہو گئیں اور حاشیوں کی عبارتیں متن میں
داخل ہو گئیں اور ہارنصاحب اپنی تفسیر کی چوتھی جلد کے باب دوم حصہ دوم میں
لکھتے ہیں کہ احوال جو ہمکو قدما مؤرخین کلیسا سے درباب اوقات تالیف اناجیل کے
ملے ہیں ایسے غیر معین اور ابتر ہیں کہ کسی ایک امر معین کیطرف نہیں پہنچاتے اور پرانیے

پرانے قدمانے اپنے وقت کے گیون اور بے اصل باتون کو سچ سمجھکر لکھدیا ہے اور پچھلے لوگون نے ادب کرکے اون کے لکھے ہوئے کو قبول کرلیا اور یہ روایتین جھوٹی سچی ایک کاتب سے دوسرے کاتب تک پہنچین اور بعد امتداد زمانہ کے تنقید و تصحیح اون کی بہت دشوار ہوگئی اور اعمال اور نامجات کے اختلاف و تعدد اور زمانہ تحریر کا تو کچھ ذکر ہی نہین وہان کسیطرح کا تخمینہ بھی مشکل ہے یہان تک حضرت مسیح سے ڈیڑھ سو برس تک کا ذکر تھا اسکے بعد کا ذکر یہ ہے کہ افلاطون اور فیثاغورث کے پیرودن کا یہ مقولہ تھا کہ سچائی اور خدا پرستی کی ترقی کے لیے جھوٹ بولنا اور فریب دینا صرف جائز ہی نہین بلکہ قابل تحسین ہے اون سے یہودنے قبل مسیح کے یہ مقولہ سیکھ لیا تھا اور ان دونون سے یہ وبا عیسائیون کو لگی چنانچہ اس صدی مین اور بعدہ بہت سی جھوٹی کتابین بڑی کتابون اور مؤدب ناموں کے ساتھ منسوب ہوکر شائع ہوئین کما فی الاعجاز راقم کہتا ہے کہ عیسائیون کو کیا حاجت تھی کہ افلاطون کے پیرون سے جھوٹ بولنا سیکھین پولوس مقدس پہلے ہی ترویج دین کے واسطے جھوٹ بولنا مستحسن کرچکے تھے اور ولیم میور صاحب اردو تاریخ کلیسا مین لکھتے ہین کہ دوسری صدی مین عیسائیون مین گفتگو رہی کہ جب بت پرستون اور فیلسوفون کے ساتھ مباحثہ دینی کیا جاوے تو انھین کی بحث کا طرز و طریقہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہین آخر کار ارجن وغیرہ کی رای سے طریقہ مذکور تسلیم ہوا اس سے مسیحی بحاثون کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی نے بحث مین زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی مین خلل پڑگیا اسی سبب لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئین جو کہ اوس زمانہ کے بعد کثرت سے لکھی گئی ہین اسطرح سے کہ فیلسوف جب کسی کی پیروی کرتے تھے تو کبھی کبھی اوسکے حق مین کتاب لکھکے کسی معروف حکیم کے نام سے جاری کرتے تھے تاکہ لوگ

اوسکی باتین خوب قبول کرین سو اسی طرح عیسائی جو فلیسوفون کی طرح بحث کرتے تھے
کتاب لکھ کے کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام سے رواج دیتے تھے
ایسا دستور تیسری صدی مین شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسا مین جاری
رہا یہ بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام شدید تھی انتہی اس جعلسازی کا
بازار نوین صدی تک جاری رہا اور دسوین صدی مین اس فعل شنیع کا دریا اس
طغیانی سے موجزن ہوا کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا یہان تک کہ منتخب ہوتے ہوتے تھیر
انجیلین اور نامجات تھے جو سوائے اناجیل موجودہ حال کے ہین جنکو اب عیسائی بغیر وجہ
موجہ جھوٹی کہتے ہین اور اسی دریا کی طغیانی مین بعض سچی کتابین بھی عہد جدید سے
گم ہوگئین محقق گاڈفری ہیگنس لکھتے ہین کہ ناظر عیسائیون مین سوائے بتون اور
گلی ہوئی لکڑی کے اور کچھ نہ دیکھے گا انجیلی تاریخین بیسیون ہونگی جن مین ناظر کو پسند کرنا
غیر ممکن ہوگا کیونکہ کمال خوبی کی جہت سے چار ہی منتخب کرسکے گا اونکو محض خرافات
شیطانی سے بھرا پاویگا اور طمع کے باب کی عبارتین وسیع اور نہایت اونچی دیکھے گا جنکے
لفظی معنی زمانہ حال مین اون معنیون سے بہت مختلف سمجھے جاتے ہین جو اوس زمانہ
مین پائے جاتے تھے غرض کہان تک طول کیا جاوے خود معترض کو اس کتاب کے صفحہ ۱۶
مین ان سب امور کا اقرار ہے وہ لکھتا ہے کہ سوچنے کی بات ہے کہ اسوقت حضرت عیسیٰؑ
کی ۱۹ احدی ہے اور جسوقت ان اناجیل کی تالیف کی تحقیق ہوئی تھی وہ کئی صدیون کے
بعد عالمون کو خیال آیا تھا کہ اس امر کی تنقیح کیجاوے پس بعد زمانہ کے سبب اور مختلف
مقامون پر جدی جدی اناجیل جاری ہونے کے باعث اور رات دن کی مصیبتین
عیسائیون پر آنے کے سبب روایات متفق علیہ محققین کو نہ ملے اس لیے اختلاف واقع رہا

اور کوئی ایسی روایت بھی نہین ملی جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ اناجیل حواریون کے
عہد سے بہت دنون کے بعد کی ہین اگر کوئی ایسی روایت نکلے تو مقام شک کا تھا
اب تو سب روایتین اوسی عہد کی ہین انتہی القصہ کسی انجیل پر تعین نہین کہ یہ
منسوب الیہ کی تصنیف ہے اور بوجہ مستحسن کر لینے دروغ کے اور بوجہ جعلی روایات
کے زبانی روایات کا بھی سلسلہ کالمعدوم ہے اور معترض نے جو یہ لکھا ہے
کہ کوئی ایسی روایت بھی نہین ملی جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ اناجیل حواریون سے بہت
دن بعد کی ہین یہ عجیب قابل مضحکہ ہے وہ یہ نہین جانتے کہ ہر شی در اصل منفی اور معدوم
ہے تا وقتیکہ اوسکا یقینی اثبات نہو اور اسی واسطے علم مناظرہ مین دلیل لانا مدعی کے ذمہ
ہے نہ مانع کے ذمہ پس اناجیل کا تصنیف حواریان نہونا اصلی امر ہے اور ہم اسکے مانع ہین جبتک
اسکا یقینی اثبات نہو جاوے اوسوقت تک ہم اونکو منسوب الیہم کی تصنیف نہین سمجھ سکتے
اور یہ جو لکھا ہے کہ اب تو سب روایتین اوسی عہد کی ہین یہ سچ ہے کہ ہرگاہ کچھ تحقیق نہین
ہو سکتی تو ناچار یہی کہنا پڑتا ہے لیکن یہ جواب تمام عیسائیون کے واسطے کافی ہے
اور اہل عقل کے نزدیک تو صاف اختلاف اور جدی جدی انجیلون کا اقرار ہے
پادریصاحب نے شروع مین تو یہ دعوی کیا ہے کہ صاحب اعجاز عیسوی سے قصدی تحریف
ثابت نہو سکے اور یہان اصل انجیل کا بھی وجود ثابت نہو سکا تحریف کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ
اسی کو رد اور جواب کہتے ہین حق یہ ہے کہ پادریصاحب بیچارہ کیا کرین اٹھارہ
سو برس سے برابر جعل اور تحریف و تہذیب و اصلاح کا بازار گرم ہے وہ کس نسخہ کو تصنیف
حواریان کہین کلا یصلح العطار ما افسدہ الدہر انجیل اول متی کا پتا نہین کہ کب اور
کہان اور کس زبان مین لکھی تھی متقدمین کی یہ رای تھی کہ اوس نے عبرانی مین لکھی تھی مگر

وہ نسخہ صفحہ جہان سے گم ہو گیا اوسکا ترجمہ یونانی چلا آتا ہے مگر مترجم کا حال معلوم نہین
کہ کون تھا اور کہان تھا اور کب اور کہان ترجمہ ہوا اور متاخرین کو اصل نسخہ عبری سے بھی
انکار ہے فاسٹس جو اواخر صدی چہارم مین تھا اور پروفیسر بائر جرمنی کہتے ہین کہ
یہ انجیل متی کی تصنیف نہین اور شیوزو شلتس اس انجیل سے بہت تھوڑا اعتقاد رکھتے تھے
اور آیت ۹ باب نہم خود گواہی دیتی ہے کہ یہ متی کی تصنیف نہین معترض نے صاحب اعجاز
عیسوی کو قول فاسٹس کا یہ جواب دیا ہے کہ وہ غیر مشہور اور بیدین آدمی تھا سو یہ جواب
غلط ہے کیونکہ لارڈ نر اپنی تفسیر مین جابجا اسکا حوالہ دیتا ہے اور یہ شخص حضرت مسیح کو خدا
جانتا تھا اور حضرت موسی کو بنابر انجیل یوحنا کے چور اور ڈاکو جانتا تھا پھر کیون بیدین
تھا اس سے زیادہ اوسکی عیسائیت کی کیا پختہ دلیل ہوگی اور شیوزو شلتس پر جو بیدینی
کا الزام لگایا ہے اسکی بھی سند کسی معتبر عالم کے قول سے نہین دی اور بائر پر جو بیدینی
اور ۹ اصدی مین ہونے کا عیب لگایا ہے یہ بھی واہیات ہے ۹ اصدی مین ہو یا
غیر معتبر نہین ہو سکتا ورنہ خود پادریصاحب بھی غیر معتبر ہو جاوینگے اور بیدینی کی کچھ سند
نہین اور اگر بیدین ہو تو کیا ہرج ہے اوس نے متقدمین عیسائیہ کے حوالے لکھا ہے
پادریصاحب کو لازم تھا کہ اوسکے ماخذ پر جرح کرتا نہ اوسپر و اسکی انجیل متی کی ہے بعض
لوگ کہتے ہین یہ انجیل پہلے لاطین زبان مین تھی اور مشہور کہتے ہین کہ یونانی مین تھی اور
اسکا حال بھی ایسا ہی مجہول ہے مگر چونکہ یہ شخص حواری نہ تھا اور پطرس استاد کا شاگرد
تھا اسواسطے اس کے سلسلہ اسناد مین بحث کی حاجت بھی نہین لیسیر کی انجیل لوقا کی ہے
اسکی اصل اور زمانہ تصنیف کا حال بھی مجہول اور ابتر ہے اس نے اپنی کتاب دیگر تحریرات متفرقہ سے
منتخب کر کے لکھی ہے نہ اپنے مشاہدہ سے کیونکہ یہ پولوس کا شاگرد تھا اور پولوس اپنا کا حال اوپر

مذکور ہو چکا اسواسطے اسکے اسناد مین بھی بحث کرنا منظور نہین چوتھی انجیل یوحنا حواری سے منسوب ہے اسکا حال بھی مثل دیگر اناجیل کے ابتر ہے تصنیف کا زمانہ بھی مجہول ہے اور آیت ۲۱ باب بست ویکم سے ظاہر ہے کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہین اسٹاڈلن اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ بلاریب انجیل یوحنا کسی طالبعلم مدرسۂ اسکندریہ نے لکھی ہے اور ہارنصاحب اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ فرقۂ الوجیین جو دوسری صدی مین تھا اس انجیل اور تصانیف یوحنا سے انکار کیا ہے اور پرشنیذر جو بہت بڑا عالم و محقق گنا جاتا ہے کہتا ہے کہ یہ سب انجیل اور نامجات یوحنا کی تصنیف نہین بلکہ اوائل صدی دوم مین کسی نے اوسکے نام سے لکھدی ہین اور جو فرقے عیسائیون کے الوہیت مسیح کے منکر ہین سب اسکے منکر ہوگئے یا اسکو محرف بتائین گے کیونکہ اسی مین مسئلہ تثلیث ہے اور حق یہ ہے کہ اس انجیل مین بعض اقوال ایسے ہین جو ہرگز حواری مسیح کے نہین ہوسکتے چنانچہ ایک یہی مسئلہ تثلیث ہے دوسرے یہ کہ جناب موسیٰ کو چور اور ڈاکو کہا ہے غرضکہ اناجیل کے تالیف حواریان ہونے مین ایسی متعدد اور متصل روایات نہین جنسے کہ پہلی اور دوسری اور تیسری صدی کے نصف اول تک یعنے حواریون اور حواریون کے شاگرد اور شاگردان شاگرد کے سلسلۂ اسناد سے ثابت ہوجاوے کہ یہ چارون انجیلین اس طرز و مضامین کی اون کے زمانون مین متداول اور رائج تھین بلکہ ایک بھی سلسلہ متصلاً نہین ملتا اور ہرگاہ اوس زمانہ کے مشائخ کا سلسلہ مفقود ہے تو اونکے بعد کے زمانہ مین اگر شہرت ہوئی تو کیا مفید ہے اور معترض مخاطب جو انجیل متی کے باب مین لکھتا ہے کہ اس انجیل کی نسبت برنباد نے دس جگہہ اور کلیمنٹ نے دو دفعہ اور پولیکارپ نے پانچ دفعہ اپنے اپنے نامجات مین گواہی دی ہے انتہی سو یہ جواب چند وجوہ سے باطل ہے اول یہ کہ ان مشائخ اور معلمون کی تصنیف اور نامجات مین چند جملہ مکارم

جواب اول ۱۲ دوم ۱۲ سوم ۱۲ چہارم ۱۲ پنجم ۱۲ ششم ۱۲ ہفتم ۱۲ ہشتم ۱۲ نہم ۱۲ دہم ۱۲ یازدہم ۱۲ دوازدہم ۱۲ سیزدہم ۱۲ چہاردہم ۱۲ پانزدہم ۱۲ شانزدہم ۱۲ ہفدہم ۱۲ ہجدہم ۱۲ نوزدہم ۱۲ بیستم ۱۲ بست ویکم ۱۲

اخلاق اور عام وعظون کے منقول ہین اور وہ بھی نہ کسی انجیل کے حوالہ سے مثلاً انجیل متی مین
یون لکھا ہے یا انجیل لوقا مین یون ہے بلکہ اون اقوال کو عموماً مسیح سے منسوب کیا ہے اور اس
قسم کی نصیحت اور اخلاق کی باتین ہر ایک مذہب کی کتابون مین ہوتی ہین انجیل کی ہی
کیا تخصیص ہے پس اسقدر حوالہ سے تو ان کتابون کا مشائخ مذکورین کے پیش نظر ہونا بھی
ثابت نہین ہوتا تا لیکا چونکہ حواریون کی تعلیم زبانی ہوا کرتی تھی اور مسیح کے دوبارہ نزول
کے انتظار مین تحریر پر توجہ نہ تھی اور روایتین اوسوقت مشہور تھین اور جیسا کہ پی پاس معلم کا
قول تاریخی یوسیس سے ظاہر ہے کہ زبانی روایات کو ترجیح دیجاتی تھی اور مسیح کے بعض اقوال
اعمال حواریین اور مشائخ قدیم کی تحریرون مین ایسے بھی منقول ہین جو ان چارون اناجیل مین
نہین اسیطرح وہ چند جملہ مکارم اخلاق کے ان معلمون تک زبانی روایت کے ذریعہ سے پہنچے
نہ کسی کتاب سے ثالثاً جب دوسری صدی مین لوگون نے انجیل یوحنا سے انکار کیا تھا
تو اونکے جواب مین کہین ایرینیوس نے یہ نہین کہا کہ پولیکارپ سے مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ
یہ انجیل یوحنا کی ہے حالانکہ ایرینیوس پولیکارپ کا شاگرد تھا اور یہ یوحنا کا شاگرد تھا
پس اگر یوحنا کی تصنیف ہوتی تو شاگرد کو ضرور اطلاع ہوتی اور وہ اپنے شاگرد سے
کہتا تعجب ہے کہ ایرینیوس ذرا ذرا سی بات پولیکارپ سے بار بار سنے اور اس امر عظیم اور
مدار ایمان و دین کا ایک دفعہ بھی ذکر نہ آوے اور معترض نے جو اسٹاڈلن کے
قول کا یہ جواب دیا ہے کہ اسکندریہ کا مدرسہ اس انجیل کی تصنیف کے بعد جاری ہوا ہے
اوسکے طالب علم کیا عالم خیال مین پیدا ہی فاضل ہو چکے تھے سو اسکا یہ جواب ہے کہ یہ مدرسہ
مرقس کاتب انجیل کا تھا جو اول صدی کے اواخر مین جاری ہو گیا تھا اور انجیل یوحنا کا پتا
دوسری صدی کے اواخر تک نہین لگتا پھر عالم خیال مین تصنیف ہونا کیونکر لازم آئے گا

رابعاً بفرض محال قبول کیا کہ ان معلمون نے متی کی انجیل سے اپنے نامجات مین کچھ نقل کیا اور حوالہ دیا لیکن معترض بھی مقر ہے کہ انجیلین جدی جدی اور مختلف تھین پس اسکا کیا ثبوت کہ وہی انجیل منقول بعینہ یہی انجیل مروجہ حال ہے خامساً اور پر خوب ثابت ہوچکا ہے کہ دیندار عیسائی بھی کتابین اور نامجات لکھکر مشہور معلم کے نام سے مشہور کر دیتے تھے اور مباحثہ مین جھوٹ بولنا بھی مستحسن سمجھتے تھے اور ہزار برس اسی جعل و تحریف کا بازار گرم رہا تو اون معلمون کے نامجات پر کیونکر یقین ہوسکتا ہے کہ وہ قطعاً اونکی تحریرین ہین تاکہ اونکے حوالون سے اس انجیل کا وجود اون کے زمانہ مین ثابت ہو۔ اور تعجب یہ ہے کہ عماد الدین نے بیان زبانی بہت کچھ شور مچایا اور اعجاز عیسوی کے رد کرنیکا ادعا کیا مگر ان معلمون کے جیسے تیسے نامجات کی بیان نقل بھی نکی تاکہ ہم بھی دیکھتے کہ اون مین کس طرز سے ان انا جیل کے حوالے دیے گئے ہین مگر اونکا کچھ وجود ہو تو لکھین اون حوالونکی بھی محض حکایت و روایت چلی آتی ہے۔

اسی طرح پادری عماد الدین نے اعجاز عیسوی کا بھی ہر چکہ بلا تحقیق حامیانہ اور متعصبانہ رد کیا ہے نہ عالمانہ و محققانہ اور اسی وجہ سے بندہ نے کل اوائل ہدایۃ المسلمین کا جواب لکھنا مناسب نہین سمجھا مگر اوسکے حصہ کی اکثر جواب طلب باتونکا اس کتاب مین حسب موقع تعرض کر دیا ہے پس پادری صاحب اور اونکے اتباع کو محض گمان ہے کہ ہدایۃ المسلمین سے اعجاز عیسوی کا رد ہوگیا

إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ ۝ فقط

تمت الکتاب بعون اللہ تعالیٰ

بقلم درد بیمقدار سراپا خاکسار محمد حسین الحسینی ابن مولوی محمد ہادی العلی لکھنوی خوشنویس عفت قلمہ

فاضل ارشد
یہان کتاب
کران معلمون کے
بعض مخالف
وتعرضات
تعرض
نہین
کچھ
سکتی
ہے

تقريظ لذى الفضل والبراعة من اكابر اهل السنة والجماعة المدقق النحرير المولوى محمد بشير حماه الله من شر كل غوى وشرير

بسم الله الرحمن الرحيم

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان فمنهم من شكر ومنهم من عدل فى الكفر والطغيان فاما الذين شكروا فاخرجهم من ظلمات الشرك الى نور التوحيد والايمان واما الذين كفروا فرادهم رجسا الى رجسهم وتركهم فى غياهب الضلالة والعصيان هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الفرقان فتحدى به بلغاء العرب فلم يأتوا باقصر سورة من مثل القرآن وقام من انتصب لمحاجته من فصحاء كل قبيلة وبطنان وعلى الله الذين ما الوا جهدا فى اصطفيا كتاب الله عن تحريف كل مارد شيطان وصحبه الذين ما استكانوا وما ضعفوا فى الاعتصام بما شهد له الثقلان وارشاد اليه الفسقاسان وبعد فلا يعزب عن اولى الالباب واصحاب الفضل واللباب ان الله تبارك وتقدس قد وعد فى كتابه المجيد بحفظه ونصر متبعيه حيث قال وانا له لحافظون وكان حقا علينا نصر المؤمنين فاخبر انه يبرز فى كل قرن اعلاما من المسلمين ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين فجهدوا غاية الجهد فى حمايته حسبما وفقهم الولى الكبير ومهما فرطوا فى نصرته رشيما عن امر من العزيز النصير فهذه سنة الله على كر السنين والشهور فلا يوجد لها تبديل وتلك نعمة الله على مر الاعصار والدهور فليس لها تحويل وقد اخبر به الصادق المصدوق حيث قال لا يزال طائفة من امتى منصورين لا يضرهم من خذلهم حتى تقوم الساعة ومن جريته ترى المسلمين فى كل زمان يجادلون باحق اصحاب الكفر ولا يكترثون واحدا لاجالحة فحق ان ينشد فيهم قوم اذا الشر ابدى ناجذيه لهم طاروا اليه زرافات ووحدانا وكانت فى رهيج تلونا عليك فانظر الى الفتنة الصماء الكباء العمياء الدهيماء التى نشاءت فى زماننا هذا من تحت قدمى الجماعة المهين المدعو بعماد الدين حيث انقلب على عقبيه وقال ما قال لكتاب لا يأتيه الباطل من بين

يديه والف كتابا رحمه بهداية المسلمين واقتفى عليه وسماه سيد المحققين فقد فضل واضل كثيرا من
الاساطين فمصدق عليه انه فارغ من رحم اساطين بل حصران يقال فيه انفق والسماء واستغن الماء لا يحب
ان يحمد ويثنى على البطر والرياء فحداه حادى التوفيق والانفة وقاده قائد التصديق والغيرة الا يحك
اللبيب المتوقد الا وحد السيد محمد وقاه الله شر حاسد اذا حسد الى كشف مستوحه وعواره وتتبع عوراته و
سناره وذكر عجره وبجره وقبح اصله ودابره فلا علمته قال حالى بسانها اعطى القوس باريها وانزل الدار
بانيها فبفضل الله اتى بكتاب تيتق وجواب بتيق حقيق بان يكتب باء الذهب وجدير لان تشد الرحال فى
طلبه اهل العلم والادب فارحل الى طابا للتقريظ فطالعته واعجبنى استيفاء لما قال الناصح الدليظ لا تعجلن
بقضية صبوتة فى مدح من لم تبله او خبرته وليتمار القا الشاء والاخر من خبرته عجلان ولا تشم كل خالى
لاى ارتقه واوتر اى هبوب السكت غاجا فتوثبت عمال القلم ثانيا الى تحرير التقريظ مجتنبا عن الاغضاء
والتلبيظ فوجدته لؤلؤا بذر بريقه اجانه اذهل من ضرب لابل ثمسا تمع ذكائها اعدائها احير من ضب
ومن خصائص هذا الكتاب ومزاياه اثبات فصاحة القران المجيد بشواهد اشعار الجاهلية كيف لا والقوم عليها
فى هذا العصر وقد عفت فيه آثار العلم ومعالمه من الفضائل العجبة الجليه فحبك به شاهدا على فضل باسبه
وناصك به حجة على نباله الحاد جده والمولى العلامة النحرير العلامه وان كان مذهبه الامامية امامه لكنه اريد
فى هذا الكتاب كلمة تانف عنها اوان اهل السنة والجماعة حرى لاستلقاه بالقبول منهم اولوا الفضل والبراعه بل كما
انه استشهد دواوين الامامية بما هو لا شهر كذلك اجتزم بعض السنية او هو اكثر بيد انه مفق فى مواضع
معدودة منه ملا يرضاه منهج النقاد الذى لا يعرى عن الزيف والكساد كالقصيدة المذكورة فى الصفحة
الثانية والستين بعد المائة والحكاية المسطورة فى الصفحة الثامنة والخمسين بعد المائتين من هذه الصفحة
مع ان اصل الجواب له صحيح على كلا المذهبين وامكان فرضه على سبيل المذاكرة متفقا على احد الطرفين وزاد
دعوانا الى الله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين وعلى اله وصحبه واتباعه اجمعين ٥ العبد

تقريظ العالم اللبيب والفاضل الاريب المتوقد المجد المولوى السيد محمد المدرس فى المدرسة الاسلامية الاكبر اباد

الحمد لله ولى الحمد	الباعث المختار خير عبده
محمد صلى عليه الله	وآله الصحب ومن والاه

ايّاك نحمد يا رب العالمين فاطر السموات والارضين وايّاك نعبد وايّاك نستعين لك الامر يا دهر الداهرين فانهد دستنا على الذين حادوا عن شرعتك وجحدوا بمنتك وضربوا لك الامثال ولجوا بالاوزار والاثقال واثاروا اقدام خلاف الحق اليقين ونصلى على رسولك المبجل الابجل وحبيبك الاكرم المكرم اشرف الذوات الامكانية وافضل الشعوبات الانسانية سيد المرسلين قائد الغر المحجلين خاتم النبيين المبعوث بقوله طه المجد وسواطع البراهين وعلى اله وصحابه الذين شادوا الدين وساهوا المعتدين واهانوا مهين الحرص والتخمين بضرب القواضب وطعن الرماح واقحام المعاندين صلوة دائمة الى يوم الدين امّا بعد فان المتقصين من القسيسين فى هذا الزمان بتلك البلدان اثاروا اقدام الخلاف واقاموا سوق الاعتساف وساوا سيف العدوان على معشر المسلمين وخرجوا عن فطرة الله كما تخرج الشعرة من العجين فنسبوا الى التنزيل وبينا ما يشينه دينهم وحينا حتى صفرت لهم وطابنا وجلبت الى قلبها اسامر كائنا وطالما البناهم على مخترعاتهم فاوجدوا دليلا على خرافاتهم لا سيما الصفتح البلتنج وصلمه بن قلمه وميّان بن ليّان ومي بن ني ونهل بن خل وخلال بن التلال وغيره من الجهال والضلال فانهم انكروا فصاحة القران وضربوا له الامثال واحلوا قومهم دار البوار جهنم يصلونها فبئس القرار واولئك هم الغافلون يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون واى محذرة من محذرات العلوم اماتوا عن محياها اللئام ام اى نتيجة من نتائج الفنون جعلوها على طرف الثمام وانما اشتغالهم بجزئيات معدودة يتعرضون بها على افئدة العوام يحسبون انهم على شيء الا انهم هم الكاذبون استحوذ عليهم الشيطان فانساهم ذكر الله اولئك حزب الشيطان الا

ان حزب الشيطان هم الخاسرون وقطع دابرهم المركب حجة قاطعة على عدم الفرق بين الخث والسمين
ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو في الاخرة من الخاسرين كيف يهدي الله قوما كفروا بعد ايمانهم
وشهدوا ان الرسول حق وجاءهم البينات والله لا يهدي القوم الظالمين والمرئي على هواه كالجعل باستنامة
المورد يعوت حذف انفه وكالخفاش يتأذى بضوء الشمس لسوء بصره وضعفه وفساحة القلب اظهر من الشمس خروج
مثله عن طوق البشر واجازه باق الى اليوم ويستمر هذا كما كان بحيث لا مساس ولا ينكر ذلك الا من جهل مقداره فاعقبه
الهوان وابعده النصفة فما اكثر جهل من تعاطى ذلك وكثر عثاره واوجب له الحرمان فلا بضره قول الجاحد الغوي الباغي
والحائد الغبي الطاغي ٭ فما ضر يوما الشمس ان كان نظر اليها عيون لم يزل دهرها عميا لكن الحقائق قد تخفى والمسألة قد
تبلى فطفقت اقحم في موارد الخماسة والعقد الثمين والسبعة المعلقة اطماء نهارى واسهر ليلى مقتفيا اثارها
مقيدا لاوابدها جامعا لشواهدها معتنيا لفوائدها حتى انتهى الى آية تنزيه الفرقان عن مساس الشيطان
وهو اسوء باب الغي والحرمان وادراج المحبوسين في مطمورة الزمان المسجونين في سجن المكان الذي
صفته حوشي الفؤاد طويل الجماد حائر الفضائل بجذافيرها وجامع الكمالات بقضها وقضيضها قرة للعصر
وولي ايانه قرير الدهر في نظرائه الفاضل المجد السيد محمد جازاه الله على قدر غنائه وطوى الخافقين
حسن ثنائه واسمت سرج الظرافة فاذا هو كزهرة فوق ربوة او كدوحة وسط روضة ٭ ففي كل لفظة منه
رياض من المنى وفي كل سطر منه عقد من الدرر ترى مصنفه قد ركب الذلول والصعب وصاب الحدور
السهل في المرتقى الصعب فبث مناقب القرآن ونقائبه وقتل بمشرفيه طاعنه وعائبه ارجاه عنه وكواه
فوق المواظر ونهلت منه المثقفة السمر ولا سيما الخطي الاسمر فما ماط عن الدهر علائه وخرق كبرياءه
وانحمه واسكنه وهتك ستره واصمه فتركه غيابا طباقا كل داخل داء ٭ لسنا نسميه اجلالا و
مكرمة وقدره المعلى عن ذاك يغنينا ولكنا نراه جود الشعر وعساكره وجيوشه وشراته وكادت
الطليحة المطبوعة تشاء نحوه شأوها والبهمة على يمينها والميرة على يسارها وطفقت سهام الشواهد

تصيب منها وسيوفها النظائر مصارعها وامر من الزمان فاضربها عواتق الاعناق واضربها منهم كل بنان وفاجره وتركت بحره وبحره وفرعه مستقره فرار البتير عن الدماء او الحي من السيئة السوء والله در ابي الطيب المتنبي حيث قال ٥ مضى يبتدر الانف الرماح ثلاثة ٥ كما يتلقى الهدب في لوقة الهدب ٥ ولكنه ولى والمطعن سكوة ٥ اذا ذكرتها نفسه لمس الجنبا ٥ وعلى العذار والبطاريق والقنا ٥ وشحت النصارى والقرابين والصلبا ٥ الى اخره وايم الله لقد اختلس فيه بالقدح المعلى وانه لاحد من تفاريق العصا فضح ابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين والصلوة على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين ٥

نسقه العبد الخامل الراجي السيد صبر احمد بن المولى العلامة والحبر الفهامة العالم الرحلة الرباني والحجة الصمداني شيخ الاسلام مولانا السيد امير حسن النقوي السهسواني وفاه الله شر نفسه وجعل يومه خيرا من امسه

تقريظ الاذعي والاحوذي العالم الجليل مولوي محمد عبد الباري مدرس المدرسة الاسلامية الاكبر بانكيپور

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم لولا انت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا فانزلن سكينة علينا وثبت الاقدام ان لاقينا ان الاعداء قد بغوا علينا اذا رادوا فتنة ابينا ٥ صبرا لحكمك يا الهي والقضا ٥ انا صابرا ان كان فيه لك الرضا ٥ جاروا علينا واعتدوا وتجبروا ٥ فلعلني الفردوس ان نتعوضا ٥ قد ضقت بالامر الذي وبدا لنبي ٥ فوسيلتي بالمصطفى والمرتضى ٥ نجحك يا من شرحت صدرا للاذعان والتصديق وجعلت لنا بالاسلام رضاءك خير رفيق اوضحت للناس مناهج الرضاء والسخط في الطاعة والاثام واعددت لهم في الخيرات ان جهدوا اعدا السلام وان جحدوا بصفاتك ولو يمنوا بكتابك جعلت النار موعدهم فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله ان الله عزيز ذو انتقام ونصلي على نبيك المعظم وحبيبك المكرم الذي رتقه دعوة عامة وبعثته الى الناس كافة فاسس العلم والحكم واحاط بمحاسن الشيم لا سبيل الى الله الا باتباعه ولا يتيسر رضاءه الا باقتداءه فهنيا لمن وفق باطاعته وتمسك بهديه وصراطه وويل لمن تنكب عن هدايته وتوغل في عميه وغوايته وعلى اله واصحابه الذين فازوا درجات الرحمة ونالوا البركات بالتعبد والرحمة شيدوا اركان الدين ودعايمه وايدوا الشرع المبين وقوائمه وبعد فان الجهل في هذا الزمان قد انتشر اخفى الخير في الزوايا وارتقى الشر ترى اكثر المصنفين في هذا العصر من لا يستطيع التكلم بالفاظ الصحيحة فضلا ان يدانى العوام ضل وباتى بالعبارة الفصيحة ويريد كل غبي ان يباحث مع العلماء الاعلام ولا يعد نفسه من الذين قال الله فيهم اولئك كالانعام بل هم اضل وعيتان الدهر

غلط نامہ کتاب تنزیہ الفرقان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۳	دلست	دانست
۷	۱۸	آلعمت	آنعمت
۱۱	۱۰	لکرجوا	لکرجو
۲۶	۱	کمال	کمال کو
۳۵	۱۹	سب ہی	سب سے
۵۰	۱۳	مرئی	مرسی
۵۶	۱۳	ختلاف	اختلاف
۶۱	۲	کہف میں	کہف دہر میں
۷۵	۱۱	فواری	فوادی
〃	۱۳	مصطھد	مضطھد
〃	حاشیہ	[illegible]	[illegible]
۸۲	حاشیہ	فقالہ می	فقالہ رسہ
۸۳	۵	یحبون	یحیون
۸۶	۱۳	راجر	راجز
۸۹	۱۵	الاسراف	الاشراف
۹۰	۲	کل شئ	کل شیئ
۹۳	۱۰	احترصہ	اخترصہ
۹۴	۱۴	ص+	ص+ج

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۴	۱۴	اقتت	اقتت
۹۶	۱۰	تحصیص	تخصیص
〃	۱۵	بے بصیرتی کے	بے بصیرتی
۹۹	۱۶	حام	عام ہے
۱۰۲	۱۵	آلعنت	آلعنت
۱۰۳	حاشیہ	[illegible]	[illegible]
〃	۸	فتمائلت	فتمائلت
۱۰۴	۱۳	الھاتی	المائی
۱۰۱	۳	[illegible]	[illegible]
۱۲۰	۸	نجعل	نجعل
〃	〃	خربا	خربا
۱۲۲	۱	العلمات	الملمات
۱۳۹	۱۰	زہ	زرہ
۱۴۰	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۴۴	۸	مجاوع	بجاوع
۱۴۵	۸	گرامی مثل	گرامی شتر اثل
〃	۱۴	المقتدار	المقتدر
〃	۱۸	فصاحت	فصاحت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۰	خالویہ	خالویہ
۱۶۱	۱۲	العشیر	العشیرۃ
۱۸۶	۱۷	یفضّوا	تفضّوا
۱۸۷	۱۹	سر	پر
۲۱۹	۵	ایک	ایک جگہ
″	۸	قافیہ	قافیہ
۲۴۴	۷	لاتبع	لاتبع
۲۴۷	۹	حالانکہ کو	حالانکہ متعرض کو
۲۴۸	۴	شَہِدَ	شَہِدَ
۲۵۶	۸	تروع	شرع
۲۶۰	۱۷	محققہ	محققہ
۲۶۲	۴	کرکے	کرکے شاعر نے
۲۷۶	۱۶	اور قدرت	جو حیات
″	۱۷	پھر	پھر شرکین
۲۸۰	۱۳	گئے	گئے تھے
۲۸۸	۱۷	الرد	الارد
۲۹۱	۱۴	نسبت	نسیت
۲۹۸	۱۴	خالفۃ	خائفۃ
۳۰۰	۱۱	اَحَدٌ	اَحَدٌ
۳۱۴	۱۷	اَلْمَضْغَۃَ	اَلْمُضْغَۃَ
۳۱۹	حاشیہ	مزرنجب	مزرنجب
۳۲۷	۱۳	الفاظ	لفظ
۳۴۴	۱۹	اور اگر	اور مقصد سیاق کی باتوں کو
۳۴۹	۷	تواون	توکبھی اون
۳۵۳	۱۲	اور مجاز کے	اور بغیر مجاز کے
۳۵۹	۱	یُثْبِتَ	یَثْبُتَ
۳۶۲	۹	واطمئنہ	واطمعہ
″	″	قَمَنْ	اور مَنْ
۳۷۲	۲	اوس آیت	آیۂ قرآنیہ
۳۷۶	۱۶	مَعَارِیْنَہٗ	مَعَازِرَہٗ
″	۱۸	کے	کے دن
۳۱۲	۸	اَتَکُمْ	اَرَیْتَکُمْ
۳۱۶	۱۴	بغضہا	بعضہا
۳۱۸	۱۴	توریت	توریث
۳۱۹	۱۸	وصہ	وصیتہ
۴۲۰	۱۳	ہین	ہین
۴۲۵	۱۲	لوفا	لوقا
۴۳۶	۱۶	ضلوبیت	مغلوبیت
۴۴۱	۸	ابوجہ	بوجہ
۴۴۴	۱۹	نہ کہتے	رکھنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۷	۱	ہے	ہیں
۴۵۵	۱۹	بیس	بیس
۴۵۶	۱۸	ہے	ہے
۴۶۰	۴	سب ماخذ	سب کا ماخذ
〃	۶	حَمِئَۃٍ	حَمِئَۃٍ
〃	۱۹	حمیۃ	حمئۃ
۴۶۳	۷	ہوی	ہوئیں
۴۶۴	۱۶	اسطرح سے	اسطرح ہے
۴۷۱	۷	عبادت	عباد
۴۷۲	۹	ہیں	ہے
۴۷۳	۲	لوپ	پوپ
۴۷۵	۴	طرقوا	طرقوہا
۴۷۶	۸	نسبت ہی	نسبت جسارت
۴۷۷	۱۲	عمال	اعمال
۴۸۲	۱۴	مرتبہ ابنت	مرتبہ ابنت
۴۸۴	۱۵	قولہم	قولہم
۴۹۲	۱۲	رشافت	رشاقت
۴۹۴	۱۹	مبثوت	مبثوث
۵۰۲	۱۲	تعلون	یعملون
۵۰۳	۵	نَنْشُرُ	نُنْشِزُ
۵۰۴	۶	حروف	حروفکو
۵۱۳	۱۲	مؤنث غیر حقیقی	جمع مذکر غیر سالم
۵۲۶	۱۶	پروشلیم	یروشلیم
۵۴۲	۵	اوسی	اسی
〃	۱۴	کہ	بلکہ
〃	۱۷	ہے	رہے

غلطنامۂ تقاریظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵۴	۵	فلا علتہ	فلما علتہ

قطعۂ تاریخ چکیدہ قلم جادو رقم شاعر وحید الدہر میر زا حاتم علی مہر ادام اللہ حشمتہ و اقبالہ

جناب مولوی سید محمد کو ہمہ دان ست — معین مذہب حق و ظہیر اہل ایمان ست
بہ بحث افتاد روزی حین عماد الدین تشلیثی — کنون شش شہر ستون آسمانِ کاخ و ایوان ست
جواب ہر سوالش مولوی مذہان شکن گفتہ — شدہ مشکل ز خجلت لب گزیدن ہم نہ آسان ست
کتابی مثل این در دفتر عالم ندید عالم — سر ہر نسخہ علم کلام این نامہ عنوان ست
سخن سنجان بغور و فکر ہر سال می بودند — رقم زد مہر تا یکمی چہا تنزیہ قرآن ست

۹۴ ۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ شاعر شیرین سخن میر سید حسن المتخلص بہ مضطر رئیس بہر سر سلمہ

کتاب حق نما تنزیہ فرقان — کہ باشد مظہر اعجاز حقا
ندیدہ عالمی مثلش بعالم — کزان اعجاز قرآن شد ہویدا
جواب کافی و دندان شکن گشت — عماد الدین تشلیثی نبی را
چو شد مطبوع طبع سال طبعش — ز چرخ چارمین فرمود عیسیٰ
بگو مضطر چو من پیش مصنف — جزاک اللہ فی الدارین خیرا

۹۴ ۱۲۸۴

5986

قطعۂ تاریخ جوہر شناس سخن سید احمد حسن رئیس شاہ گنج دام مجدہ

مولوی سید محمد نے کتاب — مرحبا تنزیہ فرقان کیا لکھی
دیکھ لیں گے آپ ہی صاحب کمال — کیا ضرورت وصف اور تعریف کی
عرصہ سے مشتاق تھے اہل کلام — للہ الحمد اب وہ بالکل چھپ گئی
فکر سال طبع میں تھا منتظم — چرخ چارم سے صدا آئی یہی
سال ہجری کو مشترک کر کے دور — دیکھ انشا یہ بہو ستر عیسوی

۹۴ ۵۸۱ ۱۲۸۴

تمت بالخیر سید محمد مبین الکھنوی